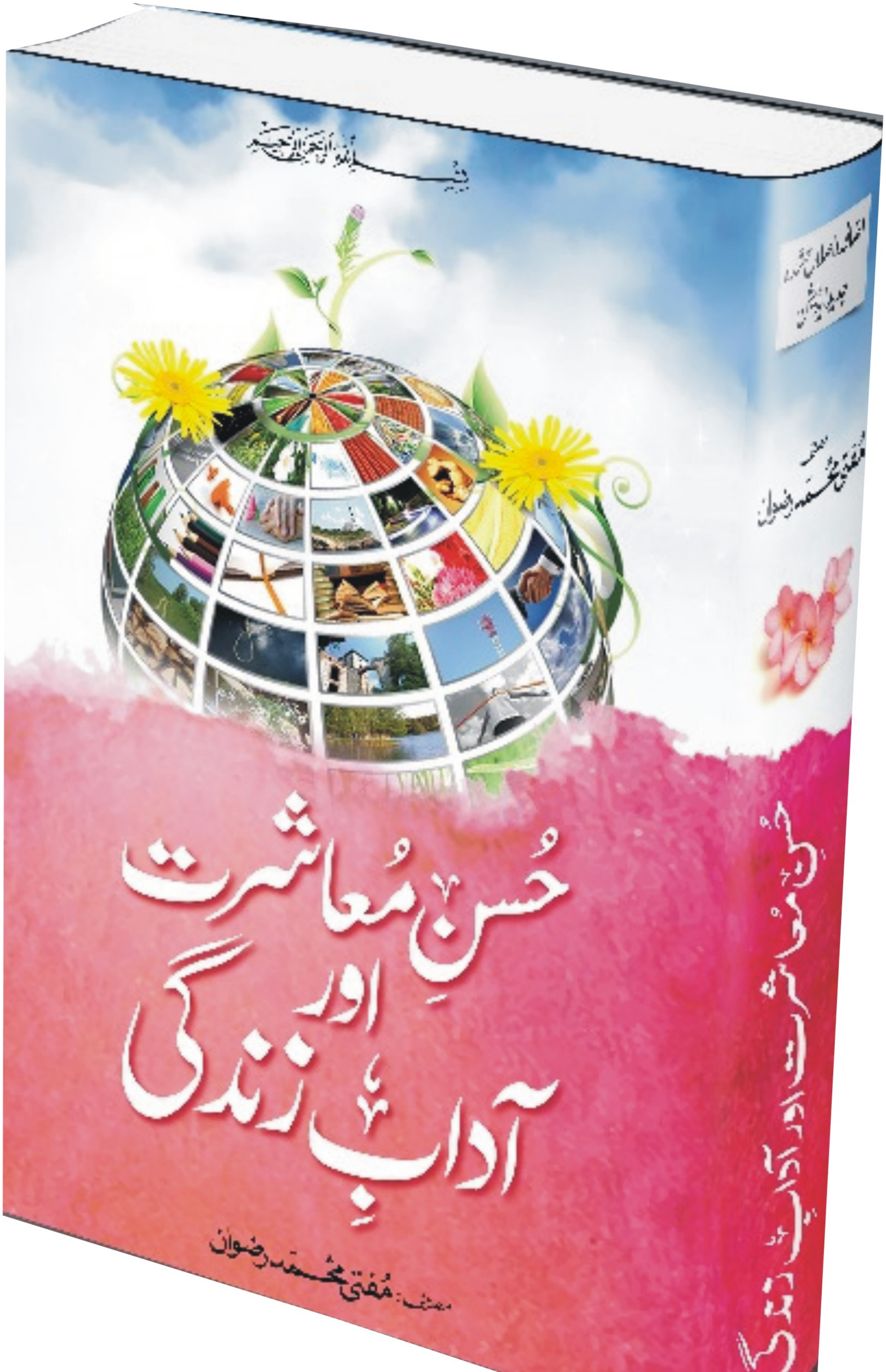

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حُسنِ مُعاشرت
اور
آدابِ زندگی
مصنف: مُفتی محمد رضوان
حسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی
مصنف
مفتی محمد رضوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حُسنِ معاشرت

اور

آدابِ زندگی

(Beauty of Civilization and Manners of Life)

اچھی معاشرت اورطرزِ زندگی گزارنے، رہنے سہنے، ایک دوسرے سے ملنے جلنے لین ودین کرنے، تہذیب وشرافت والی زندگی بسر کرنے کے مختصر، جامع اورسہل آداب واحکام اورزندگی میں کام آنے والی مفید باتوں اورآدابِ زندگی کا مجموعہ

مصنّف

مفتی محمد رضوان

www.idaraghufran.org

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: حُسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی

مصنف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اول: جمادی الاخریٰ 1429ھ طباعتِ سوم: رجب 1438ھ اپریل 2017ء

صفحات: 636

ملنے کے پتے

Idara Ghufran

فہرست

Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمہید

(از مؤلف)

اسلامی تعلیمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے، جو زندگی کے تمام شعبوں کو شامل اور محیط ہے، اس میں انسانوں کی معاشرت اور دنیا میں رہنے سہنے کے طریقے بھی داخل ہیں۔

دینِ اسلام نے عقائد وعبادات، معاملات واخلاق اور معاشرت وسیاست اور طب وغیرہ کے تمام شعبوں میں ایسے اصول، تعلیمات وہدایات اور آدابِ زندگی پیش کیے ہیں کہ جن تک کسی انسان کا خود سے دل ودماغ رسائی نہیں کرسکتا۔

معاشرت سے مراد دنیا میں رہنے سہنے، زندگی گزارنے اور ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ اور سلوک کرنے اور اپنی جان اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے اور المختصر آدابِ زندگی کے طریقے ہیں، جن میں سے بعض کا تعلق انسان کی انفرادی زندگی سے، اور بعض کا تعلق اجتماعی زندگی سے ہے، اور بعض کا تعلق دونوں سے ہے۔

حسنِ معاشرت کو صحیح معنیٰ میں بطورِ عبادت اختیار کرلیا جائے تو اس سے جہاں ایک طرف اللہ کی رضا اور قرب حاصل ہوتا ہے، اسی کے ساتھ انسان خود بھی راحت وسکون میں رہتا ہے، اور اس کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی راحت وسکون میں رہتے ہیں، اور یہ راحت وسکون روحانی اعتبار سے بھی حاصل ہوتا ہے، اور جسمانی اعتبار سے بھی حاصل ہوتا ہے، اور جسمانی و روحانی اعتبار سے اپنے آپ کو بھی حاصل ہوتا ہے، اور دوسرے لوگوں کو بھی حاصل ہوتا ہے۔

اسلامی معاشرت اور اسلامی تہذیب میں جابجا ایسی چیزوں کی رعایت رکھی گئی ہے، جن سے انسان خود بھی راحت وسکون میں رہے، اور دوسرے بھی راحت وسکون میں رہیں۔

کہیں فرمایا گیا کہ ’’اللہ نے ہر بیماری کا علاج پیدا فرمایا ہے، کوئی اس کو جانتا ہے، اور کوئی نہیں جانتا‘‘ اور کہیں فرمایا گیا کہ ’’صحت کو بیماری سے پہلے غنیمت سمجھو‘‘ اور کہیں فرمایا گیا کہ

''مسلمان تو وہی ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے سلامت رہیں'' اور کہیں فرمایا گیا کہ مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ اس کے لئے وہی چیز پسند کرے، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے، اور کہیں فرمایا گیا کہ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

اسلام میں اس طرح کی اور بھی اصولی وفروعی تعلیمات بہت کثرت سے پائی جاتی ہیں، اور واقعہ یہ ہے کہ معاشرت کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو ''انسانیت'' سکھائی جائے اور حیوانیت اور جنگل کے کالے قانون میں پھنس کر زندگی گزارنے سے بچایا جائے اور انسان کے اندر اپنے اور پرائے کی اُنسیت، محبت اور ہمدردی پیدا کی جائے۔

اسی لیے اسلامی تعلیمات میں حقوقُ اللہ سے زیادہ حقوقُ العباد پر زور دیا گیا ہے، آخرت میں حقوق العباد کے متعلق زیادہ پرسش کا اندیشہ ہے، اور اس سلسلے میں معمولی سے معمولی غلطی بھی قابلِ مؤاخذہ شمار کی گئی ہے۔

حقوقُ العباد میں انسان کو اپنی ذات کے علاوہ اپنے، بیگانے، اقارب واجانب، ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں سے نیک سلوک، بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی، مدد وامداد، جانوروں کو دکھ نہ پہنچانا، آدابِ مجلس، آدابِ گفتگو، آدابِ ملاقات، وغیرہ جیسے بہت سے امور شمار ہوتے ہیں، جن سے انسان کے نفس کی اصلاح وتزکیہ کا بھی گہرا تعلق ہے۔

اسلام میں معاشرت کی تعلیم ہر قسم کے تکلفات وتصنعات اور اتراہٹ وبناوٹ سے پاک ہے، اس میں خواہ مخواہ کی قیدیں نہیں، اسی لئے شہری دیہاتی، امیر وغریب ہر ایک کے لئے اسلامی معاشرت پر عمل کرنا آسان ہے۔

اسلام میں تعلیم کردہ معاشرت وتہذیب کا ایک فائدہ مال اور زندگی کے قیمتی اوقات کو ضائع ہونے سے بچانا ہے۔

اور اس کے برعکس اسلام کی تعلیم فرمودہ معاشرت کے خلاف تہذیب، دراصل تہذیب کہلائے

Idara Ghufran

جانے کے قابل ہی نہیں، بلکہ اس کو تعذیب و تکلیف سے تعبیر کرنا زیادہ مناسب ہے۔

اسلامی تہذیب و معاشرت کو چھوڑ کر رسم و رواج اور غیر مسلم قوموں کی تہذیب میں جہاں ایک طرف وقت ضائع ہوتا ہے، وہاں کثیر مقدار میں مال کی بھی اضاعت ہوتی ہے، جس کے نتیجہ میں زندگی اور مال میں بے برکتی پیدا ہوتی ہے، اور ناجائز ذرائع مثلاً رشوت، چوری، قتل و غارت گری اور لوٹ مار وغیرہ کو اختیار کرنے کی نوبت آتی ہے۔

اسلام کی تعلیم کردہ معاشرت و تہذیب کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس کے فوائد دنیائے دَنی سے آگے ترقی کر کے آخرت تک قائم و دائم اور باقی رہنے والے ہیں، گویا کہ اسلام کی تعلیم فرمودہ معاشرت کے ذریعہ سے انسان کی دنیا و آخرت دونوں درست ہوتی ہیں۔

جبکہ اس کے برعکس اسلام کی تعلیم فرمودہ معاشرت و تہذیب کو ترک کرنے کے نتیجہ میں دنیا و آخرت دونوں کی خرابی و نقصان لازم آتا ہے۔

مگر آج بہت سے مسلمانوں کے ذہنوں کو رسم و رواج نے اس طرح مسخ کر کے رکھ دیا ہے کہ اس کے مقابلہ میں بہت سے مسلمانوں کے دل و دماغ میں معاشرت و تہذیب کے متعلق یہ تصور بھی نہیں رہا کہ اسلام نے بھی اس بارے میں تعلیمات فراہم کی ہیں، اور اسی وجہ سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ معاشرت و تہذیب کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

حالانکہ اسلام ایک مکمل زندگی کا ضابطہ ہے، جس کی مثال کسی بھی دنیا کے دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی۔

افسوس کہ بیشتر معاشرتی تعلیمات کو اکثر مسلمانوں نے نظر انداز کر دیا، جس کے نقصانات و مضرات کا وہ سامنا کر رہے اور بھگت رہے ہیں، اور ان کے مقابلہ میں کئی اسلامی معاشرتی چیزوں کو اہلِ یورپ وغیرہ نے اختیار کر لیا، جس کے فوائد سے وہ مستفید ہو رہے ہیں۔

اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان حسنِ معاشرت و آدابِ زندگی کو اختیار کر کے دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی حاصل کریں۔

اسی ضرورت ومقصد کے لئے اسلامی معاشرت اورآ دابِ زندگی سے متعلق مختلف موضوعات پر مفصل اورالگ الگ کتب ورسائل بندہ کے زیرِ تالیف ہیں، جن میں معاشرتی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے، ان میں سے کچھ کی اشاعت ہو چکی ہے، اور کچھ زیرِ تالیف یا زیرِ اشاعت ہیں۔

ان مفصل موضوعات کی تالیف سے پہلے بعض حضرات کی طرف سے خواہش ظاہر ہوئی کہ حسنِ معاشرت اورآ دابِ زندگی کے موضوع پر ایک مختصر کتابچہ بھی عام لوگوں کے لئے سہل زبان میں ہونا چاہئے جس میں دلائل اور حوالہ جات شامل نہ کئے جائیں، تاکہ اختصار قائم رہے، اس لئے بندہ نے اس مقصد کے لئے اس سے قبل ایک مختصر رسالہ تالیف کیا تھا، جو حسنِ معاشرت کے نام سے پہلے شائع ہو چکا ہے۔

اب جبکہ اس کی دوبارہ اشاعت کا مرحلہ پیش آیا، تو بندہ کے علم وتجربات میں حسنِ معاشرت اورآ دابِ زندگی سے متعلق جومزید وسیع تر چیزیں سامنے آئیں، اس میں ان کے اضافہ کی بھی ضرورت محسوس ہوئی، جس کے مطابق بندہ نے اضافہ وغیرہ کا کام کیا، جس کے نتیجہ میں وہ مختصر رسالہ ایک مفصل کتاب کی شکل اختیار کر گیا، جس کو اب ''حسنِ معاشرت اورآ دابِ زندگی'' کے نام سے شائع کیا جارہا ہے، اور بندہ اپنی اب تک کی دیگر تالیفات کے مقابلہ میں اس کتاب کو عام افادیت کے اعتبار سے زیادہ مفید سمجھتا ہے۔

اگر عام مطالعہ کے ساتھ ساتھ اس کتاب کو نصاب اور کورس کے طور پر بچوں اور بچیوں کو پڑھایا جائے ، یا مسجد وغیرہ میں پڑھ کر تھوڑا تھوڑا سنایا جائے، تو امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت فائدہ ہوگا، کیونکہ اس کتاب میں زیادہ تر وہ باتیں ہیں، جن کی اکثر لوگوں کو زندگی کے مختلف شعبوں میں عام طور پر ضرورت پیش آتی ہے، یا اکثر و بیشتر لوگ ان چیزوں میں مبتلا پائے جاتے ہیں، اس لئے اس کتاب کا دائرہ بہت وسیع اور نفع زیادہ عام ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سمیت سب مسلمانوں کے لئے اس کتاب کو دنیا وآخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ فقط۔ محمد رضوان

مورخہ: 21/ربیع الاول 1437ھ 2 جنوری 2016ء ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

Idara Ghufran

(حصہ اول)

انفرادی کاموں سے متعلق آداب

Individual Manners

Idara Ghufran

(باب نمبر1)

کھانے کے آداب

کھانا، انسان کی بڑی اہم ضرورت ہے، کھانے کے آداب ملاحظہ فرمایئے۔

کھانے سے متعلق مسنون دعاؤں کے آداب

(1)...... کھانا شروع کرنے سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھنا سنت عمل، خیر و برکت کا ذریعہ اور شیطان اور کھانے کے مضر اثرات سے حفاظت کا مؤثر نسخہ ہے۔

اور کھانے کے شروع میں صرف بسم اللہ کے الفاظ کہہ لینے سے سنت ادا ہو جاتی ہے۔

اور اگر پوری ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' پڑھ لی جائے تو بھی حرج نہیں۔

اس لئے کم از کم مختصر الفاظ کا اہتمام کر کے شیطانی اور دوسرے مضر اثرات سے حفاظت حاصل کرنے کا فائدہ اٹھا لینا چاہئے۔

آج کل کھانے سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھنے کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے شیطان اور کھانے کے مضر اثرات جسم پر اور اس کے ساتھ ہی روح پر پڑتے ہیں۔

(2)...... اگر کوئی کھانے کے شروع میں ''بسم اللہ'' پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں جب بھی یاد آ جائے ''بِسْمِ اللہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ'' پڑھ لینا چاہئے۔

اس صورت میں درمیان میں ''بِسْمِ اللہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ'' پڑھنے سے گزشتہ کی تلافی ہوتی ہے، اور باقی ماندہ کھانے کی برکات سے محرومی سے حفاظت رہتی ہے۔

(3)...... اگر کسی پر غسل واجب ہو، یا عورت حیض و نفاس کی حالت میں ہو، تو بھی ''بسم اللہ'' پڑھنے میں حرج نہیں۔

(4)...... اگر کھانے میں دوسرے لوگ بھی شریک ہوں تو کھانے کے شروع میں ذرا اونچی آواز سے ''بسم اللہ'' پڑھ لینا بہتر ہے، تاکہ دوسروں کو بھی یاددہانی ہو جائے۔

(5)...... اگر کوئی دوسرا کھانا کھاتے وقت آپ کو کھانے کے لئے بلائے اور آپ کو کھانے کی اس وقت حاجت اور تقاضا نہ ہو، یا کوئی اور عذر ہو، تو اس کے لئے برکت کی دعاء کر دیجئے مثلاً یہ کہہ دیجئے کہ ''بَارَکَ اللّٰہُ ''

(6)...... کھانا کھانے کے بعد یہ مختصر دعاء پڑھنا سنت سے ثابت ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں (مسلم)

اور کھانا کھانے کے بعد یہ دعاء پڑھنا بھی سنت سے ثابت ہے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَأَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْهُ

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں اس میں برکت عطا فرمایئے، اور ہمیں اس سے بہتر کھلایئے (ترمذی)

ان دونوں میں سے جو دعاء بھی پڑھ لیں، سنت کی ادائیگی کے لئے کافی ہے۔

بعض دوسری دعائیں بھی سنت سے ثابت ہیں، ان کو بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

(7)...... اگر کسی دوسرے نے کھانا کھلایا ہو، خواہ دوسرے کے ہاں جا کر کھایا ہو یا دوسرے نے آپ کے پاس کھانے کے لئے بھیج دیا ہو، تو کھانے سے فارغ ہونے پر یہ دُعاء پڑھنا سنت ہے:

اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ

ترجمہ: اے اللہ! جس نے مجھے کھانا کھلایا، آپ اسے کھلایئے، اور جس نے مجھے پلایا، آپ اسے پلایئے (مسلم)

اور دوسرے کا کھانا یا دعوت کھانے کے بعد، اس کے سامنے یہ دعاء پڑھنا سنت ہے:

اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ. وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ. وَاَفْطَرَعِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ

ترجمہ: (اللہ کرے کہ) تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور تمہارے لئے فرشتے رحمت کی دُعاء کریں اور تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں (مسند احمد)

اس دعاء سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نیک لوگوں کو کھلانا پلانا یا ان کو ہدیہ کرنا زیادہ خیر و برکت کا باعث ہے۔

کھانے سے پہلے اور بعد کے آداب

(8)...... کھانے سے پہلے اگر ممکن ہو تو ہاتھ دھو لینا مناسب اور ثواب کی بات ہے، اور حفظانِ صحت کے لئے بھی انتہائی مفید ہے، خاص طور پر جبکہ کوئی جنابت کی حالت میں ہو، یعنی اُس پر غسل واجب ہو، یا ہاتھوں پر میل کچیل لگا ہوا ہو، اس وقت کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا شرعی اعتبار سے مستحب درجے کا عمل ہے، اور جن حضرات نے اس کو سنت کہا ہے، ان کی مراد بھی سنتِ مستحبہ ہے، لہٰذا اگر کوئی کھانے سے پہلے ہاتھ نہ دھوئے، تو اُس کی طرف شرعاً کوئی برائی منسوب نہیں کرنی چاہئے، اور خود بھی اس عمل کو فرض و واجب عمل کی طرح لازم نہیں سمجھنا چاہئے۔

اور اسی وجہ سے اگر کسی ایسی جگہ کھانا کھا رہے ہوں، جہاں ہاتھ دھونے کا مناسب انتظام نہ ہو یا آپ کے ہاتھ دھونے سے صاحبِ خانہ کو تکلیف و ایذاء پہنچتی ہو، تو ہاتھ دھونے میں غلو اور اصرار کرنا یا دوسرے کی تکلیف کا باعث بننا بھی ٹھیک نہیں۔

البتہ اس میں شک نہیں کہ میلے کچیلے ہاتھوں سے کھانا صحت کے لئے نقصان دہ ہے، اور آج کل اس کی وجہ سے کئی قسم کی خطرناک بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں، کیونکہ میلے کچیلے ہاتھوں سے

کئی طرح کے گندے جراثیم کھانے کے ساتھ پیٹ میں جاتے ہیں، اور طرح طرح سے بیماریوں کا باعث بنتے ہیں، اس لیے صفائی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(9)...... کھانے سے پہلے ہاتھ دھوکر کپڑے سے صاف کرنا سنت نہیں، بعض اوقات کپڑے وغیرہ پر میل کچیل ہوتا ہے، جس سے ہاتھ صاف کرنے سے دوبارہ ہاتھوں پر میل کچیل لگ جاتا ہے، اور ہاتھ دھونے کے مقصود میں خلل آ جاتا ہے، البتہ کسی کپڑے وغیرہ سے صاف کیے بغیر ویسے ہی کسی طرح (مثلاً جھاڑ کر یا آگ سے سینک کر) سکھا لیں یا خود سوکھ جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

تاہم اگر کوئی کسی صاف کپڑے، تولیے وغیرہ سے ہاتھ خشک کرلے، تو اس میں گناہ بھی نہیں، خاص طور پر جبکہ کسی عذر (مثلاً سردی وغیرہ) کی وجہ سے ایسا کرے تو اس میں قطعاً گناہ نہیں، مگر ہاتھ یا منہ صاف کرنے کے لئے ہمیشہ صاف کپڑا اور تولیہ وغیرہ استعمال کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(10)...... کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کے ساتھ عام حالات میں کلی کرنے کی ضرورت نہیں۔

البتہ منہ کی صفائی کے لئے کوئی کلی کرنا چاہے، تو حرج بھی نہیں، بلکہ طبی اعتبار سے مفید اور بعض احادیث سے ثابت ہے، خاص طور پر جنابت (یعنی غسل واجب ہونے) کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لینے کے ساتھ کلی کر لینا ثابت ہے۔

اور اس میں بہت سی حکمتیں ہیں، چنانچہ عام حالات میں سانس کے ساتھ مختلف طرح کے جراثیم اور کثافتیں منہ میں داخل ہوتی رہتی ہیں، اسی طرح کوئی چیز کھانے پینے کے بعد اس کے ذرات منہ میں رہ جاتے ہیں۔

اور اسی طرح صحبت وغیرہ کے بعد جنابت لاحق ہونے پر خاص اثر منہ میں ہوتا ہے، اور

Idara Ghufran

کھانے سے پہلے کلی کرنے کی صورت میں ان سب طرح کے جراثیم اور کثافتوں سے منہ صاف ہوجاتا ہے، اور صاف راستہ سے کھانے پینے کی چیز معدہ میں پہنچ کر بیماریوں سے حفاظت کا سبب بنتی ہے۔

اوراس کے برخلاف کرنے سے مختلف بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔

آج کل کی جدید میڈیکل کی تحقیق سے آئے دن اس طرح کی باتوں کا پتہ چلتا رہتا ہے، اور شریعت نے خود ہر موقع پر صفائی کی تعلیم دے کران چیزوں کا انتظام کردیا ہے۔

(11)...... کھانے کے دوران یا کھانے سے فارغ ہوکر ہاتھوں کو روٹی اور دسترخوان سے صاف نہ کیجئے، اور اگر ہاتھ صاف کرنے کی ضرورت ہو، تو صافی یا ٹشو پیپر وغیرہ استعمال کیجئے۔

(12)...... کھانے سے فارغ ہوکرانگلیاں چاٹ لیجئے، اس کے بعد ہاتھ دھو لیجئے، یا ٹشو پیپر وغیرہ سے صاف کرلیجئے۔

کھانے سے فارغ ہوکر انگلیوں اور ہاتھوں کو صاف نہ کرنے سے کئی قسم کے مسائل پیش آتے ہیں، اور حفظانِ صحت کے اصولوں کی خلاف ورزی لازم آتی ہے، اسلام نے صفائی ستھرائی کی جو تعلیم دی ہے، کھانے کے بعد ہاتھ دھولینے اور صاف کرلینے میں اس پر بھی عمل ہوجاتا ہے۔

(13)...... کھانے سے فارغ ہوکر اور اُنگلیوں پر جو کھانا لگا ہو، اُسے چاٹ کر ہاتھ دھونا سنت ہے، اگراس وقت ہاتھ دھوکر صاف کپڑے یا صاف تولیہ سے صاف کرلئے جائیں اور صابن وغیرہ سے ہاتھ دھولیے جائیں تو کوئی حرج نہیں، بلکہ صفائی کے زیادہ قریب ہے اور کلی کرلینا بھی بہتر ہے، بلکہ اگر کوئی مسواک کرے تو اور بھی بہتر ہے، تاکہ منہ کی اچھی طرح صفائی و نظافت ہوجائے۔

کھانا کھاتے وقت کچھ کھانے کا حصہ ہاتھوں پر لگا رہ جاتا ہے، جس کے بعد ان ہاتھوں کے

مختلف چیزوں پر لگنے سے دوسری چیزیں گندی ہوسکتی ہیں، اور ان ہاتھوں پر مکھی، مچھر وغیرہ کے آنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، نیز اسی حال میں سوجانے سے کسی مضر چیز کے کھانے کے اثرات پرآ کر نقصان پہنچانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

اور منہ و دانتوں میں بھی کھانے کے کچھ ذرات یا کھانے کا کچھ اثر باقی رہ جاتا ہے، جو بعد میں فاسد ہو کر بیماری پیدا ہونے یا دانتوں کی کمزوری یا دانتوں میں کیڑا لگنے یا منہ میں بو پیدا ہونے، اور اس کے بعد معدہ میں پہنچ کر اس کی کمزوری کا باعث بنتا ہے۔

اس لئے کھانے کے بعد ہاتھ دھو لینے چاہئیں، اگر چکنائی لگی ہو تو صابن وغیرہ سے صاف کرنا بہتر ہے، اور اگر کلی اور اس کے ساتھ مسواک وغیرہ بھی کر لی جائے، تو بہت اچھا ہے۔

اُنگلیاں چاٹنے کے بعد دھوئے بغیر کپڑے یا ٹشو پیپر وغیرہ سے صاف کرنے میں گناہ نہیں، وہ الگ بات ہے کہ ہاتھ دھو لینا زیادہ صفائی اور فضیلت کا باعث ہے۔

آج کل ہاتھ اور منہ کی صفائی کا اہتمام نہ ہونے کے باعث طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہورہی ہیں، مثلاً ہیپاٹائٹس وغیرہ۔

بعض لوگوں کے منہ میں مستقل زخم وغیرہ رہتا ہے، جو بعد میں کینسر کی شکل بھی اختیار کر لیتا ہے، اس کا سبب بھی منہ کی صفائی نہ کرنا اور منشیات وتمباکو نوشی وغیرہ کا استعمال کرنا ہوتا ہے۔

منہ کو زخم سے بچانے کے لئے کھانے پینے سے فراغت کے بعد فوراً منہ اور دانتوں کی صفائی بہت ضروری ہے، منہ اور دانتوں کے درمیان بچے ہوئے کھانے کے ذرات منہ میں زخم پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں، اور جو زخم پہلے سے موجود ہوں، ان کی اصلاح و درستگی میں رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں۔

(14)...... کھانے سے فراغت پر دانتوں کی درزوں میں پھنسے ہوئے روٹی کے ٹکڑے اور ساگ ترکاری کے ریشے احتیاط کے ساتھ کسی صاف تنکے سے خلال کر کے نکال لینا بہتر ہے، اور طبی اعتبار سے دانتوں کی حفاظت کے لئے مفید ہے، مگر یہ کام کرتے وقت دوسروں کے

مزاج کا لحاظ رکھنا چاہئے اور ایسے انداز سے پرہیز کرنا چاہیے جس سے دوسروں کو کراہیت پیدا ہو، اس کے بعد کلی کر کے منہ اور دانتوں کو اچھی طرح صاف کر لینا مناسب ہے۔

(15)...... اگر کھانے کے بعد منہ میں کھانے کے اجزاء ہوں اور کوئی کھانے سے فارغ ہونے پر کلی کا پانی اس نیت سے پی لے تاکہ وہ اجزاء ضائع نہ ہوں تو یہ فعل درست ہے، گناہ نہیں۔

کھانے کی نشست (Position) سے متعلق آداب

(16)...... کھانا عاجزی اور تواضع کے ساتھ اطمینان اور سکون کے ساتھ صاف زمین یا صاف فرش وغیرہ پر بیٹھ کر اور صاف ستھرا دسترخوان لگا کر کھانا چاہئے، اور تکبر والے انداز سے بچنا چاہئے۔

(17)...... عام حالات میں جبکہ کوئی مجبوری وعذر نہ ہو، صرف آرام طلبی کی خاطر ٹیک لگا کر کھانا اگرچہ گناہ نہ ہو، لیکن خلافِ اولیٰ (یعنی افضل کے خلاف) ضرور ہے، اور کسی مجبوری وعذر کی وجہ سے ٹیک لگا کر کھائے تو کوئی حرج نہیں، اور اگر تکبر کی نیت سے ٹیک لگا کر کھائے تو ناجائز وگناہ ہے۔

(18)...... کھڑے ہو کر اور چلتے پھرتے کھانا اچھی بات نہیں، اور عام حالات میں جبکہ کوئی عذر نہ ہو، کھڑے ہو کر کھانا پینا مکروہ یا ممنوع ہے۔

آج کل تقریبوں میں کھڑے ہو کر اور گھومتے پھرتے ہوئے کھانے کا جو طریقہ چل نکلا ہے، یہ اچھا طریقہ نہیں۔

البتہ چھوٹی موٹی کوئی چیز جو مستقل کھانا نہ کہلاتی ہو چلتے پھرتے اور کھڑے ہو کر کھا لینے میں حرج نہیں، اسی طرح عادت بنائے بغیر اتفاقاً یا کسی ضرورت ومجبوری کی وجہ سے چلتے ہوئے یا کھڑے ہو کر کھانے میں بھی حرج نہیں، جبکہ فیشن اور تکبر پیشِ نظر نہ ہو۔

(19)...... سفر میں چلتے ہوئے مثلاً جہاز، ریل، بس، کار وغیرہ میں اور اسی طرح موٹر سائیکل، سکوٹر اور سائیکل وغیرہ پر سوار ہونے کی حالت میں کھانے پینے میں حرج نہیں، لیکن اس میں بھی حتی الامکان عام گزرنے والوں کی نظروں سے خفیہ اور گرد وغبار والی جگہ سے الگ ہو کر کھائے تو اچھا ہے۔

(20)...... بلا عذر لیٹ کر کھانا بھی اسلام کی نظر میں ناپسندیدہ ہے، خاص طور پر الٹا لیٹ کر کھانا زیادہ برا ہے، البتہ اگر کوئی بیماری وغیرہ کی وجہ سے لیٹ کر کھائے تو حرج نہیں، کیونکہ بیماری اور عذر کے احکام الگ ہوا کرتے ہیں۔

(21)...... چوکڑی مار کر کھانا جائز ہے، گناہ نہیں، تاہم اگر کوئی دوزانو (یعنی عورت یا مرد کے نماز میں بیٹھنے کی طرح) بیٹھ کر کھائے یا ایک گھٹنا کھڑا کر کے اور دوسرا بچھا کر کھائے، تو زیادہ اچھی بات ہے۔

(22)...... میز کرسی پر کھانا بہتر اور سنت کے مطابق نہیں، اور اگر کسی ضرورت کی وجہ سے میز کرسی پر کھانا کھائے، فیشن اور تکبر کے طور پر نہ ہو، تو گناہ نہیں، تاہم زمین پر بیٹھ کر کھانا سنت کے مطابق ہونے کی وجہ سے زیادہ بہتر ہے۔

اور اگر تکبر کی نیت نہ ہو، تو میز کرسی پر کھانے کو گناہ سمجھنا یا اس پر نکیر کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ اب میز کرسی پر کھانے کا رواج عام ہونے کی وجہ سے اس میں غیر مسلموں اور فاسقوں کے ساتھ تشبہ کا پہلو نہیں پایا جاتا۔

(23)...... جوتے پہن کر کھانا سنت کے موافق نہیں، اگرچہ فی نفسہٖ جوتے پہن کر کھانا گناہ بھی نہیں، مگر یہ بنیادی طور پر متکبرین اور بددینوں کا طریقہ ہے، اس لئے بلا عذر جوتے پہن کر کھانا کھانے اور خاص کر اس کی عادت بنا لینے سے پرہیز کرنا چاہیے، لیکن اگر اتفاق یا مجبوری سے جوتے پہن کر کھانا پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں، مثلاً سفر وغیرہ کی جلدی کی خاطر یا سفر کی حالت میں جہاز اور ریل، بس وغیرہ کی سیٹ پر بیٹھ کر جوتے پہنے ہوئی حالت میں کھانا

پڑ جائے، اسی طرح گھر میں کسی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر کھانا پڑ جائے، تو حرج نہیں، اس صورت میں بھی اگر جوتوں سے پیر باہر نکال لئے جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔

(24)...... کھانا دوسروں کے ساتھ مل کر اور اجتماعی طور پر ایک وقت میں کھانے کی کوشش کیجئے، کیونکہ اس میں زیادہ فضیلت اور خیر و برکت ہے، تنہا اور سب سے الگ تھلگ ہو کر کھانے سے حتّی الامکان پرہیز کیجئے۔

جن گھرانوں میں ہر ایک فرد الگ الگ کھانا کھاتا ہے اور وہاں اجتماعی کھانے کا اہتمام نہیں ہوتا، وہاں برکت اور بہت سی خیر کی چیزوں سے محرومی رہتی ہے، اور کھانا بھی ضائع ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔

(25)...... دنیاداروں اور مالداروں کے مقابلہ میں دینداروں کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کو ترجیح دیجئے، اس سے خیر و برکت ہوتی ہے۔

(26)...... کھانے پینے کے وقت مرد حضرات کا ننگے سر ہونا گناہ نہیں، لیکن عام حالات میں بطور فیشن ننگے سر رہنا اچھی بات نہیں۔

کھانے کے انداز (Eating Style) سے متعلق آداب

(27)...... کھانے پینے کے لئے دایاں ہاتھ استعمال کیجئے، ضرورت ہو تو بائیں ہاتھ کو بھی دائیں کے ساتھ ملانے میں حرج نہیں، بلاضرورت بائیں ہاتھ سے کھانا پینا اسلام کی نظر میں اچھی عادت نہیں۔

(28)...... کھانا ہاتھ سے کھانا زیادہ بہتر ہے اور اگر کوئی چمچہ سے کھائے تب بھی گناہ نہیں، خاص طور پر جبکہ چمچہ وغیرہ سے کھانے کی ضرورت ہو، تو کوئی حرج کی بات نہیں، اور چمچہ سے کھانے کو گناہ یا لعن طعن کا باعث سمجھنا غلط ہے۔

(29)...... بہتر ہے کہ روٹی وغیرہ ہاتھ سے لقمہ بنا کر منہ میں لے جائے، لیکن اگر کسی

ضرورت کی وجہ سے کھانے کی کسی چیز کو دانتوں سے کاٹ کاٹ کر کھائے، تو بھی حرج نہیں، مثلاً گوشت کی بوٹی دانتوں سے توڑ کر کھائے یا روٹی پر شہد، بالائی یا کوئی ایسی چیز لگی ہوئی ہے، جس کو ہاتھ سے توڑنے سے اس چیز کے باہر نکل کر ضائع ہونے کا ڈر ہے، یا مثلاً ڈبل روٹی، برگر، رَس وغیرہ ہے، تو ایسی چیزوں کو دانتوں سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں، کیونکہ ان چیزوں کو ہاتھ سے توڑنے کی صورت میں ضائع ہونے یا ہاتھ یا کپڑے وغیرہ خراب ہوجانے یا ذائقہ ختم ہوجانے کا ڈر ہوتا ہے۔

(30)...... کھانا خوب چبا کر کھایئے تا کہ ہضم ہونے میں آسانی ہو، بچوں کو شروع ہی سے خوب چبا کر کھانے کی عادت ڈالئے، غذا کا ہضم منہ سے شروع ہوجاتا ہے، جو کھانا اچھی طرح چبا کر کھایا جاتا ہے، وہ دانتوں اور داڑھوں سے پس جانے اور منہ کا لعاب کھانے کے ساتھ شامل ہوجانے کی وجہ سے جلدی ہضم ہوتا ہے، لہٰذا لقمہ کو جتنا چبا کر باریک کیا جائے گا اور جتنا منہ کا لعاب اس میں شامل ہوگا اتنا ہی جلدی اور آسانی کے ساتھ ہضم ہوگا اور معدہ کو زیادہ کام نہیں کرنا پڑے گا، اور اس طرح معدہ زیادہ وقت اور زیادہ عرصہ تک کارآمد ہوگا۔

اس بات کا بار بار تجربہ کیا گیا ہے کہ خوب چبا کر کھانے کے بعد طبیعت پر بوجھ نہیں ہوتا، بلکہ طبیعت ہلکی پھلکی رہتی ہے، جبکہ بغیر چبائے جلدی جلدی کھا لینے کے بعد طبیعت پر بوجھ ہوجاتا ہے، اور کھانا ہضم ہونے میں مشکل پیش آتی ہے۔

لہٰذا کھانا خوب اچھی طرح چبا کر کھانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(31)...... جب تک پہلا لقمہ اچھی طرح چبا کر اچھی طرح چبا کر نگل نہ لیا جائے، اس وقت تک دوسرا لقمہ لینے سے پرہیز کیجئے۔

(32)......لقمہ زیادہ بڑا نہ لیجئے بلکہ درمیانہ ہونا چاہئے، تا کہ آسانی کے ساتھ منہ میں رکھ کر چبایا اور نگلا جاسکے، زیادہ بڑے لقمہ کو چبانا، نگلنا اور ہضم کرنا مشکل ہوتا ہے۔

اور ایسا کرنے والے لوگوں کی صحت پر بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

(33)...... کھانا کھاتے وقت پورا ہاتھ اور ساری انگلیاں کھانے میں نہ بھر لیجئے، بلکہ جتنی انگلیوں اور ہاتھ کے جتنے حصہ کو کھانے میں شامل کرنے کی ضرورت ہو، صرف اتنے حصہ کو استعمال کیجئے۔

(34)...... روٹی کو سالن میں اچھی طرح تر کر کے کھانا عام حالات میں صحت اور تن درستی کے لئے زیادہ مفید اور نفع بخش ہے۔

(35)...... کھانا کھاتے وقت لباس اور بدن کو سالن وغیرہ کے ذریعہ خراب ہونے سے بچانے کی کوشش کیجئے، بعض اوقات ذراسی غفلت سے صاف ستھرا لباس خراب ہو جاتا ہے، اور مجمع میں سبکی و شرمندگی الگ پیش آتی ہے۔

(36)...... کھانے کے ادب اور اکرام کا تقاضا ہے کہ کھانے کا دستر خوان صاف ستھرا رکھئے تاکہ اس پر کھانے پینے کی چیزیں رکھنے سے خراب نہ ہوں اور کوئی چیز گر جائے تو دوبارہ استعمال کے قابل رہے، ویسے بھی دستر خوان کا میلا کچیلا اور گندا ہونا بدتہذیبی ہونے کے ساتھ ساتھ صحت کے لئے بھی مضر ہے، کیونکہ کھانے کے ذرات بار بار اس پر گرنے سے اس میں گندگی اور جراثیم جمع ہوتے رہتے ہیں، جو کھانے کے ساتھ شامل ہو کر بیماری کا سبب بن سکتے ہیں، آج کل اس سلسلہ میں بہت کمزوری پائی جاتی ہے، دستر خوان خاص کر جبکہ کپڑے کا نہ ہو، دھونے اور صاف کرنے کا بہت کم اہتمام کیا جاتا ہے، اوپر سے دستر خوان کو گندے کپڑے سے صاف کرنے کو کافی سمجھا جاتا ہے، جس کے صحت پر بُرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں، اس لئے اس کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔

(37)...... کھانے کی اگر کوئی چیز نیچے گر جائے تو اسے اُٹھا کر صاف کر کے یا دھو کر دوبارہ کھا لیجئے، اور اس میں کسی سے شرم نہ کیجئے، لیکن اگر جگہ صاف نہ ہونے کی وجہ سے وہ چیز استعمال کے قابل نہ رہی ہو تو کسی جانور وغیرہ کو کھلا دیجئے یا کم از کم اس کو ایسی جگہ رکھ دیجئے کہ وہ بے ادبی اور دوسروں کی ایذا کا سبب بننے اور پیروں میں روندے جانے سے بچ

جائے۔

(38)......کھانے پینے کی چیز بقدرِ ضرورت لیجئے، ضرورت پڑنے پر دوبارہ لے سکتے ہیں، ایک مرتبہ ہی حرص وہوس کی خاطر زیادہ ڈال کر اور برتن بھر کر لے لینا اور بعد میں بچا کر چھوڑ دینا اور ضائع کر دینا غلط طریقہ اور گناہ کی بات ہے۔

(39)......کھانے اور رزق کو کسی بھی طرح سے ضائع ہونے سے بچانا ضروری ہے، خواہ کھانا اپنی ملکیت ہو یا دوسرے کی، بلکہ دوسرے کی ملکیت والی چیز کو بے جا ضائع کرنا دُہرا جُرم ہے، خواہ مالک ضائع کرنے سے منع نہ کرے، کھانے کا کوئی بھی حصہ زمین پر نہ گرنے دیا جائے، دسترخوان سے قابلِ استعمال رزق اٹھا کر استعمال کر لیا جائے، برتن میں بھی کوئی حصہ نہ چھوڑا جائے، ہڈی کو اچھی طرح چوس کر اور گوشت، سالن اور چاول وغیرہ سے صاف کر کے چھوڑی جائے، روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اور سالن میں بھگو کر نہ چھوڑا جائے کہ دوسرا بھی استعمال نہ کر سکے، اگر کسی ہوٹل وغیرہ میں کھانا کھا رہے ہیں اور کھانا آپ نے قیمتاً لیا ہے تو بچا ہوا کھانا وہاں چھوڑ کر ضائع نہ کیجئے، بلکہ اپنے ساتھ لے آیئے، اور خود نہ کھا سکیں تو کسی غریب وضرورت مند کو دیدیجئے، یا جانور وغیرہ کو کھلا دیجئے، اور بچا ہوا کھانا وہاں سے پیک (Pack) کرا کر لانے میں کوئی شرم وعار محسوس نہ کیجئے، کھانے کو کسی بھی طرح ضائع کرنا سخت گناہ کی بات ہے، آج کل مختلف طریقوں سے رزق اور کھانے کا بہت ضیاع ہو رہا ہے۔

دوسرے مسلمان بلکہ اپنے بہن، بھائی اور والدین تک کا جوٹھا صاف ستھرا کھانا استعمال کرنا بہت معیوب سمجھا جانے لگا ہے، کھانے کی تقریب سے فارغ ہونے پر لگتا ہے کہ وہاں انسانوں نے نہیں، جانوروں نے کھایا ہے، کھائے جانے والے کھانے کی مقدار سے زیادہ نہیں تو آدھا یا تہائی کھانا تو مختلف طریقوں سے ضائع کر دیا جاتا ہے، اور ’’مالِ مفت دلِ بے رحم‘‘ کی کہاوت سامنے آتی ہے، کھا کر برتنوں میں بچے ہوئے کھانے کا بہت بڑا حصہ برتن

دھوتے وقت کوڑے دان کی نذر کر دیا جاتا ہے، یا برتن دھوتے وقت پانی کے ساتھ بہا دیا جاتا ہے،شہروں میں کوڑے کے ڈھیروں پر قیمتی کھانوں کا ڈھیر لگا ہوا نظر آتا ہے، یہی کھانا ضائع ہونے سے بچا کر اگر غریبوں کو دے دیا جاتا یا جانوروں وغیرہ کو کھلا دیا جاتا،تو کتنے فائدہ اور اجر وثواب کا کام تھا، پھر کھانے کی اسی اضاعت اور بے حرمتی کا نتیجہ ہے کہ رزق میں مختلف طریقوں سے بے برکتی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ روٹی کے بچ جانے والے چھوٹے چھوٹے ذرات کو بھی جمع کر کے مرغی، بلی، بھینس اور بکری وغیرہ کو دیا جاتا ورنہ کم از کم چیونٹیوں کو ہی کھانے کے لئے فراہم کر دیا جاتا۔

(40)...... روٹی کو درمیان سے کھانا اور بغیر کسی معقول وجہ کے اس کے کناروں کو بچا کر چھوڑ دینا یا روٹی کے ایک حصہ کو استعمال کر کے دوسرے حصہ کو ضائع کر دینا گناہ اور اسراف میں داخل ہے ،البتہ اگر بچا ہوا حصہ کوئی دوسرا انسان استعمال کر لے یا کسی جانور کو کھلا دیا جائے اور ضائع ہونے سے بچ جائے تو حرج نہیں،اسی طرح اگر روٹی کا کوئی حصہ کچا یا جلا ہوا ہو، جس کو استعمال کرنا طبیعت پر ناگوار یا مضر محسوس ہو،تو بھی اس کو چھوڑ دینا گناہ نہیں،لیکن اسے بے ادبی و بے حرمتی سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(41)...... کھانے کے دوران ہڈیاں، چھلکے اور دوسرے فضلات ایک طرف جمع کر کے رکھئے، اِدھر اُدھر نہ ڈالیے اور پھیلائیے، کیونکہ یہ طریقہ بدتہذیبی میں داخل اور دوسروں کی ایذاء وتکلیف کا سبب بنتا ہے۔

(42)...... کھانے کے دوران ایسی بات یا کوئی ایسی حرکت نہ کیجئے ،جس سے دوسروں کو کراہیت آئے اور گِھن پیدا ہو،اور دوسروں کے کھانے میں خرابی پیدا ہو۔

بعض اوقات انسان کو خود سے اپنی کوئی حرکت یا گفتگو ناگوار نہیں گزرتی،لیکن کسی دوسرے کو ناگوار گزرتی ہے،اس لئے دوسروں کی طبیعت اور مزاج کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

(43)...... کھانا کھاتے وقت اپنی توجہ کو کھانے کے علاوہ دوسری باتوں اور چیزوں سے ہٹا

لینا چاہیے، ذہنی اُلجھن اور دماغ پر بوجھ بننے والی چیزوں، نیز رنج وغم کی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے اور اس موقع پر طبیعت کو خوش وخرم رکھنا چاہیے، اس سے کھایا پیا جسم کو لگتا ہے۔

اور اس کے برعکس کرنے سے کھانے پینے کے لطف کے متاثر ہو جانے وغیرہ کی وجہ سے وہ طبیعت پر بوجھ بن جاتا ہے، اور ہضم ہونے میں رکاوٹ کا سبب بنتا ہے۔

(44)...... کھانے کے دوران بہت زیادہ باتیں کرنے اور قہقہہ مار کر ہنسنے سے پرہیز کیجئے، اس طرح کی حرکت سے کھانے کے مقصد میں خلل واقع ہوتا ہے، البتہ کھانے کے دوران بالکل خاموش رہنے کا بھی حکم نہیں، کھانا کھاتے وقت خاموش رہنے کو اگر ثواب نہ سمجھا جائے تو کوئی گناہ نہیں، البتہ دوسروں کے مناسبِ حال پاکیزہ اور قدرے جائز اور تفریحی بات کرنا نیز نیک لوگوں کے ہلکے پھلکے واقعات کا ذکر و مذاکرہ بہتر ہے۔

(45)...... حلال اور پاکیزہ کھانے میں عیب نہ لگایئے، ہر قسم کا حلال کھانا کھانے کی عادت ڈالئے، اگر کوئی پاک اور حلال چیز طبیعت کو کسی وجہ سے پسند نہ ہو تب بھی عقیدہ اور عقل سے اس کو بُرا نہ سمجھئے اور زبان سے اس کی تحقیر و تذلیل نہ کیجئے۔

البتہ کھانا پکانے اور تیار کرنے میں کوئی کوتاہی یا کسی چیز کی کمی محسوس ہو تو اس پر مناسب انداز میں آگاہ اور تنبیہ کرنے میں یا اسی طرح کوئی چیز طبیعت کو پسند نہ ہو تو دوسرے کو طبیعت کے تقاضہ سے حکمت کے ساتھ آگاہ کرنے میں حرج نہیں، مگر اس طریقہ پر کہ جس سے کھانے کی تحقیر لازم نہ آئے، اسی طرح اگر کھانا حرام و ناپاک یا سڑا بُسا ہو تو اس کو بھی حرام و ناپاک یا سڑا بُسا ہونے کی وجہ سے غلط کہنے میں حرج نہیں ہے۔

(46)...... کھانے کے دوران تھوکنے اور ناک صاف کرنے سے پرہیز کیجئے، اگر ضرورت ہو تو دوسرے کی نظر سے بچا کر خاموشی سے اپنا تقاضا پورا کر لیجئے۔

(47)...... کھانے کے دوران اگر چھینک آئے تو اپنے منہ کو کھانے اور دوسروں کی طرف سے پیچھے یا دوسری جانب کر لیجئے، اور منہ پر ہاتھ یا کوئی رومال وغیرہ رکھ لیجئے، تاکہ منہ، ناک

سے تھوک وغیرہ کسی کھانے پینے کی چیز یا دستر خوان پر یا دوسرے شخص پر نہ پڑ جائے۔

(48)...... کھانے پینے کی چیز پر پھونک نہ ماریئے، اگر گرم ہو تو تھوڑا انتظار کر لیجئے، اور اگر اس میں کوئی تنکا وغیرہ ہو تو اُسے پھینک دیجئے یا نکال دیجئے، اسی طرح بلا ضرورت کھانے کو سونگھنے سے بھی پرہیز کیجئے، اس کی وجہ سے بلا وجہ کھانے سے کراہیت پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، کسی وقت پھونک مارنے کی ضرورت ہو، تو ایسی ضرورت کے وقت بغیر آواز نکالے پھونک مارنے میں حرج نہیں۔

(49)...... برتن میں کھانے کا کوئی حصہ رہ جائے اور کوئی عذر نہ ہو تو اس کو انگلی سے چاٹ لیجئے، اور کوئی پتلی چیز مثلاً شوربا وغیرہ ہو تو پی کر برتن صاف کر دیجئے۔

(50)...... ایک برتن میں ایک سے زیادہ افراد کا مِل کر کھانا، جائز بلکہ اتفاق و برکت کا ذریعہ ہے، بشرطیکہ ساتھ کھانے والے افراد صفائی و ستھرائی کے اصول وقواعد کی پابندی کرتے ہوں، ورنہ الگ الگ برتن میں لے کر کھانے کی بھی شرعاً ممانعت نہیں۔

(51)...... منہ سے کوئی چیز نکال کر دوبارہ کھانے کے برتن میں لوٹانا پسندیدہ اور اچھی حرکت نہیں، اس سے بچنا چاہئے۔

(52)...... اگر کھانے میں مکھی گر جائے تو اس کو غوطہ دے کر دونوں پروں کو کھانے میں ڈبو دینا چاہئے، حدیث میں اس کا ذکر آیا ہے۔

اس کے بعد مکھی کو نکال کر باہر پھینک دیجئے اور کھانا خود طبیعت چاہے تو کھا لیجئے ورنہ کسی ضرورت مند کو دے دیجئے، یا جانور کو کھلا دیجیے۔

(53)...... کھانا اپنے سامنے اور ایک طرف سے کھانے کا اہتمام کیجئے، کیونکہ اس طرح کھانے میں خیر و برکت ہوتی ہے، اس لئے اپنے سامنے سے کھایئے، مختلف جگہوں سے، درمیان سے یا دوسروں کی طرف سے نہ کھایئے۔

البتہ اگر ایک ہی برتن میں مختلف قسم کی چیزیں مثلاً مختلف قسم کے پھل، یا مختلف قسم کے میوے

وغیرہ ہوں اور جو چیز آپ کو مطلوب ہو وہ دوسری طرف ہو تو دوسری طرف سے اُسے اٹھا کر کھانے میں بھی حرج نہیں۔

(54)...... بلاضرورت روٹی کو چھری وغیرہ سے کاٹنا اچھا نہیں۔

البتہ روٹی کو چھری سے کاٹنے کی ضرورت ہو یا مثلاً آج کل کی مروجہ ڈبل روٹی، بند، برگر، روغنی نان، رَس اور کیک وغیرہ جیسی چیزوں کو چھری سے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔

مگر چھری وغیرہ سے جو بھی چیز کاٹنی ہو، اس میں یہ خیال رکھیں کہ چھری زنگ آلودہ، یا کسی اور طرح سے گندی نہ ہو، بلکہ صاف ستھری ہو۔

(55)...... روٹی کو پھینکنے اور پٹخنے سے پرہیز کیجئے، کیونکہ یہ روٹی کے ادب واکرام کے خلاف ہے اور اسلام میں رزق کے ادب کا بڑا سخت حکم ہے۔

کھانے کے اوقات ومقدار سے متعلق آداب

(56)...... کھانا ہمیشہ سچی بھوک لگنے پر ہی کھانا چاہئے، بلاوجہ بار بار کھانے اور صرف لذت اور چسکے کی خاطر فضول کھانے پینے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

یہ پرانا اصول ہے کہ جب خوب بھوک لگے تو کھانا کھائیں اور جب تھوڑی بھوک باقی رہے تو کھانا چھوڑ دیں، ایسا کرنے سے غذا اچھی طرح ہضم ہوتی اور جسم کو لگتی ہے، اور سینکڑوں بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے۔

اس کے برخلاف کرنے یعنی بلاوجہ بار بار کھانے اور بغیر بھوک کے کھانے اور بہت زیادہ کھانے سے ہاضمہ خراب ہوجاتا ہے اور کھائی ہوئی غذا نہ صرف بے کار ہوجاتی ہے، بلکہ کئی بیماریوں کا بھی سبب بنتی ہے، جیسا کہ آج کل عام طور پر ایسا ہی ہے۔

(57)......طبی اعتبار سے بہت زیادہ تھکے اور سانس چڑھے ہوئے ہونے کی حالت میں کھانا نہیں کھانا چاہئے۔

تھکن کی حالت میں خون کا دوران اپنے معمول پر نہیں ہوتا، اس لئے تھکے ہوئے ہونے کی حالت میں قدرے آرام کر کے اور سانس لے کر کھانا چاہیۓ، اگر گرمی وغیرہ سے آنے کی وجہ سے سانس چڑھا ہوا ہو، تو سانس کے اعتدال پر آنے سے پہلے کھانا، طبی اعتبار سے صحت کے لئے مضر ثابت ہوسکتا ہے۔

(58)...... ضرورت سے زیادہ تن کر اور جی بھر کر کھانا نہ کھایئے، بلکہ اتنی مقدار پر اکتفاء کیجئے کہ گنجائش اور طلب باقی رہ جائے، سانس لینے میں آسانی رہے، اور دوسرے وقت بھی کھانے کی طلب اور خواہش موجود رہے۔

خاص طور پر بیماری کی حالت میں زیادہ کھانا اور بیماروں اور مریضوں کو زیادہ کھانے پینے پر مجبور کرنا فائدہ مند نہیں ہوتا۔

جو لوگ خوب پیٹ بھر اور پیٹ تن کر کھانا کھانے کے عادی ہوتے ہیں، ان کی صحت اچھی نہیں رہتی، اور ان کا معدہ اور ہضم بھی خراب رہتا ہے، اور وہ اس عادت کی وجہ سے طرح طرح کے مسائل کا شکار ہونے لگتے ہیں۔

(59)...... جو غذا ابھی تک ہضم نہیں ہوئی وہ جسم پر بوجھ ہے، مزید غذا کھا کر اس بوجھ میں اضافہ نہیں کرنا چاہیۓ، جب تک پہلی غذا ہضم نہ ہوجائے اور جسم میں ہلکا پن نہ ہوجائے اس وقت تک دوسری غذا سے ہاتھ روکے رکھنا چاہیۓ، غذا اگر ہضم ہوجائے تو خون اور جسم کی عمدہ جزو بن جاتی ہے اور اگر ہضم نہ ہو تو خمیر بن کر تعفن و تیزابیت کی شکل اختیار کر کے زہر اور کئی بیماریوں کا سبب بن جاتی ہے۔

اس لئے پہلی غذاء کے اچھی طرح ہضم ہونے سے پہلے دوسری غذاء کے استعمال سے پرہیز کرنا مناسب ہے۔

(60)...... مختلف غذائیں ہضم ہونے کے اعتبار سے مختلف اوقات لیتی ہیں، بعض غذائیں جلدی اور بعض دیر سے ہضم ہوتی ہیں، تاہم ایک مستقل اور عام غذا کے بعد دوسری مستقل غذا

طبی لحاظ سے کم از کم چھ گھنٹے کے فاصلہ سے لینی چاہئے، غذا عام حالات میں مکمل طریقہ پر تقریباً بارہ گھنٹے میں ہضم ہوتی ہے، تقریباً چھ گھنٹوں میں وہ معدہ اور چھوٹی آنتوں سے گزر کر بڑی آنتوں میں پہنچتی ہے، چھ گھنٹہ سے کم میں جو عام حالات میں غذا لی جاتی ہے وہ دو ہضم یا ڈبل ہضم کی خرابی کی وجہ سے جسم اور خاص کر معدہ میں طرح طرح کی خرابیاں و بیماریاں، مثلاً بدہضمی، گیس اور تیزابیت وغیرہ پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔

(61)...... روزہ رکھنا کم خوری اور غذاء میں وقفہ کا بہترین طریقہ ہے، لہٰذا اگر وقتاً فوقتاً نفلی روزہ رکھ لیا کریں، مثلاً ہفتہ بھر میں دو مرتبہ یا مہینہ میں تین مرتبہ یا کم وبیش تو کم خوری پر بآسانی عمل ہو جاتا ہے، اور صحت وتن درستی کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔

جو لوگ وقتاً فوقتاً نفلی روزہ رکھتے رہتے ہیں، ان کی صحت پر اس سے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں، اور ان کے معدہ کو سکون حاصل ہوتا ہے۔

(62)...... طبی اعتبار سے شام کو یا رات کو سونے سے پہلے کھانا خواہ تھوڑا بہت ہی ہو کھالینا چاہئے، اور بھوک کی حالت میں کھائے بغیر نہیں سونا چاہئے۔

(63)...... بھوک لگی ہوئی ہونے کی حالت میں رات و دن میں کسی بھی وقت سونا طبی اعتبار سے صحت کے لئے فائدہ مند نہیں، بلکہ نقصان دہ ہے، اگرچہ شرعی اعتبار سے گناہ نہیں، اس لئے جب سچی بھوک لگ رہی ہو، اس وقت سونے سے پرہیز کیجئے، اگر سونے کا زیادہ تقاضا ہو، تو پہلے کچھ تھوڑا بہت کھالیجئے، اور اس کے بعد سو جایئے۔

(64)...... پیٹ بھر کھانا کھاتے ہی سو جانا بھی طبی اعتبار سے صحت کے لئے مضر اور نقصان دہ سمجھا گیا ہے۔

اور طبی لحاظ سے کھانا کھاتے ہی فوراً کوئی کام خصوصاً محنت کا اور تیز ورزش اور دماغی کام نیز مباشرت نہیں کرنی چاہئے، اور غذا کے بعد کچھ دیر بدن کو ہلکی پُھلکی حرکت دینی چاہئے، مثلاً کچھ چہل قدمی کر لی جائے۔

(65)......طبی لحاظ سے رات کا کھانا سونے سے کم از کم دو گھنٹے پہلے کھا لینا چاہئے، اگر رات کو دودھ پینے کی عادت ہو تو سونے سے آدھ گھنٹہ پہلے پیا جائے اور رات کا کھانا کھاتے وقت دودھ پینے کی گنجائش کا خیال رکھا جائے۔

رات کے کھانے کے کچھ دیر بعد کچھ چہل قدمی کر لینا یا نماز پڑھ لینا صحت کے لئے مفید قرار دیا گیا ہے۔

آج کل شہری زندگی میں بہت سے لوگ رات کو تاخیر سے کھانا کھانے اور کھاتے ہی فوراً لیٹ جانے یا سو جانے کے عادی ہو گئے ہیں، جو صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔

مگر اس طرح کی حرکات کے بُرے نتائج سامنے آنے کے باوجود اپنی معاشرت کو درست کرنے کے لئے تیار نہیں، اور اس میں دین دار لوگوں کا بڑا طبقہ بھی شامل ہے۔

حالانکہ کسی اور کی خاطر نہ سہی، اپنی صحت وتندرستی کی خاطر ہی سہی، رات کا کھانا سونے سے کچھ وقت پہلے کھانے کوشش کرنی چاہئے، بلکہ اپنی زندگی کے معمولات اس طرح بنانے کی کوشش کرنی چاہئے کہ شام کو جلدی اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر اپنے ٹھکانے پر پہنچنے کی کوشش کریں، تاکہ بروقت کھانا اور سونا وغیرہ، سب کام انجام دیئے جاسکیں۔

(66)......ضرورت پڑنے پر عصر اور مغرب کے درمیان کھانا پینا جائز ہے، جو لوگ اس وقت کھانا پینا گناہ ومنع سمجھتے ہیں، وہ غلطی پر ہیں۔

(67)......عوام میں مشہور ہے کہ سورج یا چاند گرہن کے وقت کھانا کھانا منع ہے، مگر شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں، ویسے ہی غلط مشہور ہو گیا ہے۔

اس لیے سورج یا چاند گرہن ہونے کے وقت کھانا پینا شرعاً جائز ہے، البتہ اس وقت مسلمانوں کو اللہ کی طرف رجوع اور توبہ واستغفار کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(68)......طبی اعتبار سے پھلوں کو کھانا کھانے کے بعد یا تیسرے پہر کھانا مناسب ہے، بالکل خالی پیٹ پھلوں کا کھانا مناسب نہیں ہے۔

(69)......طبی اعتبار سے پھل کھانے کے بعد فوراً ہی پانی پینا بھی مناسب نہیں، اس سے نزلہ وزکام اور کھانسی وغیرہ کی شکایت پیدا ہوجاتی ہے اور گلے میں خراش ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، اگر ضرورت محسوس ہو، تو تھوڑی مقدار پانی پینے پر اکتفاء کرنا چاہیے۔

(70)...... رات کو سونے سے پہلے کھٹی اور ٹھنڈی چیز مثلاً اچار، مالٹا، لیموں اور دہی وغیرہ سے احتیاط کرنی چاہئے، خاص طور پر جبکہ سردی کا موسم ہو، اس سے گلے کے خراب ہونے یا کھانسی اور نزلہ وغیرہ کی شکایت پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے، اگر کبھی ایسا اتفاق ہوجائے تو پیشگی حفاظت کے طور پر گرم پانی میں نمک ڈال کر غرارے کرلینا مناسب ہے۔

(71)...... طبی لحاظ سے چاول کھانے کے بعد تربوز کھانا مناسب نہیں ہے، اسی طرح گوشت خصوصاً مچھلی کھا کر دودھ نہیں پینا چاہئے، دودھ اور چاول کھانے کے بعد ستّو اور دودھ پینے کے بعد کوئی کھٹی چیز یا پان وغیرہ کھانا اچھا نہیں ہے۔

(72)...... تیسرے پہر دودھ پی لینا یا پھل کھالینا، اور رات کو ہلکا اور جلدی ہضم ہونے والا کھانا کھانا طبی اعتبار سے زیادہ مفید ہے۔

اگر ایک ہی وقت میں متعدد غذائیں کھانے کا اتفاق ہو، تو جلد ہضم ہونے والی غذا پہلے، اور ثقیل و بھاری غذا کا بعد میں کھانا طبی اعتبار سے مناسب ہے۔

کھانے کے انتخاب وکیفیت سے متعلق آداب

(73)...... کھانے پینے میں حلال اور پاکیزہ چیز کا انتخاب واہتمام کرنا چاہئے، حلال اور پاکیزہ چیز سے دل میں نورانیت اور حرام وناپاک چیز سے ظلمت وتاریکی پیدا ہوتی ہے۔

(74)...... برسات کے موسم میں خصوصاً جب کہ ہیضہ اور ملیریا پھیلا ہوا ہو، ایسے وقت میں طبی اعتبار سے کھانے کے ساتھ دیسی سرکہ، سرکہ کی چٹنی، لیموں، املی اور انار دانہ کی چٹنی، پودینہ اور پیاز کا استعمال مفید ہوتا ہے۔

(75)...... پھل اور سلاد وغیرہ دھو کر کھانا مناسب ہے، تاکہ اس پر اگر کوئی مضر اثر ہو تو وہ زائل ہو جائے۔

آج کل پھلوں وغیرہ پر مختلف زہریلے کیمیکل کیڑوں وغیرہ کو مارنے یا پھل پکنے وغیرہ کے لئے لگائے جاتے ہیں، اسی طرح مختلف مقامات پر پھلوں اور سبزیوں کے منتقل ہوتے وقت بھی گندے ہاتھوں اور جگہوں سے یہ چیزیں گزرتی ہیں، اور ان کا انسان کے بدن میں منتقل ہونا سخت اور خطرناک بیماریوں کا باعث بن رہا ہے۔

(76)...... بہت تیز گرم کھانا جو برداشت نہ ہو سکے یا مضر ہو، کھانے سے پرہیز کیجئے، کچھ گرم ہو، تو اس کے کھانے میں حرج نہیں۔

اور اگر کھانا ٹھنڈا ہو تو گرم کرنے میں بھی حرج نہیں، جو چیز ٹھنڈی ہو کر بے مزہ ہو جائے جیسے چائے، کافی وغیرہ، اس کو قدرے گرم پینے میں حرج نہیں، طبی لحاظ سے کھانا تازہ اور گرم کھانا مناسب ہے، لیکن اتنا زیادہ گرم بھی نہیں ہونا چاہئے، جس سے دھواں اور بھاپ اٹھ رہی ہو، اور اس سے ہاتھ اور منہ جلنے لگیں، گرما گرم کھانے سے منہ میں چھالے پڑ جاتے ہیں، کھانے کی نالی اور معدہ میں خراش پیدا ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ تیز گرم کھانے پینے سے پیاس زیادہ لگتی ہے، اس کو بُجھانے کے لئے زیادہ پانی پینا پڑتا ہے، جس سے معدہ کمزور اور ہضم خراب ہو جاتا ہے، اور جو لوگ ہمیشہ گرما گرم کھانا کھاتے ہیں، ان کے منہ میں چھالے اور معدے میں زخم (یعنی اَلسَر وغیرہ) ہو جاتا ہے۔

(77)...... پیاز اور لہسن کو کھانے میں پکا کر کھانا جائز ہے، اور کچا پیاز اور لہسن کھانا بھی فی نفسہٖ جائز ہے، لیکن اس کے بعد منہ اچھی طرح صاف کر لینا چاہئے، منہ صاف کئے بغیر منہ میں بو ہوتے ہوئے خصوصاً مسجد یا کسی تقریب میں آنا یا کسی بھی طرح لوگوں کی تکلیف کا باعث بننا منع ہے۔

(78)...... کھانے کے شروع یا آخر میں کسی معتبر حدیث میں میٹھا تناول کرنے کی کوئی

ترغیب یا ممانعت منقول نہیں۔

اس لئے کھانے کے شروع یا آخر میں میٹھا کھانے کو سنت یا ممنوع قرار دیا جانا تو مشکل ہے، حسبِ ضرورت وعادت، جس طرح چاہے کوئی عمل کرے، اس میں کوئی گناہ نہیں۔

البتہ طبی لحاظ سے اگر کھانے میں میٹھی اور نمکین دونوں طرح کی چیزیں ہوں تو پہلے میٹھی چیز کھانی چاہئے اور اس کے بعد نمکین، اگر میٹھی چیز تھوڑی مقدار میں ہو تو اس کو نمکین غذا کھانے کے بعد کھانا چاہئے۔

کھانا کھانے کے بعد کچھ کھجور یا تھوڑا گڑ کھانے سے کھائی ہوئی غذا کے ہضم ہونے میں مدد ملتی ہے اور قبض نہیں رہتا، اور قدرتی وفطری میٹھا، مصنوعی میٹھے سے بہتر ومفید ہے۔

(79)...... پھل وغیرہ تازہ اور صاف ستھرے کھانے کی کوشش کرنی چاہئے، بعض لوگ کم قیمت کی وجہ سے سڑا بُسا اور باسی پھل کھا کر سمجھتے ہیں کہ ان کو اس سے پھل کے فوائد حاصل ہو جائیں گے، یہ غلط فہمی ہے، کیونکہ باسی اور سڑے بُسے پھل سے فائدہ کے بجائے نقصان ہوتا ہے، اس لئے پھل تازہ اور صاف ستھرا کھانے کی کوشش کرنی چاہئے، خواہ تھوڑا اور کم ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح پھل موسم کے شروع کا کھانا بنسبت جاتے وقت موسم کے مفید ہے۔

(80)...... صاف ستھرا اور تازہ ہونے کے ساتھ پھل خوب پکے ہوئے کھانے چاہئیں، اس صورت میں ہی اس پھل کے اصل فوائد اور مقاصد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(81)...... ککڑی، کھیرا اور پھوٹ (یعنی کھیرے کی شکل اور خربوزے کے ذائقہ کی طرح ایک سبزی جو پک کر پھٹ جاتی ہے) اور اسی طرح جامن، امرود، آڑو، کو نمک اور سیاہ مرچ لگا کر کھانے سے ان کے ضرر (Side Effects) کی اصلاح ہو جاتی ہے، اس لئے اس قسم کے پھلوں میں مناسب مقدار میں نمک اور سیاہ مرچ کا شامل کر لینا مناسب ہے۔

(82)...... سردیوں میں انسان کو موسمی تبدیلی کا مقابلہ کرنے کے لئے وٹامن اے، اور وٹامن ای اور وٹامن سی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، اور یہ وٹامنز گاجر، تِل اور کینو مالٹے وغیرہ

www.idaraghufran.org

میں بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔

اس لئے سردی کے موسم میں طبی لحاظ سے حسبِ ذوق ان چیزوں کا استعمال مناسب ہے۔

(83)...... سردیوں میں قوتِ ہاضمہ اچھی اور قوی ہوتی ہے، جسم کے اندرونی حصہ میں حرارتِ غریزی (یعنی بدن کی اصل حرارت جس کو "اینیمل ہیٹ" بھی کہتے ہیں) بڑھی ہوئی ہوتی ہے، اس لیے اس موسم میں گڑ، شکر، ہر قسم کی مٹھائیاں اور حلوے، نیز دوسری مرغن غذائیں خوب ہضم ہوتی اور بدن کو طاقت دیتی ہیں، نیز حرارتِ غریزی کو بڑھاتی ہیں، اس لئے یہ چیزیں مناسب مقدار میں استعمال کرنی چاہئے۔

گوشت خور لوگ برسات کے موسم میں گوشت، مچھلی اور انڈے کھا کر اپنے جسم کو طاقت ور بنا سکتے ہیں، البتہ گرمیوں میں اس قسم کی چیزوں کا استعمال جس قدر کم کر دیا جائے بہتر ہے۔

گرمیوں میں ٹھنڈی سبز ترکاریاں تازہ پھل، دودھ، دہی، دہی کی لسی، چھاچھ اور پنیر جس قدر استعمال کریں مناسب ہے، برسات میں بھی یہی چیزیں مناسب ہیں۔

البتہ برسات کے موسم میں لسی اور چھاچھ پینے میں احتیاط کرنی چاہئے، اس موسم میں چھاچھ اگر پئیں تو وہ تازہ بہ تازہ ہو، برسات کے موسم میں سبز ترکاریوں کی بھجیہ پکا کر کھائیں، کبھی کبھی گلگلے، پوڑے، سُہال (پوری، کچوری) وغیرہ پکوان بھی کھانے میں حرج نہیں۔

لیکن برسات کے موسم میں کھانے کے ساتھ لیموں کا رس یا اس کا اچار، سرکہ اور املی اور ان سے بنائی ہوئی چٹنیاں کھانے سے جسم کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔

یہ یاد رکھیے کہ برسات کے موسم میں رطوبت رہتی ہے، اور کھانے پینے کی چیزوں اور پھلوں وغیرہ میں جراثیم زیادہ پیدا ہوتے، پلتے اور بڑھتے ہیں، اس لئے اس موسم میں صفائی ستھرائی اور کھانے پینے میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

(84)...... طبی اعتبار سے سرکہ کے بے شمار فوائد ہیں، اور قدیم طب کے علاوہ جدید طب (ومیڈیکل سائنس) میں بھی سرکہ کے کئی فوائد تسلیم کئے گئے ہیں، چنانچہ سرکہ کولیسٹرول اور

ٹرائیگلیسر ائیڈ (Triglyceride) کم کرنے اور دل کے امراض کے لئے مفید قرار دیا گیا ہے۔

نیز ذیابیطس (وشوگر) اور خون میں گلوکوز کی مقدار (Glycemic index) کو درست کرنے اور اعتدال پر لانے کے لئے بھی اس کی افادیت کو تسلیم کیا گیا ہے، سرکہ کے استعمال سے خون میں شکر کی مقدار میں کمی ہو کر ذیابیطس (وشوگر) کے مرض میں کمی واقع ہوتی ہے۔

اور کھانے کے ساتھ سرکہ استعمال کرنے سے ہضم کے نظام میں بھی بہتر ائی آتی ہے۔

اس کے علاوہ وبائی امراض مثلاً ہیضہ کے زمانہ میں بھی سرکہ بہت مفید چیز ہے۔

دیہی علاقوں میں دیسی طریقہ پر عام طور سے سرکہ گنّے کے رس سے بنایا جاتا ہے، یہ بھی سرکہ ہی کی ایک قسم ہے، اور دیسی سرکہ، عام کیمیکل والے سرکوں کے مقابلہ میں مفید ہے۔

(85)...... دودھ اور کھٹی چیز ایک ساتھ کھانا طبی طور پر نقصان دہ ہے۔

(86)...... کھٹی چیزوں کی کثرت سے معدہ میں رطوبت زیادہ ہو جانے سے معدہ اور سینے میں جلن پیدا ہوتی ہے، اور نزلہ، زکام اور کھانسی کی بھی شکایت پیدا ہو جاتی ہے، اعصاب اور قوتِ باہ (یعنی مردانہ اور زنانہ مخصوص طاقت) پر بھی اچھے اثرات مرتب نہیں ہوتے، لہٰذا کھٹی اور ترش اشیاء کا استعمال زیادہ نہیں کرنا چاہئے۔

(87)...... مُضِر اور نشہ آور اشیاء کھانے پینے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ ان کے صحت پر مُضِر اثرات پڑتے ہیں، اور دینی اعتبار سے بھی کئی نقصانات پیش آتے ہیں۔

(88)...... کولڈ ڈرنک، چائے (Tea) کافی (Coffee) اور ایسے قہوے، جن میں کیفین caffeine پائی جاتی ہے، شرعی اعتبار سے ان کا اعتدال کے ساتھ استعمال جائز ہے، اور اعتدال سے آگے بڑھنا یا اسراف وفضول خرچی سے کام لینا شرعی وطبی اعتبار سے نقصان سے خالی نہیں۔

ان چیزوں کی کثرت اور عادت، طبی اعتبار سے صحت کے لئے مناسب نہیں ہے، کیونکہ ان

میں کیفین پائی جاتی ہے، جو اعصاب اور جسم کے فطری اور معتدل نظام میں تحریک پیدا کر کے اس کو تیز کرتی ہے، اور عادت ہو جانے کے بعد اس سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔

(89)...... ذائقہ کی خاطر چٹ پٹے اور بازاری کھانے کھانے سے پرہیز کیجئے، یہ صحت کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں، کیونکہ ان میں عموماً صفائی ستھرائی وغیرہ کا لحاظ نہیں ہوتا، ہوٹل کے مالکان اور کھانا فروش لوگ پیسے بچانے کی خاطر گھٹیا اور سستی اور خراب چیزیں تیار اور فروخت کرتے ہیں، اور چند ٹکوں کی خاطر لوگوں کی جان سے کھیلنے کی سودے بازی کرتے ہیں، اس لئے اپنے ہاتھوں سے پیسے خرچ کر کے اپنی صحت کو داؤ پر لگانا کسی طرح بھی عقلمندی کا تقاضا نہیں۔

(90)......نمک مرچ بقدرِ ضرورت اور کم مسالے دار کھانے کھانے کی عادت ڈالئے، اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے۔

ہمارے معاشرہ میں سرخ اور ہری مرچ ، دارچینی ،لونگ ، دھنیا،لہسن ، پیاز غذا میں کثرت سے استعمال کئے جاتے ہیں، ان سے غذا خوشبودار اور چٹ پٹی ضرور بن جاتی ہے، نیز ان کے استعمال سے غذا کے ہضم ہونے میں بھی مدد ملتی ہے، لیکن سرخ اور ہری مرچ جیسی تیز چیز کا زیادہ استعمال آخر کار مضر ثابت ہوتا ہے، ان کے کثرتِ استعمال سے معدے اور آنتوں میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے، بلکہ بعض اوقات معدے اور آنتوں میں زخم (یعنی السر) تک ہو جاتے ہیں، اس لئے جہاں تک ہو سکے، ان کو زیادہ استعمال نہ کیا جائے۔

دیہاتوں میں عام طور پر سادہ غذائیں کھائی جاتی ہیں، جو بہت مناسب ہیں، لیکن ان کو خوش مزہ بنانے کے لئے گرم مسالے کی چیزیں تھوڑی مقدار میں شامل کی جائیں، تو طبی اعتبار سے حرج نہیں ہے، لہسن، پیاز کے مناسب استعمال سے غذاؤں کے خوش مزہ ہونے کے علاوہ بہت سی غذاؤں کی اصلاح ہو جاتی ہے، اور بدن کو مفید اجزاء بھی مل جاتے ہیں۔

نمک ہماری غذاؤں کا ایک نہایت ضروری جزو ہے، اس کے بغیر غذا بالکل بے مزہ ہوتی ہے،

نمک غذا کو خوش مزہ بنانے کے علاوہ غذا کے ہضم ہونے میں مدد دیتا اور بھوک لگاتا ہے، لیکن جہاں تک ہو سکے اس کو زیادہ استعمال نہیں کرنا چاہئے، ہم روزانہ جو ترکاریاں اور پھل وغیرہ کھاتے ہیں، ان میں قدرتی نمک موجود ہوتا ہے، اس لئے مزید نمک استعمال کرنے کی ضرورت بہت کم باقی رہ جاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ سرخ مرچ اور گرم مصالحہ جات، نمک، لہسن اور پیاز کا تھوڑا استعمال کرنا چاہئے، اور ہمارے معاشرہ میں جس طرح بڑی مقدار میں ان چیزوں کا استعمال ہے، یہ سخت نقصان دہ ہے۔

ہوٹل والے اور کھانا فروش کھانے کو مزیدار بنانے کے لئے ان چیزوں کا زیادہ استعمال کرتے ہیں، اس لئے ایسے کھانوں سے حتی الامکان بچنا چاہئے۔

کھانے کے برتنوں (Crockery) سے متعلق آداب

(91)...... جن برتنوں میں کھانا کھایا جائے وہ صاف ستھرے ہونے چاہئیں، تاکہ کھانے کی صفائی ستھرائی متأثر نہ ہو، اور گندگی کی وجہ سے صحت پر بُرا اثر نہ پڑے۔

اگر برتن دھو کر ایسی جگہ رکھے ہوئے تھے کہ جہاں مکھی مچھر وغیرہ کی آمدورفت ہوتی ہے، تو ان پر کھانے پینے سے پہلے پانی بہالینا مناسب ہے۔

ہوٹل اور بازار میں دستیاب برتنوں کو عام طور پر اہتمام سے صاف نہیں کیا جاتا، بلکہ اسی طرح سے میلے کچیلے پانی میں کھنگال کر یا گندے جراثیم زدہ کپڑے سے صاف کر کے رکھ دیا جاتا ہے، کھانے پینے کے ہوٹلوں کے علاوہ، چائے اور مشروب فروشوں کے یہاں آج کل صفائی کا فقدان پایا جاتا ہے، جن سے احتیاط کرنی چاہئے۔

(92)...... سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے پرہیز کیجئے، کیونکہ اسلام میں اس کی ممانعت ہے۔

(93)...... سونے چاندی کے علاوہ دوسرے برتنوں میں کھانا پینا جائز ہے۔
اسی طرح کانچ یعنی شیشے کے برتنوں کو استعمال کرنا جائز ہے، مگر ان کو احتیاط سے استعمال کیجئے، اگر کانچ کی کوئی چیز ٹوٹ جائے، تو کانچ کو اچھی طرح صاف کر دیجئے۔

کھانے سے متعلق متفرق آداب

(94)...... رزق اور غذا، اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، رزق اور غذا ہی پر انسان کی صحت اور بقاء کا دارومدار ہے، لہٰذا رزق اور کھانے کے ایک ایک ذرہ اور لقمہ کی قدر کرنی چاہئے۔
(95)...... اگر ایک مسلمان اس نیت سے حلال چیز کھائے پیئے کہ اس کے ذریعہ سے طاقت وقوت حاصل کر کے اللہ کے اور بندوں کے حقوق ادا کرے گا، تو اس نیت سے کھانا پینا بھی عبادت اور ثواب کے کام میں شامل ہو جاتا ہے۔
اور اگر شہوت بڑھانے اور حرص وطمع پوری کرنے یا صرف نفسانی لذت حاصل کرنے کی نیت سے کھائے، تو یہی کھانا گناہ یا فضول چیز میں شامل ہو جاتا ہے، لہٰذا کھانے پینے سے پہلے اپنی نیت کا جائزہ لے لینا اور اس کو ٹھیک کر لینا چاہئے۔
(96)...... اگر کسی ضرورت سے کھانا یا اس کے متعلقات دستر خوان وغیرہ پر پہلے حاضر کر دیئے اور رکھ دیئے جائیں، اور کھانے والے حضرات کچھ بعد میں وہاں آ کر بیٹھیں، اور کھانا تناول کریں، تو اس میں شرعاً کوئی گناہ نہیں، اور اس طرزِ عمل کو گناہ سمجھنا غلط فہمی پر مبنی ہے۔
بعض اوقات کسی ضرورت کی وجہ سے ایسا کرنا پڑ جاتا ہے، اور بہت سے ہوٹلوں وغیرہ میں دستر خوان اور ٹیبل پر سلاد یا پانی وغیرہ پہلے سے موجود ہوتا ہے، لہٰذا ضرورت کے پیشِ نظر اس طرزِ عمل میں گناہ نہیں۔
(97)...... کھانے کی اشیاء یا دستر خوان اٹھائے جانے سے پہلے خود اٹھ جانا گناہ نہیں، البتہ

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ پہلے اشیاء یا دسترخوان اٹھایا جائے پھر خود اُٹھیں، اس لئے اگر کوئی دسترخوان اٹھائے جانے سے پہلے اٹھ جائے، تو اس کو لعن طعن کرنا یا اس عمل پر نکیر کرنا درست نہیں۔

(98)...... اگر کھانا بچ جائے اور دوسرے وقت میں استعمال کی ضرورت نہ ہو تو وہ کسی ضرورت مند کو دے دینا چاہئے، اس کو اسی طرح رکھ کر ضائع اور خراب کر دینا بُری بات ہے۔ اور اگر دوسرے وقت استعمال کی ضرورت ہو تو اس کو ڈھک کر اور اللہ کا نام لے کر محفوظ رکھنا چاہئے، اور اگر کوئی چیز تھیلے یا شاپنگ بیگ وغیرہ میں رکھیں، تو تھیلے یا شاپنگ بیگ کے منہ کو اچھی طرح بند کر دیجئے، تاکہ اس میں مکھی، مچھر، کیڑے مکوڑے داخل نہ ہوں۔

(99)......طبی اعتبار سے گرمی کے موسم میں کھانے سے پہلے غسل کرنا مفید ہے، مگر کھانے کے بعد فوراً غسل کرنا نقصان دہ ہے، کم از کم کھانا کھانے کے دو گھنٹے بعد غسل کرنا چاہئے۔

(100)...... بازار میں کھلے عام اور اسی طرح لوگوں کے سامنے عام گزرگاہ پر بلا ضرورت کھانے پینے سے پرہیز کرنا مناسب ہے۔

البتہ اگر کسی دوکان یا ہوٹل میں کھانا پڑ جائے جہاں ہر قسم کے خاص و عام لوگ کھاتے پیتے ہوں، تو کوئی حرج کی بات نہیں، اس میں بھی اگر ممکنہ حد تک گزرنے والوں کی نظروں سے دور اور پوشیدہ ہو کر کھائے تو زیادہ بہتر ہے۔

لیکن بازار اور ہوٹلوں میں صفائی ستھرائی اور حفظانِ صحت کے اصولوں کی عام طور پر رعایت نہیں ہوتی، بلکہ قدم قدم پر مخالفت ہوتی ہے، اور اسی وجہ سے بازار اور ہوٹلوں کے کھانے طرح طرح کی بیماریوں کا باعث بن رہے ہیں، اس لئے حتی الامکان بازار اور ہوٹلوں کے کھانے پینے کی چیزوں سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔

(102)...... کھانے پینے کی، جگہ سونے اور آرام کرنے کی جگہ سے الگ رکھنی مناسب ہے، جس جگہ کھایا پیا جاتا ہے، وہاں کھانے کے کچھ ذرات گر جاتے ہیں اور اس پر کیڑے مکوڑے آتے ہیں، جو سوتے اور آرام کرتے وقت تکلیف و ایذاء کا باعث بنتے ہیں۔

www.idaraghufran.org

(103)...... دوسرے لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے وقت بے صبری سے بچئے، اگر دوسرے کو کھانے پینے یا برتن کی ضرورت ہو تو اس کی ضرورت کا پہلے خیال کیجئے۔

(104)...... اگر کھانے کے دوران دوسرا شخص آ جائے تو اسے بھی نیک نیتی کے ساتھ اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے کھانے میں شرکت کی دعوت دے دینی چاہئے، اور کھانے پینے کی چیزوں میں کمی واقع ہونے کے ڈر کی وجہ سے دوسرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

(105)...... اگر جماعت کھڑی ہو یا کھڑی ہونے والی ہو اور سخت بھوک یا پیاس لگی ہو اور طبیعت کھانے پینے کی طرف اس طرح راغب ہو کہ اس وقت نماز میں یکسوئی نہ ہو اور توجہ کھانے پینے کی طرف ہونے کا ڈر ہو اور کھانا، پینا بھی حاضر یا حاضری کے قریب ہو تو ایسے شخص کو جماعت چھوڑ کر کھانے پینے کی ضرورت پوری کرنی چاہئے، بشرطیکہ نماز قضا نہ ہو جائے۔

(106)...... غذاؤں کے مختلف مزاج ہیں، بعض غذائیں ثقیل، بادی بعض ہلکی، بعض گرم اور بعض سرد شمار ہوتی ہیں۔

ثقیل اور بادی غذائیں وہ کہلاتی ہیں، جو دیر سے ہضم ہوں، اور طبیعت میں بوجھ پیدا کریں، ثقیل غذاؤں کو ہضم کرنے کے لئے معدہ اور آنتوں کو ضرورت سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے، اور بادی اشیاء کے بخارات، دل و دماغ کو چڑھتے ہیں، جس سے طبیعت میں بوجھ محسوس ہوتا ہے، ان غذاؤں میں آلو، گوبھی، بینگن، اروی، چاول، چنے کی دال، ماش کی دال، لوبیا، سفید چنے، گائے کا گوشت، کباب، پراٹھا، نان، مٹھائیاں، سری پائے، بھُنی اور تلی ہوئی غذائیں شامل ہیں۔

محنتی اور جفا کش لوگوں کو اس قسم کی غذاؤں کا ہضم کرنا آسان ہوتا ہے، اور دوسرے لوگوں کو جو محنت اور جفا کشی اور جسمانی ورزش نہیں کرتے، ان کو ہضم کرنا مشکل ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بدہضمی، قبض، بواسیر، ریاح وغیرہ کی شکایت ہو جاتی ہے۔

جلدی ہضم ہونے والی غذائیں وہ کہلاتی ہیں، جو معدہ پر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں، اور جلد ہضم

ہوں، ان میں کھچڑی، دلیا، رس، ڈبل روٹی، سا گودانہ، کدو، توری، بکری کا گوشت، شوربا اور چپاتی وغیرہ شامل ہیں۔

مریضوں اور کمزوروں کے لئے ایسی ہی غذاؤں کا استعمال مفید ہوتا ہے۔

گرم غذائیں وہ کہلاتی ہیں، جن میں غذائی حرارے بہت زیادہ ہوتے ہیں، اور ان اشیاء کے استعمال سے جسم میں قوت وحرارت پیدا ہوتی ہے، ان غذاؤں میں انڈا، مرغ، مچھلی، بھُنا ہوا گوشت، گڑ اور خشک میوے شامل ہیں۔

سرد غذائیں وہ کہلاتی ہیں، جو جسم کی زائد حرارت اور گرمی کو دور کرتی ہیں، ان میں ٹینڈا، گھیا، پالک، کدو، لسی، کینوں، آلو بخارا، جامن اور تربوز وغیرہ شامل ہیں۔

تُرش غذائیں وہ کہلاتی ہیں، جو معدہ میں تیزابیت کو زیادہ کریں، اور ذائقہ میں کھٹی ہوں، ان غذاؤں میں لیموں، اچار، املی، خشک آلو بخارا، کھٹے پھل اور کھٹے میوے شامل ہیں۔

محرک غذائیں وہ کہلاتی ہیں، جو جسم میں تحریک پیدا کریں، اور اپنے اثرات سے خون کے دوران کو تیز کردیں، ان میں گرم مسالوں سے تیار کردہ اشیاء اور شراب، چائے، کافی اور کولڈ ڈرنک وغیرہ شامل ہیں۔

(107)...... صحت کو قائم رکھنے کے لئے متوازن خوراک کا ہونا انتہائی ضروری ہے، انسانوں کی خوراک کے بنیادی اجزاء، نشاستہ، لحمیات، حیاتین، چکنائی اور نمکیات ہیں۔

نشاستہ میں سرِ فہرست، آٹا، چاول، چینی، گڑ وغیرہ شامل ہیں۔

جبکہ لحمیات میں گوشت، دالیں اور انڈہ سرِ فہرست ہیں۔

چکنائی میں مکھن، گھی اور مختلف نباتاتی تیل شامل ہیں۔

حیاتین مختلف پھلوں اور سبزیوں میں کافی مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔

جبکہ نمکیات، سبزیوں، پھلوں، گوشت اور دودھ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں، نمکیات کے مفہوم میں کیلشیم، میگنیشیم، جست، فولاد، کرومیم، آئیوڈین، سوڈیم، پوٹاشیم، کوبالٹ، فلورین

کے نمکیات وغیرہ شامل ہیں۔

متوازن خوراک کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ جو خوراک انسانی جسم کی بنیادی ضروریات کو پورا کرے، وہ متوازن غذا ہے۔

دودھ کو متوازن غذا قرار دیا جاتا ہے، کیونکہ اس میں نشاستہ، لحمیات، حیاتین، چکنائی، نمکیات وافر مقدار میں موجود ہیں، اس لئے روزانہ کی بنیاد پر دودھ کا مناسب وقت اور مقدار میں استعمال بہت مفید اور ضروری ہے، اس سے جسم کی تیزابیت بھی معتدل رہتی ہے۔

طبی اعتبار سے عام حالات میں ہفتہ میں ایک مرتبہ گوشت کا استعمال اور ہفتہ میں تین دن سبزیوں کا استعمال اور تین دن دالوں کا استعمال مفید ہے۔

سبزیاں بطور سلاد استعمال کرنی چاہئیں، اور حسبِ ضرورت پھلوں کا استعمال بھی کرنا چاہئے۔

یومیہ مناسب مقدار میں دودھ یا دہی کا استعمال کرنا چاہئے۔

اگر اصلی دودھ، دہی میسر نہ آئے، تو اس کے بجائے انڈوں کے چھلکوں کو پانی میں ڈال کر اس کی جھلی دور کرلیں، پھر چھلکوں کو اچھی طرح خشک کر کے سفوف بنالیں، اور ایک گرام روزانہ استعمال کریں، یہ غریبوں کے لئے دودھ اور دہی کا عمدہ متبادل ہے۔

غذائی اجزاء کے مآ خذ اور اوصاف آگے حصہ پنجم ''حفظانِ صحت اور علاج ومعالجہ سے متعلق آداب'' کے باب نمبر 3 میں تفصیل کے ساتھ آتے ہیں، وہاں ملاحظہ کرلیے جائیں۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

www.idaraghufran.org

(باب نمبر 2)

پینے کے آداب

پانی بھی زندگی اور تندرستی کے لئے نہایت ضروری چیز ہے، طبی اعتبار سے ہوا کے بعد پانی کا درجہ ہے، جسم میں وزن کا دو تہائی حصہ پانی کو شمار کیا جاتا ہے، پانی غذا کے ہضم ہونے میں مدد دیتا ہے۔

اس لئے کھانے پینے کے آداب کے بعد پانی پینے کے آداب کا ذکر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

پینے سے متعلق مسنون دعاؤں کے آداب

(1)...... پانی یا کسی دوسرے مشروب کے پینے سے پہلے "بِسْمِ اللّٰہِ" اور آخر میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" پڑھنا سنت اور بہت خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔

(2)...... پانی یا کسی بھی چیز کے پینے کے بعد اللہ کا شکر کرنا چاہئے، مثلاً "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنا چاہیے، یہ بھی انتہائی خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔

کھانے کے دوران پانی پینے کے آداب

(3)...... کھانے کے شروع میں یا آخر میں یا درمیان میں پانی پینے کے مسنون یا ممنوع ہونے کا احادیث میں صراحتاً ذکر نہیں ملتا۔

طبی لحاظ سے کھانا کھانے سے پہلے متصل اور کھانا کھانے کے بعد متصل پانی پینا مناسب نہیں ہے، البتہ اگر ضرورت ہو تو کھانا کھانے کے درمیان قدرے پانی پی لیا جائے، پیاس لگے تو بعد میں بھی پیا جا سکتا ہے، اس میں بھی بہتر ہے کہ پانی تھوڑی مقدار میں چوسنے کی شکل میں پیا جائے۔

کھانے سے پہلے اور کھانے کے فوراً بعد اور اسی طرح کھانے کے دوران بے تحاشا پانی پینے

www.idaraghufran.org

سے ہضم خراب ہوجاتا ہے اور جب بار بار اس عادت کو دھرایا جاتا ہے تو معدہ اور قوتِ ہاضمہ کمزور ہوجاتی ہے، عام حالات میں جبکہ پیاس وغیرہ نہ لگ رہی ہو، کھانا کھانے کے دو تین گھنٹے بعد پانی پینا مناسب ہوتا ہے۔

اسی طرح کھانے کے دوران غیر معمولی ٹھنڈا پانی پینا، طبی اعتبار سے سخت نقصان دہ ہے۔

پانی پینے کی کیفیت سے متعلق آداب

(4)...... پانی کا ایک یا دو سانس میں پینا شرعی اعتبار سے گناہ نہیں، اور اسی طرح تین سانس سے زائد میں پینا بھی گناہ نہیں، بالخصوص جبکہ کسی ضرورت سے ایسا کیا جائے، مثلاً کسی بیماری یا پانی کے غیر معمولی ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا کر کے تین سے زیادہ مرتبہ پیا جائے۔

لیکن تین سانس میں اطمینان کے ساتھ پینا افضل اور مسنون ہے۔

اور ہر مرتبہ برتن کو الگ کر کے سانس لینا چاہیئے، برتن کے اندر سانس لینا مناسب نہیں۔

اور ایک دم بہت سا پانی حلق میں ڈالنا طبی لحاظ سے صحت کے لئے مضر ہے۔

(5)...... پانی کے علاوہ دیگر مشروبات کو بھی اصل میں تو تین سانس میں ہی پینا سنت ہے، لیکن اگر کسی چیز کو تین سانس میں پی کر مکمل کرنا دشوار ہو، مثلاً بوتل، سوڈا، جوس، سوپ وغیرہ تو ایسی چیز کو تین سے زائد سانس میں پینے میں حرج نہیں، اور جن چیزوں میں غذائیت کا عنصر ہو (مثلاً سوپ) ایسی چیزیں ایک حیثیت سے کھانے کے مشابہ ہیں، لہٰذا بوقتِ ضرورت ان کو تین سے زیادہ سانس میں پینے میں کوئی بھی حرج کی بات نہیں، جس طرح کھانا ضرورت کے مطابق لقمے بنا کر کھانے میں حرج نہیں، اور پوری روٹی وغیرہ کو تین لقموں میں کھانا سنت نہیں۔

(6)...... اگر ایک وقت میں ایک سے زیادہ گلاس یا کٹورے پینے ہوں تو ہر گلاس اور ہر کٹورے کو تین سانس میں پینا مناسب اور افضل ہے۔

(7)...... پانی اور دوسرے مشروبات میں بھی کھانے کی چیزوں کی طرح پھونک مارنے سے

www.idaraghufran.org

پرہیز کیجئے، اگر کوئی گرم مشروب ٹھنڈا کرنے کی ضرورت ہو تو کچھ انتظار کر لیجئے، یا برتن میں ہلا کر ٹھنڈا کر لیجئے یا پنکھے وغیرہ سے ہوا کر کے ٹھنڈا کر لیجئے۔

البتہ اگر جلدی کا تقاضا ہو اور گرم مشروب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے پھونک مارنے کی ضرورت پیش آ جائے تو بغیر آواز نکالے پھونک مارنے میں حرج نہیں۔

اور یہ بات یاد رکھیے کہ زیادہ گرم چیزیں کھانے کی عادت سے منہ اور معدہ میں زخم ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، نیز زیادہ گرم چیز کھانے پینے سے پیاس زیادہ لگتی ہے، جس کی وجہ سے اوپر سے پانی پینا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے معدہ میں آگے پیچھے گرم اور ٹھنڈی چیزیں پہنچنے سے معدہ اور ہضم خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

(8)...... پانی وغیرہ بیٹھ کر پینا سنت ہے، کھڑے ہو کر پینے میں سنت کا ثواب نہیں، اس لئے کھڑے ہو کر پینے کی مستقل عادت نہیں بنانی چاہیے، خصوصاً بوتل، چائے اور دوسرے ایسے مشروبات کہ جن کے پینے میں وقت بھی پانی سے زیادہ لگتا ہے اور ان میں غذائیت کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے، اور ان چیزوں کو کھانے کے ساتھ مشابہت حاصل ہوتی ہے، ایسی چیزوں کو بلا عذر کھڑے ہو کر پینا زیادہ ناپسندیدہ ہے، اور فیشن یا تکبر کی غرض سے کھڑے ہو کر پینا اور بھی زیادہ مکروہ اور بُرا ہے، سبیل کا پانی بھی بیٹھ کر ہی پینا مناسب ہے۔

البتہ اگر کوئی اتفاق سے یعنی بغیر عادت و معمول بنائے یا ضرورت و مجبوری میں کھڑے ہو کر پیئے، مثلاً سفر میں ہو یا جلدی کا تقاضا ہو، یا بیٹھنے کی مناسب جگہ میسر نہ ہو، تو کھڑے ہو کر پینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(9)...... لوٹے یا صراحی سے اس طرح منہ لگا کر پانی مت پیجئے، کہ بے خبری میں کوئی موذی یا گندی چیز منہ میں چلی جائے، اور تکلیف یا بیماری کا باعث بن جائے۔

(10)...... پانی اور دیگر مشروبات کو برتن (گلاس، کٹورے وغیرہ) سے منہ لگا کر پینا زیادہ موزوں و مناسب ہے، لیکن اگر کسی نلکی (STRAW) وغیرہ کے ذریعے سے پیا جائے

(جیسا کہ آج کل بعض بوتلیں اور جوس وغیرہ پیے جاتے ہیں) تو گناہ تو نہیں اگرچہ سنت بھی نہیں، اور اس میں بعض اوقات یہ خدشہ بھی ہوتا ہے کہ بے خبری میں کوئی خراب و مضر چیز منہ میں چلی جائے، جبکہ برتن میں لے کر پینے کی صورت میں اس مشروب کے نظر کے سامنے ہونے کی وجہ سے اس قسم کے خدشہ سے حفاظت رہتی ہے، اور نلکی کے ذریعے سے پینے کی صورت میں ہر سانس کے وقت نلکی کو منہ سے الگ کر دینا مناسب ہے۔

پینے سے متعلق متفرق آداب

(11)...... اگر کوئی کھانا کھا رہا ہو اور وہ پینے کے لئے پانی طلب کرے، تو اس کو پانی جلد فراہم کرنا چاہیے، بعض اوقات دیر ہونے سے لقمہ گلے میں اٹک جاتا ہے اور تکلیف پیش آتی ہے، ایسے وقت زیادہ پانی بھر کر لانے میں مشغول ہو کر دیر نہیں کرنی چاہیے، بلکہ تھوڑا بہت پانی فوراً فراہم کرنا چاہیے۔

(12)...... آبِ زمزم اور وضو کے بچے ہوئے پانی کے بارے میں لوگوں میں مشہور ہے کہ کھڑے ہو کر پینے میں زیادہ ثواب ہے۔

لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ آبِ زمزم اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینے میں زیادہ ثواب نہیں ہے، البتہ خاص ان دونوں پانیوں کو اگر کوئی کھڑے ہو کر پیے تو نہ کوئی ثواب ہے اور نہ کوئی کراہت یعنی ایک جائز اور مباح عمل ہے، مکروہ یا مستحب نہیں۔

پس اگر کوئی آبِ زم زم اور وضو سے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پیے تو بھی کوئی حرج نہیں اور بیٹھ کر دوسرے عام پانیوں کی طرح پیے تو بھی حرج نہیں، اور بیٹھ کر پینے کو معیوب یا غلط سمجھنا خود غلط ہے۔

(13)...... طبّی اعتبار سے پانی جسم کے لئے اسی وقت مفید اور صحت بخش ہوتا ہے، جبکہ اس کو مناسب وقت پر اور مناسب طریقہ پر پیا جائے، نیز وہ پانی ہر طرح کی گندگیوں سے پاک

www.idaraghufran.org

وصاف ہو، صحت کی حالت میں جب بھی سچی پیاس لگے پانی پینا چاہئے، البتہ بعض اوقات بدہضمی یا کسی دوسری بیماری کی وجہ سے جھوٹی پیاس لگا کرتی ہے، جوکہ پانی پینے سے نہیں بجھتی، اگراس حالت میں بار بار پانی پیا جائے تو وہ طبی اعتبار سے فائدہ کے بجائے نقصان کا سبب بنتا ہے، ایسی صورت میں یا تو بہت تھوڑی مقدار میں پانی پی کر تقاضا دبانا چاہئے، یا پھر صبر کرنا چاہئے، اوراپنے ہضم کی اصلاح وعلاج کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(14)......سخت محنت ومشقت اور ورزش کے بعد یا نہاتے ہی فوراً پانی پینا طبّی لحاظ سے نقصان سے خالی نہیں، اس سے بعض اوقات بڑا حادثہ رونما ہوجاتا ہے، اگر کوئی محنت ومشقت کا کام کیا ہے، یا دُھوپ میں سفر کرکے آئے ہیں، اور پیاس زیادہ لگی ہوئی ہے تو تھوڑی دیر سائے میں بیٹھ کر آرام کیجئے، جب کچھ سکون ہوجائے تو ایک گلاس پانی گھونٹ گھونٹ کرکے پی لیجئے، بے تحاشا غٹ غٹ کرکے بہت سا پانی مت پیجئے، اگرایک بار تھوڑا پانی پینے سے پیاس نہ بجھے تو کچھ دیر کے بعد دوبارہ پی لیجئے۔

(15)......نیند سے جاگنے کے فوراً بعد اور خالی پیٹ پانی پینا خاص طور پر اس کی عادت بنا لینا طبّی لحاظ سے مناسب نہیں ہے، لیکن اگر پیاس زیادہ لگی ہو تو اس کو بجھانے کے لئے تھوڑا پانی گھونٹ گھونٹ کرکے پینا چاہئے۔

اورنہار منہ پانی پینے سے متعلق جو بعض احادیث مشہور ہیں، وہ سند کے اعتبار سے مضبوط اور قابلِ اعتبار نہیں۔

(16)......کوئی پھل کھانے، گنّا چوسنے، اور تیل کی پکّی یا تلی ہوئی چیزوں کے کھانے کے بعد پانی پینے سے پرہیز کیا جائے، اس سے بدہضمی، نزلہ وزکام، گلے کی خراش اور کھانسی وغیرہ کی شکایت پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(17)......ٹوٹے ہوئے برتن میں پانی مت پیجئے، اگر مجبوراً پینا پڑ جائے تو ٹوٹا ہوا حصہ منہ سے مت لگائیے۔

ٹوٹی ہوئی جگہ میں میل کچیل جمع رہتا ہے جو منہ میں چلے جانے سے صحت کے لئے مضر ہوتا ہے، اور بعض اوقات پینے والے کے لئے ٹوٹی ہوئی جگہ چبھ کر تکلیف وایذاء کا سبب بن جاتی ہے، اور ٹوٹی ہوئی جگہ سے پانی یا مشروب کے گرنے کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔

(18)...... ٹھنڈا پانی پینا سنت سے ثابت ہے، بشرطیکہ اتنا زیادہ ٹھنڈا نہ ہو جو صحت کے لئے مضر ہو، اگر کسی کو بیماری کی وجہ سے ٹھنڈا پانی منع ہو، تو اس کو درمیانہ یا حسبِ ضرورت گرم پانی پینا ہی مناسب ہے۔

طبی لحاظ سے عام مزاج والوں کے لئے اوسط درجہ کا ٹھنڈا پانی مفید ہے، اور قدرتی چشموں اور کنوؤں سے نکلنے والا تازہ پانی عموماً اسی طرح کا ہوتا ہے۔

پھر ایک ٹھنڈا پانی تو وہ ہے جو قدرتی طور پر ٹھنڈا ہو، جیسے کنویں، چشمے وغیرہ کا پانی، یہ تو ٹھنڈا ہونے میں سب سے بہتر ہے اور اگر مصنوعی طریقے سے ٹھنڈا کرنے کی ضرورت ہو تو مناسب ہے کہ پانی کو بیرونی طریقہ پر ٹھنڈا کیا جائے، مثلاً گھڑے میں رکھ کر، یا کسی بند برتن/ بوتل وغیرہ میں رکھ کر فریج وغیرہ میں رکھ چھوڑا جائے اور قدرے ٹھنڈا ہونے پر استعمال کیا جائے، پانی کے اندر برف ڈال کر یا برف پگھلا کر جو پانی حاصل کیا جاتا ہے وہ صحت کے لئے مضر ثابت ہوتا ہے، خصوصاً جبکہ پانی و برف صاف نہ ہو، اور بازاری برف میں صاف پانی کا استعمال بہت کم ہوتا ہے، اس سے تو حتی الامکان پرہیز ہی کرنا چاہئے، آج کل گندے اور میلے کچیلے پانی کے پینے سے کالے یرقان جیسی مہلک بیماریاں تیزی سے پھیل رہی ہیں، جو خاموشی سے انسان کے جسم میں پیدا ہوتی اور پلتی، بڑھتی اور بالآخر مہلک ثابت ہوتی ہیں۔

(19)...... سردیوں کے موسم میں جب ٹھنڈ لگ رہی ہو، تو ٹھنڈا پانی پینا طبی اعتبار سے مناسب نہیں، بلکہ کچھ نیم گرم پانی (یعنی کوسا) پینا مناسب ہے، اس موسم میں زمین سے بھی تازہ پانی کچھ گرم برآمد ہوتا ہے، لہٰذا ایسا پانی سردیوں کے موسم میں فطرت کے بھی مطابق ہے۔

(20)...... پاک صاف پانی ہی پینے کے قابل، مفید اور صحت بخش ہوتا ہے، ایسے پانی کی

پہچان یہ ہے کہ وہ مٹی اور مختلف طرح کے ذرات وغیرہ سے صاف وشفاف ہوتا ہے، اس کا کوئی مزہ اور رنگ نہیں ہوتا اور نہ اس میں کسی قسم کی بُو موجود ہوتی ہے۔

(21)...... آج کل بہت سی آبادیوں اور علاقوں میں صاف پانی کا میسر آنا مشکل ہو رہا ہے، اور گندے پانی کے پیٹ میں جانے کی وجہ سے کئی طرح کی خطرناک بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں، پانی صاف کرنے کا سب سے بہتر اور آسان طریقہ یہ ہے کہ اس کو اُبال کر ٹھنڈا کرلیا جائے اور باریک، صاف کپڑے میں چھان کر استعمال کیا جائے۔

گندے پانی کو صاف کرنے کا ایک سادہ طریقہ یہ ہے کہ پہلے پانچ چھ گھنٹے تک کسی برتن میں رکھ چھوڑیں، تاکہ اس میں جو مٹی اور ریت وغیرہ کے ذرات ہوں وہ تہ نشیں ہو جائیں، اب اگر یہ پانی پانچ سیر ہو تو اس میں تقریباً چار رتی پھٹکری باریک پیس کر ملائیں، پانی کے ساتھ جو کثافتیں گھلی ملی ہوں گی وہ اس کی وجہ سے نیچے بیٹھ جائیں گی، اوپر کا صاف پانی نتھار کر رکھیں اور پینے کے کام میں لائیں، مٹی، گرد اور دوسری پانی میں حل ہونے والی اشیاء پھٹکری ڈالنے سے تہہ میں بیٹھ جاتی ہیں۔

پانی کو صاف کرنے کے لئے آج کل مختلف فلٹرز بھی بازاروں میں دستیاب ہیں، جن میں بعض کسی وجہ سے مفید ہیں، اور بعض ویسے ہی برائے نام ہیں۔

(22)...... جانوروں کے پینے والا پانی بھی صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، گندا پانی پینے سے جانوروں کی صحت، ان کے گوشت اور دودھ پر مُضِر اثرات پڑتے ہیں، اور ایسے جانوروں کا گوشت کھانے اور دودھ پینے والوں کی صحت پر بھی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

(23)...... رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشروبات میں دودھ بہت مرغوب تھا۔

موجودہ تحقیق بھی دودھ کے اندر بے شمار فوائد ومنافع کو تسلیم کرتی ہے، اور دودھ میں شہد شامل کرنے سے اس مشروب کی طاقت میں بے انتہاء اضافہ ہو جاتا ہے۔

(باب نمبر 3)

کھانا پکانے(Cooking)کے آداب

کھانا پینا انسان کی ضرورت ہے، اور اگر نیک نیتی سے حلال چیز کھائے پیئے تو یہ مسلمان کے حق میں نعمت ہونے کے ساتھ ساتھ عبادت بھی ہے، اور کھانے پینے کی بہت سی اشیاء پکا کر کھائی پی جاتی ہیں، اس لئے کھانا پکانے کے مختصر آداب کا بھی الگ سے ذکر کیا جاتا ہے۔

کھانا پکانے کے برتنوں(Cooking Pots)سے متعلق آداب

(1)......جن برتنوں میں غذائیں پکائی اور کھائی جائیں خواہ وہ کسی بھی دھات کے ہوں، ان کا صاف ستھرا ہونا بہت ضروری ہے، اور برتنوں کو صاف رکھنے کا طریقہ یہی ہے کہ جب برتن فارغ ہوجائیں، تو ان کو کسی مناسب چیز سے رگڑ کر دھودیا جائے۔

(2)......طبی لحاظ سے مٹی کے برتن میں کھانا پکایا ہوا سب سے بہتر ہے، بشرطیکہ برتن صاف ستھرا ہو۔

اگر برتن تانبے یا پیتل کے ہوں تو ان کو قلعی کرالی جائے، بغیر قلعی کے برتنوں میں کھانے پکانے یا ان میں کھانا رکھنے سے ان دھاتوں کا زہر غذاؤں میں پہنچ جاتا ہے۔

اگر پیتل یا تانبے کے برتن میں دہی یا چھاچھ رکھ دی جائے تو ان کا مزہ کسیلا ہوجاتا ہے، دہی، چھاچھ یا دوسری کھٹی چیزوں کے رکھنے سے تانبے پیتل کے برتنوں میں جو سبزی نظر آنے لگتی ہے، یہی زہر ہوتا ہے، اس لئے ان برتنوں میں بغیر قلعی کرائے کوئی کھٹی چیز پکانا، ان میں رکھنا اور کھانا مناسب نہیں ہے، ان کے علاوہ بغیر قلعی کرائے دوسری قسم کی چیزوں کے پکانے اور رکھنے سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے۔

Idara Ghufran

غریب لوگ سستا ہونے کی وجہ سے ایلومینیم کے برتن بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں، لیکن ان میں غذاؤں خصوصاً کھٹی غذاؤں اور ساگ پات کا پکانا اور ان میں رکھنا تندرستی کے لئے مضر ہے، ایلومینیم کے برتن میں دودھ یا پانی کو جوش دینے اور میٹھی چیزیں پکانے میں حرج نہیں، لیکن ان کو بھی پکانے کے بعد دوسرے برتن میں رکھ لینا مناسب ہے، غرض یہ کہ جہاں تک ہوسکے ان کے استعمال میں احتیاط برتی جائے۔

غریب لوگ ایلومینیم کے برتنوں کے بجائے مٹی کے برتن استعمال کریں تو اچھا ہے، لیکن ان کو صاف ستھرا رکھنا ضروری ہے، مٹی کے برتنوں کو استعمال کرنے کے بعد اچھی طرح دھویا جائے، اس کے بعد دھوپ وغیرہ میں خشک کر کے رکھا جائے۔

(3)...... کھانا پاک اور صاف ستھرے ہاتھوں سے اور پاک اور صاف ستھرے برتنوں میں پکانے کا اہتمام کیجئے، اگر برتنوں میں نجاست یا گندگی لگی ہو، تو ان کو پاک وصاف کر لیجئے۔

عام طور پر بازاری کھانوں میں صفائی کا اہتمام نہیں ہوتا، اس لئے ان سے حتی الامکان اجتناب کیجئے۔

کھانا پکانے سے متعلق عمومی آداب

(4)...... جو غذا تیار کی جائے وہ دیکھنے میں صاف سُتھری، سونگھنے میں دل پسند اور کھانے میں خوش ذائقہ ہو تو بہتر ہے، کیونکہ بعض اوقات کسی غذا کے دیکھنے، اس کو چکھنے یا اس کی بو سے طبعی کراہیت پیدا ہوتی ہے، اس کو معدہ صحیح طرح قبول نہیں کرتا اور اس کے ہضم ہونے میں مشکل پیش آتی ہے۔

(5)...... جو چیز پکائی جائے اسے پکانے سے پہلے میل کچیل اور مٹی پتھر، اور کنکر وغیرہ سے صاف کر لیا جائے، اگر دھونے کی ضرورت ہو تو دھو لیا جائے، لیکن دھوتے وقت رزق کو ضائع کرنے سے بچایا جائے۔

(6)......سبزترکاریوں اورساگ پات کو پہلے پانی سے اچھی طرح دھولیا جائے ،اس کے بعد باریک تراش کر پکایا جائے ،پانی صرف اتنا ڈالا جائے جوسبزیوں کے گلنے کے لئے کافی ہو،اس طرح پکانے سے وہ مزے دار بھی ہوتی ہیں اور مفید بھی۔

آج کل بعض لوگ سبزترکاریوں کو ابال کر ان کا پانی نچوڑکر پھینک دیتے ہیں، یہ طریقہ اچھا نہیں ہے، کیونکہ اس طرح کرنے سے ان کے مفید اور قوت بخش اجزاء ضائع ہوجاتے ہیں۔

بعض لوگ شلجم،مولی اور چقندر جیسی ترکاریوں کے پتے پھینک دیتے ہیں،ایسا کرنے سے ان سبزیوں کے پتوں میں پائے جانے والے بہت سے مفید اجزاء بے کار چلے جاتے ہیں، اس لئے ان ترکاریوں کو پتوں سمیت پکانا مناسب ہے۔

(7)......سبزی وغیرہ پکاتے اور کاٹتے وقت اس چیز کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ صاف ستھری ہو، گلی، سڑی اور خراب نہ ہو، اگر کوئی حصہ خراب ہوتو اس کو الگ کردیا جائے، لیکن صحیح حصہ ضائع نہ کیا جائے۔

(8)...... جوغذا کھائی جائے وہ اچھی طرح پکائی گئی ہواور تازہ ہوتو بہت ہی اچھا ہے،اَدھ پکی اور باسی غذا ہضم میں بگاڑ کا سبب ہوجاتی ہے،خصوصاً جبکہ باسی غذا سڑ بُس گئی ہو،اوراس میں باسی ہونے کی وجہ سے مہک اور بُو پیدا ہوگئی ہو، وہ دست اور قے وغیرہ جیسی کئی بیماریوں کا سبب بن سکتی ہے۔

برسات اور بارش کے زمانے میں باسی غذا زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔

بعض عورتیں سُستی اور کم ہمتی کی وجہ سے ایک وقت میں ہی کئی کئی وقتوں بلکہ کئی کئی دنوں کا کھانا بنالیتی ہیں،اس کے بجائے تھوڑی اور تازہ غذا تیار کرنی چاہئے۔

(9)...... گوشت کو کھانے سے پہلے خوب اچھی طرح پکانا چاہیے، جوگوشت پکا کر اچھی طرح نہ گلایا گیا ہو،اس کے کھانے سے ہضم میں خرابی پیدا ہوجاتی ہے، دست آنے لگتے ہیں اور آنتوں میں کینچوے اور کدو دانے پیدا ہوجاتے ہیں۔

جس حلال چرند و پرند جانور کا گوشت کھایا جائے وہ طبی اعتبار سے تندرست ہو، بوڑھے اور بیمار جانوروں کا گوشت صحت کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے۔

(10)...... اگر ہاضمہ کمزور ہو، تو ابلی ہوئی ترکاریاں اور گوشت کا شوربا استعمال کرنا چاہئے، اور تازہ میٹھے پھل مثلاً انگور، سیب، مالٹا، کیلا وغیرہ کھانا چاہئے۔

(11)...... مچھلی ہمیشہ تازہ پکا کر کھائی جائے، تازہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ مچھلی سخت ہوتی ہے، اگر اس کو ہاتھ پر رکھا جائے تو اس کی دُم نیچے نہیں جھکتی اور اس کے گلپھڑے کھول کر دیکھنے سے سرخ دکھائی دیتے ہیں اور اس کی آنکھ میں چمک ہوتی ہے، اس کے برخلاف جو مچھلی باسی اور دیر کی پکڑی ہوئی ہوتی ہے، اس کی آنکھوں میں چمک اور گلپھڑوں میں سرخی نہیں رہتی اور نہ اس میں سختی باقی رہتی ہے اور بعض اوقات اس میں بدبو آنے لگتی ہے۔

ایسی خراب مچھلی کے کھانے سے قے، دست وغیرہ آنے لگتے ہیں، جوہڑ اور تالاب خاص طور پر گندے اور میلے کچیلے پانی کی مچھلیوں کے مقابلہ میں دریاؤں اور ندیوں کی مچھلی غذائیت کے اعتبار سے اچھی شمار کی جاتی ہے۔

(12)...... کھانے پکانے میں استعمال ہونے والا مصالحہ اور دیگر اشیاء کے بارے میں اس چیز کا اہتمام بہت ضروری ہے کہ وہ چیزیں اصلی ہوں، اور ان میں غیر متعلقہ چیزوں کی ملاوٹ نہ ہو۔

آج کل مختلف مصالحہ جات میں مضرِ صحت چیزوں کی ملاوٹ بہت عام ہے، اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ یہ چیزیں خود اپنے سامنے کی پِسوا کر استعمال کریں، تو بہتر ہے۔

ورنہ جتنی تحقیق واطمینان ممکن ہو، اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔

(13)...... انڈا اگر ابال کر کھانا ہو تو زردی کو زیادہ پکانا نہیں چاہئے، ورنہ اس کی افادیت ضائع ہو جاتی ہے، ہاف بوائل انڈا استعمال کرنا چاہئے۔

انڈے کے استعمال کا سب سے اچھا اور فائدہ بخش طریقہ یہ ہے کہ انڈے کو اتنی دیر تک اُبالا

Idara Ghufran

جائے کہ اس کی سفیدی جم جائے اور زردی جمنے کے قریب پہنچ جائے یعنی پورے طور پر نہ جمے، اس کے بعد اس پر ذرا سا نمک اور سیاہ مرچ پسی ہوئی چھڑک کر کھا لیا جائے، اگر صرف زردی کھائیں تو یہ اور بھی بہتر ہے، اس طرح پکا ہوا انڈا نیم برشت (ادھ ابلا) کہلاتا ہے۔

ابلتے ہوئے پانی میں انڈا تقریباً ڈیڑھ منٹ تک ابالا جائے، اگر گھڑی نہ ہو تو اتنی دیر تک اُبالا جائے کہ جتنی دیر میں معمولی رفتار سے سو مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکے۔

انڈا تازہ استعمال کرنا مناسب ہے۔

تازہ انڈے کی پہچان یہ ہے کہ اگر اس کو ہاتھ میں لیکر روشنی کی طرف دیکھیں تو اس میں روشنی کی جھلک نظر آتی ہے، اس کے علاوہ تازہ انڈے کو اگر پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ اس میں ڈوب جاتا ہے، اس کے برخلاف جو انڈا خراب ہوتا ہے نہ تو اس میں روشنی کی طرف کر کے دیکھنے سے روشنی نظر آتی ہے اور نہ وہ پانی میں ڈوبتا ہے، بلکہ پانی کے اوپر تیرا کرتا ہے۔

(14)...... دودھ کو جوش دے کر اور کچھ نیم گرم پینا مناسب ہے، اور اگر بغیر جوش دیے پینا ہو تو تھنوں سے نکلتے ہی تازہ بہ تازہ پینا مناسب ہے، لیکن گائے کا دودھ جوش دیے بغیر پینا مناسب نہیں، کیونکہ گائے کے کچے دودھ میں دِق وسِل کے جراثیم کی موجودگی کا خطرہ ہے۔

(15)...... جب چاولوں کو خالی پکایا جاتا ہے، تو بہت سے لوگ ان کو ابال کر پیچ (یعنی چاول کے ساتھ پکا ہوا پانی) نکال کر پھینک دیتے ہیں، جس کی وجہ سے چاولوں کے بہت سے مفید غذائی اجزاء پیچ کے ساتھ ضائع ہو جاتے ہیں، اس لئے چاولوں کو دم پخت کر کے (یعنی دم لگا کر جس میں پانی اندر ہی خشک ہو جاتا ہے) پکانا مناسب ہے تاکہ اس کے مفید اجزا ضائع نہ ہوں۔

(16)...... تقریباً سب ہی دالوں میں بدن کو غذائیت دینے والے اجزاء کافی مقدار میں ہوتے ہیں، اس لئے جو لوگ گوشت نہیں کھاتے، ان کے لیے گوشت کا بدل دالیں بن جاتی ہیں، خصوصاً اڑد، چنے اور مٹر کی دالیں اس بارے میں زیادہ بہتر ہیں، اور اڑد کی دال جسم کی

پرورش کرنے اور طاقت دینے کے لئے بہت اچھی ہے، لیکن دالوں میں بادی پن ہوتا ہے، دیر میں ہضم ہوتی اور ریاح پیدا کرتی ہیں، البتہ مونگ کی دال بادی شمار نہیں کی جاتی اور یہ جلد ہضم بھی ہوجاتی ہے، اس لیے یہ بیماروں اور کمزوروں کے لئے بہت مناسب غذا سمجھی جاتی ہے۔

بادی غذاؤں کے ساتھ اگر مناسب مقدار میں ادرک وغیرہ جیسی بادی توڑنے والی چیزیں شامل کرلی جائیں تو بادی کی کافی حد تک اصلاح ہوجاتی ہے۔

اگر دوسری کوئی بادی چیز مثلاً گوبھی، مٹر، آلو وغیرہ پکائیں، تو ان میں بھی ادرک یا سونٹھ ڈال دینے سے کافی حد تک بادی کی اصلاح ہوجاتی ہے اور گیس پیدا نہیں ہوتی۔

(17)...... چائے، بالخصوص اس کی کثرت صحت کے لئے نقصان دہ ہے، البتہ پکی ہوئی چائے کے بجائے گرم پانی یا دودھ میں اوپر سے پتی ڈالی جائے اور اسے پکایا نہ جائے، اس کا نقصان کم ہے۔

(18)...... کھانا پکاتے وقت تیز مرچ، مصالحہ ڈالنا صحت کے لئے مناسب نہیں، مرچ مصالحہ بقدرِ ضرورت اور ہلکا ڈالنا چاہئے۔

(19)...... وقتاً فوقتاً گوشت، دال، سبزی وغیرہ ادل بدل کر پکانی چاہئے، ہمیشہ اور اکثر ایک ہی قسم کی غذا پکانے اور کھانے سے جسم کو درکار مختلف قسم کے اجزاء میسر نہ آنے سے کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔

(20)...... کھانا پکاتے وقت آگ اور چولہے اور گرم چیزوں اور گرم بھاپ اور آنچ سے اپنے جسم اور خاص طور پر منہ کی حفاظت بہت ضروری ہے، ذرا سی غفلت میں بڑا حادثہ رونما ہو سکتا ہے۔

(21)...... بلاسخت ضرورت کے بہت تیز آنچ پر کھانا پکانے کے بجائے کچھ ہلکی آنچ پر کھانا پکانا عام حالات میں زیادہ مفید رہتا ہے۔

(22)...... گیس اور آگ پیدا کرنے والی اشیاء کے استعمال کرنے کے آداب الگ سے ذکر کر دیئے گئے ہیں، وہاں ملاحظہ کر لئے جائیں۔

کھانا پکانے میں امانت ودیانت سے متعلق آداب

(23)...... اگر آپ دوسروں کے لئے اجرت پر کھانے کی پکائی کا کام کرتے ہیں، تو کھانا پکانے کے دوران مالک کی چیزوں میں خورد برد اور خیانت نہ کیجئے، جتنی مقدار کھانے کی خام یا پکی ہوئی شکل میں بچ جائے وہ مالک کو واپس کر دیجئے اور مالک کی اجازت ورضامندی کے بغیر خام یا پختہ و تیار شدہ کھانے پینے کی کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھئے، نہ ہی مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو فراہم کیجئے۔

(24)...... اگر آپ شادی ہال وغیرہ کے مالک یا نگران و ذمہ دار یا ویٹر (Waiter) ہیں، تو بھی مالک کی اجازت کے بغیر کھانے کا کوئی حصہ چوری نہ کیجئے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی خیانت اور خورد برد سے کام لیجئے۔

(25)...... اگر آپ دوسرے کو آرڈر پر کھانا تیار کر کے فراہم کریں، تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ معاہدہ کے مطابق کھانے کی پوری اور صحیح مقدار فراہم کیجئے، زیادہ مقدار کا معاہدہ کر کے کم مقدار یا ناقص اور مضرِ صحت کھانا فراہم کرنا ناجائز اور ظلم ہے۔

(26)...... کھانے پینے کی چیزوں میں چند ٹکے بچانے کی خاطر سستی اور مضرِ صحت اور ملاوٹی اشیاء کے استعمال سے پرہیز کیجئے، ورنہ آپ کے یا آپ کی اولاد کے اوپر کسی کی جان کا وبال پڑ سکتا ہے۔

افسوس کہ آج کل بہت سے لوگوں کا دل اس سلسلہ میں بہت سخت ہو گیا ہے۔

(27)...... مضرِ صحت اور گندی و ناکارہ چیزیں پکا کر یا سڑے بسے کھانے کی اوپر اوپر سے اصلاح کر کے دوسروں کو فراہم کرنا سخت ظلم اور گناہ ہے۔

لہٰذا اگر آپ کھانا دوسروں کے لئے پکاتے ہیں، مثلاً آپ کھانا پکانے کی ملازمت کرتے ہیں، یا کھانا پکا کر، یا کھانے پینے کی کوئی چیز یا مختلف اشیاء، مثلاً مٹھائی، پکوڑے وغیرہ تیار کر کے فروخت کرتے ہیں، تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ کھانے پینے کی اشیاء صاف ستھری اور صحیح استعمال کریں اور صفائی کا خاص خیال رکھیں۔

اگر آپ اس سلسلہ میں کوتاہی اختیار کریں گے اور لوگوں کو خراب اور مضرِ صحت اشیاء فراہم کریں گے تو آپ مجرم اور گناہ گار شمار ہوں گے۔

اور اگر آپ کی اس حرکت کی وجہ سے کچھ لوگ بیمار پڑ گئے یا فوت ہو گئے، یا علاج معالجہ پر ان کا پیسہ خرچ ہوا، تو روزِ قیامت آپ سے اس کا مؤاخذہ ہوگا۔

(28)...... جس کھانے کے باسی ہو جانے کی وجہ سے اس میں مہک اور بُو پیدا ہو گئی ہو، اس کا کھانا صحت کے لئے نقصان دہ ہے، اس میں الائچی وغیرہ ڈال کر اس کی بو دور کرنے سے اس کے مضر اثرات کا خاتمہ نہیں ہوتا۔

کھانا پکانے سے متعلق متفرق آداب

(29)...... کھانے پکانے والے کو چاہئے کہ وہ کسی ماہر مرد یا عورت سے کھانا پکانے کا طریقہ سیکھ لے اور کچھ وقت کسی کی نگرانی میں یہ کام کرے تو زیادہ بہتر ہے، مزید یہ کہ مختلف اشیاء تیار کرتے وقت بھی کسی تجربہ کار سے مشورہ کا معمول رکھے۔

(30)...... بچیوں کو سمجھ دار ہونے کے بعد کھانا پکانے کی تربیت اور تعلیم دینے کی کوشش کرنی چاہئے، تاکہ آگے چل کر انہیں کسی قسم کی مشکلات کا سامنا نہ ہو۔

(31)...... انسان کو مرد ہونے کے باوجود بھی کچھ کھانا پکانے کا مشغلہ سیکھ لینا چاہئے، زیادہ نہ ہو سکے تو کم از کم چھوٹی موٹی چیزیں پکانے کا طریقہ سیکھ لینا مناسب ہے، یہ زندگی کے مختلف حالات میں بہت کام آتا ہے، اور بلاوجہ دوسروں کی محتاجی اور پریشانی سے حفاظت

رہتی ہے۔

(32)...... جو مرد یا عورت دوسروں کے لئے کھانا تیار کرے، خواہ اجرت و معاوضہ اور تنخواہ پر ہی کیوں نہ ہو، اسے دوسروں کی خدمت کی نیت کر لینی چاہئے، اس نیت سے یہ کام عبادت اور ثواب کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے، خاص طور پر جو خواتین یا مرد گھر والوں یا متعلقین کے لئے تبرعاً بغیر معاوضہ کے کھانا تیار کریں، ان کو چاہئے کہ وہ دوسروں کی خدمت اور ان کو راحت پہنچانے کی نیت سے کام کیا کریں، اس سے ان کی یہ عظیم اور بڑی محنت دنیا کے بجائے دین کے کام میں داخل ہو جائے گی۔

(33)...... اگر ٹھنڈے کھانے پینے کی چیز کو گرم کرنے کی ضرورت ہو، تو بہتر یہ ہے کہ اسے چولہے وغیرہ پر گرم کیا جائے، آج کل بجلی کے ذریعہ مخصوص مشین یعنی اوون (Oven) سے کھانے پینے کی چیز گرم کی جاتی ہے، اس مشین سے برقی شعاعیں کھانے کے ساتھ شامل ہونے سے صحت پر مضر اثرات پڑ رہے ہیں، خاص طور پر جبکہ اس کھانے پینے کی چیز کو پلاسٹک کے برتن میں یا ڈھانپے بغیر گرم کیا جائے، تو اس سے کینسر کے اثرات جسم پر پڑتے ہیں۔

اسی طرح فریج وغیرہ میں ڈھانپے بغیر کوئی چیز رکھ کر چھوڑ دینے سے بھی اس کے اندر پیدا ہونے والی گیسز کھانے پینے کی چیزوں میں منتقل ہو کر صحت کے لیے مضر بنتے ہیں۔

اس لیے بہتر تو یہی ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں تازہ استعمال کریں، اور فریج میں رکھنے کی ضرورت نہ سمجھیں، کیونکہ باسی ہونے سے اس کے مفید اثرات ختم ہو جاتے ہیں، اور زیادہ وقت گزرنے سے مضر صحت اثرات پیدا ہو جاتے ہیں، اور اگر کبھی ضرورت ہو، تو ڈھانپ کر رکھیں۔

وَاللہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ۔

(باب نمبر 4)

سونے اور جاگنے کے آداب

انسانی تندرستی اورصحت کو باقی رکھنے کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں، ان میں کھانے پینے وغیرہ کے علاوہ ایک اہم چیز نیندو بیداری یعنی سونا اور جاگنا ہے۔

سونے اور جاگنے سے متعلق مسنون دعاؤں کے آداب

(1)......سونے سے پہلے یہ دعاء پڑھ لینا سنت اور خیروبرکت کا ذریعہ ہے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ أَمُوْتُ وَأَحْیَا

ترجمہ: اے اللہ آپ کے نام سے ہی میں فوت ہوتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔

اس کے علاوہ بعض دوسری دعاؤں کا بھی احادیث میں ذکر آیا ہے۔

(2)......سوکر اُٹھنے کے بعد یہ دعاء پڑھنا سنت اور خیروبرکت کا ذریعہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَحْیَانَا بَعْدَ مَآ أَمَاتَنَا وَإِلَیْہِ النُّشُوْرُ

ترجمہ: ہر تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں ہمارے مرجانے کے بعد زندہ کیا، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(3)...... جب کوئی بُرا خواب نظر آئے، تو تین مرتبہ ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھ لینی چاہیے، اور ہو سکے تو کروٹ بدل کر سوجانا چاہئے، اور بسہولت ہو سکے تو تین مرتبہ بائیں طرف تھتکار دینا چاہئے۔

اور کسی سے یہ خواب بیان نہیں کرنا چاہیے، اس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی نقصان نہ ہوگا، خواہ کتنا ہی برا اور بھیانک خواب کیوں نہ ہو۔

Idara Ghufran

آج کل کم علمی کی وجہ سے بہت سے لوگ بُرا خواب نظر آنے پر سنت کے مطابق مذکورہ عمل نہیں کرتے اور خواہ مخواہ پریشان ہوتے اور دوسروں کو یہ خواب سناتے پھرتے ہیں، اور بعض اوقات بزرگوں کو خواب سنانے اور ان سے تعبیر حاصل کرنے کے لئے بہت جدوجہد کرتے ہیں، یہ طرزِ عمل درست نہیں، اس کے بجائے مندرجہ بالا سنت عمل کو اختیار کرنا چاہئے۔

(4)...... رات میں کُتّے یا گدھے کی آواز سننے پر اللہ سے پناہ طلب کرنی چاہئے، مثلاً اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھنی چاہئے۔

نیند کے دورانیہ (Duration) سے متعلق آداب

(5)...... مناسب مقدار میں سونے اور نیند کرنے سے انسان کے جسم کو پوری طرح آرام حاصل ہوتا ہے، تھکا ہوا جسم سو کر بیدار ہونے کے بعد چست اور چاق وچوبند ہوجاتا ہے اور جسم میں نئے سرے سے کام کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے۔

(6)...... نیند کے لئے مناسب وقت اور مناسب کیفیت کے ساتھ ساتھ مناسب مقدار کا لحاظ بہت ضروری ہے، اگر نیند مناسب مقدار اور صحیح کیفیت میں حاصل نہ کی جائے تو سستی وکاہلی کے علاوہ سر درد، ضعفِ دماغ، ضعفِ نظر کی شکایت ہوجاتی ہے اور یہاں تک کہ رفتہ رفتہ، دماغی فساد اور بگاڑ بلکہ بعض اوقات دیوانگی اور جنون کی نوبت بھی آجاتی ہے۔

(7)...... عمر کی مختلف حالتوں میں مناسب نیند کی مقدار بھی طبی اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، چنانچہ بچوں کو جسمی نشو ونما کے لئے زیادہ نیند کی ضرورت ہوتی ہے، چھوٹے دودھ پیتے بچوں کے لئے دن ورات میں تقریباً سولہ گھنٹے سونا مناسب مقدار کہلاتا ہے، عمر بڑھنے کے ساتھ نیند کی مقدار کم ہوجاتی ہے، حتیٰ کہ چار سال سے آٹھ سال تک کے بچوں کے لئے تقریباً بارہ گھنٹے روزانہ سونے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے، اور آٹھ سال سے بیس اکیس سال کی عمر تک روزانہ نو دس گھنٹے سونا کافی ہوتا ہے، اور جوانی کی عمر میں پچاس سال کی عمر تک

روزانہ کم از کم چھ اور زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹے سونے کی ضرورت ہوتی ہے۔

(8)...... عام حالات میں چھ گھنٹے سے کم سونے کی عادت بنانے سے تندرستی میں خلل پڑنا شروع ہوجاتا ہے۔

پچاس سال کے بعد انسان میں ضعف وکمزوری پیدا ہوجاتی ہے، اس لئے اُسے زیادہ آرام کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس عمر کے بعد عام حالات میں آٹھ، دس گھنٹے روزانہ سونا چاہئے۔

عموماً خواتین کو مرد حضرات کے مقابلہ میں زیادہ نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔

اسی وجہ سے اگر کسی کی طبعی اور مناسب نیند کی مقدار میں غیر معمولی خلل واقع ہوجائے، مثلاً نیند اُچاٹ اور کم ہوجائے یا نیند میں غیر معمولی زیادتی ہوجائے تو یہ بیماری کہلاتی ہے۔

سونے کے اوقات (Timings) سے متعلق آداب

(9)...... قدرت نے دن کو کام کے لئے اور رات کو آرام کے لئے بنایا ہے، اسی لئے رات کے وقت سونا فطرت کے عین مطابق ہے، بلکہ رات کو عشاء کے بعد والے حصہ میں سونا بعض ماہرین کی تحقیق کے مطابق رات کے آخری حصہ میں سونے سے بھی زیادہ مفید ہے۔

اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ عشاء کے بعد جلد از جلد آرام سے بستر پر لیٹ جائیں، اور سورج نکلنے سے پہلے فجر کے وقت اٹھنے کا اہتمام کریں۔

آج کل شہروں میں عام طور پر رات کو دیر تک جاگتے رہنے کی وجہ سے دن میں سوئے پڑے رہنے کی عادت ہوگئی ہے، جو لوگ رات کو فضولیات میں گزارتے اور دن کو بستر پر پڑے سوتے اور خراٹے لیتے رہتے ہیں، ان کی تندرستی میں سخت خلل آجاتا ہے، اس کے علاوہ ویسے بھی دن کو سونے کی عادت ڈالنا اچھا نہیں ہے۔

البتہ اگر دماغی یا جسمانی محنت کرنے والے افراد گرمیوں میں دوپہر کے وقت کچھ دیر سوئیں،

تو یہ ان کے لئے بہتر ہے، ان کی دوپہر کو سونے سے تھکن دور ہو جاتی ہے، اور نئے سرے سے کام کرنے کی طاقت لوٹ آتی ہے، اور اگر عام لوگ بھی دوپہر کو کچھ تھوڑا بہت لیٹ کر آرام کرلیں، اگرچہ سوئیں نہیں اور تھوڑی دیر ہی کیوں نہ ہو، تو یہ بھی بہت مفید عمل ہے، لیکن دن میں بلاضرورت دیر تک سوتے رہنے کی عادت نقصان سے خالی نہیں۔

رات کا وقت نیند کے لئے سب سے بہترین اور موزوں ہے، اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ رات کو جلدی سونے کی عادت بنائیں تا کہ رات کے حصہ ہی میں نیند کی مناسب مقدار پوری ہو جائے، دن کو سونے کی عادت بنا لینے سے نزلہ کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، بدن کا رنگ بگڑ جاتا ہے، اعصاب ڈھیلے ہو جاتے ہیں، بدن میں کاہلی اور سستی پیدا ہو جاتی ہے، بھوک کمزور ہو جاتی ہے، عموماً دن کے وقت کی نیند ٹوٹ ٹوٹ کر آتی ہے، اور اس کے مقابلہ میں رات کی نیند عموماً کامل، مسلسل اور گہری ہوتی ہے۔

جو لوگ دن کو سونے کے عادی ہوں انہیں ایک دم اس عادت کو ختم نہیں کرنا چاہئے، ورنہ ہضم میں بگاڑ وغیرہ کا خطرہ ہوتا ہے، بلکہ آہستہ آہستہ روزانہ تھوڑا تھوڑا کم کر کے یا ناغہ کر کے اس عادت کو ختم کرنا چاہئے۔

(10)...... کھانا کھاتے ہی فوراً سو جانا یا بھوک لگے ہوئے ہونے کی حالت میں سونا طبی اعتبار سے صحت کے لئے فائدہ مند نہیں۔

(11)...... مناسب ہے کہ کھانے کے کم از کم دو تین گھنٹے بعد سویا جائے۔

آج کل شہری زندگی میں بہت سے لوگ رات کو تاخیر سے کھانا کھانے اور کھاتے ہی فوراً لیٹ جانے یا سو جانے کے عادی ہو گئے ہیں، جو صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔

صحت خراب ہونے کے بعد جو مسائل بے چینی اور مال اور وقت خرچ ہونے کی صورت میں پیش آتے ہیں، وہ بہت زیادہ ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے بعض اوقات زندگی بھر کی کمائی خرچ کرنی پڑ جاتی ہے۔

(12)...... طبی اعتبار سے رات کو کھانے کے بعد فوراً سونے کے بجائے کچھ چہل قدمی کر لینا صحت کے لئے مفید قرار دیا گیا ہے، اور کھانے کے کچھ بعد نماز پڑھ لینے سے بھی یہ مقصد ایک حد تک پورا ہو جاتا ہے۔

(13)...... طبی لحاظ سے بہترین نیند وہ ہے جو گہری ہو اور اس وقت کی جائے جبکہ غذا پیٹ کے اوپر والے حصہ سے نیچے اتر چکی ہو، اور یہ کھانے کے کم از کم دو تین گھنٹے بعد ہی ہوتا ہے، اس سے پہلے نہیں، اگر غذا کے ہضم ہونے میں کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے تو انسان کو چاہئے کہ پہلے کچھ دیر چہل قدمی کر لے یا نماز وغیرہ پڑھ لے، اس کے بعد سونے کے عمل میں مشغول ہو، تاکہ صحت کے بگاڑ سے کسی حد تک حفاظت رہے۔

سونے کے طریقہ (Style) سے متعلق آداب

(14)...... مناسب بستر پر اور سر کے نیچے تکیہ رکھ کر سونا چاہئے، جو کہ صحت وتن درستی کے لئے بھی مفید ہے۔

چار پائی، تخت یا بیڈ وغیرہ پر سونا سنت کے خلاف نہیں ہے، البتہ زیادہ تکلفات میں پڑنا بھی مناسب نہیں، اور بہت زیادہ نرم اور موٹے گدوں پر سونا کہ جسم ان میں پیوست ہو جائے، یہ صحت کے لئے مضر بھی ہے۔

اس کے علاوہ کسی سخت چیز (مثلاً نرم بستر کے بغیر) فرش یا تخت وغیرہ پر سونا عام حالات میں نقصان دہ ہے، اس سے فالج وغیرہ کی بیماری پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، کیونکہ زمین یا فرش وتخت وغیرہ کی سختی سے جسم کے اعصاب رگڑ کھاتے ہیں، اور زمین کی ٹھنڈک اعصاب تک پہنچتی ہے، زمین کی نمی جسم کو پہنچنے سے جوڑوں کے درد کی بیماری، بخار، اور بدہضمی وغیرہ کی شکایت پیدا ہوسکتی ہے۔

(15)...... عام حالات میں سوتے وقت دائیں کروٹ پر لیٹنا سنت ہے۔

Idara Ghufran

اور بائیں کروٹ پر لیٹ کر سونا اگرچہ سنت نہ ہو، لیکن ناجائز و گناہ نہیں ہے، کیونکہ بعض احادیث سے اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

اور دائیں کروٹ پر لیٹنے کا سنت ہونا، سونے کی ابتداء کرنے کے وقت ہے، پورے وقت اس کروٹ پر سوتے رہنا ضروری نہیں، کیونکہ جب آدمی سو جاتا ہے، تو اس کے بعد اس کو ہوش نہیں رہتا، اور وہ اس سنت کی پابندی کا مکلّف نہیں رہتا، لہٰذا بعد میں اگر سوتے ہوئے بائیں کروٹ پر ہو جائے تو سنت کی برکت سے محرومی نہیں ہوتی، اسی طرح اگر دائیں کروٹ پر لیٹنے کے بعد نیند آنے سے پہلے بائیں کروٹ پر لیٹنے کا تقاضا اور اس کروٹ پر زیادہ راحت محسوس ہو تو بائیں کروٹ پر سونے میں بھی حرج نہیں۔

(16)...... چت لیٹ کر سونا بھی جائز ہے، اس میں کوئی گناہ نہیں۔

البتہ بعض اطباء نے عام حالات میں چت لیٹنے کے مستقل معمول اور عادت بنا لینے کو مختلف بیماریاں پیدا ہونے کا سبب قرار دیا ہے، مثلاً سکتہ، فالج وغیرہ، ان حضرات کا کہنا ہے کہ اکثر چت لیٹے رہنے سے جسم میں موجود فضلات دماغ سے پیچھے کی طرف چلے جاتے ہیں، اور اپنے فطری راستوں کی طرف چلنے اور بہنے سے رک جاتے ہیں۔

لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ اس قسم کا خدشہ اسی وقت پیش آ سکتا ہے، جبکہ کوئی چت لیٹنے کی عادت اور مستقل معمول بنا لے، ورنہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف اوقات میں چت لیٹنا بھی ثابت ہے، اور کئی طب کے ماہرین یا میڈیکل سائنسدانوں کی تحقیق کے مطابق ہمیشہ کسی ایک حالت کے بجائے ادل بدل کر اور مختلف حالتوں یا پوزیشنوں پر لیٹنا اور سونا زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

(17)...... عام حالات میں دائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف رُخ کر کے سونا بہتر ہے، لیکن اگر سونے یا لیٹنے والے کا رُخ یا منہ قبلہ کی طرف نہ ہو، بلکہ اس کی طرف پُشت یا دایاں یا بایاں پہلو ہو، تو بھی کوئی حرج اور گناہ کی بات نہیں۔

(18)...... لیٹتے یا سوتے وقت کعبہ کی طرف پاؤں کا رُخ کرنا بہتر نہیں، جبکہ بلا عذر اور قصداً وعمداً ایسا کیا جائے، اور کوئی عذر ہو، مثلاً مریض کے بستر وغیرہ کا رخ ہی اس طرف ہو، تو کعبہ کی طرف پاؤں ہونے میں حرج نہیں۔

اور بیتُ المقدس، روضۂ اطہر یا کسی خاص ستارہ کی طرف پیر کرنے یا پیر کر کے سونے میں کوئی حرج نہیں۔

آج کل بعض لوگ جوتوں کو بھی قبلہ رخ کر کے رکھنے کو سنت یا ضروری سمجھتے ہیں، حالانکہ اس کا شرعاً کوئی ثبوت اور کوئی حقیقت نہیں۔

(19)...... پیٹ کے بل یا اوندھا سونا اسلام میں پسندیدہ نہیں ہے، اس لئے عام حالات میں اُلٹا لیٹنے اور سونے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ الٹا یا اوندھا لیٹنے میں ایک تو جسم کا نظام اُلٹا ہو جاتا ہے، جو عام حالات میں صحت کے لئے نفع بخش نہیں، بعض حالات میں طبی لحاظ سے آنکھوں کے لئے مضر قرار دیا گیا ہے، دوسرے پشت اور سرین اوپر آسمان کی طرف کر کے سونا آداب وحیاء کے خلاف ہے، تیسرے اس طرح لیٹنے میں بے جا شہوت میں اُبھار پیدا ہوتا ہے، جو کئی مفاسد اور فتنوں کا سبب ہے۔

اس لئے بلا ضرورت الٹا یا اوندھا لیٹنے اور سونے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

البتہ اگر کسی ضرورت سے اس طرح الٹا یا اوندھا لیٹنا پڑ جائے تو الگ بات ہے، اس صورت میں بھی اپنے سرین پر کپڑا وغیرہ ڈھانک لینا چاہئے۔

(20)...... اس طرح لیٹنا کہ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ لی جائے، جائز ہے، بشرطیکہ ستر نہ کھلے، اور بے پردگی لازم نہ آئے۔

(21)...... اگر ہاتھوں میں کوئی میٹھی چیز یا چکنائی وغیرہ لگی ہوئی ہو، تو ہاتھوں کو سونے سے پہلے دھو لینا چاہئے اور اسی طرح رات کو سونے سے پہلے دانت اور منہ صاف کر کے سونا چاہئے۔

کھانا یا کوئی بھی چیز کھاتے پیتے وقت کچھ کھانے کا حصہ ہاتھوں پر لگا رہ جاتا ہے، جس کے بعد ان ہاتھوں کے مختلف چیزوں پر لگنے سے دوسری چیزیں گندی ہوسکتی ہیں، اور ان ہاتھوں پر مکھی، مچھر وغیرہ کے آنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، نیز اسی حال میں سوجانے سے کسی مضر چیز کے کھانے کے اثرات پر آ کر نقصان پہنچانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

اسی طرح منہ اور دانتوں میں دن بھر کھاتے پیتے رہنے کی وجہ سے مختلف چیزوں کے ذرات اور اثرات موجود ہوتے ہیں، جن کے باقی رہنے کی وجہ سے منہ اور دانتوں کو نقصان پہنچتا ہے، منہ میں خراش یا زخم ہو، تو اس میں اس کے اثرات داخل ہونے سے ضرر لاحق ہوتا ہے، اور سوتے ہوئے سانس کے ساتھ گندی چیزوں کے اثرات بھی اندر منتقل ہوکر بیماری وغیرہ کا سبب بنتے ہیں، اور سونے سے پہلے منہ اور دانتوں کو دھونے کے ساتھ ساتھ مسواک کرنے سے منہ اور دانت اس قسم کی چیزوں سے محفوظ ہوجاتے ہیں۔

(22)...... اگرچہ بے وضو بلکہ جنابت ونجاست کی حالت میں سونے میں بھی گناہ نہیں، لیکن باوضو اور پاک جسم، پاک لباس وبستر کے ساتھ سونا بہتر اور زیادہ ثواب کی بات ہے۔

(23)...... اگر کسی کو جنابت یعنی غسل واجب ہونے کی حالت پیش آجائے، تو اُس کو اگرچہ جنابت کی حالت میں سونا جائز ہے، جیسا کہ ذکر ہوا، مگر افضل یہ ہے کہ اگر وہ غسل نہ کرسکے، تو کم از کم شرم گاہ کو دھو کر وضو کر لے، اور پھر سوئے۔

اس کے نتیجہ میں کئی قسم کی بیماریوں اور جراثیم سے بھی حفاظت ہوجاتی ہے، خاص طور پر اگر شرمگاہ پر منی وغیرہ لگی ہو، تو اس کو دھو لینا مناسب اور جراثیم سے حفاظت کا ذریعہ ہے، اور زوجین نے باہم مباشرت کی ہو، تو سونے سے پہلے وضو کر لینا مناسب ہے، اگرچہ ضروری نہیں۔

(24)......سونے سے پہلے آنکھوں میں سُرمہ لگانا سنت ہے، بطور خاص ''اثمد'' نام کا سرمہ لگانا سنت ہونے کے ساتھ ساتھ بہت مفید بھی ہے۔

انسان دن بھر جاگنے کی حالت میں اپنی آنکھوں کو استعمال کرتا رہتا ہے، جن میں فضاء کی آلودگی اور گرد وغبار داخل ہوتا رہتا ہے، اور اس سے بینائی اور آنکھیں متأثر ہوتی رہتی ہیں، سونے سے پہلے سُرمہ اور بطورِ خاص اثمد سُرمہ لگانے سے ان مُضر اثرات سے حفاظت ہوجاتی ہے، اور پلکوں کے بال بھی اُگتے ہیں، اور پلکوں کے بال جتنے اچھے اور گھنے ہوتے ہیں، اتنا ہی زیادہ وہ آنکھوں میں گرد وغبار وغیرہ پہنچنے میں رُکاوٹ اور آنکھوں کی عمدہ طریقہ سے حفاظت کا ذریعہ بنتے ہیں۔

اگر سلائی صاف نہ ہو، یا اس کو دوسرے نے استعمال کیا ہو، تو آنکھوں میں سرمہ لگانے سے پہلے اس کو دھو یا صاف کر لینا بہتر ہے، اور مناسب یہ ہے کہ ہر شخص اپنی سرمہ دانی کا الگ انتظام رکھے۔

(25)...... نیند کی حالت میں منہ کا اندرونی حصہ کھلا رکھنا اچھا نہیں، اس سے کوئی مضر چیز منہ میں داخل ہوسکتی ہے، اس لئے منہ بند کرکے سونے کی عادت ڈالنی اور بچوں کو ڈلوانی چاہئے۔

(26)...... کپڑے سے منہ پوری طرح ڈھک کر سونے کی عادت نہیں ڈالنی چاہئے، اس طرح منہ ڈھانک کر سونے سے سانس سے نکلی ہوئی خراب زہریلی ہوا بند رہ کر دوبارہ سانس کے ذریعہ پھیپھڑوں کے اندر پہنچ کر بیماری کا سبب بنتی ہے۔

(27)...... رات کو سوتے وقت اگر پیشاب یا قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئے، تو اُٹھ کر قضائے حاجت کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور بہتر یہ ہے کہ فراغت کے بعد وضو کرلیا جائے، یا کم از کم ہاتھ اور ہوسکے تو چہرے کو بھی دھولیا جائے، ورنہ ہاتھ دھولیے جائیں، اگرچہ اس کے بغیر سونے میں بھی گناہ نہیں۔

سونے کی جگہوں اور بستر سے متعلق آداب

(28)...... سونے سے پہلے بستر کو اللہ کا نام لے کر جھاڑ لینا چاہئے، کیونکہ بستر پر کوئی مضر

www.idaraghufran.org

چیز خواہ جانور ہو یا کوئی دوسری چیز، موجود ہوسکتی ہے، اور اگر انسان اسی طرح بستر کو جھاڑے بغیر لیٹ جائے، تو اس چیز سے اپنے آپ کو ضَرر ونقصان پہنچ سکتا ہے، اور اگر کوئی غیر مضِر جانور ہو، تو اس کو نقصان پہنچ سکتا ہے، اللہ کا نام لے کر جھاڑنے سے ان سب چیزوں سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

(29)...... سوکر اٹھنے کے بعد اپنے بستر، چادر وغیرہ کو اٹھایا تہہ کر دینا چاہیئے، اور چار پائی وغیرہ راستے میں ہو تو اسے وہاں سے ہٹا دینا چاہیئے، تاکہ دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے اور گزرنے والوں کے گزرنے کی وجہ سے بستر وغیرہ خراب نہ ہو۔

خراب اور میلے کچیلے بستر پر سونا طبی اعتبار سے صحت کے لئے سخت نقصان دہ ہے، اس سے بچنا چاہیئے۔

(30)...... گزرگاہ اور راستہ میں نہیں سونا چاہیئے، جس سے دوسروں کو ایذاء پہنچے، یا اپنے آپ کو ایذاء پہنچے۔

اور ٹرینوں وغیرہ میں جو حصے گزرنے اور اُترنے چڑھنے والوں کے لئے یا بیتُ الخلاء (لیٹرین وباتھ روم) میں آنے جانے والوں کے لئے مختص کئے جاتے ہیں، وہاں لیٹ کر یا سوکر مسافروں کی تکلیف کا سبب بننا بھی گناہ ہے۔

اسی طرح مسافر خانوں، مسجدوں یا ایسی جگہوں میں کہ جہاں سے مختلف لوگوں کی آمدورفت ہوتی ہو، وہاں دروازے اور گزرنے کی جگہ لیٹنا اور سونا بھی منع ہے۔

(31)...... رات کو درختوں کے نیچے سونے سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے، کیونکہ درختوں پر مختلف چرند پرند رہتے ہیں، جو رات کو نیچے سونے والے کے اوپر گر سکتے ہیں، اور بعض اوقات غلاظت بھی کرسکتے ہیں، نیز طبی اعتبار سے رات کے وقت درخت اپنے اندر سے زہریلی ہوا (کاربن ڈائی آکسائیڈ) خارج کرتے ہیں، جو قریب میں موجود شخص کی صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔

(32)...... ایسی کھلی چھتوں پر سونے سے پرہیز کیجئے، جہاں کوئی منڈیر اور دیوار وغیرہ نہ ہو۔

رات کو جب انسان سوجاتا ہے، تو وہ اس بات سے بے خبر ہوجاتا ہے کہ وہ کہاں ہے، اور کہاں نہیں؟ اور بعض اوقات انسان نیند سے بیدار ہوکر بے خیالی یا کسی اور تصور میں اسی طرح اٹھ کر چل پڑتا ہے، اور دھڑام سے چھت سے نیچے گر پڑتا ہے، اس طرح کے کئی واقعات سامنے آتے رہتے ہیں، اس لئے بغیر آڑ یا بغیر دیوار والی چھت پر سونے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اور چھت کے بجائے کسی ایسی اونچی چیز پر سونا کہ سوتے ہوئے اس سے نیچے گر جانے پر غیر معمولی چوٹ لگنے کا خطرہ ہو، یہ بھی مناسب نہیں، البتہ اگر کوئی آڑ وغیرہ لگا کر گرنے اور چوٹ لگنے سے حفاظت کا انتظام کرلیا جائے، تو پھر حرج نہیں۔

(33)...... رات کو سونے والے کمرے وغیرہ میں روشن دان وغیرہ کھلا رکھنا چاہئے، اس سے ایک تو باہر سے تازہ ہوا کی آمدورفت ہوتی رہتی ہے، جو صحت کے لئے مفید ہے اور دوسرے اندر کی مضر گیس باہر خارج ہوتی رہتی ہے۔

بعض اوقات اندر زہریلی گیس کسی پائپ سے نکلنا شروع ہوجاتی ہے اور کسی کمرہ میں جب ایک سے زیادہ افراد سوئیں تو سانس کے ذریعہ سے نکلنے والی مضر گیس کا بھی اخراج ہوتا رہتا ہے، مگر روشن دان اور کھڑکیوں پر باریک جالی یا جالی دار کپڑا لگا دینا مناسب ہے، تاکہ مکھی مچھر وغیرہ اندر نہ آئیں۔

یہ بھی یاد رکھیئے کہ گیس اور بخارات عام طور پر اوپر کی طرف کو چڑھا کرتے ہیں، اس لئے گیس اور بخارات کے اخراجات کے لئے چھت میں سوراخ یا پھر چھت سے متصل دیوار میں روشن دان کی شکل کا سوراخ کھڑکی اور دروازہ کے مقابلہ میں زیادہ مفید ہوتا ہے۔

(34)......سونے سے پہلے آگ بجھا دینی چاہئے، اور برتنوں کو ڈھانک دینا چاہئے، اور

باہر سے آنے کے دروازوں کو بند کردینا چاہئے، اور کنڈی تالا وغیرہ جو مناسب ہو، وہ لگا دینا چاہئے، اوران سب کاموں کے کرتے وقت اللہ کا نام لے لینا چاہئے، مثلاً بِسْمِ اللّٰہ کہہ لینا چاہئے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان بند دروازہ، اور ڈھکے ہوئے برتن کو کھول نہیں پاتا، جبکہ ان کو بند کرتے اور ڈھکتے وقت اللہ کا نام لے لیا جائے، اور شیطان کے مفہوم میں یہاں ڈاکو، چوراور جان کا دشمن بھی داخل ہے۔

اورسونے سے پہلے آگ بجھانے میں یہ بھی داخل ہے کہ آگ والی چیزوں کو بند کردیا جائے، مثلاً چولہا، ہیٹر، استری اور دوسری بجلی کی غیرضروری چیزیں، کیونکہ ان چیزوں سے بھی جلنے اور ہلاک ہونے کے واقعات وجود میں آتے ہیں، اور یہ چیزیں بھی جدید دور کی آگ میں داخل ہیں۔

نیند سے بیدار ہونے کے متعلق آداب

(35)...... نیند سے بیدار ہوتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرہ اورآنکھوں کو مَل لینا چاہئے، اس سے سُستی اور نیند کا خمار دور ہوجاتا ہے، اور بستر سے اٹھنا آسان ہوجاتا ہے۔

(36)......سوکراٹھنے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر کسی پانی یا برتن وغیرہ میں ڈالنا مناسب نہیں، ایسی ضرورت پڑنے پر پہلے ہاتھوں کو دھولینا چاہئے۔

اس طرح کرلینے سے ایک طرف تو سنت پر عمل کا ثواب حاصل ہوتا ہے، اور دوسری طرف مختلف بیماریوں سے حفاظت بھی رہتی ہے۔

(37)...... جب بھی سوکراٹھیں تو مسواک کرلینا سنت ہے، سوکراٹھنے کے بعد منہ میں سانس کی آمدورفت سے مضر ہوا کے اثرات جمع ہوجاتے ہیں، جو سوکراٹھتے ہی مسواک کرنے سے دور ہوجاتے ہیں۔

یہ عمل حفظانِ صحت کے لئے بہت مفید ہے۔

(38)...... صبح کو بیدار ہوکر ضروری تقاضوں سے فارغ ہونے کے بعد نماز پڑھنے کے لئے وضو کرنا چاہئے، اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل کرنا چاہئے۔

(39)...... اگر کسی عذر سے فجر کی نماز قضا ہوجائے، تو جلد از جلد اس کو ادا کرنا چاہئے۔

(40)...... صبح کے وقت سورج نکلنے سے پہلے کچھ دیر کے لئے پیدل چلنا اور چہل قدمی یا ورزش کرنا صحت کے لئے انتہائی مفید ہے، اور آج کل کے مشینی دور میں اس کی ضرورت و افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔

لہٰذا آج کل صحت مند و تندرست رہنے کے لئے ہر ایک کو چہل قدمی، نقل وحرکت اور ورزش وغیرہ کے لئے وقت نکالنا چاہئے، جس کے لیے صبح کا وقت زیادہ موزوں ہے۔

سونے اور جاگنے سے متعلق متفرق آداب

(41)...... دو مرد حضرات، یا دو خواتین کو ایک کپڑے (لحاف یا کمبل یا چادر وغیرہ) میں اس طرح لیٹنا منع ہے کہ ایک دوسرے کے جسم کے درمیان کوئی کپڑا حائل نہ ہو، یعنی ان کا جسم ننگا ہو۔

البتہ اگر درمیان میں کپڑا حائل ہو، مثلاً لباس پہن رکھا ہو، تو پھر ایک کپڑے (لحاف یا کمبل یا چادر وغیرہ) میں لیٹنا گناہ تو نہیں، لیکن بلاضرورت مناسب نہیں۔

اور اگر دونوں الگ الگ کپڑے (لحاف یا کمبل یا چادر وغیرہ) میں لیٹیں، تو پھر کوئی حرج نہیں، خواہ ایک ہی چارپائی وغیرہ پر لیٹیں، جیسا کہ ایک بیڈ پر، یا بعض اوقات ریل میں ایک برتھ پر اس طرح لیٹنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے، اور سخت ضرورت میں مثلاً کوئی سفر میں ہو، اور اوڑھنے کے لئے دوسرا کپڑا نہ ہو، تو ایک کپڑے میں لیٹنے میں بھی گناہ نہیں۔

(42)...... جب بچے سمجھدار ہوجائیں، تو انہیں ایک دوسرے کے ساتھ نہ لٹایا جائے،

www.idaraghufran.org

کیونکہ اس میں کئی فتنے لازم آتے ہیں، اور اگر کبھی ضرورت پیش آئے تو درمیان میں کوئی چیز حائل کر دی جائے، مثلاً تکیہ وغیرہ۔

طبی اعتبار سے بھی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر لیٹنا اور سونا صحت کے لئے فائدہ مند نہیں، اس لئے ایک دوسرے سے دُور ہو کر سونا چاہئے تاکہ ایک دوسرے کے سانس کے مضر اثرات سے محفوظ رہیں، قریب قریب مل کر اور دوسرے کے منہ کے ساتھ منہ ملا کر سونے سے سانس سے نکلی ہوئی زہریلی ہوا، دوسرے کے سانس کے ساتھ اندر پہنچ کر بیماری کا سبب بن سکتی ہے۔

(43)...... بوقتِ ضرورت مثلاً کمزوری، بیماری، سردی یا دشمن کے خوف وغیرہ جیسی مجبوری میں اپنے رہائشی کمرے کے اندر کسی برتن یا پوٹ وغیرہ میں پیشاب کرنے میں حرج نہیں۔

البتہ صبح ہونے کے بعد بلاضرورت پیشاب کو اسی طرح وہاں چھوڑے رکھنا مناسب نہیں، بلکہ اس کو جلد از جلد کسی مناسب جگہ انڈیل دینا چاہئے۔

(44)...... حتی الامکان تنہا مکان میں سونے اور رات گزارنے سے پرہیز کرنا چاہئے، جب تک کوئی دوسرا ساتھ نہ ہو۔

کسی گھر میں تنہا رات گزارنے کی صورت میں، جس میں کوئی ساتھ نہ ہو، بعض اوقات کوئی حادثہ یا بیماری وغیرہ کا عارضہ یا دشمن یا موذی چیز کی طرف سے کوئی ضرر ونقصان پیش آ جاتا ہے، اور اگر کوئی دوسرا ساتھ میں ہو، تو اس کی طرف سے مدد کا حاصل ہونا اور اس ضرر ونقصان سے بچنا آسان ہوتا ہے، اس لئے کسی مکان میں تنہا رات گزارنے سے بچنا چاہئے، الّا یہ کہ کوئی عذر ہو۔

(45)...... جہاں کوئی دوسرا سویا ہوا ہو، وہاں بات چیت یا کوئی ایسی حرکت اتنی بلند آواز یا ایسے انداز سے نہیں کرنی چاہئے، جس سے دوسرے کی نیند وآرام میں خلل پیدا ہو۔

(46)...... بیدار ہونے کے بعد اور خاص طور پر صبح کو نیند سے اُٹھنے کے بعد وضو وغیرہ سے

پہلے پیشاب، پاخانے سے فارغ ہونا چاہئے، کیونکہ جو کچھ روزانہ کھایا پیا جاتا ہے، اس کا عمدہ اور اچھا حصہ جسم کی غذاء بن جاتا ہے، باقی خراب حصہ پیشاب، پاخانے کی شکل میں آنتوں اور مثانہ میں جمع رہتا ہے، رات بھر سونے اور لمبے وقفہ کی وجہ سے اس کو صبح نیند سے اٹھتے ہی خارج کرنے کی عادت بنانا صحت کے لئے مفید اور اس کو روکے رکھنا مضر ہے۔

(47)......بعض لوگ رات کو جھاڑو دینے یا منہ سے چراغ بجھانے یا رات کو آئینہ میں چہرہ دیکھنے کو معیوب یا بُرا اور منحوس سمجھتے ہیں۔

حالانکہ رات یا شام کے وقت ان کاموں کے کرنے میں شرعاً کوئی نحوست یا گناہ کی بات نہیں ہے۔

(48)......بعض لوگ اور خاص کر عورتیں رات کو درخت ہلانے اور کاٹنے سے اس لیے منع کرتی ہیں کہ اس سے وہ بے چین یا بے آرام ہو جاتا ہے۔

مگر اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں، البتہ رات کو بلا ضرورت درخت کی چھیڑ چھاڑ کرنا اس لیے مناسب نہیں کہ درخت پر مختلف قسم کے جانور یا پرندے موجود ہوتے ہیں اور رات کے وقت وہ آرام میں مشغول ہوتے ہیں، یہ اُن کی تکلیف کا سبب ہے اور بعض اوقات کوئی موذی جانور، گر کر کاٹ بھی لیتا ہے۔

(49)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ رات کو انگلیاں چٹخانے سے نحوست آتی ہے۔

مگر شرعاً اس کی بھی کوئی اصل نہیں، البتہ بلاوجہ انگلیاں چٹخانا پسندیدہ اور اچھی بات نہیں۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُهٗ اَتَمُّ وَاَحۡكَمُ.

(باب نمبر 5)

رفعِ حاجت یا پیشاب، پاخانے (Toilet) کے آداب

پیشاب پاخانہ، جس کو رفعِ حاجت یا قضائے حاجت بھی کہا جاتا ہے، اس سے متعلق آداب ملاحظہ فرمائیے۔

رفعِ حاجت سے متعلق مسنون دعاؤں کے آداب

(1)...... پیشاب پاخانہ کے لئے رفعِ حاجت والی جگہ میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعاء پڑھنا سنت اور مُضِر وشیطانی اثرات سے حفاظت کا ذریعہ ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ

ترجمہ: اللہ کے نام سے (داخل ہوتا ہوں) (ابنِ ماجہ، ترمذی)

اور بسم اللہ کے بعد یہ دعاء پڑھ لینا بھی سنت سے ثابت ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَالۡخَبَآئِثِ

ترجمہ: اے اللہ! میں خبیث شیاطین مَردوں اور عورتوں سے آپ کی پناہ (و حفاظت) چاہتا ہوں (بخاری)

مذکورہ دعاء بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنی چاہئے، اور کھلی عام جگہ جنگل وغیرہ میں قضائے حاجت کرنے لگے ہوں، اور وہ جگہ رفع حاجت کے لئے مخصوص نہ ہو تو رفعِ حاجت کے لئے بیٹھنے سے پہلے یہ دعاء پڑھنی چاہئے۔

(2)...... بیتُ الخلاء سے نکلتے وقت یہ دعاء پڑھنا سنت اور مُضِر اثرات سے حفاظت کا ذریعہ ہے:

غُفْرَانَکَ

ترجمہ: میں آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں (ابنِ ماجہ)

رفعِ حاجت کے اوقات سے متعلق آداب

(3)...... جس وقت بھی رفعِ حاجت یعنی پیشاب، پاخانہ کا تقاضا ہو، بلا تاخیر اس تقاضے کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور بغیر سخت مجبوری کے اس میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔

بعض لوگ کام کاج میں مصروف ہونے کی وجہ سے رفعِ حاجت کرنے میں دیر کر دیتے ہیں، خاص طور پر جب کسی دوسرے کے ہاں موجود ہوں، اور خواتین اس سلسلہ میں شرم کی وجہ سے زیادہ کوتاہی کرتی ہیں اور بروقت رفعِ حاجت نہیں کر پاتیں، بعض لوگ دیر تک وضو برقرار رکھنے کے لئے رفعِ حاجت میں تاخیر کر دیتے ہیں، جس کو احادیث میں بھی پسند نہیں کیا گیا، ایسا کرنے سے تن درستی متاثر ہو جاتی ہے، صحت بگڑنے لگتی ہے، کیونکہ پیشاب پاخانہ انسانی جسم کے لئے فضلہ اور بے کار چیزیں ہیں، اس لئے ان کے جسم میں غیر ضروری وقت تک ٹھہرے رہنے کی وجہ سے خراب ہوا اور گیس پیدا ہوتی ہے، نیز اس ہوا کا زہر خون میں شامل ہو کر طرح طرح کی بیماریوں کا ذریعہ بنتا ہے، چنانچہ ان حاجتوں کو غیر ضروری وقت تک روکنے کا پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ سر میں درد ہونے لگتا ہے، اس کے علاوہ طبیعت سست ہو جاتی ہے، کام کاج کرنے کو دل نہیں چاہتا، اور بھی کئی عوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔

(4)...... پاخانہ بار بار روکنے کی وجہ سے آنتیں کمزور ہو جاتی ہیں، اور قبض رہنے لگتی ہے، جو پھر خود کئی بیماریوں کے پیدا ہونے کا سبب بنتی ہے۔

(5)...... پیشاب کو بار بار روکنے کی وجہ سے مثانہ کمزور ہو جاتا ہے اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ مثانہ میں پیشاب کو روکے رکھنے کی طاقت ہی نہیں رہتی، اور پیشاب قطرہ قطرہ ہو کر ٹپکنے لگتا ہے، جس کی وجہ سے جسم اور لباس کی پاکی اور وضو برقرار رکھنے میں بھی

مشکلات پیش آتی ہیں اور نماز پڑھنے میں بھی دشواری کا سامنا ہوتا ہے۔

(6)...... صبح کو نیند سے جاگنے کے بعد سب سے پہلے پیشاب، پاخانے سے فارغ ہونا چاہئے، کیونکہ جو کچھ روزانہ کھایا پیا جاتا ہے، اس کا بہترین حصہ جسم کی غذاء بن جاتا ہے، باقی خراب حصہ پیشاب، پاخانے کی شکل میں آنتوں اور مثانہ میں جمع رہتا ہے، رات بھر سونے اور لمبے وقفہ کی وجہ سے اس کو صبح نیند سے اٹھتے ہی خارج کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے، اور بلا وجہ اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

ریح (Gas) سے متعلق آداب

(7)...... آنتوں اور پیٹ میں پیدا ہونے والی ہوا یعنی ریح یا گیس کو نکلنے سے روکنا بھی صحت اور تن درستی کے لئے نقصان دہ ہے۔

غیر ضروری ہوا کو نکلنے سے روکنے کا پہلا اثر دماغ پر یہ پیدا ہوتا ہے، کہ سر میں درد ہونے لگتا ہے، اس کے علاوہ اور بھی کئی شکایتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(8)...... دوسرے لوگوں کی موجودگی میں آواز سے ریح خارج کرنا بدتہذیبی سمجھا جاتا ہے اور بعض اوقات ریح کی بُو سے دوسروں کو تکلیف بھی پہنچتی ہے، اس لئے ریح خارج کرتے وقت دوسروں کا لحاظ کرنا چاہئے، ایسا موقع ہو تو وہاں سے کسی طرح آگے پیچھے ہو کر ریح خارج کرنا مناسب ہوتا ہے۔

(9)...... اگر کسی کی ریح میں مستقل غیر معمولی بدبو رہتی ہو، تو اُسے کسی مناسب معالج سے علاج کرانا چاہئے یا پھر کم از کم قبض کا علاج کرنا چاہئے، اور ثقیل و بادی اور مرغن غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہئے، ہلکی اور جلدی ہضم ہونے والی غذاؤں کا زیادہ استعمال کرنا چاہئے۔

پیشاب و پاخانہ کے طریقہ سے متعلق آداب

(10)...... پیشاب و پاخانہ کے وقت غلاظت سے اپنے لباس اور بدن کو بچانے کی کوشش

کرنی چاہئے، تاکہ لباس اور بدن غلاظت ونجاست اور گندگی سے محفوظ رہے، جس میں شریعت کا حکم پورا ہونے کے ساتھ ساتھ، مختلف جراثیم اور بیماریوں سے حفاظت کا بھی انتظام موجود ہے۔

(11)...... پیشاب، پاخانہ کے لئے بلاضرورت دیر تک بیٹھے رہنا پسندیدہ عمل نہیں، اس سے کئی دماغی وذہنی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں، خاص طور پر اس سے وسوسے اور بُری سوچیں پیدا ہوکر دل ودماغ کو متاثر کرتی ہیں، اس لئے بیت الخلاء سے ضرورت پوری کرنے کے بعد جلد برآمد ہونے کی کوشش کیا کیجئے۔

(12)...... پیشاب ، پاخانہ کرتے وقت بلاضرورت کسی سے بات کرنا، بلاضرورت کھانسنا، کسی آیت یا حدیث اور متبرک چیز کا زبان سے پڑھنا، سلام کرنا یا سلام اور اذان وغیرہ کا زبان سے جواب دینا اچھا نہیں۔

آج کل بعض لوگ بغیر کسی سخت مجبوری کے فرصت کا وقت سمجھ کر بیت الخلاء میں بیٹھ کر ٹیلی فون وغیرہ پر بات چیت کرتے ہیں اور اخبار ورسائل کا مطالعہ کرتے ہیں، جو کہ غلط طرزِ عمل ہے، اس سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

البتہ اگر بیت الخلاء میں بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں کوئی ضروری فون آجائے، اور اس وقت موبائل پر بات کرنا ضروری ہو، تو ایسی مجبوری میں بقدرِ ضرورت بات کرنے میں حرج نہیں۔

(13)...... جس طرح رفع حاجت کرتے وقت بولنا چالنا وغیرہ بُری بات ہے، اسی طرح رفع حاجت کے وقت لکھنا پڑھنا بھی بُری بات ہے، آج کل جو لوگ رفع حاجت کے وقت درودیوار وغیرہ پر مختلف چیزیں اور نام یا فون نمبر وغیرہ لکھ دیتے ہیں اور بعض بدفطرت قسم کے لوگ گندے اور فحش الفاظ تک بھی لکھ دیتے ہیں، یہ شرعاً اور اخلاقاً سخت بُری اور گندی حرکت اور حیاء وغیرہ کے خلاف طرزِ عمل ہے، جس سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے، اور دوسروں کو بھی

اس حرکت سے بچنے کی تلقین کرنی چاہیے۔

(14)...... قضائے حاجت کے وقت نظر کو حیا کے ساتھ جھکا کر رکھنا چاہیے، اور بلاضرورت شرمگاہ یا اس سے خارج ہونے والی نجاست کو دیکھنے اور چھونے اور اپنے بدن یا شرمگاہ سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے، کیونکہ یہ حیاء وغیرت کے خلاف ہے، اور اس کے دل و دماغ پر غلط اثرات پڑتے ہیں، اسی طرح خارج ہونے والی نجاست پر تھوکنے سے بھی بچنا چاہیے، یہ بھی آداب کے خلاف ہے۔

(15)...... پیشاب، پاخانہ اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر کرنا چاہیے، بلاضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہوکر کرنا اچھا طریقہ نہیں، البتہ اگر کوئی مجبوری ہو، مثلاً بیماری یا جگہ کی تنگی وغیرہ ہو تو علیٰحدہ بات ہے۔

آج کل پیشاب پاخانہ کے لئے انگریزی طرز کی کرسی نما سیٹیں رائج ہونے لگی ہیں، جو اصل میں تو مریضوں اور بیماروں کے لئے کارآمد ہیں، لیکن اب ان کا بلاضرورت استعمال شروع ہوگیا ہے، جس پر بیٹھ کر پاکی حاصل کرنے میں دشواری پیش آتی ہے، اور پیشاب وغیرہ کی ناپاک چھینٹیں جسم اور لباس پر پڑنے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں، اس لئے بلاضرورت اس کو استعمال کرنے سے پرہیز کرنے میں احتیاط ہے، اور اگر کوئی استعمال کرے، تو نجاست وغلاظت سے اپنے بدن اور لباس کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(16)...... قبلہ کی طرف رُخ کرکے یا پشت کرکے پیشاب پاخانہ کرنے سے پرہیز کیجئے، اور اگر کبھی مجبوری میں ایسا کرنا پڑ جائے تو بیٹھتے وقت تھوڑا بہت رخ یا پشت دائیں بائیں کر لینا مناسب ہے، البتہ کوئی مریض یا معذور ہو، جس کو کسی اور طرف رخ کرنا مشکل ہو تو مجبوری کی صورت میں قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرنے میں حرج نہیں۔

(17)...... بہتر یہ ہے کہ اگر عذر نہ ہو، تو قضائے حاجت کرنے کے لئے سر ڈھانک کر داخل ہوں، ویسے ننگے سر ہوکر داخل ہونے میں بھی بذاتِ خود گناہ نہیں۔

(18)...... پیشاب پاخانہ کے وقت جسم کے تمام کپڑے اتار کر برہنہ نہیں ہونا چاہئے، بلکہ بقدرِ ضرورت کپڑے اتارنے پر اکتفاء کرنا چاہئے، اور جتنا بدن ننگا کرنے کی ضرورت ہو، تو آسانی کے ساتھ جتنا نیچے ہو کر یہ عمل کریں، اُتنا ہی بہتر اور حیاء کے مطابق ہے۔

(19)...... قضائے حاجت کے وقت دونوں پاؤں کے درمیان کچھ فاصلہ رکھنا مستحب ہے، تاکہ قضائے حاجت میں آسانی وسہولت رہے، اور لباس، ٹانگیں وغیرہ چھینٹوں سے محفوظ رہیں۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ قضائے حاجت کے وقت بائیں پاؤں پر زیادہ وزن ڈالنا بھی بہتر ہے، اس سے قضائے حاجت آسانی سے ہوتی ہے، لیکن بعض لوگ جو اس طرح کی چیزوں پر بہت زور دیتے ہیں، اور ان چیزوں کی اہمیت وتاکید بتلا کر لوگوں کو تکلیف ومشقت میں ڈالتے اور اس کی خلاف ورزی پر نکیر کرتے ہیں، یہ صحیح طرزِ عمل نہیں۔

استنجا سے متعلق آداب

(20)...... پیشاب پاخانہ سے فارغ ہو کر پانی سے استنجا کر کے اچھی طرح نجاست وغلاظت کو دور کر لینا چاہئے، البتہ اگر کہیں پانی میسر نہ ہو یا اس کا استعمال مشکل ہو تو صاف ٹشو پیپر یا ڈھیلے وغیرہ سے نجاست اور پیشاب خشک کرنے میں بھی حرج نہیں، لیکن پانی میسر آنے پر پانی استعمال کر کے صفائی حاصل کر لینی چاہئے۔

(21)...... استنجا کرنے کے لئے استعمال ہونے والے برتن (یعنی لوٹے وغیرہ) کو پاک صاف رکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس کو حتی الامکان پیشاب، پاخانہ کی چھینٹوں وغیرہ سے بچانا چاہئے۔

(22)...... استنجا کرتے وقت شرمگاہ پر داہنا ہاتھ لگانے سے پرہیز کرنا اور حتی الامکان بائیں ہاتھ کو استعمال کرنا مناسب ہے۔

(23)...... اگر آپ ریل وغیرہ میں سفر کر رہے ہوں، تو اسٹیشن وغیرہ پر ریل کے ٹھہرے ہوئے ہونے کی حالت میں پیشاب پاخانہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ اس کی وجہ سے اسٹیشن کا ماحول متعفّن و ناگوار ہو جاتا ہے، مسافروں اور اسٹیشن پر آمد و رفت والوں کی ایذاء کا باعث بنتا ہے، اور دیکھنے و نظر پڑنے والوں کے دل و دماغ میں اس طرح کی حرکت کرنے والے کے بارے میں بُرا تاثر قائم ہوتا ہے، اور قانوناً بھی ایسا کرنا منع ہے، اس لئے ریل کے اسٹیشن پر ٹھہرے ہوئے ہونے کی حالت میں حتی الامکان قضائے حاجت سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(24)...... استنجاء سے فراغت کے بعد کھڑے ہونے سے پہلے جتنا جلدی ممکن ہو اپنی شرمگاہ کو کپڑے اور لباس سے چھپا لینا مناسب ہے۔

(25)...... استنجا سے فراغت پا کر اگر بسہولت ممکن ہو تو اپنے ہاتھوں کو صابن یا خالی پانی سے دھو لینا مناسب ہے، تا کہ ہر طرح کی صفائی حاصل ہو جائے، اور ہاتھوں پر گندگی کے اثرات ہوں، تو وہ زائل ہو جائیں، حفظانِ صحت کے اصولوں کا تقاضا بھی یہی ہے۔

(26)...... بیتُ الخلاء اگر اس طرز کا ہو کہ اس سے پانی وغیرہ ڈال کر فضلہ کو بہایا جاتا ہو، جیسا کہ آج کل کے فلیش سسٹم (Flush System) کی حالت ہوتی ہے، تو فراغت پانے کے بعد پانی ڈال کر فضلہ کا بہا دینا ضروری ہے، اسی طرح چھوڑ کر باہر آجانا دوسرے کی تکلیف و اذیت اور بدبو و جراثیم پھیلنے کا سبب ہے، اور اگر جگہ ایسی ہو کہ بہایا نہ جا سکتا ہو، تو مٹی، چونا، راکھ وغیرہ ڈال کر اس کو چھپا دینا چاہئے۔

بعض لوگ سستی اور لاپرواہی کی وجہ سے قضائے حاجت کے بعد پانی نہیں بہاتے اور فضلہ کو اسی طرح چھوڑ کر باہر چلے آتے ہیں، جس کی وجہ سے بعد میں آنے والے کو قضائے حاجت میں دشواری پیش آتی اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور بعض اوقات اس سے جراثیم اور بدبو پھیلتی ہے اور اس پر مکھی مچھر آ کر طرح طرح کی بیماریوں کا سبب بنتے ہیں، اس طرزِ عمل کی

Iqra Ghufran

اصلاح بہت ضروری ہے۔

(27)...... رفع حاجت سے فارغ ہو کر طہارت کے لئے استعمال کئے جانے والے پانی کی ٹونٹی کو اچھی طرح بند کر دیجئے، اور پانی کو ٹپکتا ہوا نہ چھوڑ یئے، آپ کی ذرا سی غفلت سے بہت سا پانی ضائع ہوسکتا ہے اور بعد کے لوگوں کو اور خود آپ کو بھی بعد میں پانی کی قلت کا سامنا ہوسکتا ہے، اور آپ کی تھوڑی سی احتیاط اور توجہ کرنے سے ان خرابیوں سے بچا جا سکتا ہے۔

پیشاب وپاخانہ کی جگہوں (Toilets) سے متعلق آداب

(28)...... بیتُ الخلاء جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھنا سنت ہے، اور بیتُ الخلاء سے باہر نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالنا سنت ہے، حتی الامکان اس سنت پر عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔

(29)...... اگر بیتُ الخلاء اور غسل خانہ یا وضو خانہ ایک ہی جگہ پر واقع ہوں، تو اگر دونوں کے درمیان قدرے فاصلہ ہو یا بناوٹ کے لحاظ سے دونوں مقامات کی وضع ایسی ہو کہ دیکھنے میں دونوں مقام الگ الگ اور ایک دوسرے سے ممتاز وجدا محسوس ہوتے ہوں، تو وضو والی جگہ میں مسنون دعائیں وغیرہ پڑھنے میں حرج نہیں، اور اگر ایسا نہ ہو، تو پھر اس جگہ میں زبان سے مسنون دعائیں نہیں پڑھنی چاہئیں، بلکہ اس جگہ سے باہر پڑھنی چاہئیں۔

(30)...... بیت الخلاء میں ایسی چیز ساتھ لے جانا مناسب نہیں جس پر کوئی قابلِ احترام مضمون لکھا ہوا ہو، البتہ اگر جیب یا کپڑے وکاغذ وغیرہ کے اندر چھپا ہوا ہو، تو حرج نہیں۔

(31)...... ہوسکے تو بیت الخلاء میں آمد ورفت کے لئے جوتے مخصوص رکھنا چاہئے، اس میں سہولت رہتی ہے، اور عام حالات میں استعمال ہونے والے جوتے نجاست اور گندگی و جراثیم سے محفوظ رہتے ہیں، نیز بیت الخلاء سے نکلتے وقت نجاست وغلاظت اور جراثیم وغیرہ

دوسرے مقامات پر لگنے سے بھی حفاظت رہتی ہے۔

(32)...... پیشاب پاخانہ دوسروں کی نظروں کے سامنے نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ایسی جگہ کرنا چاہیے جہاں کوئی دوسرا نہ دیکھ رہا ہو، اگر کھلی جگہ میں قضائے حاجت کریں، تو حتی الامکان لوگوں کی نظروں سے دور اور ممکن ہو، تو کسی چیز کی اوٹ یا آڑ میں ہوکر کرنی چاہئے۔ اسی طرح لوگوں کی گزرگاہوں، گلیوں، راستوں اور کام کاج کی جگہوں میں بھی قضائے حاجت نہیں کرنی چاہئے، اور تنہائی کی جگہ میں قضائے حاجت کے لیے جانا چاہیے۔

(33)...... اگر جنگل یا کھلی جگہ وغیرہ میں رفعِ حاجت کی ضرورت پیش آئے تو راستہ اور لوگوں کی گزرگاہ، یا نشست وآرام گاہ، یا تفریح گاہ یا کسی بھی طرح کی کام کاج کی جگہ بلکہ لوگوں کی نظر پڑنے والی جگہ سے ہٹ کر تقاضہ پورا کرنا چاہئے، ایسی جگہ رفع حاجت کرنا کہ دوسروں کی کسی طرح سے تکلیف یا ایذاء کا سبب بنے، سخت گناہ اور بُری بات ہے، بعض لوگ اس میں بڑی غفلت کرتے ہیں، جس سے بچنا چاہئے، بعض لوگ راستوں اور تفریح گاہوں میں قضائے حاجت کردیتے ہیں، جو کہ سخت گناہ ہے۔

بعض لوگ صرف اپنی سہولت کی خاطر بیت الخلاء جانے کے بجائے گلیوں اور سڑک کے کنارے بنی نالیوں پر پیشاب کرنے کو عادت بنالیتے ہیں، جس پر گزرنے والوں کی نظر پڑتی ہے، اور ان کے لئے اذیت کا باعث ہوتی ہے، لہٰذا اس حرکت سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(34)...... سایہ دار یا پھل دار درخت کے نیچے قضائے حاجت کرنا مکروہ ہے۔

(35)...... چلتے ہوئے یا ٹھہرے ہوئے پانی میں اور اسی طرح چلتے ہوئے پانی میں جس سے لوگ اپنی مختلف ضروریات پوری کرتے ہوں، اس میں پیشاب، پاخانہ کرنے سے بچنا چاہئے۔

(36)...... متبرک مقامات مثلاً جنازہ گاہ، قبرستان اور عیدگاہ وغیرہ میں بھی قضائے حاجت کرنا مکروہ ہے۔

www.idaraghufran.org

(37)...... وضوخانہ یا غسل خانہ میں پیشاب، پاخانہ کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر کبھی عذر کی وجہ سے کرنا پڑ جائے تو فراغت کے بعد اس جگہ کو دھو کر پاک صاف کر دینا چاہئے۔

(38)...... مسجد کے اندر پیشاب پاخانہ کرنا جائز نہیں، البتہ اگر الگ سے پیشاب پاخانہ کی جگہ بنی ہوئی ہو تو اس میں پیشاب پاخانہ کرنا جائز ہے۔

اور اگر صرف استنجاء یا پیشاب کی جگہ بنی ہوئی ہو تو اس کو صرف اسی غرض سے استعمال کرنا چاہئے اور اس میں پاخانہ نہیں کرنا چاہئے۔

اسی طرح مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ، جو جگہ صرف استنجاء یا پیشاب کرنے کے لئے مختص ہو، اس میں چوری چھپے سے پاخانہ کرنا درست نہیں۔

(39)...... کسی برتن میں پیشاب پاخانہ کرنا مکروہ ہے، مگر عذر کی صورت میں کسی برتن یا مخصوص پوٹ میں قضائے حاجت کرنا جائز ہے، جیسا کہ مریض کو مخصوص پوٹ یا برتن میں قضائے حاجت کرایا جاتا ہے اور پھر وہ پوٹ یا برتن صاف کر دیا جاتا ہے، ضرورت و مجبوری میں اس کی گنجائش ہے، لیکن اس طرح کے برتن یا پوٹ (Pot) کو فراغت کے بعد صاف کر دینا چاہئے، اور رہنے سہنے اور اٹھنے بیٹھنے کی جگہ میں ایسے برتن یا پوٹ (Pot) میں پیشاب پاخانہ رکھ کر چھوڑنا نہیں چاہئے۔

(40)...... کسی سوراخ میں پیشاب کرنا منع ہے، ممکن ہے کہ وہ کسی جانور کا ٹھکانہ ہو، جو اس کے لئے تکلیف کا سبب ہو، یا پھر کوئی موذی جانور نکل کر پیشاب کرنے والے کو کاٹ لے۔

(41)...... مکان وغیرہ میں بیت الخلاء بناتے وقت اس چیز کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ اس میں باہر کی کھلی فضاء کی طرف روشن دان وغیرہ رکھا جائے، جس سے بدبو کا اخراج ہوتا رہے اور اگر اس میں ہوا خارج کرنے کے لئے چھوٹا پنکھا (ایگزاسٹ فین) بھی لگوا دیں تو زیادہ بہتر ہے، تاکہ رہائش گاہ والا حصہ آلودگی اور گندے جراثیم سے محفوظ رہے۔

(42)...... جو بیت الخلاء مسافر خانوں، مسجدوں، مدرسوں، پارکوں اور ٹرینوں وغیرہ میں

مختلف لوگوں کی ضروریات کے لئے بنائے جاتے ہیں، ان میں کوئی اینٹ پتھر وغیرہ ڈال کر بند کردینا، یا وہاں سے لوٹا یا ٹونٹی وغیرہ اتار لینا، یہ سب کام اجتماعی حق تلفی کے زمرہ میں آتے ہیں، اور سخت گناہ ہیں، اس طرح کی حرکت کرنے کے نتیجہ میں بعض اوقات ایک لمبے عرصہ تک بہت سے لوگ تکلیف اٹھاتے ہیں، اس لئے بیت الخلاء کو خراب و ناکارہ ہونے سے بچانا ضروری ہے۔

(43)...... بیت الخلاء اور استنجاء خانے میں غلاظت و گندگی اور فضلہ کی وجہ سے بدبو اور مضر جراثیم جمع ہوتے رہتے ہیں، اس لئے روزانہ یا حسبِ ضرورت ان جگہوں کی جراثیم کُش چیزوں سے صفائی کرتے رہنا چاہئے۔

رفعِ حاجت یا پیشاب، پاخانے سے متعلق متفرق آداب

(44)...... بیتُ الخلاء میں بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر اگر وضو کرنا پڑ جائے تو احتیاط کے ساتھ وضو کر لینا جائز ہے، بعض لوگ مجبوری کی صورت میں بھی مثلاً سفر میں ٹرین وغیرہ کے اندر بیتُ الخلاء میں وضو نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے نماز قضاء کر دیتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں۔

(45)...... بعض علاقوں میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے بیت الخلاء میں ہی غسل کرنے اور نہانے کی جگہ بنا دی جاتی ہے، اس جگہ میں غسل کرنا جائز ہے، لیکن ناپاک چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام وانتظام ضروری ہے، خواہ اس جگہ کو دھو کر یا اس جگہ پر کوئی لکڑی وغیرہ کا تختہ رکھ کر اسے بند کر کے، ہر طرح جائز ہے۔

(46)...... اگر کبھی ضرورت کی وجہ سے بیتُ الخلاء کے استعمالی لوٹے سے وضو کرنا پڑ جائے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے، اور اس سے وضو کو ناجائز سمجھنا غلط ہے، البتہ اگر کسی کا اس لوٹے سے وضو کرنے میں دل نہ مانے تو الگ بات ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ضرورت

اور مجبوری کے وقت بھی اس سے وضو نہ کیا جائے اور نماز تک قضاء کردی جائے، یہ غلط اور حد سے تجاوز ہے۔

(47)......ضرورت کے وقت مثلاً سفر میں اگر کوئی ایک ہی برتن یا لوٹے وغیرہ سے پانی پئے اوراسی سے استنجاء کرے اوراسی سے وضو کرے،یعنی مختلف اوقات میں یہ سب کام ایک ہی برتن سے کرے،تواس میں حرج نہیں۔

(48)...... جب پیشاب پاخانے کا دباؤ ہو،تو ایسی حالت میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے، بلکہ پہلے پیشاب پاخانہ سے فراغت حاصل کرنی چاہئے، کیونکہ ایسی حالت میں نماز پڑھنے کی صورت میں دل کی توجہ پیشاب پاخانہ کی طرف مشغول ہوجاتی ہے،اور نماز کا خشوع فوت ہوجاتا ہے۔

(49)......ضرورت کی وجہ سے مثلاً ناسمجھ بچوں اور مریضوں کو لنگوٹ یا کوئی اور چیز ایسی پہننا یا پہنانا جائز ہے کہ جس میں پیشاب پاخانہ جمع ہوجائے،جیسا کہ آج کل اس مقصد کے لیے(Pampers)استعمال ہوتے ہیں،مگر ضرورت پوری ہونے کے بعداس کو جلد از جلد جسم سے الگ کر کے کسی مناسب جگہ پھینک دینا چاہئے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(باب نمبر 6)

چھینکنے، تھوکنے اور جمائی لینے کے آداب

اب چھینکنے، تھوکنے اور جمائی لینے کے آداب ملاحظہ فرمائیں۔

چھینکنے (Sneeze) کے آداب

(1)...... عام حالات میں مناسب مقدار کے ساتھ چھینک کا آنا انسان کے لئے باعثِ راحت ہے، اس سے دماغ میں ہلکا پن اور جسم کی قوتوں میں جلاء ونکھار پیدا ہوتا ہے۔

(2)...... جب چھینک آئے تو منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لیجئے یا منہ نیچے کر لیجئے اور دھیمی آواز سے چھینکنے کی کوشش کیجئے، تاکہ کسی دوسرے کو تکلیف نہ ہو اور ناک یا حلق سے رطوبت خارج ہو کر کسی نامناسب جگہ پر نہ پڑے۔

(3)...... اگر کسی ایسی جگہ ہوں کہ چھینک کی آواز سے دوسرے کو تکلیف ہوتی ہو یا آرام میں خلل آتا ہو تو وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ چھینکنا چاہئے، یا اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لینا چاہئے، یا کم از کم کپڑا وغیرہ حائل کر کے آواز کو ممکنہ حد تک پست کر لینا چاہئے۔

(4)...... چھینکنے کے بعد ''اَلْحَمْدُلِلّٰہِ'' یا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ'' یا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ'' کہنا سنت سے ثابت ہے۔

(5)...... جب چھینکنے والا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وغیرہ کہے، تو سننے والے کو چاہئے کہ ''یَرْحَمُکَ اللّٰہُ'' کہے۔

اگر چھینکنے والا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نہ کہے تو سننے والے کو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا ضروری تو نہیں، البتہ اگر چھینکنے والے کو یاد دلانے کے لئے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہہ لے تو اچھی بات ہے۔

(6)...... اگر ایک مجلس میں موجود کئی افراد میں سے کسی ایک نے چھینکنے والے کے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہہ دیا، تو دوسروں کی طرف سے بھی جواب کی ادائیگی ہوجائے گی، اور سب کو فرداً فرداً یہ الفاظ کہنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

(7)...... جب چھینکنے والے کے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کے جواب میں دوسرا شخص یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے، تو چھینکنے والے کو اس کے جواب میں یہ الفاظ کہنا سنت سے ثابت ہے کہ:

"یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ"

یعنی اللہ تمہیں ہدایت دے، اور تمہارے حال کی اصلاح کرے (ترمذی)

(8)...... تین مرتبہ تک چھینکنے والے کے "اَلْحَمْدُلِلّٰہِ" کہنے کے جواب میں "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" کہنے کی تاکید ہے، اس کے بعد چھینکنے کی صورت میں نہیں۔

کیونکہ نزلہ، زکام وغیرہ کے مریض کو بار بار چھینک آتی ہے، اگر ہر مرتبہ اس کا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہہ کر جواب دیا جائے گا، تو اس سے دوسرے کے کام کاج میں خلل آئے گا۔

البتہ پھر بھی اگر کوئی ہر مرتبہ جواب دینا چاہے تو ثواب کی بات ہے، گناہ نہیں۔

(9)...... اگر دوسرے لوگ کام کاج میں مشغول ہوں تو چھینکنے والے کو "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" آہستہ آواز میں کہنا چاہئے تاکہ دوسروں کو جواب میں "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" کہنے کی زحمت نہ کرنی پڑے۔

(10)...... اگر کسی کو بیتُ الخلاء کے اندر یا رفعِ حاجت کرتے وقت چھینک آجائے، تو اسے زبان سے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وغیرہ نہیں کہنا چاہئے، اسی طرح بیتُ الخلاء میں مشغول شخص کو چھینکنے والے کا زبان سے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہہ کر جواب بھی نہیں دینا چاہئے۔

(11)...... اگر نماز کے دوران چھینک آجائے تو اس وقت نماز میں مشغول رہنا چاہئے اور اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وغیرہ نہیں کہنا چاہئے، اور نہ ہی نماز پڑھنے میں مشغول شخص کو چھینکنے والے کا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ وغیرہ کہہ کر جواب دینا چاہئے۔

(12)...... اگر کوئی عورت جوان اور نامحرم ہو تو اس کو چھینکنے والے کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ وغیرہ کہنا مناسب نہیں، البتہ بوڑھی عورت ہو تو اس کی چھینک کا جواب دینے میں حرج نہیں، اسی طرح محرم عورت کی چھینک کا جواب دینے میں بھی حرج نہیں۔

(13)...... اگر کسی غیر مسلم کو چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہے تو اس کے جواب میں ''ھَدَاکَ اللّٰہُ'' یا ''عَافَاکَ اللّٰہُ'' کہنا چاہئے۔

تھوکنے (Spit) کے آداب

(14)...... منہ میں آنے والے بلغم کو عذر نہ ہو، تو تھوک دینا چاہیے، کیونکہ یہ جسم کے لیے فضلہ اور بے کار چیز ہے، جس کو پیٹ میں لے جانے سے بیماری کا اندیشہ ہے، اور جب تھوکنے کی ضرورت پیش آئے تو مناسب جگہ اور مناسب موقع کا انتخاب کرنا چاہئے۔

(15)...... قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکنا، اسی طرح مسجد یا کسی محترم و پاکیزہ اور صاف ستھری جگہ میں تھوکنا یا دوسروں کے عین سامنے تھوکنا آداب کے خلاف ہے۔

اور اگر عذر نہ ہو تو اپنی داہنی جانب کے بجائے بائیں طرف تھوکنا زیادہ بہتر ہے، لیکن اگر بائیں طرف تھوکنے میں عذر ہو اور دائیں طرف تھوکنے کی ضرورت ہو، جیسا کہ دائیں طرف بیٹھ کر گاڑی چلانے والے یا دائیں طرف بیٹھے ہوئے مسافر کو دائیں طرف شیشے سے باہر تھوکنے کی ضرورت پیش آتی ہے، ایسی صورت میں دائیں طرف تھوکنے میں حرج نہیں۔

(16)...... راستہ چلتے ہوئے اگر تھوکنے کی ضروت پیش آئے تو اس چیز کا خاص اہتمام کرنا چاہئے کہ تھوک کسی دوسرے کے اوپر نہ پڑے، اور حتی الامکان عین راستے میں تھوکنے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور ایسی جگہ بھی تھوکنے سے بچنا چاہئے، جس جگہ تھوک دیکھ کر دوسروں کو ذہنی کوفت پہنچے۔

خاص طور پر پان وغیرہ کھا کر اس کی پیک اور تھوک ایسی جگہ نہیں ڈالنا چاہئے، جس سے درو

دیوار اور فرش وغیرہ کا رنگ خراب ہو جائے، جو لوگ نسوار کھاتے ہیں، ان کو نسوار کھا کر ایسی جگہ ڈالنے سے پرہیز کرنا چاہئے، جس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے، اور بہتر یہ ہے کہ اس قسم کی چیزوں کے استعمال ہی سے پرہیز کیا جائے۔

(17)...... اگر کسی ایسے موقع پر تھوکنے کی ضرورت پیش آ جائے، جہاں تھوکنا مناسب نہیں، اور آداب کے خلاف ہے، تو تھوکنے کے لئے کسی مناسب جگہ چلے جانا چاہئے، اور اگر ایسا کرنا مشکل ہو تو کسی تھُوک دان یا کپڑے وغیرہ میں ایسے انداز سے تھوکنا چاہئے جو دوسروں کے لئے ایذاء و گِھن کا سبب نہ بنے، مثلاً دوسروں سے رُخ پھیر کر یا ہاتھ وغیرہ درمیان میں حائل کر کے تھوکنا چاہئے۔

(18)......تھوکتے وقت آواز نکالنے سے ممکنہ حد تک پرہیز کرنا چاہئے۔

(19)...... بلاضرورت اپنے ہاتھ میں تھوک کر اسے مَسل دینا اور پھر دھوئے بغیر اسی ہاتھ سے لوگوں سے مصافحہ کرنا یا قرآن مجید وغیرہ کی ورق گردانی کرنا یا اسی حال میں کھانا تیار کرنا یا کھانا بدتہذیبی کی بات ہے۔

(20)......کسی جگہ تھوکنے کے بعد اس کو پانی وغیرہ سے بہا کر صاف کر دینا چاہئے، تاکہ کسی کے لئے تکلیف و ایذاء کا سبب نہ بنے۔

اور اگر کوئی کچی جگہ ہے تو اس پر مٹی وغیرہ ڈال کر لوگوں کی نظروں سے چھپا دینا چاہئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ وضو خانے وغیرہ میں تھوک کر اسی طرح چھوڑ دینا بدتہذیبی کی بات ہے، اور آج کل اس میں بعض دیندار اور نمازی حضرات بھی کوتاہی کرتے ہیں، بلکہ اس طرح کی چیزوں کو دین کا حصہ ہی نہیں سمجھتے، جو کہ کم علمی کی بات ہے۔

(21)......بیت الخلاء میں بیٹھ کر بلا عذر تھوکنا آداب کے خلاف ہے۔

(22)......مناسب یہ ہے کہ گھر میں اور اپنے بیٹھنے اٹھنے کی جگہ تھوکنے کے لئے تھوک دان وغیرہ رکھا جائے اور ضرورت کے وقت اس کو استعمال کیا جائے۔

(23)...... تھوک دان وغیرہ میں اگر تھوک موجود ہو تو اس کو ڈھانک دینا چاہئے، تاکہ مکھی مچھر وغیرہ اس پر جمع نہ ہوں، اور دوسروں کے لئے تکلیف کا بھی سبب نہ ہو۔

(24)...... بلاضرورت ہاتھ پر تھوک لگا کر کسی کتاب وغیرہ کی ورق گردانی یا نوٹوں وغیرہ کو شمار کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ اس کی وجہ سے ایک تو کاغذ گندا وخراب ہو جاتا ہے، اور اس پر داغ دھبے پڑ جاتے ہیں، نیز دوسرے کے لئے استعمال کے وقت کراہیت کا سبب ہوتا ہے اور بار بار ایسا کرنے سے دوسری چیز پر مختلف لوگوں کے ہاتھوں وغیرہ کا لگا ہوا میل کچیل بھی منہ میں جاتا ہے اور جب ایک ہی چیز کے ساتھ متعدد افراد ایسا کرتے ہیں تو یہ طبی اعتبار سے بیماری کا سبب بھی ہو جاتا ہے۔

(25)...... اگر زیادہ مقدار میں روپے وغیرہ گننے اور شمار کرنے کے لئے انگلی کو تر کرنے کی ضرورت ہو تو بہتر یہ ہے کہ قریب میں فوم وغیرہ پانی میں تر کر کے رکھا جائے اور بوقتِ ضرورت انگلی کو اس سے تر کر کے ضرورت پوری کی جائے۔

آج کل اس مقصد کے لئے پلاسٹک وغیرہ کی چھوٹی سی ڈبیہ بھی ملتی ہے، جس میں فوم لگا ہوا ہوتا ہے، یہ اس مقصد کے لئے اچھی چیز ہے۔

(26)...... جن لفافوں یا ٹکٹوں کو گوند لگی ہوتی ہے، ان کو زبان سے تھوک لگا کر بند اور چسپاں کرنے سے حتی الامکان بچنا چاہئے، کیونکہ گوند میں کسی ناپاک یا مضر چیز کا امکان ہے، ایسے موقعہ پر پانی وغیرہ سے ضرورت پوری کرنا بہتر ہے، اور یہ ممکن نہ ہو تو انگلی وغیرہ کو تھوک میں تر کر کے اس سے ضرورت پوری کرنی چاہئے۔

جمائی لینے (Yawn) کے آداب

(27)...... جمائی، سستی کی علامت اور شیطان کی طرف سے ہے، اس لئے اسے حتی الامکان روکنے کی کوشش کرنی چاہئے، خاص طور پر نماز میں جمائی کو روکنے کی کوشش کرنی

چاہئے۔

(28)...... جب جمائی آنے لگے اور باوجود کوشش کے نہ رکے تو فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لینا چاہئے، یا منہ کو کسی بھی طرح ڈھانپ لینا چاہئے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ جمائی کے وقت منہ کھلا رہنے سے شیطان اندر داخل ہوجاتا ہے، اور منہ کھلا رکھ کر جمائی کی آواز نکالنے سے شیطان خوش ہوتا ہے، اور ویسے بھی منہ پھاڑ کر جمائی لینا اچھی بات نہیں۔

(29)...... نماز میں اگر جمائی آئے تو بعض فقہاء کے نزدیک قیام کی حالت میں دائیں ہاتھ کی پشت کو اور باقی حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت کو منہ پر رکھنا بہتر ہے۔

(30)...... جمائی روکنے کے لئے **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ** اور **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ** پڑھنا مفید ہے۔

اس کے علاوہ کسی طرح نقل وحرکت کرکے سستی کو دور کرنا بھی جمائی دور کرنے کا ذریعہ ہے۔

اور جمائی روکنے کا ایک طریقہ نیچے والے ہونٹ کو دانتوں سے دبا لینا بھی ہے، اس سے بھی عموماً جمائی کی آمد بند ہوجاتی ہے، اس کے علاوہ بھی بعض مجرب اور آزمودہ طریقے بزرگوں نے بیان کئے ہیں۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(باب نمبر 7)

صفائی ستھرائی (Cleanliness) کے آداب

دنیا میں زندگی گزارنے اور رہنے سہنے بلکہ طبی اعتبار سے حفظانِ صحت اور صحت برقرار رکھنے اور مختلف بیماریوں سے نجات پانے کا ایک پہلو صفائی اور ستھرائی ہے۔

اسلام میں جسم، لباس، مختلف اشیاء اور رہائش گاہ اور گلی کوچوں وغیرہ کی صفائی ستھرائی کی بہت اہمیت ہے۔

صفائی ستھرائی کے بنیادی آداب

(1)...... صفائی وستھرائی جہاں ایک طرف عبادت اور ثواب کا کام ہے، وہاں اپنے آپ کو اور دوسرے لوگوں کو تکلیف سے بچانے اور راحت فراہم کرنے کا ذریعہ بھی ہے، جوکہ اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔

اس کے علاوہ جسم سے لے کر کھانے پینے، پہننے اوڑھنے اور رہنے سہنے اور برتنے تک کی سب چیزوں میں صفائی کا لحاظ واہتمام کرنا صحت وتن درستی کے لئے بہت ضروری ہے۔

تن درستی قائم رکھنے کے لئے صرف پاک صاف ہوا، پانی اور غذا، پاک صاف جسم اور صاف ستھرے لباس ہی کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اس کے لئے پاک صاف مکان کی بھی ضرورت ہے، اور ساتھ ہی گلی کوچوں اور تمام آبادی کی صفائی بھی ضروری ہے۔

اور آج کل مختلف مہلک بیماریوں کا اہم سبب صفائی وستھرائی کی طرف سے غفلت وکوتاہی ہے، جس کی وجہ سے مختلف مسائل ومصائب کا سامنا ہے۔

(2)...... جسم اور بدن کی صفائی کے لئے شریعت نے غسل کی تعلیم دی ہے، جس میں پورے

جسم کی صفائی آ جاتی ہے؛ اور پورے جسم کا غسل کرنا ہر شخص کے لیے ہر روز مشکل ہے، اس لیے شریعت نے صفائی سُتھرائی کے لیے جسم کے بعض مخصوص حصوں کو روزانہ صاف سُتھرا رکھنے کا ایک جامع نظام پیش کیا ہے؛ چنانچہ منہ کی صفائی کے لئے مسواک کی اور ہاتھ پاؤں کی صفائی کے لئے مختلف اوقات میں ہاتھ دھونے اور وضو کرنے کی تعلیم دی ہے۔

اور اسی کے ساتھ جسم کے وہ مخصوص حصے جہاں میل کچیل اور جراثیم جمع ہونے کے زیادہ امکانات ہیں، اُن کے لیے ایسا دستور پیش کیا ہے، جس سے اُن مقامات پر میل کچیل اور جراثیم جمع ہونے سے حفاظت ہو جائے۔

چنانچہ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے ناخن کاٹنے اور جسم کے مخصوص حصوں کے بال دُور کرنے کو مقرر کیا ہے، اور جہاں انسان رہائش اختیار کرتا ہے، اس کی صفائی کی بھی تعلیم دی ہے، جس میں جسمانی صحت کے علاوہ روحانی صحت کا بھی لحاظ کیا گیا ہے، کہ ان چیزوں کو شریعت نے عبادت وثواب قرار دیا ہے، اور روحانی پاکیزگی کے ساتھ ظاہر کی صفائی کا تعلق قائم کیا ہے۔

اور طبی اعتبار سے صحت کی حفاظت کے لئے بھی ان چیزوں کی صفائی ایک مسلّمہ مسئلہ ہے۔

چنانچہ اطباء کا کہنا ہے کہ تندرست رہنے کے لئے ہر چیز میں صفائی بہت ضروری ہے، اس کا لحاظ کئے بغیر اچھی غذائیں، قیمتی اور اعلیٰ درجے کے لباس صحت برقرار رکھنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔

(3)...... دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں، اگر ایک مسلمان دن رات میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنے کے لئے سنت کے مطابق وضو کر لیا کرے تو اس سے بھی صفائی کا مقصد کافی حد تک حاصل ہو جاتا ہے، کیونکہ وضو میں ہاتھ، پاؤں، منہ، آنکھیں، کان ناک اور سر کی صفائی ہوتی رہتی ہے اور یہی اعضاء گرد و غبار اور میل کچیل وغیرہ سے زیادہ اور کثرت کے ساتھ متاثر ہوتے ہیں۔

(4)...... وضو میں ایک چیز تو یہ ضروری ہے کہ پاک پانی سے اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک

دھوئے، اور دوسری چیز یہ ضروری ہے کہ اپنے پورے چہرے کو دھوئے، اور تیسری چیز یہ ضروری ہے کہ ہاتھ بھگو کر سر پر پھیرے، جس کو سر کا مسح کہا جاتا ہے، اور چوتھی چیز یہ ضروری ہے کہ اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھوئے۔

یہ چاروں چیزیں جب پوری کر لی جائیں، تو وضو ہو جاتا ہے، اور یہ چاروں چیزیں وضو کے فرائض کہلاتی ہیں۔

البتہ اگر کوئی وضو کے صرف فرائض پر اکتفاء کرنے کے بجائے، وضو میں مزید اہتمام کیا کرے، مثلاً صرف ایک مرتبہ عضو دھونے کے بجائے تین تین مرتبہ دھویا کرے اور میل کچیل کو اچھی طرح صاف کیا کرے تو سنت ہونے کی وجہ سے اس کی اور بھی زیادہ فضیلت ہے۔

غسل کے آداب

(5)......جسم کی پاکی اور صفائی اور جسم کو مختلف بیماریوں سے محفوظ رکھنے کا ایک اہم طریقہ نہانا یا غسل کرنا ہے۔

انسان کے بدن کی جلد میں باریک باریک سوراخ ہوتے ہیں، جن کو مسام یا مسامات کہا جاتا ہے، ان سے پسینہ کا اخراج ہوتا رہتا ہے، اور پسینہ کا اعتدال کے ساتھ خارج ہونا طبی اعتبار سے صحت کے لئے مفید اور ضروری ہے، مگر پسینہ میں زہریلے اجزاء موجود ہوتے ہیں، نیز پسینہ کے کثیف اجزاء سے جلد کے مسامات بند ہوتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے جسم سے پسینہ کی شکل میں زہریلے اجزاء کا خارج ہونا مشکل ہو جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے خون کثیف یعنی گاڑھا ہو جاتا ہے، بدن سے بدبو آنے لگتی ہے، اور خارش وغیرہ پیدا ہونے لگتی ہے، نیز نزلہ، زکام کی شکایت ہو جاتی ہے، پھر اس کے نتیجہ میں جوڑوں کے درد وغیرہ کی بیماریاں پیدا ہونے لگتی ہیں، اس قسم کی بیماریوں سے حفاظت کے لئے ماہرین چوبیس گھنٹوں میں کم از کم ایک مرتبہ نہانے کی شکل میں جسم کی صفائی کا مشورہ دیتے ہیں۔

(6)...... اگر مناسب وقت پر اور مناسب طریقہ پر نہانے یا غسل کرنے کا معمول بنایا جائے، تو نہ صرف یہ کہ جسم صاف ستھرا اور چاق وچوبند رہتا ہے، اور طبیعت میں چستی، بشاشت اور تازگی پیدا ہوتی ہے، اور طبیعت خوش وخرم رہتی ہے، بلکہ اسی کے ساتھ بہت سی جسمانی بیماریوں سے بھی چھٹکارا مل جاتا ہے، اور نئی پیدا ہونے والی بیماریوں سے بچنے میں بھی مدد حاصل ہوتی ہے۔

اور اگر مناسب وقت اور مناسب طریقہ پر نہانے اور غسل کے معمول میں کوتاہی اور غفلت اختیار کی جائے تو کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں، مثلاً سستی اور طبیعت میں بوجھ رہنا، خارش کا ہونا، جسم پر میل کچیل چڑھنے سے جوئیں پڑ جانا، جسم کے مسامات کا میل کچیل سے بند ہوجانا اور پسینہ کی آمد بند ہوکر جسم میں زہریلے فضلات اور فاسد مادوں کا باقی رہ جانا۔

(7)...... شرعی اعتبار سے ہفتہ میں ایک مرتبہ غسل کرنا سنت ہے، جس میں جمعہ کا دن ہوتو زیادہ بہتر ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہفتے میں ایک سے زیادہ مرتبہ غسل کرنا کوئی گناہ کا کام ہے؛ بلکہ اگر کوئی روزانہ یا دوسرے تیسرے دن غسل کرے تو بہت اچھی بات ہے، مگر شریعت نے سب انسانوں کو اس کا مکلّف قرار دے کر مشکل میں نہیں ڈالا کیونکہ ہر دن غسل کرنے کے حکم پر عمل کرنا مشکل کام تھا، اس لئے اس کا حکم نہیں دیا، لیکن اگر کوئی روزانہ غسل کرے، تو شریعت نے اس سے منع بھی نہیں کیا، اور صفائی کی غرض سے ہو، تو یہ شرعاً مستحب ہوگا، کیونکہ شرعاً صفائی کا درجہ کم از کم مستحب ہے۔

(8)...... طبی اعتبار سے روزمرہ کم از کم ایک مرتبہ غسل کرنا زیادہ مفید اور بہتر ہے اور اگر عذر نہ ہوتو صبح وشام دو مرتبہ غسل کرنا زیادہ بہتر اور مفید ہے، کیونکہ روزانہ آب وہوا اور مختلف جگہوں سے جو مضر جراثیم لگتے اور جِلد پر پڑتے ہیں، وہ نہانے سے دور ہوتے رہتے ہیں۔

(9)...... طبی لحاظ سے غسل موسم کی مناسبت سے گرم یا سرد پانی سے مناسب وقت پر کرنا مفید ہوتا ہے۔

(10)......طبی لحاظ سے غسل کا سب سے عمدہ وقت صبح کا رفعِ حاجت کے بعد ہے، یا پھر شام کو کھانا کھانے سے پہلے کا وقت بہتر ہے۔

(11)...... ایک تندرست اور نوجوان انسان کے لئے عام حالات میں تازہ قدرتی ٹھنڈے پانی سے نہانا زیادہ موزوں ہے، خصوصاً گرمی کے موسم میں تو تازہ ٹھنڈے پانی ہی سے غسل کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے، کیونکہ جوانی اور تندرستی میں جسم زیادہ کام کاج کرتا ہے، جس کی وجہ سے جسم میں تحلیل کا عمل زیادہ ہوتا رہتا ہے، اور تازہ ٹھنڈے پانی کے غسل سے اس تحلیل کے عمل کو کم کیا جاسکتا ہے، اور تندرستی و جوانی کو دیر تک قائم رکھا جاسکتا ہے۔

تازہ ٹھنڈے پانی سے نہانے کی عادت سے جسم میں سردی کو برداشت کرنے اور سردی کا مقابلہ کرنے کی طاقت زیادہ پیدا ہوتی ہے اور نزلہ و زکام کم ہوتا ہے، البتہ چھوٹے بچوں، بوڑھوں، یا کسی اور وجہ سے کمزوری میں مبتلا اشخاص اور اسی طرح حاملہ خواتین، اور اسہال یعنی دست اور پیچش اور جوڑوں کے دردوں کے مریضوں کو عام حالات میں اور خصوصاً سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کے بجائے ہلکے گرم (یعنی نیم گرم) پانی سے غسل کرنا زیادہ بہتر ہے۔

(12)......نہانے کے لئے پاک وصاف پانی استعمال کرنا چاہئے، تازہ پانی سے غسل کرنا زیادہ فائدہ مند ہے، جوہڑ اور تالاب کا گندا پانی غسل کرنے کے لئے بالکل بھی موزوں نہیں، گندا پانی جسم پر مختلف بیماریوں کے پیدا ہونے کا سبب بنتا ہے۔

(13)......نہاتے وقت جسم کو اچھی طرح مَل لینا چاہئے، اور کسی مناسب صابن وغیرہ سے جسم کو رگڑ لینا چاہئے۔

تاکہ میل کچیل اور گرد وغبار دور ہو کر بدن کے مسامات کھل جائیں، اور خون کے دورانیہ میں حرکت پیدا ہو جائے۔

(14)...... نہاتے وقت بدن کے صرف اوپر، اوپر سے بہت سا پانی بہا کر ضائع کر دینے اور جسم کو مَلے اور صاف کیئے بغیر غسل کرنے سے وقتی طور پر جسم میں کچھ چستی اور تازگی تو پیدا ہوسکتی ہے، لیکن غسل کرنے کا اصل طبی مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

(15)...... غسل کرنے کے بعد جسم کو صاف ستھرے، کھردرے اور خشک کپڑے (یعنی تولیہ وغیرہ) سے صاف کر لینا چاہئے، تاکہ بدن سے پانی خشک ہوجائے، اور جسم پر باقی ماندہ میل کچیل صاف ہوکر جلد کے مسامات کُھل جائیں، نہا دھوکر بدن کو گندے کپڑے یا میلے کچیلے تولیہ سے صاف کر لینا صفائی کے اصل مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔

آج کل بعض لوگ ایک کپڑا یا تولیہ نہانے کے بعد جسم کو خشک کرنے اور منہ دھونے کے بعد صاف کرنے کے لئے کافی دنوں تک استعمال کرتے رہتے ہیں اور اس میں بھی کئی کئی افراد ایک ہی تولیہ پر اکتفاء کرتے ہیں، جس کی وجہ سے تولیہ پر بار بار ایک دوسرے کے لگے ہوئے میل کچیل اور پسینہ کے زہریلے اجزاء جسم پر لگتے رہتے ہیں، اور مختلف قسم کی بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

اس لئے تولیہ کو جس قدر صاف ستھرا رکھنا ممکن ہو، اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔

(16)...... نہانے یا سر دھونے کے بعد سر کو اچھی طرح خشک کر لینا چاہئے، اگر نہانے کے بعد دیر تک سر پانی سے گیلا رہے تو اس سے بیماری، مثلاً نزلہ وغیرہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، خاص کر سردی کے موسم میں اس کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔

(17)...... غسل کھلی جگہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ دوسروں کے سامنے جسم کو ننگا کرنا اچھی بات نہیں، اس کے علاوہ کھلی فضا میں گردوغبار اور مٹی وغیرہ جسم پر پڑنے کی وجہ سے صفائی کا مقصد بھی فوت ہوسکتا ہے۔

(18)...... جس جگہ غسل خانہ وغیرہ میں غسل کر رہے ہوں، اگر اس کا درجہ حرارت باہر کی فضا سے گرم ہو، تو طبی اعتبار سے اندر ہی سے کپڑے پہن کر باہر نکلنا چاہئے۔

Idara Ghufran

(19)...... دماغی وجسمانی محنت کا کام کرنے اور کھیل کود اور ورزش کرنے اور سفر سے آنے کے فوراً بعد نہانا یا غسل کرنا طبی اعتبار سے مناسب نہیں، ایسی حالت میں تھوڑا بہت وقفہ کرلینا چاہیے، تاکہ جسم کی حرکات اعتدال پر آجائیں۔

(20)......طبی اعتبار سے کھانا کھانے کے فوراً بعد غسل کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے، اگر کھانا کھانے کے بعد غسل کرنا ہو تو بہتر ہے کہ دو یا تین گھنٹے بعد غسل کیا جائے۔

(21)......غسل کرنے کے بعد حتی الامکان میل کچیل والا لباس پہننے سے پرہیز کرنا چاہیے، کیونکہ کپڑوں پر موجود پسینہ وغیرہ کا میل کچیل دوبارہ جسم کو لگ کر صفائی کے مقصد کو متاثر کرسکتا ہے۔

(22)......غسل کرنے کے بعد طبی اعتبار سے تھوڑا بہت کچھ کھالینا چاہیے، جس سے صحت بہتر رہتی ہے۔

(23)......آج کل نہانے کے لئے مختلف قسم کے تیز ترین کیمیکل پر مشتمل شیمپو چل پڑے ہیں، جن کو زیادہ استعمال کرنے سے جلد اور بالوں پر بُرے اثرات پڑتے ہیں، ان سے حتی الامکان پرہیز کرنا مناسب ہے، اور اس کے بجائے کوئی معقول ومناسب صابن استعمال کرنا مفید ہے، اس مقصد کے لئے بعض دیسی چیزیں، مثلاً ملتانی مٹی (گاچی) اور آملہ کا پانی وغیرہ بھی مفید ہے، جس کے ذریعہ بال دھونے سے وہ بہتر ہوتے ہیں۔

(24)......اگر کسی وقت جسم تھکن یا چوٹ کی وجہ سے دُکھ رہا ہو، تو نیم گرم پانی میں مناسب مقدار کا نمک ڈال کر نہانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

(25)......اگر غسل کرنا شرعاً واجب ہوجائے، تو پورے جسم پر پانی بہانے اور کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

ہاں اگر جسم کے کسی حصہ میں زخم ہو یا کسی اور تکلیف کی وجہ سے وہاں پانی پہنچانا نقصان دہ ہو، تو اس جگہ پانی پہنچانا ضروری نہیں، بلکہ بھیگا ہوا ہاتھ پھیرنا کافی ہے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو، یا

نقصان دہ ہو، تو پھر یہ بھی معاف ہے، اور وہ جگہ ویسے ہی چھوڑ دینے کی گنجائش ہے۔

(26)...... غسل کرنے کا سنت اور اچھا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو گٹّوں تک تین مرتبہ دھوئیں، اس کے بعد اپنی دونوں شرمگاہوں والے حصے کو دھوئیں اگرچہ وہاں کوئی ناپاک چیز نہ لگی ہو، یہ جگہ گندی اور جراثیم زدہ ہوتی ہے، اس کے بعد اگر جسم پر کہیں ناپاک چیز لگی ہو، تو اس کو دھوئیں، اور اس کے بعد سنت طریقہ پر وضو کریں (لیکن اگر اُس نہانے والی جگہ پر نیچے جہاں پاؤں ہیں، پانی جمع ہے تو پیروں کو غسل کرنے کے بعد اُس جگہ سے ہٹ کر دھوئیں) اس کے بعد سر پر پانی ڈالیں، پھر جسم کے دائیں حصے پر اور اس کے بعد بائیں حصے پر پانی ڈالیں، اور اس کام کو تین مرتبہ کریں، تاکہ تین مرتبہ پورے جسم پر پانی بہہ جائے۔

اگر کوئی سنت طریقہ پر غسل نہ کرے، بلکہ جس طرح بھی پورے جسم پر پاک پانی بہالے، اور کلی کرلے اور ناک میں پانی بھی ڈال لے، تو غسل پھر بھی ہوجاتا ہے، اور اس سے نماز پڑھنا بھی صحیح ہوجاتا ہے، کیونکہ یہ تینوں چیزیں غسل میں ضروری اور فرض کہلاتی ہیں، مگر اس میں سنت والا غسل کرنے کا ثواب اور فائدہ نہیں ملتا۔

اگر غسل کے دوران ریح یا پیشاب کا قطرہ خارج ہوجائے تو اس سے غسل ضائع نہیں ہوتا، لہٰذا جو حصہ پہلے دھولیا گیا، وہ معتبر ہے، البتہ نماز کے لئے وضو کی ضرورت ہوگی۔

ہاتھوں کی صفائی کے آداب

(27)...... ہاتھوں کو صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، ہاتھ انسان کے روزانہ کے بہت سارے کاموں میں استعمال ہوتے ہیں، ہاتھوں ہی سے چیزوں کو پکڑا جاتا ہے، کوئی چیز بازار سے خریدنی ہوتی ہے تو ہاتھوں میں ہی پکڑی، اٹھائی، لی اور دی جاتی ہے، جو کام بھی کیا جاتا ہے، زیادہ تر ہاتھوں کے ذریعے سے ہی کیا جاتا ہے، اور اسی وجہ سے مختلف جگہوں

سے گندگی، میل کچیل اور جراثیم وغیرہ ہاتھوں پر کثرت سے لگتے ہیں۔

اور ہاتھوں کو پاک صاف رکھنے والا انسان مختلف قسم کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

(28)...... رات کو سوتے میں ہاتھ کسی بھی ناپاک یا گندی جگہ لگ سکتا ہے اور وہ پھر کسی دوسری چیز کی ناپاکی یا گندگی اور بیماری کا باعث ہوسکتا ہے، مثلاً سوتے میں ہاتھ کسی زخم یا کسی دانے پر لگ جائے یا شرمگاہ پر لگ جائے، یا کوئی زہریلا جانور گزر جائے، یا سوتے ہوئے کسی جگہ ہاتھ لگنے سے جراثیم لگ جائیں، اس لئے سوکر اٹھنے کے بعد کسی کام کو کرنے سے پہلے ہاتھ دھونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(29)...... اگر بسہولت ممکن ہو تو استنجاء سے فراغت کے بعد ہاتھوں کو صابن وغیرہ سے دھولینا چاہئے، تاکہ ہر قسم کی گندگی وغلاظت دور ہوجائے۔

(30)...... کوئی مشکل ودشواری نہ ہو، تو کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھوں کو دھولینا چاہئے۔

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی صورت میں صاف ستھرے ہاتھوں سے کھانا کھانے کی نعمت حاصل ہوتی ہے، اور کھانا کھاتے وقت کچھ کھانے کا حصہ ہاتھوں پر لگا رہ جاتا ہے، جس کے بعد ان ہاتھوں کے مختلف چیزوں پر لگنے سے دوسری چیزیں بھی گندی ہوسکتی ہیں، اور ان ہاتھوں پر مکھی، مچھر وغیرہ کے آنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، نیز اسی حال میں سوجانے سے کسی مضر چیز کے کھانے کے اثرات پر آ کر نقصان پہنچانے کا امکان بھی ہوتا ہے۔

منہ کی صفائی کے آداب

(31)...... منہ کی صفائی کے لئے ہر نماز کے لئے اور صبح وشام وغیرہ کے اوقات میں مسواک کا استعمال کیجئے، اور منہ ودانتوں کو فضلات سے صاف رکھیئے۔

منہ اور دانتوں کی صفائی سے جہاں ایک طرف دانت صاف ستھرے رہتے اور خوبصورتی اور

Idara Ghufran

دوسروں کی کشش کا باعث ہوتے ہیں، اسی کے ساتھ کیڑا لگنے، درد ہونے اور میل کچیل سے محفوظ ہو کر ایک لمبی مدت تک پائیدار اور مضبوط ہو جاتے ہیں، اس کے علاوہ کئی معدہ کی بیماریوں سے بھی حفاظت رہتی ہے۔

جو لوگ منہ اور دانت صاف نہیں کرتے، ان کے دانتوں میں درد ہونے لگتا ہے یا منہ سے بو آنے لگتی ہے، دانتوں میں کیڑا لگ جاتا ہے، مسوڑھے سوج جاتے ہیں، ان میں پیپ پڑ جاتی ہے، اور پھر اس کی وجہ پیٹ اور جوڑوں کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اگر منہ گندہ ہو تو غذاء منہ سے گندگی کو لے کر معدہ میں جاتی ہے اور انسان طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے، منہ سے اگر گندی اور سڑی ہوئی چیز معدہ کے اندر پہنچتی ہے، تو وہ مختلف بیماریوں اور معدہ میں بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔

ہضم کے نظام میں دانتوں کا عمل بنیادی حیثیت رکھتا ہے، اور دانتوں میں خرابی پیدا ہونے سے بیسیوں بیماریاں مثلاً بد ہضمی، دَست، قبض، پیٹ کے کیڑوں کا پیدا ہونا، خون کی کمی، شوگر وغیرہ کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دانتوں کی خرابی کا اثر ایک مدت بعد ظاہر ہوتا ہے، اور پھر علاج اتنا کارآمد نہیں ہوتا، لہٰذا دانتوں کی حفاظت کی طرف پہلے ہی توجہ رکھنی چاہیے، جس کا طریقہ ان کو صاف ستھرا رکھنا ہے، ہر وضو کے وقت اور کھانے کے بعد اور اسی طرح رات کو سونے سے پہلے اور جاگنے کے بعد سارے کے سارے دانتوں کو اہتمام اور اچھی طرح اندر باہر سے خوب صاف کرنا چاہیے۔

منہ اور دانتوں کو صاف کرنے کے لئے صرف کلی کر لینا کافی نہیں، بلکہ اس کے لئے روزانہ ببول (کیکر) نیم یا پیلو کی لکڑی سے مسواک کرنی چاہیے، جس سے دانت اچھی طرح صاف ہو جاتے ہیں، منہ اور زبان کی خراب رطوبت نکل جاتی ہے، اور ساتھ ہی کلے، جبڑے اور دانتوں کی ورزش بھی ہو جاتی ہے۔

www.idaraghufran.org

اور مناسب مسواک سلیقہ سے جتنی بھی زیادہ کی جاتی ہے، اتنی ہی فائدہ مند ہوتی ہے، جبکہ مسواک کے بجائے مصنوعی برش کا زیادہ استعمال مسوڑھوں میں خراش کا سبب بن جاتا ہے۔

بعض لوگ پان کھانے کے عادی ہوتے ہیں، وہ رات کو پان منہ میں رکھ کر سو جاتے ہیں، یہ عادت اچھی نہیں، اس سے منہ صاف نہیں رہتا، اور دانت خراب اور کم زور ہو کر جلدی گر جاتے ہیں، اسی طرح نسوار وغیرہ کا بھی معاملہ ہے۔

جس طرح صبح کو نیند سے جاگنے کے بعد منہ کو صاف کرنے کی ضرورت ہے، اسی طرح سونے سے پہلے منہ کو صاف کرنے کی ضرورت ہے، اول تو کھانا کھانے کے بعد ہی دانتوں کی درزوں میں پھنسے ہوئے روٹی کے ٹکڑے اور ساگ ترکاری کے ریشے کسی صاف تنکے سے نکال ڈالیں، اس کے بعد کلی اور مسواک کر کے منہ اور دانتوں کو اچھی طرح صاف کریں، اور جب سوئیں تو اس وقت بھی کلی اور مسواک کر کے سونا مناسب ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کے علاوہ مختلف اوقات میں مسواک کا اہتمام کرنا ثابت ہے، جس سے مختلف اوقات میں مسواک اور منہ کی صفائی کا اہتمام کرنے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

آنکھوں کی صفائی کے آداب

(32)...... آنکھوں کی صفائی کا بھی خاص خیال رکھنا چاہئے، صاف پانی سے وضو کرتے وقت آنکھوں کی عمدہ صفائی ہو جاتی ہے، اگر وضو کرتے وقت صاف اور تازہ پانی کے چھینٹیں آنکھوں پر مارے جائیں، تو آنکھوں کی عمدہ طریقہ پر صفائی ہوتی ہے، اور بینائی میں اضافہ ہوتا ہے، اطباء نے دن میں کئی مرتبہ ٹھنڈے پانی سے آنکھوں کے دھونے کو بینائی میں اضافہ اور آنکھوں کی صفائی کا باعث قرار دیا ہے، مزید براں رات کو سونے سے پہلے سرمہ لگانا چاہئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر روز رات کو سوتے وقت سرمہ لگانا خاص طور پر ''اثمد'' نامی

سرمہ لگانا اور اس کی وجہ سے بینائی میں اضافہ اور آنکھوں کی حفاظت ثابت ہے، اور طبی اعتبار سے بھی یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ رات کو سونے سے پہلے سادہ یا ''اثمد'' نامی سرمہ لگانے سے آنکھیں صاف رہتی ہیں، اور ان کی بینائی میں اضافہ ہوتا ہے، اور روشنی بڑھتی ہے۔

اگر سلائی صاف نہ ہو، یا اس کو دوسرے نے استعمال کیا ہو، تو آنکھوں میں سرمہ لگانے سے پہلے اس کو دھو یا صاف کر لینا بہتر ہے۔

رات کو سونے سے پہلے آنکھوں میں سُرمہ لگانے سے آنکھوں کا میل کچیل بھی دُور ہوجاتا ہے، اور دن بھر جو کام کاج کے دوران گرد وغبار پڑی وہ صبح تک ختم ہوجاتی ہے۔

پھر عورتوں کو زینت کی خاطر سیاہ رنگ کا سرمہ لگانے میں شرعی اعتبار سے حرج نہیں، اور مرد کو خوبصورتی کی غرض سے سیاہ رنگ کا سرمہ لگانا بعض حضرات کے نزدیک بہتر نہیں، اس لیے وہ اگر سیاہ کے بجائے دوسرا سرمہ لگائیں، تو زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔

(33)...... آنکھوں کے دائیں بائیں حلقوں کی صفائی کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، اور بغل اور زیرِ ناف حصوں اور ناف کے اندر میل کچیل کی صفائی کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

سر اور بالوں وغیرہ کی صفائی کے آداب

(34)...... سَر کے بالوں کے بارے میں شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ اُن کی صفائی سُتھرائی کا خاص اہتمام کیا جائے، تاکہ بالوں کا گرد وغبار اور میل کچیل دُور ہوجائے، اور بالوں میں جوئیں پڑنے سے حفاظت رہے، صفائی ستھرائی کا مطلب یہ نہیں کہ ہر وقت مانگ پٹی کی فکر پڑی رہے، کیونکہ اس طرح کے تکلف کو اسلام میں پسند نہیں کیا گیا۔

اسی طرح بغل اور ناف کے نیچے کے بالوں کو بھی وقتاً فوقتاً کاٹنا چاہئے، اور انگلیوں کے ناخنوں کو بھی وقتاً فوقتاً کاٹنا چاہئے، تاکہ ان کے نیچے میل کچیل جمع نہ ہو۔

(35)...... جُوئیں بھی زیادہ تر ان لوگوں کے جسم میں پیدا ہوتی ہیں، جو نہ تو پہننے کے کپڑوں

کو جلد جلد تبدیل کرتے، اور نہ ہی جلدی جلدی نہا کر اپنے جسم کو صاف رکھتے ہیں۔

جو خواتین وحضرات پاک صاف نہیں رہتے، اور مدت تک سر نہیں دھوتے، ان کے سر میں جوئیں پیدا ہو جاتی ہیں، جو کالے اور سفید رنگ کی ہوتی ہیں، ان کے ساتھ ہی بالوں سے ان کے بے شمار انڈے چمٹے ہوتے ہیں، جو خشخاش سے بھی چھوٹے ہوتے ہیں، اور وہ ''لیکھیں'' کہلاتے ہیں، جو مرد پاک صاف نہیں رہتے، ان کے کپڑوں میں بھی جوئیں پیدا ہو جاتی ہیں، جو سفید رنگ کی ہوتی ہیں، بعض لوگوں کے بالوں کی جڑوں میں جوئیں اپنا منہ چھپائے ہوتی ہیں، یہ بہت چھوٹی ہوتی ہیں، اور یہ ''جم جوئیں'' کہلاتی ہیں۔

جوؤں کو دور کرنے کے لئے بدن اور کپڑوں کی صفائی پہلی تدبیر ہے، جن کپڑوں میں جوئیں ہوں، ان کو پانی میں ڈال کر آگ پر پکائیں، پھر صابن ڈال کر دھو ڈالیں، سر یا پیڑو کے بالوں میں جوئیں پیدا ہوگئی ہوں، تو بالوں کو صاف کرادیں، اور اس کے بعد روزانہ نہائیں اور صاف ستھرے کپڑے پہنیں، اگر سر یا پیڑو کے بال صاف نہ کروا سکیں، تو جن بالوں میں جوئیں ہوں، ان میں رات کو مٹی کا تیل یا پیٹرول لگا کر اوپر سے کوئی کپڑا باندھ لیں، صبح کو صابن اور گرم پانی سے دھوئیں، اس عمل سے سب جوئیں مر جاتی ہیں۔

نیم کا تیل لگانے سے بھی جوئیں مر جاتی ہیں۔

تمباکو کے پتے پانی میں اُبال کر اِس پانی سے بالوں کو دھونے سے بھی جوئیں مر جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ سہاگا اور پھٹکری پانی میں ملا کر نہانے سے بھی سر اور بالوں وغیرہ کی جوئیں مر جاتی ہیں۔

بالوں اور ناخنوں کے آداب آگے الگ سے ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

گھر اور رہن سہن کی جگہ کی صفائی کے آداب

(36)......ممکن ہو تو روزانہ گھر کی صفائی کرنی چاہئے، اور وقتاً فوقتاً حسبِ حیثیت گھر میں

چونا وغیرہ کرنا چاہئے، اور ہمیشہ ایک جگہ رہنے والی چیزوں کو ہٹا کر ان کے نیچے سے اچھی طرح صفائی کرنی چاہئے، تاکہ کوڑا اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے جراثیم دور ہوتے رہیں، اور مختلف قسم کی بیماریوں سے حفاظت رہے۔

(37)...... گھروں وغیرہ میں وہ جگہیں جہاں بار بار مختلف لوگوں کے ہاتھ پڑتے اور لگتے ہیں، مثلاً بجلی کے بٹن، دروازہ کی کنڈی، ان کو وقتاً فوقتاً سَرف یا ڈیٹول (Detol) وغیرہ سے احتیاط کے ساتھ صاف کرتے رہنا چاہئے۔

(38)...... صفائی کرنے کے بعد کوڑے کو جمع کر لینا چاہئے اور گھر کے کسی ایک طرف ڈھک کر رکھ دینا چاہئے، اور جلدی موقع ملنے پر کوڑے والی مخصوص جگہ پہنچا دینا چاہئے، اور اس کو بلاوجہ گھر میں جمع کر کے نہیں رکھنا چاہئے۔

کوڑا کرکٹ اور سبزیوں اور پھلوں وغیرہ کے چھلکے پڑے رہنے اور ان کے سڑ جانے اور بدبو پیدا ہو جانے سے مچھر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور ہوا میں کثافت بھی پیدا ہو جاتی ہے، اور اس کی وجہ سے وہ ہوا صحت کے لئے مضر ونقصان دہ شمار ہوتی ہے۔

ایسی صورت میں روشن دان، کھڑکیاں وغیرہ کھول دینے سے ایک حد تک اس ہوا کے مضر اثرات سے حفاظت رہتی ہے، مگر صفائی کی ضرورت اپنی جگہ پھر بھی برقرار رہتی ہے۔

(39)...... گھر میں یا گھر سے باہر ایسی جگہ کوڑا رکھنا جو دوسروں کی تکلیف کا باعث ہو، مثلاً آمدورفت والے کی نظر پڑے، یا چلتے پھرتے ہوئے پیروں یا گاڑی وغیرہ کے ٹائروں میں آئے یا اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے کی جگہ کے قریب ہو، اسلامی معاشرت کے خلاف ہے، اور بعض اوقات اس پر کوئی موذی جانور بھی آ جاتا ہے، جو تکلیف کا باعث ہوسکتا ہے، نیز بعض اوقات کوڑے کے خراب ہونے سے اس کی بدبو اور جراثیم پھیلتے اور کیڑے اور مچھر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں، جو تکلیف اور مختلف قسم کی بیماریوں کا باعث بھی ہوتے ہیں۔

(40)...... اپنے گھر کی صفائی کے ساتھ ساتھ وقتاً فوقتاً اپنے گھر اور رہائش گاہ سے باہر کے

حصوں اور نالیوں کی بھی صفائی کرنی یا کرانی چاہیئے، ورنہ وہاں غلاظت کھڑے رہنے اور سڑنے کی وجہ سے اس کے بھی مضر اثرات صحت پر پڑتے ہیں۔

(41)......کسی جگہ گھر میں یا گھر سے باہر گڑھے وغیرہ میں یا چھت پر پانی وغیرہ کھڑا ہو تو اس کو ہٹا دیجئے، ورنہ پانی خراب ہو کر اور اس میں طرح طرح کے کیڑے اور مچھر پیدا ہو کر مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، اور انسان کے وہاں سے گزرتے وقت چھینٹے پڑنے سے کپڑے وغیرہ بھی خراب ہوتے ہیں اور عمارت کو بھی نقصان پہنچ جاتا ہے۔

(42)......اگر گھر کے باہر استعمالی پانی خارج ہونے والا پائپ وغیرہ ٹوٹ گیا ہو تو اس کی مرمت و اصلاح کرا دیجئے، آپ کی ذرا سی غفلت سے دوسرے لوگوں کو طرح طرح کی تکلیف پہنچ سکتی ہے، اور آپ کی ذرا سی توجہ سے لوگ ان تکلیفوں سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔

(43)......کسی جگہ گندگی جمع ہونے پر چونکہ ہے، مکھی اور مچھر اور دوسرے موذی حشرات آتے ہیں، وہاں پلتے بڑھتے ہیں، جو مختلف بیماریوں کا سبب بنتے ہیں، جیسا کہ آگے جانوروں کے آداب میں تفصیل کے ساتھ آتا ہے۔

اس لئے ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ اور اپنے اہلِ خانہ بلکہ تمام آبادی کی تندرستی کی حفاظت کے لئے صفائی کا خاص خیال رکھے۔

گھروں کو کھانے پینے کی چیزوں کے ذرّات بکھیرنے سے بچایا جائے، کھانے کے ریزوں اور چکنائی کے دھبوں کو صاف کیا جائے، مکان کی دیواروں اور اس کے صحن کو صاف ستھرا رکھا جائے، کوڑا کرکٹ اور کسی طرح کی گندگی کو جمع نہ ہونے دیا جائے، اور نہ کسی جگہ گلی سڑی چیزیں رکھی جائیں، اگر کسی جگہ کچھ دیر کے لئے کوئی فضلہ یا کوڑا ڈالا بھی جائے، تو اس کو راکھ یا چونے یا کسی اور چیز سے ڈھک دیا جائے، یا کسی بالٹی وغیرہ میں ڈھک کر رکھا جائے، پھر اس کو جلد سے جلد وہاں سے اٹھا کر ٹھکانے لگا دیا جائے۔

کھانے پینے کی تمام چیزوں کو ڈھک کر رکھا جائے، اگر ہو سکے، تو ان کو جالی دار الماریوں میں

رکھا جائے، مٹھائی یا کھانے کی دوسری چیزوں کے چُورے کو بے احتیاطی سے اِدھر اُدھر نہ ڈالا جائے، اگر اتفاق سے گر جائے، تو اس کو صاف کر دیا جائے۔

بیت الخلاء اور نالیوں کو روزانہ صاف کر کے ان میں فینائل وغیرہ ڈالی جائے، پانی اِدھر اُدھر نہ پھینکا جائے، اور پانی جمع نہ ہونے دیا جائے، گھر کے کونوں، الماریوں اور صندوقوں کے پیچھے کے حصہ کو روزانہ یا وقتاً فوقتاً جھاڑا جائے۔

(44)...... گھروں، دفتروں اور مسجدوں وغیرہ میں جو قالین ایک عرصہ سے بچھے رہتے ہیں، ان کے اندر اور نیچے آہستہ آہستہ گرد وغبار جمع ہوتی رہتی ہے، جو چلتے، پھرتے اور اٹھتے بیٹھتے وقت اڑ کر سانس کے ذریعہ سے اندر پہنچ کر سخت بیماریوں کا سبب بنتی ہے، اس لئے ایسے قالین وغیرہ کی صفائی، دھلائی وغیرہ کراتے رہنا اور ان کے نیچے سے صفائی کرنا بہت ضروری ہے، اور اگر ضرورت نہ ہو تو ایسے قالین بچھانے سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے، اس کے بجائے پختہ فرش یا ماربل وغیرہ لگا لینا زیادہ مناسب ہے، یا پھر ایسے قالین بچھائے جائیں، جن میں گرد وغبار جذب اور جمع نہیں ہوتی، یا پھر وقتاً فوقتاً ان کو صاف کیا جائے۔

صفائی ستھرائی سے متعلق متفرق آداب

(45)...... کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانک کر رکھنے کی عادت بنانی چاہئے، تاکہ مُضر اَثرات سے وہ چیزیں محفوظ رہیں، مکھی، مچھر وغیرہ کھانے پینے کی کھلی چیزوں پر بیٹھ کر اس پر نجاست وغلاظت اور جراثیم چھوڑ دیتے ہیں، جو مختلف بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

اسلام میں برتنوں اور کھانے پینے کی چیزوں کی صفائی کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے، اور اسی وجہ سے کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانک کر رکھنے کی تعلیم فرمائی گئی ہے، تاکہ یہ جانوروں وغیرہ کے مُضر اَثرات بلکہ شیطان کی دسترس سے بھی محفوظ رہیں۔

آج کل کی تحقیق کے مطابق اگر کھلا ہوا پانی ہو، تو اس میں زہریلے مچھر پرورش پاتے ہیں، اور

وہ انسان کو کاٹ لیں، تو اس کی جان کی ہلاکت کا بھی باعث بن جاتے ہیں۔

اس لئے کھانے پینے کی چیزوں والے برتنوں اور تھیلوں، شاپروں وغیرہ کو اللہ کا نام لے کر ڈھانک دینا چاہئے، یا ان کو کسی بھی طریقہ پر اس طرح بند کر دینا چاہئے کہ ان میں مکھی مچھر، لال بیگ یا کوئی اور کیڑا وغیرہ داخل نہ ہو سکے۔

یہ بات یاد رکھیئے کہ چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے زمین اور در و دیوار پر اور ہر گندی جگہ پھرتے رہتے ہیں، جن کے ہاتھ، پاؤں اور منہ میں گندگی لگتی رہتی ہے، اور وہ راستہ پاتے ہی کھانے پینے کی چیزوں میں داخل ہو جاتے ہیں، اور اپنے منہ اور ہاتھ پاؤں سے بھی گندگی لگاتے ہیں، اور وہاں فضلہ بھی خارج کرتے ہیں، جس سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

(46)...... لباس کو صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور لباس کو گندگی اور میل کچیل سے بچا کر رکھنا چاہئے، جس کی وجہ سے کئی قسم کی بیماریوں سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔

دھوپ، روشنی اور ہوا سے بھی جراثیموں کو کافی حد تک ختم کیا جا سکتا ہے، اس لیے استعمالی کپڑے اور خاص کر کمبل، لحاف اور گدے وغیرہ کو وقتاً فوقتاً دھوپ اور ہوا میں رکھنا چاہیے۔

اگر کپڑوں، لحاف، بستر اور دوسرے کپڑوں میں جوئیں یا پسّو پائے جائیں، تو ان کو دھوپ میں کافی دیر تک ڈالے رکھیں، بلکہ یہ کام کئی دن تک کریں، اس کے نتیجہ میں پسّو وغیرہ مر جاتے ہیں۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُهٗ اَتَمُّ وَاَحۡكَمُ.

www.idaraghufran.org

(باب نمبر 8)

لباس(Dress) کے آداب

اب لباس سے متعلق آداب ملاحظہ فرمایئے۔

لباس کے بنیادی آداب

(1)......لباس دراصل انسان کے لئے بہت بڑی نعمت ہے، جس کے تین بنیادی فائدے ہیں:

ایک تو ننگے جسم کو چھپا کر حیاء اور غیرت کے تقاضہ کو پورا کرنا، دوسرے جسم کو گرمی اور سردی کے مضر اثرات سے محفوظ رکھ کر راحت پہنچانا، تیسرے ننگے جسم کی بدنمائی کو دور کرکے اس کو خوش نما وخوبصورت بنانا۔

(2)......جسم کو دوسروں سے چھپانے، جسم کی زیب وزینت اختیار کرنے اور جسم کو راحت پہنچانے کے بجائے دوسروں پر اپنی بڑائی اور فخر وتفاخر ظاہر کرنے کی غرض سے لباس پہننا اچھی بات نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

لباس سے متعلق مسنون دعاؤں کے آداب

(3)......لباس پہنتے وقت یہ دعاء پڑھنا سنت اور خیر وبرکت کا ذریعہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ .

ترجمہ: ہر تعریف اس اللہ کے لئے ہے، جس نے مجھے یہ پہنایا، اور میری کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے اس کپڑے کی نعمت عطاء فرمائی (دارمی، ابویعلیٰ)

(4)......جسم سے کپڑے اتارتے وقت یہ دعاء پڑھنا سنت اور خیر وبرکت کا ذریعہ ہے:

www.idaraghufran.org

بِسۡمِ اللّٰہِ

ترجمہ: اللہ کے نام سے (کپڑے اتارتا ہوں) (طبرانی)

لباس کی بناوٹ (Style) اور ستر پوشی و پردہ سے متعلق آداب

(5)...... لباس کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اتنا چھوٹا، باریک یا چست نہ ہو کہ اس کو پہننے کے باوجود دوسروں کے سامنے وہ اعضاء ظاہر ہو جائیں، جن کا دوسروں سے چھپانا ضروری ہے، بلکہ لباس ایسا ہونا چاہئے جس سے عورت اور مرد کی مکمل طور پر ستر پوشی ہوتی ہو، لہٰذا وہ لباس جو اتنا چھوٹا اور مختصر ہو کہ ستر کی تمام حدود کا احاطہ نہ کرتا ہو اور لباس پہننے کے باوجود عورت یا مرد کے جسم کے کچھ اعضائے مستورہ کھلے رہ جاتے ہوں، ممنوع ہے۔

اسی طرح وہ لباس جو اگرچہ مکمل تو ہو کہ ستر کی حدود کو پوری طرح گھیرے ہوئے ہو، لیکن اتنا باریک ہو کہ اس کے اندر سے بدن جھلکتا ہوا دِکھائی دیتا ہو اور عورت یا مرد کے اعضائے مستورہ اس طرح دوسروں کے سامنے ظاہر ہوتے ہوں کہ ان کا رنگ وروپ بھی ظاہر ہو، وہ بھی ممنوع ہے۔

اسی طرح اگر لباس پورے بدن پر ہو اور اتنا باریک بھی نہ ہو کہ اس میں سے بدن جھلکتا ہو لیکن اتنا چست ہو کہ بدن کے اوپر بالکل فِٹ ہو، جس کی وجہ سے بدن اور بطورِ خاص عورت یا مرد کے جسم کے اعضائے مستورہ والے حصہ کا حجم، بناوٹ اور اُبھار نمایاں اور واضح ہو، وہ بھی ممنوع ہے۔

(6)...... اسلامی حوالہ سے مَردوں کے ستر کا حصہ جس کو نماز میں اور دوسرے مردوں اور محرم و نامحرم عورتوں سے سوائے بیوی کے چھپانا ضروری ہے، وہ ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ ہے، البتہ ناف کا پردہ ضروری نہیں، مگر گھٹنے کا پردہ کرنا بعض حضرات کے نزدیک ضروری ہے، اور بعض حضرات گھٹنے کے پردہ کو ضروری قرار نہیں دیتے، بلکہ اس کے اوپر

کے حصہ کے پردہ کو ضروری قرار دیتے ہیں، لہٰذا مَردوں کا لباس ایسا ہونا چاہئے، جس میں ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک کے درمیان کے ستر کا یہ حصہ پوری طرح چھپ جائے۔

عورتوں کو نماز میں چہرہ، کلائیوں اور ٹخنے تک پاؤں کو چھپانا ضروری نہیں، اور باقی اعضاء کو چھپانا ضروری ہے۔

پھر اگر کپڑا اتنا باریک ہے کہ اس میں سے اندر کی جلد کا رنگ نمایاں ہوتا ہے، تو ایسا لباس بھی پہننا جائز نہیں، اور اس طرح کے لباس میں نماز بھی نہیں ہوتی، جبکہ وہ اعضاء نمایاں ہوں، جن کو نماز میں چھپانا ضروری ہے، اور اگر کپڑا تو موٹا ہو، لیکن چست ہو کہ جسم سے لگا ہوا ہو، تو نماز تو کراہت کے ساتھ اداء ہو جاتی ہے، لیکن اس کا گناہ ہوتا ہے، اور اس طرح پہنے ہوئے چست لباس کے ستر والے حصہ کا دوسرے کو دیکھنا بھی جائز نہیں ہوتا۔

(7)...... خواتین کو نامحرم لوگوں سے حتی الامکان پورے جسم کا پردہ کرنے میں احتیاط اور فتنوں سے سلامتی و حفاظت ہے، خواہ پردہ برقعہ سے کیا جائے یا بڑی چادر وغیرہ سے، البتہ اگر عورت اپنی کسی معقول مجبوری اور ضرورت کی وجہ سے، چہرہ، کلائیوں اور ٹخنے تک پاؤں کو کھول لے گی تو وہ عورت گناہ گار نہیں ہوگی، اور باقی جسم کے اعضاء کو بہر حال نامحرموں سے چھپا کر ہی رکھنا چاہئے (جیسا کہ نماز میں بھی ان باقی اعضاء کو چھپا کر رکھنا ضروری ہے) ایسی صورت میں اس عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنے والے لوگ ہی گناہ گار شمار ہوں گے۔

(8)...... جو لوگ اسلامی اعتبار سے محرم شمار ہوتے ہیں، جیسا کہ والد، بیٹا، بھائی، تایا، چچا، ماموں، دادا، وغیرہ، ان کے سامنے عورت کو سر، چہرہ اور گردن، سینہ اور پاؤں پنڈلی تک اور بازو کھولنے کی اجازت ہے، اس کے علاوہ باقی اعضاء کا پردہ کرنے کا حکم ہے۔

اور اسی طرح عورت کے لئے دوسری عورت کو، خواہ وہ عورت رشتہ دار ہو یا اجنبی، اتنے حصہ کو ہی دیکھنے کی گنجائش ہے، جس کا ذکر گزرا۔

البتہ اگر کوئی عورت غیر مسلم ہو، تو بہت سے فقہاء کے نزدیک اس غیر مسلم عورت سے دوسری

مسلمان عورت کو نامحرم مرد کی طرح پردہ کا حکم ہے۔

جہاں تک عورت کے لئے اس کے محرم رشتہ دار مرد کو دیکھنے کا تعلق ہے، تو عورت کے لئے اس کے محرم مرد کو ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں تک کے علاوہ باقی جسم کو دیکھنے کی گنجائش ہے۔

اور جو مرد وعورت آپس میں میاں بیوی ہوں ان کو اپنے جسم کے کسی حصہ کا ایک دوسرے سے پردہ کرنا ضروری نہیں۔

مرد وعورت کو ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے اپنے ستر والے حصہ کو جب کوئی دیکھنے والا نہ ہو، تنہائی میں بھی پردہ کر کے رکھنا چاہئے، البتہ ضرورت کے وقت مثلاً غسل کرتے ہوئے، یا لباس تبدیل کرتے ہوئے یا قضائے حاجت کے وقت یا اسی طرح کی کسی اور جائز ضرورت کے وقت بقدرِ ضرورت کھولنے میں حرج نہیں۔

(9)...... لباس ایسا پہننا چاہئے جو شرم وحیاء، غیرت وشرافت اور جسم کی ستر پوشی کی حفاظت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ غیر مسلم اور بددین لوگوں کی وضع قطع کا نہ ہو۔

جو لباس غیر مسلموں اور بددین لوگوں کی مشابہت رکھتا ہو، خواہ وضع قطع کے اعتبار سے یا رنگ وروپ کے اعتبار سے، اس سے مسلمان مرد اور عورت کو بچنے کا حکم ہے۔

(10)...... مَردوں کو عورتوں جیسا لباس پہننے اور عورتوں کو مَردوں جیسا لباس پہننے سے پرہیز کرنے کا حکم ہے، کیونکہ مرد وعورت کو ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے کی اسلام میں سخت ممانعت ہے۔

(11)...... شلوار قمیص جو پاکستان کا قومی لباس ہے، یہ اپنی تمام تر خوبیوں کی وجہ سے عمدہ لباس ہے، جو ڈھیلا ہونے کی وجہ سے جسم کے لئے باعثِ راحت بھی ہے اور مکمل ہونے کی وجہ سے پورے جسم اور ستر کی حفاظت کا ذریعہ بھی ہے، اور حیاء وغیرت کا عکاس بھی ہے، بشرطیکہ فضول خرچی اور حد سے تجاوز نہ ہو۔

(12)...... پائجامہ اور شلوار کے علاوہ لنگی کا پہننا بھی شرعی اعتبار سے جائز ہے، مگر ستر کی

حفاظت بہر حال ضروری ہے۔

(13)...... گول پلے کا کرتہ اور کف والی قمیص کا مرد کو پہننا گناہ نہیں اور اسی طرح قمیص میں کالر لگوا لینا بھی گناہ نہیں، تاہم پھر بھی ان چیزوں سے بچنے میں زیادہ احتیاط ہے۔

(14)...... مرد حضرات کو کلیوں والا کرتہ پہننا نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ اس دور میں ہندوستان و پاکستان وغیرہ جیسے ممالک میں نیک لوگوں کا لباس ہونے کی وجہ سے افضل ہے۔

(15)...... مَردوں کو بغیر عذر و مجبوری کے شلوار، دھوتی، پتلون، پائجامہ وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے گریز کرنا چاہئے، خاص طور پر جبکہ تکبر کی وجہ سے ایسا کیا جائے، اس وقت اس کی سخت ممانعت ہے، اور خواتین کو ٹخنوں سے نیچا لباس پہننا بہر حال جائز ہے۔

(16)...... اسلام میں مَردوں کو عام حالات میں خالص ریشمی لباس پہننا جائز نہیں، البتہ اگر وہ لباس خالص ریشمی نہ ہو، بلکہ مشینی دھاگہ سے تیار شدہ ہو، جیسا کہ آج کل اسی طرح کا ریشمی لباس عام طور پر بازاروں میں دستیاب ہوتا ہے (مثلاً بوسکی اور سلک نام کا کپڑا) اور عرف میں اس کو ریشم کا لباس کہا جاتا ہے، اس کے پہننے کی گنجائش ہے، البتہ اگر دیکھنے والوں کو ریشم کا لباس ہونے کا شبہ ہو، تو بچنا بہتر ہے، اور خواتین کو اس طرح کا بلکہ خالص ریشمی لباس پہننے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

(17)...... بغیر مجبوری اور عذر کے پینٹ شرٹ کا لباس پہننے سے بچنا چاہئے، کیونکہ یہ بنیادی طور پر اسلامی لباس نہیں، اور اس لباس میں چست اور جسم کے ساتھ جڑا ہوا ہونے کی خرابی بھی پائی جاتی ہے، جس کی وجہ سے اس کو اسلامی لباس قرار دیا جانا ممکن نہیں اور عورت کے حق میں یہ لباس مرد کے مقابلہ میں زیادہ برا ہے، نیز یہ لباس تنگ ہونے کی وجہ سے جسم کے لئے راحت کا بھی باعث نہیں ہوتا، بلکہ طبی اعتبار سے نقصان دہ ہوتا ہے۔

البتہ اگر کسی ضرورت و مجبوری کی وجہ سے پینٹ شرٹ پہننی پڑ جائے، تو حتی الامکان ڈھیلی پہننی چاہئے تاکہ کم از کم ستر والے حصہ کا حجم اور بناوٹ ظاہر نہ ہو۔

(18)...... تنگ اور چست لباس کے شرعی اعتبار سے ناپسندیدہ ہونے کے علاوہ اس طرح کا لباس پہننے سے جسم کو راحت بھی نہیں ملتی، تنگ اور چست لباس سے خون کے طبعی فعل میں حرج واقع ہوتا ہے، اور مختلف قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، چنانچہ سینہ پر چست لباس ہونے سے سانس لینے اور خون کے دوران کے عمل میں حرج واقع ہوتا ہے، گریبان یا گلے کا حصہ تنگ ہونے سے گردن کی رَگوں پر دباؤ بڑھتا ہے، اور دماغ میں خون جمع ہو کر سر کی گرانی اور سر کے درد کی شکایت ہوتی ہے، اور سکتہ کے مرض کا خطرہ ہوتا ہے، گٹوں پر کف وغیرہ تنگ ہونے سے انگلیوں کی رَگوں پر دباؤ پڑتا ہے، جس سے ہاتھ اور انگلیوں میں کمزوری واقع ہوتی ہے۔

اس لئے لباس کا کوئی حصہ تنگ نہیں ہونا چاہئے، نہ تو سینے کا حصہ، اور نہ ہی پیٹ اور سرین کا حصہ اور نہ ہی ہاتھوں اور پاؤں اور گلے کا حصہ، ان سب مقامات پر لباس کھلا اور ڈھیلا ہونا ہی صحت کے لئے مفید اور شرعاً پسندیدہ ہے، اور تنگ ہونا مضر ہے اور شرعاً بھی ناپسندیدہ ہے۔

لباس کے رنگ سے متعلق آداب

(19)...... عام حالات میں صاف ستھرا اور سفید لباس پہننے کی کوشش کیجئے۔

سفید لباس کا عورت کو پہننا بھی جائز ہے۔

اور مرد وعورت کو کسی بھی رنگ کا لباس پہننا منع نہیں، جب تک اس میں کوئی خرابی، مثلاً مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی یا کسی غیر مسلم قوم کی یا بددین لوگوں کی مشابہت وغیرہ نہ پائی جارہی ہو، البتہ مَردوں کو بالکل خالص سرخ لباس پہننا بعض فقہائے کرام کے نزدیک منع ہے۔

(20)...... مرد یا عورت کو سیاہ لباس پہننا جائز اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، مگر سیاہ لباس کو غم کا اظہار کرنے کے لئے بطورِ خاص محرم کے مہینہ میں سوگ کے طور پر پہننے سے

پرہیز کرنا چاہئے۔

البتہ بعض اطباء نے گرمیوں کے موسم میں سیاہ اور تیز رنگ کا لباس پہننا صحت کے لئے مفید نہیں سمجھا۔

(21)...... مرد حضرات کو ایسا دھاری دار یا پھول دار لباس پہننا جائز ہے، جس میں خواتین یا غیر مسلموں اور بد دینوں کے ساتھ تشبہ ومشابہت لازم نہ آ رہی ہو۔

لباس پہننے سے متعلق آداب

(22)...... لباس پہنتے وقت دائیں جانب سے آغاز کرنا بہتر اور سنت کے لائق ہے، مثلاً قمیص کرتا وغیرہ پہنیں تو پہلے داہنی آستین پہنیں، اور پھر بائیں آستین پہنیں، اسی طرح پاجامہ وغیرہ پہنیں تو پہلے دائیں پیر میں ڈالیں پھر اس کے بعد بائیں پیر میں ڈالیں۔

اور اتارتے وقت اس کے برعکس پہلے بائیں طرف سے اتارنا اور پھر دائیں طرف سے اتارنا بہتر ہے، اور پاؤں میں جوتا پہنتے اور اتارتے وقت بھی یہی ترتیب اختیار کرنا بہتر ہے۔

اور اگر کوئی اس ترتیب کے خلاف کرے تو گناہ نہیں، البتہ اس کو سنت کا ثواب نہیں ہوگا۔

(23)...... لباس پہننے سے پہلے اس کو جھاڑ لینا مناسب ہے، تاکہ اس میں کوئی موذی چیز یا گرد وغبار وغیرہ ہو تو وہ نکل جائے۔

جوتوں سے متعلق آداب

(24)...... جوتے بھی ایک طرح سے لباس کا حصہ ہیں، اس لئے عام حالات میں پاؤں میں جوتے بھی استعمال کرنا چاہییں، جوتوں کے بغیر چلنے پھرنے سے بعض اوقات ناپاکی یا گندگی اور میل کچیل پاؤں کو لگ جاتا ہے، اور بعض اوقات کوئی کانٹا یا کانچ وغیرہ لگ جاتا ہے، یا کوئی زہریلا جانور کاٹ لیتا ہے، جو تکلیف اور بیماریوں کا سبب بن جاتا ہے۔

(25)...... جس طرح تنگ اور چست لباس پہننے سے جسم کو آرام نہیں ملتا، اسی طرح تنگ

جرابوں، موزوں اور جوتوں کا بھی معاملہ ہے کہ ان سے پاؤں کو آرام نہیں ملتا، دباؤ پڑنے سے انگلیاں ٹیڑھی ہوجاتی ہیں، اور وہ جلد پھٹ بھی جاتا ہے، نیز پاؤں زخمی ہوجاتا ہے، اور چال بھی بگڑ جاتی ہے، اور پاؤں کی طرف خون کے دوران میں بھی خلل واقع ہوتا ہے، جس سے دماغ میں خون کی زیاتی ہوکر درد کی شکایت کا اندیشہ ہوتا ہے۔

(26)...... جوتے کا تلوہ نرم ہونا چاہئے، زیادہ اونچی ایڑی کا جوتا، ایڑی میں درد کا سبب بن جاتا ہے، اور انسان کے فطری توازن میں بھی بگاڑ کا سبب بنتا ہے۔

جوتا ایسا پہننا مناسب ہے، جس سے پاؤں گرم اور خشک رہیں، گیلا جوتا یا گیلے موزے پہننا صحت کے لئے مضر ہے۔

(27)...... جوتے کی طرح ہاتھ میں گھڑی بھی تنگ کر کے نہیں باندھنی چاہئے، اس سے خون کے دوران میں کمی آنے سے انگلیاں کمزور ہوجاتی ہیں۔

(28)...... بغیر عذر کے مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے مشابہ مستقل جوتا پہننے سے بھی بچنا چاہئے، البتہ کسی ضرورت ومجبوری میں وقتی طور پر پہننے میں حرج نہیں، مثلاً بیت الخلاء کے باہر موجود مخصوص جوتی کا مرد وعورت دونوں کو پہننا جائز ہے۔

(29)...... اگر ممکن ہو تو جوتوں کو پاک اور صاف رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور اگر گندے ہوجائیں تو ان کو صاف کرنا چاہئے، اور جن جوتوں پر پالش ہوجاتی ہو، ان پر پالش کر لینا یا کرالینا بھی صاف کرنے کا ایک طریقہ ہے، اور دھونے میں کوئی خرابی لازم نہ آتی ہو، تو گندا ہونے پر دھولینا بھی مناسب ہے۔

یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ جوتے چلتے پھرتے ہوئے عام طور پر گندی جگہ استعمال ہوتے ہیں، اور ان میں ہر طرح کے جراثیم لگتے ہیں، اور جوتوں کے پیروں کے ساتھ لگنے سے مختلف جراثیم جسم پر لگنے اور اس کے سبب سے بیماری پیدا ہونے کے زیادہ خطرات ہوتے ہیں، اس لئے جوتوں کی صفائی کا اہتمام کرنے سے غفلت اختیار نہیں کرنی چاہئے۔

(30)...... اگر باہر عام راستوں اور گزرگاہوں پر پہننے والے جوتوں سے گھر کے اندرونی حصہ اور رہائش گاہ کو محفوظ رکھیں، تو زیادہ بہتر ہے، جس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ باہر سے پہن کر آنے والے جوتے گھر میں داخل ہوتے ہی اتار دیا کریں، اور گھر اور رہائش گاہ کے اندرونی حصہ میں صاف ستھرے جوتے استعمال کئے جائیں۔

لباس کے متفرق (Miscellaneous) آداب

(31)...... میلے کچیلے اور پسینے سے آلودہ کپڑے پہنے رکھنا شرعی تہذیب کے خلاف ہے، اور طبی اعتبار سے تندرستی کے لئے بھی مضر ہے۔

خاص طور پر میلا کچیلا اور بدبودار لباس پہن کر نماز پڑھنا اور مسجد وغیرہ میں آکر دوسروں کی تکلیف کا سبب بننا، اسلامی طریقہ نہیں، بلکہ اسلام میں اس کو سخت ناپسند کیا گیا ہے، اگر کپڑے تبدیل نہ کئے جاسکیں تو کم ازکم عطر اور خوشبو استعمال کر کے ہی بدبو کو دبالینا چاہئے، مگر آج کل بہت سے دینداروں اور نمازیوں کو اس طرف توجہ نہیں، اور وہ میلی کچیلی اور پسینہ وغیرہ کی بدبو کی حالت میں ہی مسجد میں آجاتے ہیں اور دوسروں کی تکلیف کا سبب بنتے ہیں جس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے، اور یہ مسجد ونماز کے آداب کے بھی خلاف ہے، جس کی اصلاح کرنی چاہئے۔

(32)...... کپڑے پسینہ یا بارش سے بھیگے ہوئے ہوں تو ان کو زیادہ دیر تک جسم پر پہنے ہوئے رکھنا صحت کے لئے مضر ہو جاتا ہے، خاص طور پر میلے یا گیلے کپڑے پہن کر، سرد ہوا میں بیٹھنے سے بخار، دست اور جوڑوں کے درد کا خدشہ ہوتا ہے، گیلے سیلے کپڑوں کے پہنے رہنے سے جوڑوں کا درد، بخار اور نزلہ وزکام وغیرہ جیسی بیماریوں کی شکایت کا خطرہ ہوتا ہے۔

جو خواتین کپڑے یا برتن وغیرہ دھونے کے بعد دیر تک بھیگے ہوئے کپڑے پہنے رکھتی ہیں، وہ اکثر بیمار پڑ جاتی ہیں، اور بعض اوقات یہ بیماری عمر کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد ظاہر ہوتی ہے،

اور جوڑوں کے درد سے پھر بآسانی نجات حاصل کرنا مشکل ہوجاتا ہے، اس کی طرف پہلے سے ہی توجہ کرنی چاہیے، تاکہ بعد کی مشکلات سے محفوظ رہا جاسکے۔

اسی طرح نہانے یا سر دھونے کے بعد سر کو اچھی طرح خشک کرلینا چاہیے، اگر نہانے کے بعد دیر تک سر، پانی سے گیلا رہے تو اس سے بیماری، اور نزلہ وغیرہ کا اندیشہ ہوتا ہے، خاص کر سردی کے موسم میں اس کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔

(33)...... جب موزے پہن رکھے ہوں، تو ان کو گیلا ہونے سے بچانا چاہیے، سردی سے بچنے کے لئے موزے پہن کر ان کو گیلا رکھنا فائدہ کے بجائے نقصان دہ ہے۔

(34)...... خاص طور پر سردیوں کے موسم میں گدّہ یا دوسری موٹی چیز بچھائے بغیر فرش پر بیٹھنے لیٹنے سے پرہیز کرنا چاہیے، ورنہ زمین کی ٹھنڈک جسم میں پہنچ کر بیماری اور ٹھنڈ لگنے کا باعث بن جاتی ہے۔

(35)......لباس اپنی حیثیت اور وسعت کے مطابق پہننا چاہیے۔

اپنی حیثیت سے نیچے گر کر اس میں بخل کا مظاہرہ کرنا درست نہیں، چنانچہ مالدار شخص کو اتنا گھٹیا لباس نہیں پہننا چاہیے، جس سے دیکھنے والے اس کو غریب و مفلس سمجھیں۔

اسی طرح اپنی مالی حیثیت سے آگے بڑھ کر اس پر پیسہ خرچ کرنا اور اس کے نتیجہ میں اپنے آپ کو پریشانی میں ڈالنا یا دوسرے ضروری حقوق کو فوت کرنا مناسب طریقہ اور عقل مندی کی نشانی نہیں۔

(36)...... جس لباس سے تکبر وغرور کا اظہار ہوتا ہو، اس سے پرہیز کرنا چاہیے، لباس کا انسان کے اخلاق اور اس کے اعمال پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

(37)...... اسلام میں پیوند لگا ہوا لباس پہننا جائز ہے، بشرطیکہ اس سے غلط مقصد نہ ہو، مثلاً دوسروں کے سامنے اپنی غربت یا درویشی ظاہر کرنا، پیشِ نظر نہ ہو۔

(38)......لباس کو استری کرکے پہننا بذاتِ خود گناہ نہیں، بلکہ اس میں نمایاں سلوٹ یا

شکل پڑے ہوں، تو لباس کی بدنمائی کو دور کرنے کے لئے بہتر ہے، لیکن اس میں بہت زیادہ تکلف اور غلو کرنا کہ ذرا بھی اگر سلوٹ یا شکل پڑ جائے تو اس کے پہننے کو روا نہ سمجھنا، خواہ ضرورت ہی کیوں نہ ہو، اس طرح کے غلو اور تکلف کو شریعت میں پسند نہیں کیا گیا۔

(39)...... جب نیا لباس تیار کرائیں اور پرانے لباس کو پہننے کی ضرورت نہ رہے تو اس کو دوسرے ضرورت مندوں کو دے دینا چاہئے، یا پھر گھر کی دوسری ضروریات میں استعمال کر لینا چاہئے، اس کو ویسے ہی پھینک دینا اور ضائع کر دینا نعمت کی ناقدری ہے۔

(40)...... موسم کے مطابق لباس پہننا صحت کی حفاظت کے لئے مفید اور بیماریوں سے بچنے کے لئے بہت ضروری ہے، موسم کی مطابقت سے لباس نہ پہننے والے لوگوں کے مختلف بیماریوں کا شکار ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، سردی کے موسم میں اگر گرم لباس نہ پہنا جائے تو کھانسی، نمونیا، گنٹھیا، نزلہ، زکام وغیرہ کی شکایت پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، اور گرمی کے موسم میں مناسب لباس نہ پہننے سے لُو لگنے کا خطرہ ہوتا ہے اور سر پر لو لگنے کا زیادہ خطرہ اور اثر ہوتا ہے، جس کے لئے ٹوپی، رومال، پگڑی وغیرہ کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

(باب نمبر 9)

زیب وزینت اور بالوں وناخنوں کے آداب

زیب وزینت سے متعلق آداب ملاحظہ فرمایئے۔

زیب وزینت کے اصولی آداب

(1)...... صفائی ستھرائی تو اپنی جگہ جائز بلکہ ایک حد تک ضروری ہے، جہاں تک زیب وزینت کا تعلق ہے، تو یہ بھی حدود میں رہتے ہوئے جائز ہے، اس کے جائز ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ شرعی حدود میں رہ کر اعتدال کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسے انداز میں ہو کہ اس کے نتیجے میں کسی شریعت کے حکم کی خلاف ورزی لازم نہ آئے۔

ہر وقت بن ٹھن کر رہنے کا اہتمام کرنا اور بناؤ سنگھار کو ایک مستقل مشغلہ بنالینا اور طرح طرح کے طریقے اس کے لئے سوچنا اور ذہن کو ہر وقت اس میں الجھا کر رکھنا اور اس کی خاطر طہارت ونماز اور دوسرے شرعی تقاضوں کو متأثر کرنا ٹھیک نہیں۔

اس کے علاوہ زیب وزینت سے مقصود اللہ کی رضا، اور اللہ کی نعمتوں کا اظہار ہونا چاہئے، دوسروں پر فخر کرنے اور اپنی بڑائی جتلانے اور برتری ظاہر کرنے کے لئے یا دوسروں کے سامنے اپنے آپ کو مالدار ظاہر کرنے کی غرض سے زیب وزینت اختیار نہیں کرنی چاہئے۔

نیز زیب وزینت میں کافروں بددینوں اور متکبروں کی مشابہت بھی اختیار نہیں کرنی چاہئے، اور اُن کے طرز کی زیب وزینت سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اور مرد کو ایسی زیب وزینت کرنے سے بچنا چاہئے جس میں عورتوں کی مشابہت ہو اور عورتوں کو بھی ایسی زیب وزینت اختیار کرنے سے بچنا چاہئے، جس میں مَردوں کی مشابہت ہو۔

اور اسی طرح جسم یا لباس پر زیب وزینت کے لئے کسی حرام وناپاک چیز کو استعمال کرنے سے بھی بچنا چاہئے۔

اور شادی شدہ خواتین کو اپنے جسم یا لباس کی زیب وزینت میں اس بات کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ زیب وزینت سے اصل مقصود اللہ کی رضا اور شوہر کو خوش کرنا ہو۔

خواتین کا زیب وزینت اختیار کرنا عورتوں کے لئے اور محرم مرد حضرات کے لئے اور اسی طرح شوہر کے لئے تو جائز ہے اور اجنبی مردوں کے لئے ناجائز ہے، مگر بہت سی خواتین کا معاملہ اس سلسلہ میں برعکس ہے۔

(2)...... مرد اور عورت کو مزین اور خوبصورت لباس پہننا جائز ہے، بطور خاص جمعہ اور عید کے دن، اور کہیں آتے جاتے وقت، جبکہ فخر وتفاخر اور ریا کاری کے طور پر نہ ہو، اور عورت کی طرف سے نامحرم لوگوں کو دکھانا مقصود نہ ہو۔

(3)...... کپڑوں کو دھونے کے بعد پہننے اور استعمال کرنے سے پہلے استری کرنا فی نفسہٖ جائز ہے، کیونکہ یہ بھی لباس کی تزئین میں داخل ہے، اور لباس کی تزئین جائز ہے، بشرطیکہ ریا کاری، فخر وتفاخر اور تکلف وغلو سے کام نہ لیا جائے، جیسا کہ بعض لوگ اس میں بہت زیادہ تکلف اور غلو کرتے ہیں، اور لباس میں ذرا بھی سلوٹ یا شکَن ہو، تو اس کو استعمال کرنا بڑا عیب سمجھتے ہیں، اس طرح کے تکلف اور غلو کو شریعت میں پسند نہیں کیا گیا۔

البتہ کپڑوں پر استری کرنے سے بجلی اور وقت دونوں چیزیں کافی مقدار میں خرچ ہوتی ہیں، جس سے بچنے کے لئے اگر کپڑوں کو دھونے کے بعد مناسب طور پر سکھایا جائے، تا کہ ان میں سلوٹ اور شکَن نہ پڑیں، اور پھر احتیاط سے لٹکا کر یا دوسرے طریقہ پر محفوظ رکھا جائے، تو عموماً استری کی ضرورت پیش نہیں آتی، اور اگر استری کی ضرورت پیش آتی بھی ہے، تو بہت ہلکی پھلکی استری سے ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔

آج کل کپڑے دھونے کے بعد ان کو اس طرح سے باندھ کر رکھا جاتا ہے کہ ان میں گہرے

شکل یا سلوٹ پڑ جاتے ہیں، اور پھر ان پر بہت اہتمام سے استری کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، جس میں وقت بھی بہت لگتا ہے، اور بجلی کا بل بھی بھاری بھر کم ادا کرنا پڑتا ہے۔

(4)...... شوہر کو اپنی بیوی کے لئے اور بیوی کو اپنے شوہر کے لئے صفائی ستھرائی اور جائز زیب و زینت اختیار کرنا مستحب ہے، اس لئے میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لئے صاف ستھرا رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے، اور میل کچیل سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے، خاص طور پر جنسی میل جول کے وقت صفائی ستھرائی کا اہتمام زیادہ کرنا چاہیئے۔

(5)...... عورت کو عدت کی حالت میں زیب و زینت اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔

(6)...... مرد اور عورت کو عطر و خوشبو لگانا جائز بلکہ سنت ہے، البتہ عورت کو گھر سے باہر اور اجنبی لوگوں کے سامنے تیز عطر و خوشبو کا استعمال منع ہے۔

خوشبو سے نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو اور دوسرے کو راحت پہنچتی ہے، بلکہ اسی کے ساتھ کئی گندے جراثیم سے بھی اس کے ذریعہ کافی حد تک حفاظت ہوتی ہے، اور کئی قسم کے جراثیم اس کے ذریعہ ہلاک بھی ہو جاتے ہیں، جو گندگی اور بدبو میں پلتے اور بڑھتے ہیں۔

بالوں (Hairs) سے متعلق آداب

(7)...... شرعی اعتبار سے سر اور داڑھی کے بالوں کی صفائی اور ان میں تیل و کنگھی کرنا بہتر ہے، اور ان کو صفائی کے بغیر ویسے ہی چھوڑ دینا، جس کی وجہ سے ان میں جوئیں پڑ جائیں اور میلے کچیلے ہو جائیں اور پراگندہ ہو کر آپس میں چپک جائیں، یہ طریقہ غلط ہے۔

نہاتے وقت سر کے بالوں کو اچھی طرح صاف کیا جائے، اگر پانی سے بال اچھی طرح صاف نہ ہوں، تو صابن سے دھویا جائے۔

بالوں کو صاف نہ رکھا جائے، تو یہ گرنے لگتے ہیں، اور سر میں درد ہونے لگتا ہے، بالوں کی صفائی کے لئے جس طرح ان کو وقتاً فوقتاً دھوتے رہنے اور تیل لگانے اور کنگھا وغیرہ کرنے کی

ضرورت ہے۔

اسی طرح کنگھا بھی صاف ستھرا ہونا ضروری ہے، آج کل اکثر لوگ اس میں کوتاہی کرتے ہیں، اور مدتوں تک ایک ہی کنگھا استعمال کرتے رہتے ہیں، جس میں میل کچیل جمع ہوتا رہتا ہے، اور وہ الجھے ہوئے بالوں میں کرنے سے دوبارہ لگ جاتا ہے، خاص طور پر جب نہانے دھونے کے بعد اس طرح کا کنگھا استعمال کیا جاتا ہے، تو کنگھے کے ذریعہ سے دوبارہ میل کچیل بالوں پر لگ جاتا ہے، اور اگر ایک ہی کنگھے کو مختلف افراد استعمال کریں، تو اور بھی طرح طرح کا میل کچیل جمع ہونے سے بیماریوں کے خطرات بڑھ جاتے ہیں، اس لئے کنگھوں اور کنگھیوں کو صاف رکھنا چاہیئے، خواہ اس طرح کہ ان کو وقتاً فوقتاً گرم پانی وغیرہ سے دھویا جاتا رہے، یا کسی دوسرے طریقہ سے میل کچیل صاف کیا جاتا رہے، یا پھر نیا کنگھا استعمال کرلیا کریں، اور پہلے کنگھے کو چھوڑ دیا کریں، عام طور پر کنگھے آج کل بہت کم قیمت پر دستیاب ہوجاتے ہیں، لیکن غفلت کی بناء پر اس طرح کی کوتاہی ہوتی ہے۔

اگر ایک وقت میں ایک سے زیادہ اور گھر کے سب افراد کے لئے مسواک اور ٹوتھ پیسٹ کی طرح الگ الگ کنگھے بھی استعمال کے لئے رکھ لئے جائیں، تو زیادہ بہتر ہے۔

(8)...... مرد حضرات کو پورے سر پر بال رکھنا سنت ہے اور ان کو پوری طرح منڈانے کی بھی گنجائش ہے، اگرچہ بعض حضرات نے بلاضرورت سر کے بال منڈانے کو پسند نہیں کیا۔

(9)...... مرد حضرات کو سر کے بال مونڈتے وقت استرے وغیرہ سے مونڈنا افضل ہے اور کسی کریم، پاؤڈر وغیرہ سے صاف کرنے کی بھی گنجائش ہے۔

(10)...... اگر مرد کے سر کے بال بڑے ہوجائیں تو انہیں قینچی یا مشین سے تراش کر چھوٹے کرانا جائز ہے۔

(11)...... بغیر عذر کے سر کے بعض حصہ پر بال رکھنا، اور بعض حصہ کے بال منڈا دینا درست نہیں، جیسا کہ بعض لوگ فیشن کے طور پر ایسا کرتے ہیں، اور مختلف قسم کے ڈیزائن بنوا

کر جگہ جگہ سے منڈوا دیتے ہیں، البتہ کسی بیماری یا علاج (مثلاً زخم ہو جانے یا حجامہ کرانے) کے سبب سے سر کے کسی حصہ کے بال مونڈنے کی ضرورت پیش آئے تو حرج نہیں۔

(12)...... سر کے بال چھوٹے کرا کر درمیان میں چٹیا چھوڑ دینا منع ہے، اور کسی بزرگ وغیرہ کے نام پر چٹیا یا بال چھوڑنا سخت گناہ ہے۔

(13)...... خواتین کو سر کے بال منڈانا جائز نہیں، البتہ اگر کسی معقول عذر یا بیماری کی وجہ سے کبھی کسی خاتون کے سر کے بالوں کو منڈانا پڑ جائے، تو وہ الگ مسئلہ ہے۔

(14)...... حج وعمرہ کے احرام سے نکلتے وقت عورتوں کو انگلی کے پوروے کے برابر یا اس کے لگ بھگ بال کاٹنا جائز ہے، اور حج وعمرہ کے احرام سے نکلنے کے علاوہ کسی اور موقع پر بغیر کسی عذر کے عورت کو بال نہیں کٹوانا چاہئے، البتہ اگر بالوں کے کناروں اور سِروں کو کاٹا جائے، تاکہ وہ کسی قدر برابر ہو جائیں، یا اُلجھنے سے بچ جائیں، یا ان کی اچھے طریقہ پر نشو ونما ہو، تو بالوں کے سِروں کو کاٹنے میں حرج نہیں، اور بعض حضرات نے عورتوں کو عام حالات میں اس قدر بال کاٹنے کی گنجائش دی ہے کہ وہ کاندھوں سے نیچے نیچے رہیں، اور مرد حضرات کی مشابہت لازم نہ آئے، جبکہ بعض نے اس کو بھی ناجائز قرار دیا ہے، اگر کوئی عورت پہلے قول پر عمل کرتے ہوئے اپنے سر کے بال کاٹے، لیکن وہ کاندھوں سے نیچے نیچے ہوں، اور مرد کی مشابہت لازم نہ آئے، اور نہ ہی اجنبی لوگوں کو دکھانے کے لئے ایسا کرے، بلکہ بطورِ خاص اپنے شوہر کے لئے ایسا کرے، تو وہ قابلِ ملامت نہیں ہوگی۔

(15)...... حج وعمرہ کے احرام کی حالت میں جب تک احرام سے نکلنے کا وقت نہیں آیا، جسم کے کسی بھی حصے کے بال کاٹنا جائز نہیں۔

(16)...... بچی کے سر کے بال بچپن کی عمر میں مونڈنا جائز ہے، بڑے ہونے کے بعد جب بالغ ہو جانے کے قریب ہو جائے یا بالغ ہو جائے، اس وقت جائز نہیں۔

(17)...... مرد حضرات کو سر کے بال کاندھوں تک لمبے کرنا جائز ہے، اور اتنے لمبے رکھنا منع

ہے کہ عورتوں کے ساتھ مشابہت ہو جائے۔

(18)...... مرد حضرات کو خواتین کی طرح اپنے سر کے بال بٹنا اور چٹیا بنانا مکروہ ہے۔

(19)...... سر کی حد ختم ہونے کے بعد گردن پر اُگنے والے بالوں کو بلا عذر مونڈنے سے پرہیز کرنا چاہئے، البتہ اگر کوئی سر منڈانے کے ساتھ ان بالوں کو بھی منڈا دے، تو حرج کی بات نہیں۔

(20)...... مرد و عورت کو سر کے بالوں میں سر کے درمیان میں مانگ نکالنا بہتر ہے، اور بغیر مانگ نکالے سارے بال سیدھے پیچھے کی طرف کر لینا بھی جائز ہے۔

(21)...... سر کے بالوں کے ساتھ انسانی بال ملانا مرد و عورت کسی کے لئے جائز نہیں، البتہ عورت کو شوہر کی اجازت سے اور شوہر کی خاطر غیر انسانی پاک بال ملانے میں حرج نہیں۔

(22)...... خواتین کو ریشم یا کسی اور دھاگے سے سر کے بال باندھنے میں حرج نہیں، اسی طرح بالوں کو روکنے یا ایک جگہ جمع رکھنے کے لئے بالوں میں لوہے یا اسٹیل یا پلاسٹک اور ربڑ وغیرہ کا کلپ یا کوئی اور چیز لگانا جائز ہے۔

اور اگر بالوں کو جمع کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے زینت بھی مقصود ہو تو بھی جائز ہے، مگر یہ شرط ضروری ہے کہ کسی نامحرم کے سامنے بالوں یا بالوں پر لگی ہوئی کسی چیز کا اظہار نہ کیا جائے۔

(23)...... مرد حضرات کو کم از کم ایک مٹھی کی مقدار داڑھی رکھنے کا حکم ہے، اور مرد کو ڈاڑھی کا منڈا دینا منع ہے، اور کٹا کر ایک مٹھی سے کم کرنا بھی منع ہے، اور داڑھی کے بالوں سے مراد منہ کے نیچے والے جبڑے پر اُگنے والے بال ہیں، جن کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ بات کرتے یا کھاتے پیتے وقت نیچے والے جبڑے کا جونسا حصہ حرکت کرتا ہے، اس پر اگنے والے بال داڑھی کے بال کہلاتے ہیں۔

(24)...... مرد حضرات کو منہ کے نیچے والے جبڑے والے حصہ کو چھوڑ کر چہرے اور رخسار پر اُگنے والے اضافی بالوں کو کاٹنا جائز ہے، لیکن بھوؤں اور پلکوں کو کاٹنا یا منڈانا منع ہے۔

(25)...... خواتین کو چہرے پر اُگنے والے بالوں کے روئیں کو صاف کرنا منع ہے، البتہ بہت سے حضرات نے شوہروں والی عورتوں کو شوہر کی خاطر چہرہ کے بالوں کو صاف کرنے کی اجازت دی ہے، اور اگر کسی عورت کے داڑھی یا مونچھ کے بال اُگ آئیں تو ان کو دور کرنا بلاشبہ جائز، بلکہ بہتر ہے۔

(26)...... مرد کو ریش بچہ (یعنی جو بال ٹھوڑی کے اوپر ہونٹ کے نیچے چھوٹی سی داڑھی کی شکل میں اُگتے ہیں) کو کاٹنا منع ہے، کیونکہ یہ داڑھی کے تابع ہیں۔

(27)...... مرد حضرات کو وقتاً فوقتاً مونچھوں کو بھی کاٹتے رہنا چاہئے؛ مونچھوں کا مقام چہرے پر ایسی جگہ ہے کہ اُس کے اوپر ناک واقع ہے، اور نیچے منہ؛ ناک سے آنے والی رطوبت اور سانس سے اور منہ کے ذریعے کھانے پینے والی چیزوں سے مونچھوں کے بال ملوّث ہونے کا امکان ہوتا ہے، اس لئے مونچھوں کا لمبا ہونا فائدہ مند نہیں، شریعت نے بھی لمبی لمبی مونچھوں کو پسند نہیں کیا۔

مرد حضرات کو مونچھیں ہر ہفتہ کاٹنا افضل ہے، البتہ غازیوں کو جہاد کے موقع پر دشمنانِ اسلام پر رعب ڈالنے کے لئے مونچھیں بڑھانے کی اجازت ہے۔

(28)...... مرد حضرات کو مونچھیں اہتمام کے ساتھ تراشنا بہتر ہے، اور استرے وغیرہ سے مونڈنا بعض حضرات کے نزدیک جائز بلکہ افضل ہے، اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے، اس لیے اگر کوئی منڈائے، تو گناہ بھی نہیں۔

(29)...... مونچھیں کٹا کر ان کے دائیں بائیں ڈاڑھی کے ساتھ متصل کنارہ کے بالوں کو چھوڑ دینے کی گنجائش ہے۔

(30)...... ناک کے اندرونی حصہ کے بال کاٹنا اور اکھیڑنا دونوں طرح جائز ہے۔

(31)...... بھنوؤں کے بال اکھاڑنا، مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز اور باعثِ لعنت عمل ہے، اور بھنوؤں کو بالکل مونڈ دینا اور باریک کرنا بھی اکثر فقہائے کرام کے نزدیک

ناجائز ہے، البتہ اگر کسی کے بھنوؤں کے بال اتنے زیادہ اور گھنے ہوں کہ ان کی وجہ سے چہرہ بھیانک اور وحشت ناک محسوس ہو یا اتنے لمبے بال ہوں کہ ان کی وجہ سے آنکھوں سے دیکھنے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو، تو ان کو بقدرِ ضرورت کاٹنا جائز ہے۔

اور دونوں اَبروؤں کے درمیان ناک کے اوپری حصہ پر اگنے والے بالوں کا حکم بھوؤں کی طرح ہے۔

(32)...... پلکوں کے بال کاٹنا بھی جائز نہیں، البتہ اگر پلکوں کے بال اتنے زیادہ اور گھنے ہوں کہ آنکھوں میں پڑتے ہوں یا دیکھنے میں رکاوٹ بنتے ہوں، تو اِن کو بقدرِ ضرورت کاٹنا جائز ہے۔

(33)...... عورت کو اپنے ہاتھ اور پاؤں اور پیٹھ اور پیٹ کے بالوں کو زائل کرنا جائز ہے۔

(34)...... زیرِ بغل اور زیرِ ناف بالوں کو بھی ہفتہ میں ایک مرتبہ کاٹ لینا بہتر ہے، ناف کے نیچے، بڑے اور چھوٹے پیشاب والے مقام کے اردگرد جہاں تک عادتاً لمبے بال اُگتے ہیں، وہ سب زیرِ ناف بالوں میں داخل ہیں۔

جسم کے ان حصوں میں پیشاب پاخانہ کے وقتاً فوقتاً نکلتے رہنے اور منی کے اخراج اور عورت کے حق میں حیض ونفاس کا خون برآمد ہونے کی وجہ سے عام طور پر میل کچیل جمع ہوجاتا ہے، جس کا جمع رہنا مختلف بیماریوں کا سبب بنتا ہے، اس لئے بغل اور ناف کے نیچے کے بال وقتاً فوقتاً کاٹتے رہنا چاہیئے، اور چالیس دن سے زیادہ کا وقفہ ڈالنے سے حتی الامکان بچنا چاہیئے۔

(35)...... زیرِ ناف بالوں کو مونڈنا، کاٹنا، اکھاڑنا سب جائز ہے۔

(36)...... زیرِ ناف بال مرد حضرات کو کریم، پاؤڈر کے بجائے استرے وغیرہ سے صاف کرنا افضل اور عورت کو اس کے برعکس استرے وغیرہ کے بجائے کریم، پاؤڈر وغیرہ سے صاف کرنا افضل ہے، مگر اس کے برعکس کرنے میں بھی گناہ نہیں کہ مرد کسی کریم وغیرہ سے صاف کرے، اور عورت استرے وغیرہ سے صاف کرے۔

(37)...... جس کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو، اُس کے لیے ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے قربانی ہونے تک جسم کے بال اور ناخن نہ کاٹنا افضل و مستحب ہے۔

(38)...... جس اُسترے یا قینچی اور ناخن تراش وغیرہ سے بال اور ناخن کاٹے جائیں، وہ صاف ستھرا ہونا چاہیے، بعض اوقات گندے آلات کے استعمال سے ''داد'' اور ''گنج'' اور ''ہیپاٹائیٹس'' جیسی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔

اگر دوسرے کے استعمال شدہ آلہ مثلاً قینچی، استرے وغیرہ سے بال کاٹنے کی ضرورت پیش آئے، تو بہتر ہے کہ اس کو صاف کرکے پانی میں ڈال کر آگ کے اوپر خوب اُبال لیا جائے، اس سے کافی حد تک جراثیم مرجاتے ہیں، اور ڈیٹول (Detol) وغیرہ سے صاف کرکے دھولینا بھی کم ازکم درجہ میں مفید ہے۔

(39)...... سر اور داڑھی وغیرہ میں عمر کی زیادتی یعنی بڑھاپے کی وجہ سے ہونے والے سفید بالوں کو اکھاڑنا مکروہ ہے۔

(40)...... مرد اور عورت کو خالص سیاہ خضاب کے علاوہ دوسرے رنگوں کا خضاب لگانا جائز ہے، اور تھوڑا بہت سیاہی مائل جو خالص سیاہ نہ ہو، اس کی بھی گنجائش ہے، لیکن خالص سیاہ خضاب لگانا منع ہے، جبکہ عمر چھپانے کے لئے ہو، اور اگر کسی جوان مرد یا عورت کے بال بیماری وغیرہ سے سفید ہوجائیں، تو اس کو سیاہ خضاب لگانے کی گنجائش ہے۔

(41)...... کسی جوان مرد یا عورت کا اپنے آپ کو عمر رسیدہ یعنی زیادہ عمر والا ظاہر کرنے کے لئے اپنے سیاہ بالوں میں سفید خضاب لگانا منع ہے۔

ناخنوں (Nails) سے متعلق آداب

(42)...... ہفتے میں ایک دن ہاتھوں اور پاؤں کی اُنگلیوں کے ناخُن کاٹ لینے چاہئیں، ہاتھ پاؤں کے ناخن بڑے ہونے سے ان کے نیچے میل کچیل جمع ہوتا رہتا ہے، جو مختلف قسم

کی بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔

اور اگر زیادہ دِنوں تک ناخُن نہ کاٹے جائیں تو ان کے نیچے تہہ بہ تہہ میل جمتی رہتی ہے، اور اس کو بعد میں چھڑانا بھی مشکل ہوجاتا ہے، اور یہ مزید نقصانات کا سبب بنتا ہے، بڑھے ہوئے ناخنوں کے نیچے میل کچیل بھرجاتا ہے، جس میں بیماریوں کے زہریلے جراثیم ہوتے ہیں، اور یہ زہر کھانے پینے کی چیزوں کے ذریعہ جسم میں پہنچ کر بیماریوں کا سبب بنتا ہے، بعض اوقات میلے کچیلے ناخنوں سے کھجانے پر زخم ہوجاتے ہیں، اور بعض اوقات کھجانے پر یہ زہریلے اثرات خون میں بھی منتقل ہوجاتے ہیں، جو مہلک بیماریوں کا سبب بنتے ہیں، اور ناخن بڑے ہونے کی صورت میں بعض اوقات وضو اور غسل میں بھی رکاوٹ پیدا ہوسکتی ہے، ان وجوہات کی بناء پر لمبے ناخن رکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ ناخن کاٹنے کے لئے جو چیز مثلاً ناخن تراش (Nail Cutter) استعمال کریں وہ زنگ آلود اور جراثیم زدہ نہ ہو، اس کا خاص خیال رکھیں، کیونکہ آج کل اس کی وجہ سے کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہورہی ہیں۔

بہتر ہے کہ ہر ایک اپنے ناخن کاٹنے کی چیز یعنی ناخن تراش وغیرہ الگ رکھے اور اس کو دوسرا استعمال نہ کرے۔

(43)...... ناخنوں پر سرسوں کا تیل لگانا طبی اعتبار سے مفید ہے۔

نیز ناخن کاٹتے وقت اس چیز کی احتیاط رکھی جائے کہ وہ اتنی زیادہ مقدار میں نہ کاٹے جائیں کہ ان کے ساتھ جسم سے چپکی ہوئی کھال الگ ہوجائے، اور زخم پڑجائے، اس زخم کے واسطہ سے میل کچیل وغیرہ کے جراثیم بہت جلدی خون میں پہنچ جاتے ہیں۔

(44)...... ناخنوں کو کھڑے ہوکر کاٹنے اور کنگھا بیٹھ کر کرنے میں گناہ نہیں، البتہ ناخن یا بال کاٹ کر ایسی جگہ پھینک یا ڈال دینا مناسب نہیں کہ جہاں پاؤں یا جسم میں چبھیں، یا لوگوں کے کپڑوں پر لگیں، یا کھانے پینے کی چیزوں میں آجائیں۔

(45)...... دن، رات میں کسی بھی وقت اور کسی بھی دن اور کسی بھی تاریخ میں ناخن کاٹنا جائز ہے، اور رات کو ناخن کاٹنے کو منحوس ومعیوب سمجھنا درست نہیں۔

بعض لوگ رات کو ناخن کاٹنے کو برا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے نیستی اور نحوست آتی ہے۔ جبکہ اس کی کوئی حقیقت نہیں، ویسے ہی توہُّم پرستی میں داخل ہے۔

(46)...... ناخنوں کو دانتوں سے کاٹنا اچھا طریقہ نہیں، اور اس کی وجہ سے ناخنوں پر لگے ہوئے میل کچیل کے منہ میں داخل ہو کر بیماری پیدا ہونے کا بھی خطرہ ہے۔

(47)...... اگر ناخنوں پر دلدار ناخن پالش لگالی جائے، جس کی وجہ سے کھال تک پانی نہ پہنچے، تو اس کے اوپر سے پانی بہا کر وضو اور غسل درست نہیں ہوتا۔

البتہ اگر مہندی وغیرہ کا صرف رنگ موجود ہو، دَل چڑھا ہوا نہ ہو، تو اس رنگ کی وجہ سے وضو اور غسل میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔

زیورات (Jewellery) سے متعلق آداب

(48)...... خواتین کے لئے سونے چاندی کے زیورات استعمال کرنا گناہ نہیں، لیکن اسی کے ساتھ متعلقہ شرعی تقاضوں کو پورا کرنا چاہئے۔

چنانچہ زیورات کی عورتوں کو ایسی طلب نہیں ہونی چاہئے کہ ان کی وجہ سے آخرت سے غفلت ہوجائے، اور یہ بھی نہیں ہونا چاہئے کہ زیورات حاصل کرنے کی خاطر عورتیں اپنے شوہروں کو ناجائز کمائی پر مجبور کریں۔

اس کے علاوہ نامحرم لوگوں کو دکھلانا یا فخر وتفاخر بھی مقصد نہیں ہونا چاہئے، نیز عورتوں کو چاہئے کہ وہ زیورات کی زکاۃ وغیرہ بھی اداء کیا کریں۔

(49)...... خواتین کو سونے چاندی اور اس کے علاوہ کسی دوسری چیز (مثلاً دھات، اسٹیل، سلور اسٹیل، پیتل، تانبا وغیرہ) سے بنا ہوا زیور پہننا جائز ہے۔

(50)......عورتوں اور نابالغ بچیوں کو سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے اور مرد کو اور اسی طرح نابالغ لڑکے کو سونے کی انگوٹھی پہننا یا پہنانا منع ہے، اور چاندی کی انگوٹھی عورت اور نابالغ لڑکی کو پہننا جائز ہے، اور اسی طرح مرد کو بھی چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔

اور چاندی کی انگوٹھی پر اگر سونے کا اس طرح پانی چڑھا لیا جائے کہ اس انگوٹھی کو اگر بھٹی میں پگھلایا جائے تو اس سے سونا برآمد نہ ہو تو اس طرح کی انگوٹھی کا مرد کو پہننا بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے اور بعض کے نزدیک ناجائز ہے، بچنے میں احتیاط ہے۔

اور سونے چاندی کے علاوہ کسی اور چیز کی انگوٹھی پہننا بعض فقہاء کے نزدیک مرد وعورت دونوں کے لئے مکروہ وممنوع ہے، اور بعض حضرات مرد وعورت دونوں کو اس کی گنجائش دیتے ہیں، خاص کر جب کہ کسی ضرورت کی وجہ سے پہنے۔

(51)......سونے چاندی کے علاوہ کسی دوسری چیز اور دھات کے زیورات اور ہیرے جواہرات کا پہننا عورت کے لئے جائز ہے۔

اور مرد کو کسی طرح کا بھی زیور پہننا حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں، جبکہ حنفیہ کے علاوہ بعض دوسرے فقہائے کرام اسراف اور عورتوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ممنوع ومکروہ قرار دیتے ہیں، اور اگر مرد ہلکی پھلکی کوئی ایسی چیز پہنے، جس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت لازم نہ آتی ہو، جیسا کہ گلے میں کوئی ہلکی پھُلکی چین ڈالنا، یا ہاتھ میں انگوٹھی پہننا وغیرہ، اس کی وہ حضرات اجازت دیتے ہیں۔

(52)...... چھوٹی بچیوں کے کانوں میں بالیاں وغیرہ پہننے کے لئے سوراخ کرنا جائز ہے، البتہ لڑکے کے کانوں میں سوراخ کرنا جائز نہیں۔

(53)......خواتین کو بجنے والا زیور پہن کر نامحرموں کے پاس جانا یا ان کو آواز سنانا جائز نہیں، جیسے جھانجھ، چھاگل، گھنگرو والی پازیب وغیرہ، جس کے اندر گھنگرو وغیرہ جیسی بجنے والی چیز ہو، البتہ اگر کوئی زیور نقل وحرکت کی وجہ سے ٹکرا کر بجے، جیسے کام کاج کے دوران

عورتوں کی چوڑیاں آپس میں ٹکرا کر بجتی ہیں، تو ایسے زیور کی ممانعت نہیں۔

زیب وزینت سے متعلق متفرق آداب

(54)...... بالوں اور ناخنوں کا جنابت یعنی غسل واجب ہونے کی حالت میں کاٹنا اور مونڈنا بہتر نہیں، البتہ اگر کوئی ایسا کرے، تو وہ گناہ گار نہیں ہوتا۔

(55)...... جسم کے کٹے ہوئے بالوں اور ناخنوں کو دفن کر دینا افضل و مستحب ہے۔

(56)...... انسانی بدن کے کاٹے ہوئے بال پاک ہیں، خواہ جسم کے کسی بھی حصے کے ہوں، بشرطیکہ ان پر کوئی ناپاکی لگی ہوئی نہ ہو، اگر یہ بال کسی پاک چیز میں گر جائیں تو ان کی وجہ سے وہ چیز ناپاک نہیں ہوگی، اور انسانی بالوں کے جسم و کپڑوں کے ساتھ لگے ہوئے ہونے کی حالت میں نماز بھی درست ہو جاتی ہے۔

(57)...... مرد یا عورت کو جسم گودنا یا گدانا، یعنی جسم کی کھال پر پختہ لکھائی کرنا یا کرانا، جس میں رنگ جلد میں جذب ہو جاتا ہے، سخت گناہ ہے۔

(58)...... عورتوں کو ہاتھ پاؤں اور ناخنوں پر خضاب (اور مہندی) لگانا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں کسی جاندار چیز کی تصاویر نہ ہوں، البتہ بعض حضرات نے صرف شادی شدہ عورتوں کو ہی ہاتھ اور پاؤں میں مہندی لگانے کی اجازت دی ہے، اور مرد حضرات کو ہاتھ اور پاؤں میں مہندی لگانا منع ہے، مگر یہ کہ کوئی اتفاقاً دواء وعلاج کی غرض سے سادہ انداز میں لگائے، تو گنجائش ہے۔

(59)...... جن چیزوں سے زیب وزینت اختیار کرنا جائز ہے، ان کی خرید وفروخت کرنا اور جائز زیب وزینت پر اجرت لینا بھی جائز ہے۔

(60)...... گھروں کو اندر اور باہر سے اور فرش، چھت یا دیوار سے خوبصورت اور مزین کرنا جائز ہے، بشرطیکہ فضول خرچی، دوسروں پر فخر وتفاخر اور دوسرے کسی گناہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

(حصہ دوم)

اجتماعی ومشترکہ کاموں سے متعلق آداب

Collective & Common Issues

Idara Ghufran

(باب نمبر 1)

زبان، قلم اور میڈیا کے آداب

(1)...... افضل اور بہترین مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ سلامت رہیں، اور ان کو تکلیف نہ پہنچے، اور آج کل زبان اور ہاتھ کے ذریعہ سے تکلیف پہنچانے کا دائرہ بڑا وسیع ہے، جس میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا بھی داخل ہے۔

(2)...... زبانی کلام کے علاوہ تحریر اور خط و کتابت بھی انسان کے لئے عظیم نعمت ہے، اس کے ذریعہ سے انسانوں کی بہت سی ضروریات پوری ہوتی ہیں، اور تحریر یا خط و کتابت وغیرہ ایک طرح سے انسان کی زبان کے ترجمان ہیں۔

اور آج کل کے جدید ذرائع ابلاغ دراصل زبان کے ترجمان کی مختلف شکلیں ہیں، جس میں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا سب داخل ہیں۔

اسی وجہ سے جو بات یا جو کلام زبان سے کرنا اچھا اور باعثِ اجر و ثواب ہے، وہ بحیثیتِ کلام تحریر اور میڈیا کے ذریعہ سے بھی اچھا اور باعثِ اجر و ثواب ہے، اور جو زبان سے برا اور گناہ ہے، وہ تحریر و میڈیا کے ذریعہ سے بھی بُرا اور گناہ ہے۔

زبان کے آداب

(3)...... کلام، گفتگو اور بات چیت انسان کے حق میں بہت بڑی نعمت ہے، اس نعمت کو صحیح صحیح اور ٹھیک ٹھیک طریقہ پر استعمال کرنے کی کوشش اور اہتمام کرنا چاہیے۔

(4)...... انسان کے اچھے اور بُرے اخلاق کا زبان کے ساتھ گہرا اور وسیع تعلق ہے، کیونکہ ہر انسان کا زبان کے واسطہ سے دوسرے لوگوں سے زیادہ تعلق اور واسطہ پیش آتا ہے، اور

Iqra Ghufran

زبان کے ذریعہ سے اکثر دوسروں کے ساتھ اچھے اور برے سلوک کا اظہار ہوتا ہے۔
بلکہ دل کے ساتھ بھی زبان کا بڑا اہم تعلق ہے، زبان کی جڑیں انسان کے دل کے ساتھ وابستہ ہیں، اسی لئے دل کی مخصوص تکلیف میں ہنگامی طور پر زبان کے نیچے رکھنے کے لئے ایک گولی ایجاد کی گئی ہے، جس کا اثر زبان کے مسامات کے واسطہ سے انسان کے دل تک پہنچ جاتا ہے۔
اور اچھے اخلاق کی حقیقت یہ ہے کہ انسان دوسروں کے ساتھ برا سلوک نہ کرے، بلکہ اچھا سلوک کرے، یعنی وہ صحیح معنیٰ میں انسان بن جائے، جسے دوسروں سے انسیت و ہمدردی ہو، اور انسان کو دوسرے جانوروں سے جن چیزوں کی وجہ سے امتیاز حاصل ہے، ان میں ایک بنیادی چیز ''نطق'' یعنی قوتِ گویائی ہے، جس کا تعلق زبان سے ہے۔

(5)...... زبان اور تحریر و کتابت کے اچھے استعمال سے دوسروں کے ساتھ محبت، اُنسیت اور اُلفت کا اظہار ہوتا ہے، اور دوسرے لوگ بھی ایسے شخص سے محبت، اُنسیت اور اُلفت رکھتے ہیں، اور اس کے برعکس زبان کے برے استعمال سے دوسروں کو تکلیف و ایذاء پہنچتی ہے، اور زبان کے ذریعہ سے محبت، اُنسیت اور اُلفت نہ ہونے کا اظہار ہوتا ہے، اور دوسرے لوگ بھی ایسے شخص سے محبت، اُنسیت اور اُلفت نہیں رکھتے۔

(6)...... جب کسی سے بات چیت اور گفتگو یا خط و کتابت کی نوبت آئے تو بولنے یا لکھنے سے پہلے سوچ لینا چاہیے کہ اس بات یا گفتگو کی اس وقت ضرورت اور کوئی فائدہ بھی ہے یا نہیں؟ جس کے بارے میں تجربہ کاروں کی یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ''پہلے تولو پھر بولو'' کیونکہ ہر بات کا منہ یا قلم سے نکالنا اور موقعہ بے موقعہ بولتے یا لکھتے چلے جانا عقلمندی کی نشانی نہیں، بلکہ بہت سے فتنوں اور فسادات کا سبب ہے۔

(7)...... زبان بظاہر جسم کا ایک چھوٹا سا حصہ اور گوشت کا لوتھڑا ہے، لیکن اس سے نکلنے والی باتوں کو دنیا اور آخرت کے اعتبار سے بہت اہمیت حاصل ہے، بعض اوقات چھوٹا سا ایک ہی جملہ جنت یا جہنم کے فیصلہ اور اصلاح یا فساد کا ذریعہ بن جاتا ہے، یہی حال زبان کے ترجمان

یعنی قلم وکتابت سے لکھے جانے والے جملہ کا بھی ہے۔

(8)...... زبان کی حفاظت درحقیقت مختلف قسم کی آفات سے حفاظت کا ذریعہ ہے، لہٰذا زبان کو قابو میں رکھنے اور زبان کے شرور اور فتنوں سے اپنے آپ کو بچانے میں نجات اور خوشخبری ہے۔

اور زبان کو قابو میں رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو شر وبُرائی اور فضولیات ولغویات میں استعمال نہ کیا جائے، اور اس سے بڑھ کر خیر والی بات میں استعمال کیا جائے۔

اور جدید ذرائع ابلاغ بھی زبان اور قلم کا حکم رکھتے ہیں، لہٰذا ان پر بھی یہ حکم جاری ہوتا ہے۔

زبان کی برائیوں سے بچنے کے آداب

(9)...... احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر روز صبح ہونے پر انسان کے بدن کے تمام اعضاء زبان سے درست رہنے اور ٹیڑھا نہ ہونے کی درخواست کرتے ہیں، کیونکہ زبان سے اچھا اور بہتر کلام کرنے کی صورت میں دوسرے اعضاء سلامت رہتے ہیں، اور غلط کلام کرنے کی صورت میں مختلف طریقوں سے نقصان اور ضرَر اُٹھاتے ہیں، چنانچہ زبان کی بے احتیاطی یا بُرے وغلط استعمال سے جسم کے کسی حصہ پر مار پڑ جاتی ہے، یا زخم لگ جاتا ہے، یا اس کی صلاحیت ضائع ہو جاتی ہے، اور وہ عضو مفلوج وتلف ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات قتل تک نوبت پہنچ جانے سے تمام اعضاء ہی کا کام تمام ہو جاتا ہے، جس کی آج کے معاشرہ میں بے شمار مثالیں اور نمونے ملتے ہیں۔

(10)...... انسان کی اکثر خطائیں اور گناہ اس کی زبان سے سرزد ہوتے ہیں، اس لئے زبان کو بڑی احتیاط کے ساتھ اور سوچ سمجھ کر استعمال کرنا چاہئے، ورنہ خاموشی اختیار کرنی چاہئے، تحریر وکتابت کی تمام جدید صورتیں بھی اس میں داخل ہیں، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا۔

(11)...... جو بُرا وسوسہ انسان کے دل میں خود سے پیدا ہو، لیکن انسان اس کا زبان سے

تلفظ نہ کرے، اور نہ ہی اس پر عمل کرے، اس وقت تک وہ معاف ہے، خواہ وہ وسوسہ کفر وشرک سے متعلق ہو، یا نبوت ورسالت سے متعلق ہو یا کسی اور چیز سے متعلق ہو۔

(12)...... زبان اور قلم ومیڈیا کا ایک بہت اہم عمل سچ اور اس کے مقابلہ میں جھوٹ ہے۔

اسلام میں سچ بولنے کی اہمیت وتاکید اور جھوٹ بولنے کی ممانعت اور اس کی برائی، مذمت اور قباحت بیان کی گئی ہے، اور یہ گناہ آج کل معاشرہ میں بہت پھیل گیا ہے، جس سے ہر انسان کو بچنے کی ضرورت ہے۔

اس لئے ہمیشہ سچ بولنے کا اہتمام کرنا چاہیے، اور جھوٹ سے بچنا چاہیے؛ سچ میں دنیا وآخرت کی سلامتی وعافیت ہے، اور جھوٹ میں دنیا وآخرت کا نقصان وخسارہ ہے۔

پھر جھوٹ خواہ زبانی طور پر ہو یا تحریری طور پر، بہر حال گناہ ہے، جس میں جعلی اور جھوٹا سرٹیفکیٹ تیار کرنا، اور جھوٹی میڈیکل رپورٹ بنانا بھی داخل ہے، بلکہ جھوٹی میڈیکل رپورٹ یا سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر بعض اوقات بڑے بڑے جرائم وجود میں آتے ہیں، اس لئے وہ سخت گناہ ہے، اور اگر اس کام پر دوسرے سے ہدیہ یا رقم لی جائے، تو یہ بھی حرام ہے۔

(13)...... یکم اپریل کو اپریل فول یا فرسٹ اپریل (First April) کے نام سے لوگوں سے جھوٹ بول کر کھیل کھیلا جاتا ہے، جس میں دوسروں کو دھوکہ میں مبتلا کر کے پریشان کیا جاتا ہے اور طرح طرح سے ایذاء وتکلیف پہنچائی جاتی ہے، اور دوسرے کا جانی یا مالی نقصان کیا جاتا ہے، اور اوپر سے اس کو فخر کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، یاد رکھئے کہ اس طرح جھوٹ بولنا جائز نہیں اور اس کو فخر وتفاخر کا ذریعہ سمجھنا اور بھی سخت گناہ ہے۔

(14)...... زبان اور تحریر کے ذریعہ سے جھوٹ کی شکل میں سرزَد ہونے والا ایک سنگین گناہ کسی پر جھوٹا دعویٰ اور مقدمہ کرنے کا ہے، جس کی اسلام میں سخت ممانعت اور اس پر سخت سزا ہے۔

اگر کوئی کسی چیز کے متعلق جھوٹا دعویٰ کرے، اور کسی چالاکی ومکاری سے کام لے کر (قاضی

www.idaraghufran.org

وجج، یا پنچایت وغیرہ کے ذریعہ سے) فیصلہ اپنے حق میں کرالے، تو اس کے لئے وہ چیز جائز اور حلال نہیں ہو جاتی۔

آج کل جھوٹے دعووں اور مقدموں کی کثرت ہے، اور بعض دعوے ومقدمے بنیادی طور پر تو کسی درجہ میں سچ پر مبنی ہوتے ہیں، لیکن اپنے مدعا ومقصد کو ثابت کرنے اور منوانے کے لئے قدم قدم پر جھوٹ کا سہارا حاصل کیا جاتا ہے، دعوے اور مقدمات کے کیس تیار کرنے والے بہت سے وکلاء اور رپورٹ تیار کرنے والے بہت سے پولیس کے اہل کار قدم قدم پر غلط بیانی اور جھوٹ کا ارتکاب کرتے ہیں، اور اوپر سے اس گناہ وجرم پر پیسے بھی لیتے ہیں، جو کہ رشوت اور حرام خوری میں داخل ہے۔

پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ہرگز کسی پر جھوٹا دعویٰ ومقدمہ نہ کرے، اور وکلاء، اشٹام فروش، وثیقہ نویس، جج اور پولیس کے اہل کار اور دوسرے شعبہ سے وابستہ افراد کو بھی چاہئے کہ جھوٹے دعوے ومقدمے پر کسی کا تعاون نہ کریں، اور اس طرح کے عمل پر پیسہ لے کر حرام خوری کا ارتکاب نہ کریں، ورنہ اس کا وبال دنیا وآخرت کے اعتبار سے بڑا سخت ہے۔

اگر وکلاء، پولیس کے اہل کار، اور اشٹام فروش وغیرہ سب جھوٹے دعوے ومقدمے کرنے اور ان گناہ کی چیزوں پر کسی کا تعاون کرنے سے توبہ کرلیں، تو بہت سے جھگڑے وقضیے ختم ہو جائیں، اور تھانوں، کچہریوں اور عدالتوں بلکہ عام معاشرہ میں امن قائم ہو جائے۔

(15)...... زبان کا ایک گناہ جھوٹی قسم اٹھانا ہے، یہ بھی سخت گناہ ہے، بلاضرورت تو سِرے سے قسم ہی نہیں اُٹھانی چاہئے، اور ضرورت کے وقت بھی اللہ کی ذات یا صفات کی قسم اُٹھانی چاہئے، اور جھوٹی قسم تو ہرگز نہیں اٹھانی چاہئے۔

ایک تو جھوٹ بولنا ہی اسلام میں سخت گناہ کی بات ہے، اور اس جھوٹ کے ساتھ اللہ کے نام کا سہارا لینا اس سے بھی بڑا گناہ ہے، اور جھوٹی یا غیر اللہ کی قسم جس طرح زبان سے اٹھانا گناہ ہے، اسی طرح تحریری طور پر بھی گناہ ہے، جس میں جھوٹا حلفیہ بیان بھی داخل ہے، مگر آج کل

جھوٹی قسم اور جھوٹا حلفیہ بیان بھی عام ہے، لوگ صرف اس بات پر نظر کرتے ہیں کہ حلفیہ بیان کا کاغذی اسٹامپ بہت کم قیمت پر تیار ہو جاتا ہے، لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ جھوٹے حلف کے گناہ کی شدت کی آخرت میں کتنی بھاری قیمت چکانی پڑے گی، اور بعض اوقات اس کی بھاری قیمت دنیا میں بھی چُکانی پڑ جاتی ہے کہ کوئی شدید جانی یا مالی وبال آجاتا ہے۔

(16)...... زبان اور تحریر کے اہم اعمال میں سے ایک عمل سچی گواہی دینا ہے، جس کی اسلام میں بڑی تاکید ہے، اور اس کے مقابلہ میں جھوٹی گواہی اسلام میں شدید ترین گناہ اور سخت عذاب اور وبال کا ذریعہ ہے۔

آج کل جھوٹی گواہی دینا عام ہے، تھانوں، کچہریوں اور عدالتوں میں بعض لوگ پیشہ کے طور پر گواہی دینے کے عمل کو اختیار کرتے ہیں، اور پیسہ ملنے پر ہر قسم کی گواہی دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں، اس طرح گواہی دینا سخت گناہ اور حرام ہے، اور اس پر اجرت اور معاوضہ لینا بھی حرام ہے۔

اگر کسی سرکاری یا نیم سرکاری یا پورے غیر سرکاری ادارہ کی طرف سے کسی شخص پر اعتماد حاصل کرنے کے لئے زبانی یا تحریری طور پر گواہی حاصل کی جائے، مثلاً کسی طالبِ علم کو مدرسہ میں داخل کرنے کے لئے یا بینک میں اکاؤنٹ کھلوانے کے لئے سند یا سرٹیفکیٹ کی شکل میں، یا کسی حکمران کو منتخب کرنے کے لئے ووٹ کی شکل میں، شہادت و گواہی حاصل کی جائے، تو اس کے بارے میں زبانی یا تحریری جھوٹی گواہی دینا بھی جائز نہیں، بلکہ اگر اس گواہی پر ملک وملت کا اجتماعی مفاد داؤ پر لگا ہوا ہو، تو ایسے موقع پر جھوٹی گواہی کا وبال اور زیادہ سنگین گناہ اور فساد کی صورتِ حال اختیار کر لیتا ہے۔

غرضیکہ گواہی دینے کی جتنی بھی قدیم وجدید اور کاروباری وغیر کاروباری صورتیں ہیں، اُن سب میں جھوٹی گواہی دینا سخت گناہ ہے۔

(17)...... جھوٹ کے علاوہ بھی زبان سے کئی گناہ سرزَد ہوتے ہیں، مثلاً جھوٹی قسم کھانا،

غیرُ اللہ کی قسم کھانا، جھوٹی سفارش کرنا، غیبت کرنا، چُغلی کھانا، دوسروں کی نقلیں اُتارنا، کسی کا تمسخر واستہزاء کرنا، کسی پر طعنہ لگانا اور طنز کرنا، کسی پر تہمت و بہتان لگانا، کسی کو بُرے نام اور بُرے القاب سے پکارنا، جھوٹا وعدہ کرنا، اپنی بڑائی اور تعریف کی باتیں کرنا، گالی گلوچ، لعن طعن کرنا، کسی مسلمان کو کافر قرار دینا وغیرہ وغیرہ۔

زبان کے ان سب گناہوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے، اور زبان کے علاوہ تحریر وکتابت کے ذریعہ سے بھی ان گناہوں کا ارتکاب کرنے سے بچنا چاہئے۔

(18)...... ہمیشہ انصاف کی اور حق بات کہنی چاہیے، اپنے کسی دنیاوی مفاد یا اپنے کسی دوست یا رشتہ دار کی خاطر کوئی غلط یا ناانصافی کی بات نہیں کرنی چاہئے، اور ناحق فیصلہ بھی نہیں کرنا چاہئے۔

اور خواہ خوشی ورضاء کی حالت ہو، یا غصہ وناراضگی کی حالت ہو، ہر حال میں حق گوئی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اور تحریر وکتابت کے ذریعہ سے بھی حق بات اور حق فیصلہ کرنا چاہئے، اور حق و سچ کو اختیار کرنے کا یہ حکم معاملہ کے ثالث، محرر (یعنی تحریر کرنے والے) وکیل، جج اور مفتی وغیرہ سب کے لئے ہے۔

(19)...... لعن طعن اور فحش وبدگوئی اور بدزبانی کرنا اور تحریر وکتابت میں ان چیزوں کو اختیار کرنا، مومن کی شان نہیں، اس سے ہر مومن کو دور رہنا اور بچنا چاہئے۔

جب کوئی کلام کیا جائے، تو اس میں فحش وبدگوئی کرنے سے وہ کلام عیب دار بن جاتا ہے، اور اس میں برکت ونورانیت باقی نہیں رہتی، اور جس تحریر وکتابت میں اس طرح کی چیز شامل ہو، وہ تحریر وکتابت بھی عیب دار بن جاتی ہے، اور اس میں برکت ونورانیت باقی نہیں رہتی۔

(20)...... جو شخص ایسا بدزبان وبدکلام ہو کہ لوگ اس کی بدزبانی وبدکلامی کی وجہ سے اس سے دور بھاگتے اور کتراتے ہوں، تو احادیث کی رُو سے وہ قیامت کے دن اللہ سے بھی دور

ہوگا، اور بدترین لوگوں میں شمار ہوگا۔

(21)...... زبان کا ایک بدترین اور سنگین گناہ غیبت اور بہتان ہے۔

غیبت کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کی غیر موجودگی میں اُس کے متعلق کوئی ایسی بات زبانی یا تحریری طور پر کی جائے کہ جو اُس کے اندر موجود ہو، اور اُس کو معلوم ہو تو بُری محسوس ہو۔

خواہ وہ بات کسی کے بدن، یا مال، یا اولاد، یا لباس، یا دِین وایمان کے متعلق ہو، بہرحال گناہ ہے، اور غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے، اسی طرح تحریر اور اشارہ وکنایہ سے بھی ہوتی ہے۔

اور غیبت کے مقابلہ میں بہتان یہ ہے کہ کسی کی طرف ایسا عیب منسوب کیا جائے، جو اُس میں موجود نہ ہو، خواہ دوسرے کی موجودگی میں ہو یا غیر موجودگی میں۔

گویا کہ بہتان میں کسی پر جھوٹا الزام عائد کیا جاتا ہے، اور غیبت میں کسی پر کوئی جھوٹا الزام تو عائد نہیں کیا جاتا، البتہ دوسرے کی غیر موجودگی میں اُس کے کسی واقعی عیب اور حقیقت کو بیان کیا جاتا ہے؛ لیکن وہ بات اس نوعیت کی ہوتی ہے کہ اگر متعلقہ شخص کو معلوم ہو تو اُس کو بُری محسوس ہو۔

اور کسی کی موجودگی میں اور اس کے منہ پر اس کی طرف ایسے عیب کی نسبت کرنا کہ جو اس میں موجود ہو، یہ عمل اسلام میں گالی گلوچ اور سب وشتم کہلاتا ہے، جو کہ خود مستقل گناہ ہے۔

غیبت اور بہتان کی بھی آج کل مختلف شکلیں رائج اور عام ہیں، اور زبان کے علاوہ تحریر و کتابت اور میڈیا کے ذریعہ سے بھی غیبت اور بہتان کی کثرت ہے، جن سے بچنا چاہیے۔

(22)...... زبان اور قلم وتحریر کا ایک گناہ چُغل خوری ہے۔

چغل خوری کے معنیٰ کسی کی بات کو اُس کی رضامندی کے بغیر دوسرے کے سامنے فساد پیدا کرنے کے طور پر نقل اور بیان کرنے کے ہیں۔

خواہ اس بات کے نقل کرنے کا متعلقہ شخص کو علم ہو یا نہ ہو، اور وہ موقع پر موجود ہو یا نہ ہو۔

چُغل خوری بھی شدید گناہ میں داخل ہے، اس سے بھی بچنا چاہیے۔

چغل خوری شدید گناہ اس لئے ہے کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان بُغض وعداوت اور فساد واختلاف پیدا ہوتا ہے، جو کہ اللہ کو سخت ناپسند ہے، اوراس کے برعکس مسلمانوں کے درمیان اختلاف وتنازعہ ختم کرا کر صلح اور مصالحت کرادینا اور مودّت واخوت کا رشتہ قائم کرادینا، اللہ کو بہت پسند اور انتہائی فضیلت اور اجروثواب کا ذریعہ ہے۔

آج کل چغل خوری کی مختلف شکلیں معاشرہ میں رائج ہیں، میڈیا کے ذریعہ سے بھی کھلے عام آج کل مختلف لوگوں کی چغل خوری کی جاتی ہے، جس سے مقصود ملک وقوم میں فساد وبدامنی پیدا کرنا ہوتا ہے، ان چیزوں سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے۔

(23)...... زبان اور تحریر کے ذریعہ سے سرزد ہونے والا ایک سنگین گناہ دوسرے کی تحقیر وتذلیل کرنا ہے۔

تحقیر کے معنیٰ دوسرے کو ذلیل کرنے اور اہانت کرنے اور نیچا دکھانے کے آتے ہیں۔

مسلمان کی تحقیر کرنا گناہ اور حرام ہے، خواہ اُس کا استہزاء وتمسخر کر کے ہو، یا اس کو کسی طرح سے نیچا دکھا کر ہو، یا اس کی کسی شکل میں تذلیل کر کے ہو۔

چنانچہ کسی کے عیب یا کمزوری کو حقیر سمجھ کر ذکر کرنا یا دوسروں کو ہنسانے کے لئے کسی کا کوئی عیب ذکر کرنا، یہ سب چیزیں تحقیر کے گناہ میں داخل ہو کر حرام اور گناہ ہیں۔

اوراس میں آج کل ذرائع ابلاغ پر آنے والے ایسے پروگرام بھی داخل ہیں، جن میں کسی کی نقل اتار کر یا کسی کا مخصوص خاکہ تیار کر کے یا ڈمی بنا کر اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے، خاص طور پر حکمرانوں کی شکل وصورت میں کسی انسان کی ڈمی بنا کر ان کی تحقیر کی جاتی ہے، اسلامی اعتبار سے کسی مسلمان کی شان میں اس طرح کے طرزِ عمل کا ارتکاب کرنا سخت گناہ ہے اور قانونی طور پر یہ جرم قابلِ تعزیر اور قابلِ سزا ہونا چاہئے۔

مگر افسوس کہ آج کل اس طرح کے پروگرام نہ صرف یہ کہ کھلے عام نشر کئے جاتے ہیں، بلکہ ان کو پسند بھی کیا جاتا ہے، اوران پروگراموں میں شرکت بھی کی جاتی ہے۔

حالانکہ شرعی اعتبار سے اس گناہ کو اختیار کرنے، تیار کرنے، شرکت کرنے اور دیکھنے اور پسند کرنے والے سب درجہ بدرجہ گناہ گار ہیں۔

(24)...... کسی پر سبّ وشتم اور گالی گلوچ کرنا اسلام میں بُری خصلت شمار کی گئی ہے، جس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔

سبّ وشتم اور گالی گلوچ کے گناہ ہونے کے علاوہ اس سے بعض اوقات لڑائی جھگڑے اور قتل وقتال کی بھی نوبت آ جاتی ہے، ورنہ کم از کم بُغض وعداوت تو عموماً پیدا ہو ہی جایا کرتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سبّ وشتم اور گالی گلوچ کرنے والے شخص کے دنیا میں بہت سے دشمن پیدا ہو جاتے ہیں، اور اس کی وجہ سے انسان کی زندگی کا سکون غارت ہو جاتا ہے، مگر افسوس کہ آج معاشرہ میں گالی گلوچ کرنے کا گناہ بھی عام ہو گیا ہے اور بچوں سے لے کر بڑوں تک اور عورتوں تک بلکہ کئی معزز بزرگوں تک اس گناہ میں مبتلاء پائے جاتے ہیں۔

(25)...... زبان کا ایک گناہ نوحہ کرنا ہے۔

نوحہ دراصل فوت شدہ شخص کی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے گا گا کر، یا بغیر گائے، بلند آواز سے رونے کو کہا جاتا ہے۔

اسلام میں اس طرح گا گا کر یا بآوازِ بلند رونے اور نوحہ کرنے کی ممانعت ہے، البتہ اگر غیر اختیاری طور پر رونا آئے، لیکن نوحہ نہ کرے تو اس میں گناہ نہیں۔

آج کل بہت سے گھرانوں اور خاندانوں میں یا مخصوص اوقات وایام میں نوحہ کا گناہ عام ہے، جس کو ذرائع ابلاغ پر بھی کثرت سے نشر وشائع کیا جاتا ہے، اس گناہ سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے، اور نوحہ کے بجائے صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا چاہئے، اور اللہ کے فیصلہ پر راضی رہنا چاہئے، جس کی برکت سے اللہ کی طرف سے نعم البدل حاصل ہوتا ہے، اور نوحہ کرنے سے دنیا وآخرت کے خسارہ ونقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(26)...... سوائے مخصوص صورتوں کے عام حالات میں کسی شخص یا چیز پر لعنت کرنا بھی

کبیرہ گناہ اور حرام ہے، اور احادیث میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

لعنت کے معنیٰ اللہ کی رحمت سے دُور کرنے کے آتے ہیں، جس کا نتیجہ آخرت میں اللہ کے عذاب کا مستحق ہونا، اور دنیا میں اللہ کی رحمت اور اس کی رحمت کے قبول ہونے سے محروم ہوجانا ہے۔

اور ظاہر بات ہے کہ اللہ کی رحمت بڑی وسیع ہے، جس سے کسی مسلمان کے محروم ہونے کا دعویٰ کرنا، یا حکم لگانا دراصل اللہ کی رحمت کی وسعت کو تنگ کرنا ہے، جس کا کسی انسان کو حق حاصل نہیں۔

لہٰذا کسی متعین مسلمان پر لعنت کرنے سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(27)...... زبان اور قلم وتحریر کے سنگین گناہوں میں سے ایک گناہ کسی مسلمان کو کافر کہنا یا کافر قرار دینا ہے، جس کی اسلام میں سخت ممانعت ہے۔

آج کل ذرا ذرا سی بات اور فروعی ومسلکی اختلاف پر کسی مسلمان کو کافر قرار دے دیا جاتا ہے، حالانکہ کسی مسلمان کو کافر قرار دینے کا معاملہ بڑا نازک ہے، اور اس میں بہت احتیاط کا حکم ہے۔

(28)...... زبان اور تحریر کا ایک اہم عمل دوسرے کے عیب کو چھپانا اور اس کے مقابلہ میں عیب کو ظاہر کرنا ہے۔

اللہ خود بھی اپنے بندوں کے عیبوں کی دنیا وآخرت میں پردہ پوشی فرماتا ہے، اور دوسروں کو بھی پردہ پوشی کا حکم فرماتا اور اس کو پسند فرماتا ہے، اور اس کے برعکس عیبوں اور گناہوں کے ظاہر کرنے اور پھیلانے بلکہ دوسروں کا تجسُّس کرنے اور اس سے بڑھ کر دوسرے کی طرف سے بدگمانی میں مبتلا ہونے کو ناپسند فرماتا ہے۔

کسی مسلمان کی عیب جوئی، اور عیب فاش یا ظاہر کرنا سخت گناہ اور شدید وبال کا باعث ہے، اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ دوسرے مسلمان کی عیب جوئی، تجسس اور عیب گوئی سے اپنے آپ کو بچا کر رکھے، جس میں دنیا وآخرت کی سلامتی وعافیت ہے۔

مگر آج کل عام مسلمان بھی اس گناہ سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتے، افسوس کہ میڈیا سے

متعلقہ لوگوں میں سے تو بہت سے حضرات نے اس کو اپنا مشغلہ اور پیشہ بنالیا ہے۔

(29)...... دوسرے کی بات کو اس کی رضا مندی کے بغیر چھپ کر سننا، خواہ براہِ راست ہو، یا کسی کا فون وغیرہ ریکارڈ کر کے ہو، یا کوئی تحریر پڑھ کر، یا موبائل فون وغیرہ میں کوئی پیغام یا مضمون پڑھ کر، یا دیکھ کر، جس طرح بھی ہو، اس کی بھی اسلام میں سخت ممانعت ہے۔

لہٰذا دوسرے کی زبانی یا تحریری بات کو چھپ کر سننے اور پڑھنے سے بچنا چاہئے۔

(30)...... جب کوئی شخص کسی دوسرے سے کوئی بات کرتا ہے، تو یہ بات سننے والے کے پاس امانت ہوتی ہے، اور اسے ہر کس و ناکس کے سامنے بیان کرنا درست نہیں ہوتا۔

لہٰذا جب کسی سے کوئی تحریری یا زبانی بات چیت ہو تو اس کو کسی دوسرے کے سامنے نقل کرنے سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہئے، البتہ اگر اس بات کا بتلانا ضروری ہو یا کسی کو نقصان سے بچانا مقصود ہو تو پھر نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

آج کل جو موبائل کمپنیاں قائم ہیں، ان کے کنکشن کو استعمال کرنے والوں کی بات چیت وغیرہ کا ریکارڈ ان کمپنیوں کے پاس محفوظ ہوتا ہے، لہٰذا کسی کی فون پر کی جانے والی بات چیت کا کمپنی یا حکومت کے کسی نمائندہ کا بغیر سخت ضرورت کے سُننا یا کسی سے فون پر ہونے والی بات چیت کا کسی کو ریکارڈ دینا جائز نہیں۔

البتہ سخت ضرورت کی وجہ سے ہو، مثلاً مجرم، قاتل یا فسادی کی تحقیق یا اس کا سراغ لگانا مقصود ہو، تو الگ بات ہے۔

(31)...... زبان کا ایک سنگین گناہ دوغلہ پن یا دورُخا ہونا ہے، جس میں انسان اپنی زبان سے دوسرے کے سامنے وہ بات نہیں کہتا، جو اس کے دل میں ہوتی ہے، اور اس کے بجائے مخاطب سے اپنی فاسد غرض پوری کرنے یا اس کو خوش کرنے کے لئے خوش کن بات کہتا ہے، اور اسی وجہ سے ایسا شخص جس کے سامنے بھی جاتا ہے، اس کی رضا اور خوشی والی بات کرتا ہے، ایسے شخص کو اردو زبان میں دوغلہ اور عربی زبان میں ''ذولسانین'' یا ''ذووجہین'' کہا جاتا ہے۔

آج کل معاشرے میں اس طرح کے لوگوں کی کمی نہیں۔

اسلام میں ایسے شخص کی برائی اور عذاب کا ذکر آیا ہے، اس لئے انسان کو دوغلہ پن سے بچنا چاہئے۔

(32)...... زبان اور تحریر کا ایک اہم عمل وعدہ ہے۔

جب کسی سے کوئی جائز وعدہ کیا جائے تو حتی الامکان اس کو پورا کرنا ضروری ہے اور وعدہ میں سچا ہونا ایمان کے تقاضوں میں سے ہے اور اس کے برعکس وعدہ کر کے اس کو توڑ دینا منافق کی صفات میں سے اور سخت گناہ ہے۔

لہٰذا زبانی یا تحریری طور پر کسی سے وعدہ کر کے اس کو حتی الامکان پورا کرنا چاہئے، اور وعدہ خلافی سے بچنا چاہئے۔

مگر آج کل بہت سے لوگوں کو وعدہ خلافی کا ذرا بھی خیال نہیں، بات بات پر وعدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں، مزدور طبقہ اس گناہ میں زیادہ مبتلا ہے کہ وہ لوگوں سے کام کاج کا وعدہ کر کے اس وعدہ کے مطابق عمل نہیں کرتا، جس کی وجہ سے بہت سے لوگ دکھ اٹھاتے اور پریشانی میں مبتلاء ہوتے ہیں۔

پھر وعدہ خلافی کے گناہ کا کثرت سے ارتکاب کرنے کی وجہ سے اس چیز کا بھی احساس ختم ہوتا جا رہا ہے، کہ یہ کوئی گناہ بھی ہے یا نہیں؟ حالانکہ قرآن وسنت سے اس کا نہ صرف گناہ ہونا بلکہ نفاق کی علامت ہونا معلوم ہوتا ہے۔

(33)...... وعدہ کے علاوہ ایک چیز عہد یا معاہدہ کہلاتی ہے، اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ وعدہ تو یک طرفہ ہوتا ہے، اور معاہدہ دوطرفہ ہوتا ہے، مثلاً یہ کہ ایک سے زیادہ افراد یا جماعتیں یا ممالک آپس میں کسی چیز کا زبانی یا تحریری معاہدہ کریں، یا مثلاً کسی شرط کے ساتھ معاہدہ کیا جائے کہ تم یہ کرو گے تو ہم یہ کریں گے، اور دوسری طرف سے شرط پوری ہو، خواہ وہ عہد یا معاہدہ تجارت سے متعلق ہو، یا جنگ بندی وغیرہ سے متعلق ہو، یا کسی اور چیز سے متعلق ہو۔

اس طرح کے عمل کو شریعت کی زبان میں عہد یا معاہدہ کہا جاتا ہے، جس کو جائز عمل ہونے کی

صورت میں پورا کرنے اور اس کی پابندی کرنے کی شریعت کی طرف سے بڑی تاکید کی گئی ہے، اور عہد شکنی کو سخت گناہ اور وبال کا باعث قرار دیا گیا ہے، خواہ عہد و معاہدہ مسلم سے ہو یا غیر مسلم سے اور خواہ کسی فرد سے ہو یا جماعت سے، سب کو پورا کرنا ضروری ہے۔

آج کل مختلف ممالک کے جو باہم جائز معاہدے ہوتے رہتے ہیں، ان کو پورا کرنا بھی ضروری ہے، اور ویزا لے کر ایک ملک سے دوسرے ملک جانے والا شخص بھی ایک معاہدہ کے تحت آتا جاتا ہے، اسے بھی اس ملک کے جائز قوانین کی پابندی کرنی چاہئے، بلکہ کسی ملک میں مستقل سکونت اور رہائش رکھنے والے کو بھی مخصوص عہد و معاہدوں کے ساتھ رہائش وسکونت ملتی ہے، اور اس ملک کے جائز قوانین کی پابندی اس ملک کے باشندوں پر لازم ہوتی ہے، جس کی خلاف ورزی شرعاً بھی جائز نہیں، لیکن آج کے دور میں قانون شکنی عام ہے، جس کا جہاں بس چلتا ہے، وہ بلا کھٹک جائز قوانین کی خلاف ورزی کھلے عام کرتا ہے، اس طرزِ عمل کی اصلاح بہت ضروری ہے۔

پھر مختلف ممالک کے درمیان جو اس قسم کے جائز معاہدات ان ممالک کے حکمرانوں کے ذریعہ سے طے ہوتے ہیں، اس ملک کے باشندوں پر بھی ان جائز معاہدات کی پابندی لازم ہوتی ہے، کیونکہ اولاً تو ملک کے ہر ہر فرد کا خود سے معاہدہ کرنا ممکن نہیں، دوسرے متعلقہ حکمران اور عہدہ دار اس سلسلہ میں اپنے ماتحت عوام کے نمائندے شمار ہوتے ہیں۔

اسی طرح اگر کسی سیاسی یا غیر سیاسی عہدہ کو حاصل کرنے کے لئے لوگوں سے کوئی وعدہ کیا، جس کے نتیجہ میں لوگوں نے اس کو اس عہدہ کے لئے منتخب کیا، تو یہ وعدہ معاہدہ سے تبدیل ہو کر بڑی اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے، اور اس عہد معاہدہ کو پورا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

کسی لڑکی کا کسی لڑکے سے نکاح کرنے کا جو وعدہ کیا جاتا ہے، اور اس کو رشتہ یا منگنی کہا جاتا ہے، جب اس قسم کا وعدہ دونوں طرف سے ہو تو یہ معاہدہ ہے، اور صرف ایک طرف سے ہو تو یہ وعدہ ہے، اور دونوں صورتوں میں حتی الامکان اس کو نبھانا ضروری ہے۔

آج کل بہت سے سرکاری وغیرسرکاری اداروں میں داخلہ، یاملازمت ومزدوری کا معاملہ باہمی شرائط کے ساتھ طے ہوتا ہے، جن میں سے بعض شرائط تحریرشدہ بھی ہوتی ہیں، ان کو پورا کرنا بھی ضروری ہے، اوران شرائط کے تحریری فارم وغیرہ پر دستخط کردینا بھی معاہدہ کرلینے میں داخل ہے،، اوراسی طرح کسی عہدہ پرملازمت کے نتیجہ میں اس عہدہ ومنصب کی صحیح خدمت وذمہ داری بھی معاہدہ کا حصہ ہوتی ہے، اسی طرح میاں بیوی کا جونکاح ہوتا ہے، اس میں بھی ایجاب وقبول کی شکل میں میاں بیوی کوایک دوسرے کے حقوق پورا کرنے کا معاہدہ شامل ہوتا ہے۔

غرضیکہ وعدہ اور معاہدہ کی بہت ساری صورتیں اور شکلیں ہیں، اور بعض وعدے اور معاہدے زبانی یاتحریری طور پر ہوتے ہیں، بعض عملی طور پر وجود میں آجاتے ہیں، اور بعض عہد و معاہدے کسی ایک وعدے یامعاہدہ کے اندر ضمناً شامل ہوتے ہیں، ان سب طرح کے عہد و معاہدات کو اہمیت دینی چاہیئے، اور اولاً تو کوئی خلافِ شریعت وعدہ اور معاہدہ نہیں کرنا چاہیئے، اوراگرکوئی وعدہ یامعاہدہ کسی جائز چیز کے بارے میں کرلیاجائے، جو چیز کہ پہلے سے لازم نہیں تھی، تو وہ جائز ومباح چیز عہد معاہدہ کی وجہ سے لازم ہوجاتی ہے۔

وعظ وتقریر کے آداب

(34)...... اگرکبھی وعظ وتقریر یادین کی بات کرنے کی ضرورت یاموقع پیش آئے، توایسے موضوع کاانتخاب کیجئے، جوکہ مخاطب لوگوں اور حاضرین کی ضرورت وفائدہ کا ہو۔

حاضرین اور مخاطبین کو چھوڑ کر ایسے موضوعات کا انتخاب کرنا کہ جن سے حاضرین کا کوئی فائدہ نہ ہو، درست نہیں۔

(35)...... وعظ وتقریر کے عنوان سے حکمرانوں پر بے جا طنز کرنے اور ان کی عیب جوئی کرنے سے کنارہ کشی اختیار کیجئے، اور حکمرانوں کے ساتھ خیرخواہی کا مظاہرہ کیجئے۔

حکمران کو علیٰحدگی میں حق بات کہنی یا لکھنی چاہئے، بشرطیکہ وہ سُننے یا پڑھنے پر راضی ہو، پھر اگر وہ قبول کرلے، تو بہت اچھا، ورنہ وہ اپنے معاملات کو آپ سے زیادہ سمجھتا ہے، اس کو اپنے حال پر رہنے دو، کیونکہ آپ اپنی ذمہ داری پوری کر چکے۔

(36)...... وعظ وتقریر میں سنت کے مطابق معتدل طرزِ عمل اختیار کیجئے، عوام کو کسی کے خلاف بھڑکانے اور بلاوجہ جوش وجذبہ دلا کر اشتعال پیدا کرنے سے اجتناب کیجئے۔

اور ان تمام باتوں کا تحریر اور خط وکتابت کے موقع پر بھی لحاظ کرنا چاہئے۔

خط وکتابت (Letters) کے آداب

(37)...... جب کوئی جائز یا مفید تحریر لکھنی ہو، تو اس کی ابتدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کرنی چاہئے، اگر کسی خط میں تحریری طور پر بسم اللہ لکھنا مناسب نہ ہو، تو کم از کم زبان سے بسم اللہ پڑھ لینی چاہئے، اس سے خط وکتابت میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

(38)...... بڑے چھوٹے جس کو خط وکتابت میں مخاطب کرنا ہو، اس کے درجے کا لحاظ کرکے مخاطب کرنا چاہئے، سب کو ایک جیسے انداز میں مخاطب کرنا مناسب طریقہ نہیں۔

(39)...... جب کسی مسلمان کو خط لکھیں تو سنت کے مطابق ''السلام علیکم'' لکھنا چاہئے۔

(40)...... خط اور اس کا مضمون تکلف سے بچ کر صاف سادہ اور واضح لکھنا چاہئے، تاکہ دوسرے کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی رہے، اور دشواری ومشکل پیش نہ آئے۔

(41)...... خط اعتدال کی حالت میں اور سنجیدگی کے انداز میں لکھنا چاہئے، اور غم وغصہ کی حالت میں لکھنے سے یا غم وغصہ کے انداز سے پرہیز کرنا چاہئے، اگر غم وغصہ کی حالت ہو، تو اس کے ختم اور زائل ہونے کا انتظار کرنا چاہئے، اور پھر خط لکھنا چاہئے۔

(42)...... کسی کا خط یا تحریر اس کی اجازت کے بغیر پڑھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(43)...... خط آدھی ملاقات کا ذریعہ ہوتا ہے، رشتہ داروں، بزرگوں اور دوست احباب

www.idaraghufran.org

سے اگر دوسرے طریقوں سے رابطہ نہ ہو سکے، تو وقتاً فوقتاً خط و کتابت کے ذریعہ سے خبر گیری اور حال واحوال معلوم کرتے رہنا چاہئے۔

(44)...... خط و کتابت کرتے وقت کاغذ کو ضائع ہونے سے بچانا چاہئے۔

(45)...... خط و کتابت کے آخر میں اپنا نام و پتہ اور تاریخ وغیرہ لکھ دینی چاہئے، تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے، اور لکھنے کی تاریخ محفوظ رہے۔

(46)...... اگر خط لکھ کر لفافے میں روانہ کرنا ہو، تو لفافے کو ایسے انداز میں بند نہ کیجئے، جس سے اندر کے مضمون والا کاغذ لفافے کے ساتھ چپک جائے، اور بعد میں اس کو صحیح حالت میں اس سے جدا کرنا مشکل ہو جائے۔

(47)...... جب اپنی ضرورت کے لئے کسی کو خط لکھ رہے ہوں تو دوسرے پر جوابی لفافہ کا بوجھ نہ ڈالئے، بلکہ جوابی لفافہ اور ڈاک ٹکٹ کا خود ساتھ میں انتظام کر کے روانہ کیجئے۔

(48)...... جوابی خط روانہ کرتے وقت جوابی لفافہ پر اپنا مکمل پتہ لکھ دیجئے، اور ڈاک ٹکٹ بھی لگا دیجئے۔

(49)...... لفافہ اور خط کے اوپر پتہ مکمل ہونے کے ساتھ صاف ستھرا لکھئے، تاکہ دوسروں کو پتہ کا پڑھنا، سمجھنا اور پہنچانا آسان ہو، غیر واضح اور نامکمل پتہ لکھنے سے خط ضائع ہو سکتا ہے۔

(50)...... ڈاک ٹکٹ جو ایک مرتبہ استعمال ہو چکا، اس کو دوبارہ استعمال کرنا جائز نہیں، اس لئے اگر کسی ڈاک ٹکٹ پر استعمال کے بعد سرکاری یعنی ڈاکخانہ کی مہر نہ لگی ہو تو اس کو دوبارہ استعمال نہ کیجئے، اور اس کو ضائع کر دیجئے۔

تحریر (Writings) کے آداب

(51)...... خط کے علاوہ ضروری اور مفید باتوں کو تحریری طور پر محفوظ رکھنے کی عادت بنانی چاہئے، مثلاً ڈائری میں ضروری یادداشتیں اور اپنے لین دین کے معاملات لکھتے رہنا چاہئے،

جس سے بعد میں کئی طرح کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔

(52)...... جب کسی سے کوئی لین دین وغیرہ کا معاملہ کریں تو اس کو لکھ لیا کریں اور ہو سکے تو متعلقہ افراد کے دستخط بھی کرالیا کریں، اور معاملہ اہم ہو تو گواہ بھی مقرر کر لیا کریں، اس طرح کی تحریر ضرورت پڑنے پر بہت کام آتی ہے اور معاملات کی تکمیل میں معاون بنتی ہے۔

(53)...... کوئی مفید اور ضروری بات معلوم ہو، تو اس کو لکھ لینا بہتر ہوتا ہے، اس سے ایک تو بھول جانے کی صورت میں بات کو یاد رکھنا آسان ہوتا ہے، اور اسی کے ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی وہ بات آسانی سے پہنچانا، ممکن ہوتا ہے، ورنہ بہت سی ضروری اور مفید باتیں یا تو انسان بھول جاتا ہے، یا پھر قبر میں ہی انسان کے ساتھ دفن ہو جاتی ہیں، اور دوسروں کے کام نہیں آتیں، اس مقصد کے لیے اپنے ساتھ قلم اور ضروری کاغذ بھی ساتھ رکھنا بہتر ہے۔

(54)...... آئندہ کسی وقت کوئی کام کرنا ہو یا کہیں آنا جانا ہو، اس کو یاد رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس کو اپنے پاس ڈائری وغیرہ میں لکھ لیا جائے، اور آج کل موبائل وغیرہ میں پیغام محفوظ کر لینا، تاکہ وقت آنے پر اس کی گھنٹی بج جائے، اور وہ پیغام سامنے آجائے، یہ بھی تحریر کی طرح کی ایک جدید شکل ہے، جس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

میڈیا (Media) کے آداب

(55)...... پہلے گزر چکا ہے کہ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا پر بھی زبان اور قلم یا کتابت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

اور آج کے دور میں میڈیا کا استعمال بہت زیادہ ہو گیا ہے، میڈیا کا اگرچہ صحیح استعمال بھی ممکن ہے، لیکن آج کل اس کا اکثر و بیشتر غلط طریقوں سے استعمال زیادہ بڑھ گیا ہے، اس لئے اس کے غلط استعمال سے بچنا بہت ضروری ہے۔

(56)...... پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کا استعمال ضرورت کے وقت اور ضرورت کے بقدر

کرنا چاہئے، اور بلاضرورت اور ضرورت سے زیادہ میڈیا کا استعمال دنیا اور آخرت کے اعتبار سے فائدہ مند نہیں، بلکہ نقصان دہ ہے۔

(57)...... میڈیا پر آنے والے غیر شرعی پروگراموں سے بچنا چاہئے، جن میں غیبت، جھوٹ، الزام تراشی، بہتان، عیب جوئی، فضول گوئی، ہنسی مذاق کی کثرت، بے پردگی اور موسیقی وغیرہ جیسی غلط چیزیں شامل ہوں۔

(58)...... میڈیا پر بے حیائی کے، فحش پروگراموں کے دیکھنے سے پرہیز کیجئے۔

(59)...... آج کل میڈیا پر غیر شرعی اور فحش اور حیاء سوز پروگراموں کی بھر مار ہے، اور جائز وصحیح پروگرام نہ ہونے کے برابر ہیں، اس لئے سلامتی وعافیت اسی میں ہے کہ حتی الامکان میڈیا کے پروگراموں سے اجتناب کیا جائے۔

(60)...... میڈیا پر آنے والے بہت سے شرعی پروگرام بھی معتبر ومستند نہیں ہوتے، اور ان میں دین کے عنوان سے بہت سی باتیں غیر شرعی ہوتی ہیں، اس لئے جب تک کسی کے پاس مستند دینی علم وافر مقدار میں موجود نہ ہو، اس وقت تک اس قسم کے دین کے عنوان سے جاری پروگراموں میں غیر شرعی باتوں میں امتیاز کرنا مشکل ہوتا ہے۔

(61)...... اگر میڈیا پر کوئی خبر ملاحظہ کریں، تو جب تک اس کی معتبر طریقہ سے تحقیق وتصدیق نہ ہو جائے، اس پر فی الفور یقین نہ کرنا چاہئے۔

اور بلاسخت ضرورت کے عام خبریں سننے سے بھی پرہیز کرنا مناسب ہے، اس کی وجہ سے خوامخواہ ذہن منتشر ہوتا ہے اور جھوٹی اور غلط باتوں کے سننے سے بدگمانی وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔

(62)...... اگر آپ میڈیا کے خبر رساں نمائندے ہیں، تو آپ پر لازم ہے کہ جھوٹی خبریں تیار کرنے اور کسی پر بہتان والزام تراشی اور عیب جوئی اور کسی کا بلاوجہ تجسس کرنے سے اجتناب کریں، اور اپنے عہدہ کا دوسرے پر اثر ورسوخ ڈال کر کوئی غلط کام نہ کرائیں۔

اور کسی بھی طرح سے گناہ کا حصہ بننے سے اجتناب کریں۔

Idara Ghufran

زبان، قلم اور میڈیا سے متعلق متفرق آداب

(63)......زبان اور تحریر کا ایک عمل شعروشاعری اور غناء یعنی گانا ہے۔

شعر ایسے منظوم کلام کو کہا جاتا ہے، جو ایک خاص وزن کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے۔

اور غناء یا گانا اس منظوم کلام کو ترنُّم اور خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے کو کہا جاتا ہے، جس کے ساتھ بعض اوقات موسیقی شامل ہوتی ہے، اور بعض اوقات موسیقی شامل نہیں ہوتی۔

موسیقی تو اسلام میں جائز نہیں۔

جہاں تک جائز مضمون پر مشتمل شعر سازی وشعر گوئی اور اس کو ایک حد تک ترنُّم اور خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے کا تعلق ہے، تو اگر شرعی حدود میں رہ کر اعتدال کے ساتھ ہو، اور اس کو باقاعدہ مشغلہ نہ بنایا جائے، تو فی نفسہ اس سے شریعت نے منع نہیں کیا۔

البتہ اگر اعتدال کے راستے سے ہٹا جائے، اور خاص طور پر جبکہ اس کو مشغلہ بنالیا جائے، اور اس میں بے جا تکلف وتصنع سے کام لیا جائے، یا اس میں موسیقی کو شامل کیا جائے، یا اس میں جھوٹے، کفریہ وفسقیہ مضامین اور فحش گوئی وغیرہ جیسے منکَرات شامل ہوں، جیسا کہ آج کل کے گانوں میں اس طرح کی چیزیں اور موسیقی وغیرہ شامل ہوتی ہے، تو پھر یہ منع اور گناہ ہے، اور جس درجہ کے اس میں منکَرات ومفاسد شامل ہوتے ہیں، اسی درجہ کا گناہ ہوتا ہے۔

چونکہ شعروشاعری اور اس کو ترنم وخوش آوازی کے ساتھ پڑھنے میں عموماً مذکورہ شرائط کی پابندی نہیں ہوتی، اس لئے عام حالات میں اس کو شریعت نے پسند نہیں کیا، اور اس سے بچنے میں ہی عافیت وسلامتی سمجھی ہے۔

البتہ انسان کو ترنم اور خوش آوازی کے ساتھ کسی کلام کے پڑھنے یا سُننے کا طبعی طور پر تقاضا ہوتا ہے، اس کا عمدہ حل شریعت نے قرآن مجید کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے اور سُننے کی شکل میں تجویز کیا ہے، بشرطیکہ اس کو عام گانے کے انداز میں نہ پڑھا جائے، کیونکہ قرآن

مجید، اللہ کا کلام ہے، جو اللہ کی یاد وذکر اور حق وسچ پر مبنی ہے، اور شعروشاعری کی طرح تکلفات وتصنّعات اور تخیُّلات اور جھوٹ یا مبالغہ آمیزی وغیرہ پر مشتمل نہیں۔

(64)......زبان یا منہ کا ایک عمل ہنسنا ہے۔

اسلام میں زیادہ ہنسنے کو پسند نہیں کیا گیا، البتہ اعتدال کے ساتھ ہنسنے سے بھی منع نہیں کیا گیا۔

ہنسنے میں جبکہ کسی کی تحقیر وتمسخر وغیرہ لازم آئے، یہ تو جائز نہیں، اور اگر ایسی کوئی خرابی لازم نہ آئے، تو ہنسنا جائز ہے، مگر زیادہ ہنسنا شریعت کی نظر میں اچھی چیز اور کارِ خیر نہیں، کیونکہ یہ غفلت کی نشانی ہے، اور اس سے دل پر بُرے اثرات بھی پڑتے ہیں۔

اس لئے زیادہ ہنسنے اور خاص کر قہقہہ اور ٹھٹہ مار کر ہنسنے سے بچنا چاہئے۔

(65)......اسلام میں کتمانِ حق (یعنی حق چُھپانے) کو ناپسند کیا گیا ہے، اور اظہارِ حق (یعنی حق ظاہر کرنے) کو پسند کیا گیا ہے۔

کتمانِ حق کو مداہنت بھی کہا جاتا ہے۔

اس کی حقیقت یہ ہے کہ جہاں حق بات کہنے کی ضرورت اور قدرت ہو، وہاں انسان دنیا کی فاسد غرض سے مثلاً صرف دوسرے کو خوش یا مال وغیرہ حاصل کرنے کے لئے حق بات کہنے سے جس کی ضرورت ہو، خاموشی اختیار کرلے، اس خصلت کو اسلام میں پسند نہیں کیا گیا۔

(66)......زبان کا ایک عمل ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' یعنی اچھائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے، جس کو دعوت وتبلیغ بھی کہا جاتا ہے، اور یہ عمل ہاتھ سے قدرت نہ ہونے کی صورت میں زبان (یا تحریر) سے، اور زبان (یا تحریر) سے قدرت نہ ہونے کی صورت میں دل سے کیا جاتا ہے، یعنی دل سے اچھے کام کو اچھا اور برے کام کو برا سمجھا جاتا ہے۔

مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ عام حالات میں ہاتھ سے برائی کو روکنا حکمرانوں اور اہلِ قدرت افراد کی ذمہ داری ہے، اور زبان (یا تحریر) سے علماء اور اہلِ اثر عوام کی ذمہ داری ہے، اور دل سے ضعفاء اور کمزوروں کی ذمہ داری ہے۔

www.idaraghufran.org

اپنے زیرِ اثر اور ماتحت افراد پر بھی (خواہ وہ خانگی اعتبار سے ہوں یا کسی ادارہ، محکمہ یا دفتر کے اعتبار سے) انسان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قدرت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ وہ ان کا ایک طرح سے حکمران ہوتا ہے، اس لئے بحیثیت حکمران کے اپنے زیرِ اثر اور ماتحت افراد کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی خاص طور پر ضروری ہے۔

اور اسی وجہ سے قرآن وسنت میں اپنے ماتحتوں اور بیوی بچوں کو بطورِ خاص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم آیا ہے، اور شوہر کو بیوی کا اور والد کو اولاد کا نگران وذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔

ہاتھ اور زبان سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طاقت وقدرت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ یا زبان کو استعمال کرنے کے نتیجے میں کسی بڑے منکر وفتنہ یا نا قابلِ برداشت تکلیف کا سامنا نہ ہو، مثلاً اگر وہ شراب کے پینے سے منع کرے تو اس کا اس سے منع کرنا کسی کے قتل کا ذریعہ بنے یا وہ گناہ کا مرتکب اس گناہ سے منع کرنے کی وجہ سے کلماتِ کفر بکنے لگے، جس کے نتیجے میں ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے، یا اسی طرح کی کوئی اور خرابی لازم آئے، اس صورت میں ہاتھ وزبان (جس کی وجہ سے بھی منکر لازم آ رہا ہے) سے منع کرنا جائز نہ ہوگا، بلکہ ہاتھ یا زبان سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے بجائے خود اس سے بچتے ہوئے دل سے منع کرنے اور دل سے اس کو بُرا سمجھنے پر اکتفاء کرنے کا حکم ہوگا۔

اور اگر زبان سے منع کرنے کی صورت میں کوئی بڑا منکر اور فتنہ تو لازم نہ آئے، البتہ صرف اپنی ذات کو تکلیف پہنچتی ہے، کسی اور کو نہیں، یا دوسرے کے ماننے کی امید نہ ہو، تو پھر زبان سے نہی عن المنکر کرنا جائز تو ہوتا ہے، مگر لازم نہیں رہتا۔

البتہ دل سے گناہ کو برا سمجھنا ہر حال میں ضروری رہتا ہے۔

(67)...... امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، یا دین کی تبلیغ ودعوت کا کام زبان کے علاوہ تحریری طور پر بھی کیا جا سکتا ہے، جس میں تصنیف وتالیف وغیرہ سب داخل ہیں، کیونکہ قلم اور تحریر بھی زبان کے ترجمان ہیں، اور زبان کے ذریعہ سے بھی مختلف شکلوں اور صورتوں میں

سرانجام دیا جاسکتا ہے، اور سب کو کسی ایک یا مخصوص طریقہ کو اختیار کرنا ضروری نہیں، مگر ہر صورت میں شریعت کے احکام اور شرائط کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

(68)...... احادیث میں زبان کو قابو میں رکھنے اور اپنے گھر میں رہنے کو بہت سے فتنوں سے نجات وحفاظت کا سبب قرار دیا گیا ہے، اور جب فتنوں کا دور دورہ ہو، اور مختلف قسم کے فتنے ہر طرف پھوٹ پڑیں، یہاں تک کہ لوگوں کو زبان سے حق بات کہنا بھی کڑوا لگنے لگے، اور فتنوں کا باعث بن جائے، اس وقت خصوصیت کے ساتھ عام لوگوں سے علیحدہ اور اپنے گھروں میں رہنے اور اپنی حد تک نیکی کے کام کو اختیار کرنے اور بُرائی سے بچنے پر اکتفاء کرنے کے ساتھ زبان کی حفاظت کی بطورِ خاص اہمیت وتاکید ہے۔

(69)...... بندوں کو مخلوق کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے، اور اللہ کا بھی، جب کسی بندہ کی طرف سے کوئی احسان سامنے آئے تو اس کا شکریہ ادا کرنے کا احادیث میں حکم آیا ہے، اور بندوں کا شکر ''جزاک اللہ خیرا'' کہنے سے اچھے طریقہ سے ادا ہوجاتا ہے۔

اور بندوں کا شکریہ ادا کئے بغیر، انسان کو اللہ کے شکر کی ادائیگی ممکن نہیں، لہٰذا جب کسی انسان کی طرف سے کوئی خیر وبھلائی حاصل ہو اور اس کا شکریہ کسی اور طریقہ سے نہ ہوسکے، تو کم از کم زبان سے ''جزاک اللہ خیرا'' کہہ کر ہی ادا کردینا چاہئے، اس سے بھی بہتر طریقہ سے بندہ کا شکر ادا ہوجاتا ہے، اور بندہ ناشکری واحسان فراموشی سے بچ جاتا ہے۔

(70)...... جب کسی سے بات کرنی ہو، تو میٹھے اور نرم انداز میں بات کرنی چاہئے، سخت لہجے میں بات کرنا یا تکلیف دہ بات زبان سے نکالنا اچھا نہیں۔

البتہ عورتوں کو کبھی نامحرم مَردوں سے بات کرنے کا اتفاق ہو، تو نرم اور میٹھے انداز کے بجائے صاف، سیدھے اور تھوڑے کُھردرے لہجے میں بات کرنی چاہیے، ایسی صورت میں عورت کو نزاکت ونرمی کے انداز میں بات کرنا فتنہ کا باعث ہوتا ہے۔

(71)...... زبانی یا تحریری طور پر بات کرتے وقت زبان سے الفاظ کی ادائیگی معتدل انداز

میں کرنی چاہئے، نہ تو اتنی جلدی جلدی بات کرنی چاہئے کہ دوسرے کو آپ کی بات ہی سمجھ نہ آئے، اور نہ ہی اتنا ٹھہر ٹھہر کر بات کرنی چاہئے کہ دوسرا آپ کی بات سے ہی اُکتا جائے۔

(72)...... زبان اور تحریر سے متعلق شریعت کی پاکیزہ تعلیم یہ بھی ہے کہ کلام اور گفتگو میں سادگی، بے تکلفی اور اعتدال واختصار کا لحاظ کیا جائے، تکلف، تصنع اور بناوٹ وطوالت اور غلو سے پرہیز کیا جائے۔

(73)...... جب کسی سے گفتگو کرنے کی نوبت آئے تو صاف صاف الفاظ زبان سے نکالنے چاہییں، تاکہ دوسرے کو آپ کی بات پوری طرح سمجھ میں آجائے اور بات مکمل کرنی چاہیے، ادھوری بات کرنا اچھا طریقہ نہیں۔

(74)...... بہت مختصر بات کہ جس سے بات کرنے کا مقصد ہی واضح نہ ہو یا بہت لمبی بات جس سے دوسرے کو الجھن یا تکلیف ہو، نہیں کرنی چاہیے۔

(75)...... بات چیت کے وقت دوسرے کے اتنے قریب نہ ہونا چاہیے، جس سے بات کرتے ہوئے منہ کی بدبو دوسرے کے لئے تکلیف کا باعث بنے، یا دوسرے کے اوپر منہ سے تھوک کی چھینٹیں اچٹ کر پڑیں، اور نہ ہی اتنی دور ہونا چاہیے کہ دوسرے کو آپ کی پوری طرح آواز ہی نہ پہنچ سکے۔

(76)...... جب کسی بڑے مثلاً ماں باپ، یا افسرِ بالا یا اُستاد وغیرہ سے بات کر رہے ہوں تو اُن کے مرتبے اور درجے کا لحاظ کرنا چاہیے؛ اور اُن کے ساتھ عام انداز میں بات کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے؛ بڑوں کے سامنے بہت اونچی آواز سے بات نہیں کرنی چاہیے، لیکن دوسرے کے ادب واحترام کا یہ مطلب بھی نہیں کہ آواز کو اتنا نیچا کرلیا جائے کہ دوسرے کو کچھ بھی سمجھ نہ آئے۔

اور اگر چھوٹوں سے گفتگو کرنے کی نوبت آئے تو چھوٹے ہونے کا لحاظ رکھتے ہوئے شفقت کے انداز میں بات کرنی چاہیے۔

(77)...... اگر کسی نے آپ کے ذمہ کوئی کام لگایا ہو، تو دوسرے کو اس کی اطلاع دیتے وقت اس کام کا نام ظاہر کر کے پوری بات بتانا چاہیے، مثلاً یہ کہ فلاں کام جو مجھے کہا گیا تھا، اس کا یہ نتیجہ نکلا، اور اچانک یہ کہہ دینا کہ کام ہو گیا یا نہیں ہوا، یہ طریقہ مناسب نہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دوسرے کو وہ بات یا وہ کام جو ذمہ لگایا گیا تھا اس وقت یاد نہ ہو اور اسے الجھن ہو۔

(78)...... بات چیت کے وقت ہاتھ پر ہاتھ مارنا اچھا طریقہ نہیں۔

(79)...... جب آپ سے کوئی دوسرا کسی کام کا کہے تو اس کو سن کر ہاں یا نہیں وغیرہ جو بھی جواب مناسب ہو، زبان سے دے دینا چاہئے، کیونکہ اس سے بات کرنے والا مطمئن ہو جاتا ہے کہ آپ کو بات سمجھ آ گئی ہے یا نہیں۔

(80)...... جب دوسرے لوگ آپس میں باتیں کر رہے ہوں، تو اُن سے اجازت لیے بغیر اُن کی باتوں میں دخل نہیں دینا چاہیے، اور کسی کی بات کاٹ کر بولنے سے پرہیز کرنا چاہیے؛ اگر ایسی کوئی ضرورت ہی پیش آ جائے تو پہلے بات کرنے کی دوسرے سے اجازت لے لینی چاہیے۔

(81)...... آپ سے کوئی کسی چیز کے بارے میں سوال کرے، تو پہلے اُس کے سوال کو اچھی طرح سُن لینا چاہیے، اور خوب سوچ سمجھ کر جواب دینا چاہیے؛ بغیر سوچے سمجھے اُلٹ پلٹ جواب دینا عقل مندی نہیں۔

(82)...... کوئی آپ کو کچھ بتلا رہا ہو تو مکمل بات سُنے بغیر ہی جواب نہیں دینا چاہیے، اور یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ ہمیں یا مجھے معلوم ہے، ممکن ہے کہ وہ بات کچھ اور کہہ رہا ہو، اور آپ کچھ اور سمجھ رہے ہوں یا اُس کے مکمل بات کرنے سے کوئی نئی بات سامنے آ جائے۔

(83)...... بلاضرورت اپنی راز داری کی باتیں دوسروں کے سامنے نہیں کرنی چاہئیں، اگرچہ دوسرا اپنا ہمدرد اور خیر خواہ ہی کیوں نہ نظر آ رہا ہو؛ کیونکہ اس سے بعض اوقات بڑے فتنے اور فسادات لازم آ جاتے ہیں، اور بعض اوقات دوستی، دشمنی سے تبدیل ہو جاتی ہے۔

(84)...... جس کی طرف سے کوئی بُرائی پہنچے، خواہ دشمن ہو یا اپنا، یہاں تک کہ کسی کی طرف

سے کوئی ناگوار بات پیش آئے، یا غلط الزام وغیرہ لگایا جائے، تو اس کا دفاع یا جواب جو بھی ہو، خوب سوچ سمجھ کر احسن اور معتدل طریقہ سے دینا چاہیے، خواہ عام بول، چال اور گفتگو کا سلسلہ ہو، یا کسی مذاکرہ، مباحثہ یا مناظرہ کا موقع ہو، اور زبانی معاملہ ہو یا تحریری۔

(85)...... دوسرے کے سامنے اپنی بڑائی جتلانے یا دوسروں کے سامنے اپنے آپ کو بڑا صاحبِ علم اور صاحبِ کمال ظاہر کرنے کے لئے بات نہ کیجئے، اور نہ ہی اس غرض سے کوئی چیز تحریر کیجئے، یہ اخلاص وتواضع کے خلاف اور فتنہ کا باعث ہے۔

(86)...... نامحرم عورتوں سے بلاضرورت بات چیت نہ کیجئے، اور نامحرم عورتوں سے شہوانی باتیں کرنا سخت گناہ کی بات ہے، خواہ براہِ راست ہو یا خط وکتابت اور فون وغیرہ کے واسطہ سے ہو۔

(87)......فضول گپ شپ میں لگ اکر اپنی زندگی کے قیمتی وقت کو برباد نہ کیجئے۔

آج کل براہِ راست ایک دوسرے کے پاس بیٹھ کر اور بذریعہ فون وغیرہ، فضول باتیں کرنے کا رواج ترقی پکڑ رہا ہے، جس میں وقت برباد ہونے کے علاوہ بہت سے فتنے بھی لازم آجاتے ہیں، چنانچہ زیادہ بولنے والے کی زبان سے بہت سی ایسی باتیں نکل جاتی ہیں، جن پر بعد میں خود بات کرنے والے کو بھی شرمندگی ہوتی ہے، اور اس کی وجہ سے کئی قسم کے جھگڑے بھی رُونما ہوجاتے ہیں۔

آج کل بعض لوگ فون پر مختلف سہولیات اور پیکیج سے متاثر ہو کر بلاوجہ کی لمبی اور فضول باتیں کرتے ہیں، اور یہ نہیں سمجھتے کہ وقت کی قیمت پیسہ سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

(88)...... جو وقت فضول کلام اور گفتگو میں خرچ ہو، اس کے بجائے اس کو اچھے کلام اور اچھی باتوں میں خرچ کرنا چاہئے، جو شخص فضولیات ولغویات میں مبتلا ہوتا ہے، اس کے گناہوں میں مبتلا ہونے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔

فضول اور لغو کلام کو چھوڑ دینا خیر والے عمل میں داخل اور عافیت وسلامتی کا راستہ ہے، اور باعثِ اجر وثواب ہونے کے ساتھ ساتھ کئی فتنوں سے حفاظت کا ذریعہ بھی ہے۔

(باب نمبر 2)

تعلیم وتعلّم (Education) کے آداب

تعلیم کی اہمیت کے آداب

(1)...... ہر انسان کو بقدرِ ضرورت علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے، علم حاصل کئے بغیر دنیا اور آخرت کے کاموں کو انجام دینا مشکل ہوتا ہے، اور لاعلمی و ناواقفیت کے نتیجہ میں انسان کئی قسم کی خرابیوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے، اس لئے ہر انسان کو حسبِ حیثیت و ضرورت علم حاصل کرنا چاہئے۔

(2)...... ایک مسلمان کے لئے اصل علم جو دنیا کے علاوہ آخرت میں بھی کام آنے والا ہے، وہ دین کا علم ہے، دین کا علم حاصل کئے بغیر ایک مسلمان کو اسلامی طریقہ پر زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے، اور آخرت کی کامیابی اور ناکامی والے کاموں کا پتہ نہیں چلتا، تاہم اس کے ساتھ دنیا کا علم بھی اتنی مقدار میں حاصل کرنا چاہئے، جو زندگی میں کام آسکے، اور ضروری چیزوں اور کاموں کو انجام دینے میں مشکل نہ ہو، اور قدم قدم پر دوسروں کی محتاجی نہ ہو۔

اور اگر دنیا کا جائز یا مفید علم صحیح نیت کے ساتھ حاصل کیا جائے، تو وہ بھی عبادت بن جاتا ہے، چنانچہ اگر کوئی طب ومیڈیکل کا جائز حدود میں رہ کر علم اس لئے حاصل کرے، تاکہ وہ صحت مند اور تندرست رہ کر اپنے اور دوسروں کے حقوق پورے کرسکے، اور عبادت بھی صحیح طرح انجام دے سکے، اور بیماروں کی مدد وخدمت کرسکے، تو یہ علم بھی عبادت کے زمرہ میں شامل ہوجائے گا، یہی حال دوسرے جائز علوم وفنون کا ہے۔

طالبِ علمی(Studentship)سے متعلق آداب

(3)......علم حاصل کرنے میں اللہ کوراضی کرنے اور دوسروں کی ضرورت پوری کرنے اور مخلوق کی خدمت کرنے کی نیت کرنی چاہیئے۔

(4)......علم حاصل کرنے کا اصل وقت بچپن کا ہے،اس عمر کا علم پختہ ہوتا ہے،اس لئے بچپن ہی سے علم حاصل کرنے کا کام شروع کردینا چاہیئے،اور پھر مختلف شکلوں میں زندگی بھر علم حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔

(5)...... پختہ اور مضبوط علم حاصل کرنے کے لئے عادتاً محنت اور اچھا ماحول ضروری ہے، بغیر محنت کے پختہ علم کا حاصل ہونا اور اچھے ماحول کے بغیر صحیح تربیت کا ہونا مشکل ہے۔

(6)......مفیداور نفع بخش علم کے ساتھ تربیت بھی ضروری ہے،اس لئے صرف کتابی علم پڑھ لینے اور پڑھادینے کوکافی نہیں سمجھنا چاہیئے،اورتربیت کے لئے بااخلاق اورنیک اساتذہ اور اچھے ماحول کوتلاش اورمنتخب کرنا چاہیئے۔

(7)...... طالبِ علم کے سرپرست اور والدین کوبھی اپنے سے متعلق بچہ کی تعلیمی وتربیتی ذمہ داریوں کوپورا کرنا چاہیئے،اورصرف کسی ادارہ میں داخل کرکے بےفکرنہیں ہوجانا چاہیئے۔

استاد(Teacher)سے متعلق آداب

(8)......جس سے آپ علم حاصل کررہے ہوں،وہ آپ کا استاذ شمار ہوتا ہے،اوراستاذ کا ادب واحترام بہت ضروری ہے،اس کی وجہ سے علم میں برکت ونورانیت ہوتی ہے،اوراستاذ کی بےادبی کرنے سے علم میں بے برکتی اورکمزوری ہوتی ہے۔

(9)......اپنے استاذ کی جائز باتوں میں اطاعت اورفرمانبرداری کرنی چاہیئے،اورنافرمانی کرنے سے بچنا چاہیئے،خاص طور پرتعلیم اورسبق وغیرہ کے بارے میں حتی الامکان استاذ کی نافرمانی سے بچنا چاہیئے،بشرطیکہ وہ گناہ کی بات نہ ہو۔

(10)......سبق یاد نہ ہونے یا چھٹی وغیرہ کرنے یا دیر سے کلاس میں حاضر ہونے میں اور اسی طرح کے دوسرے معاملات میں استاذ سے جھوٹ نہیں بولنا چاہئے، اور جو بات استاذ معلوم کرے، وہ صاف صاف اور سچ بتادینی چاہئے، جھوٹ بولنے اور غلط بیانی کرنے کی وجہ سے علم کی اصل برکت نہیں رہتی، اور ویسے بھی جھوٹ بولنا اور غلط بیانی کرنا گناہ ہے۔

(11)......استاذ کی طرف سے مطالعہ کرنے، یاد کرنے اور لکھنے پڑھنے کا جو کام دیا جائے، اس کو ذمہ داری اور پابندی سے وقت پر پورا کرنا چاہئے۔

تعلیم گاہ (Institute) سے متعلق آداب

(12)......جس مدرسہ، اسکول، کالج یا جامعہ وادارہ میں آپ پڑھتے ہیں، اس مدرسہ اور اسکول اور جامعہ یا ادارہ کے جائز قوانین اور ضابطوں کی پابندی کرنی چاہئے، اور ان کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہئے، خاص طور پر جن شرائط کی بنیاد پر کسی ادارہ میں داخلہ لیا گیا ہے، ان شرائط کی حتی الامکان پابندی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(13)......اگر کبھی مدرسہ یا اسکول وکالج کے قاعدہ وقانون کی خلاف ورزی یا استاذ کی نافرمانی ہوجائے، تو اس پر فوراً معذرت کرنی اور معافی مانگنی چاہئے، اور اس سلسلہ میں ہٹ دھرمی نہیں کرنی چاہئے۔

(14)...... ہمیشہ وقت پر درس گاہ اور کلاس میں پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور سخت مجبوری کے بغیر تاخیر یا چھٹی نہیں کرنی چاہئے۔

ہم سبق ساتھیوں (Fellows) سے متعلق آدب

(15)......اپنے ہم سبق اور ہم کلاس یا دارُالاقامہ وہاسٹل کے ساتھیوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے، اور ان کو اپنی طرف سے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے، اور کسی سے حسد بھی نہیں کرنا چاہیے، البتہ علم میں دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا بری چیز نہیں۔

(16)...... اپنے ہم سبق اور ہم کلاس ساتھیوں کی کوئی چیز چوری نہیں کرنی چاہیئے، اور کوئی چیز بغیر اجازت کے استعمال نہیں کرنی چاہیئے، اور کوشش کرنی چاہیئے کہ کسی دوسرے کی کوئی چیز آپ استعمال ہی نہ کریں، بلکہ اپنے پاس اپنی ضرورت کی تمام چیزیں محفوظ رکھیں۔

(17)...... اگر آپ کسی ہاسٹل یا دارالاقامہ میں دوسرے ساتھیوں کے ساتھ رہتے ہوں، تو رہن سہن، اٹھنے بیٹھنے وغیرہ میں دوسرے ساتھیوں کو تکلیف نہیں پہنچانی چاہیے، بلکہ ممکنہ حد تک تعلیمی اور غیر تعلیمی معاملات میں ان کی مدد کرنی چاہیے۔

لوازماتِ تعلیم (Books & Stationary) سے متعلق آداب

(18)...... کتابوں، کاپیوں اور پنسل، قلم، کاغذ وغیرہ، اور جو جو چیزیں بھی تعلیم کے لئے درکار اور ضرورت کی ہوتی ہیں، ان سب چیزوں کا ادب اور حفاظت کرنی چاہیئے، اور ان کی بے ادبی یا ان کو خراب اور ضائع کرنے سے بچنا چاہیئے۔

(19)...... کتاب پر بلاوجہ جگہ جگہ لکھ کر گندا کرنا اچھی بات نہیں۔

(20)...... اگر ممکن ہو تو اپنی کتابیں صحیح سالم محفوظ رکھنی چاہئیں، اور ان کو ضائع وخراب نہیں کرنا چاہیئے، اور جب خود ضرورت ختم ہو جائے، تو کسی دوسرے ضرورت مند کو دے دینا بہتر ہے۔

(21)...... اگر کتابیں، کسی ادارہ یا مدرسہ وجامعہ پر وقف ہیں، اور آپ کو مخصوص عرصہ کے لئے پڑھنے کے لئے حاصل ہوئی ہیں، یا آپ نے کتب خانہ یا لائبریری سے عاریتاً لی ہیں، تو ایسی کتابوں کی حفاظت بہت ضروری اور مقررہ مدت کے بعد واپس کرنا بھی ضروری ہے۔

(22)...... پڑھنے لکھنے سے فارغ ہو کر، کتاب، کاپی (Copy) قلم اور دوسری چیزوں کو بستے، بیگ یا الماری وغیرہ میں اپنی اپنی جگہ محفوظ رکھا کیجئے، ورنہ وہ گم یا خراب ہو سکتی ہیں، یا اِدھر اُدھر ہو کر دوسروں کے کام کاج میں خلل یا تکلیف کا سبب بن سکتی ہیں۔

(23)...... قلم اور پین سے لکھ کر فارغ ہونے کے بعد اس کو بند کر کے رکھنا چاہیئے، کھلا

رکھنے سے روشنائی کسی چیز پر لگ سکتی ہے، جس سے روشنائی بھی ضائع ہوسکتی ہے، اور دوسری چیز بھی گندی اور خراب ہوسکتی ہے۔

استاد (Teacher) ہونے سے متعلق آداب

(24)...... اگر آپ کسی طالبِ علم کے استاذ ہیں، تو طالبِ علم کی تعلیم وتربیت سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ضروری ہے، اور اس میں کوتاہی وخیانت کرنا جائز نہیں۔

(25)...... جو بچے یا بچیاں آپ کے زیرِ تعلیم ہوں، ان کو دیانت داری اور جانفشانی کے ساتھ علم پہنچانے میں کوتاہی نہ کیجئے اور ان کو اپنی اولاد کے درجہ میں رکھ کر خیر خواہی والا معاملہ کیجیے، اور محنت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کیجیے۔

(26)...... بلا وجہ زیرِ تعلیم افراد پر ڈانٹ ڈپٹ، اور ان کی مار پیٹ کرنا، ان پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں، اور ان کی صلاحیتیں دَب جاتی ہیں، لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔

تعلیم وتعلم سے متعلق متفرق آداب

(27)...... اپنے نام کے ساتھ بڑائی اور شہرت والے القاب استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

(28)...... انسان کو علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ کوئی مناسب ہُنر بھی سیکھ لینا مناسب ہے، جو ضرورت کے وقت بہت کام آتا ہے۔

(29)...... طالبِ علمی اور پڑھائی کے زمانہ میں یاری دوستی سے حتی الامکان پرہیز کیجئے، اس کی وجہ سے تعلیم میں خلل آتا ہے، اور انسان کو علم حاصل کرنا مشکل ہوجاتا ہے، اور کئی غلط اور بری عادتیں بھی پڑ جاتی ہیں۔

(30)...... علم حاصل کرنے کے بعد بے فکر نہ ہوجایئے، بلکہ کسی کو اپنا بڑا بنا کر رکھیے، اور اس سے علم کو صحیح استعمال کرنے کی تربیت حاصل کیجئے۔

(31)...... علم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل کرنے اور زندگی میں اس کو رہنما بنانے اور

اس سے خود بھی فائدہ اٹھانے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے رہیے۔

(32)...... دوسروں تک مفید اور دین کی باتیں پہنچانے اور دین کی تبلیغ کرنے کی کوشش کرتے رہیئے۔

(33)...... علم حاصل کرنے کے بعد تدریس، تقریر، تبلیغ اور تصنیف وغیرہ کے شعبہ سے وابستگی جہاں بڑی سعادت والا کام ہے، اسی کے ساتھ ذمہ داری والا اور نازک کام بھی ہے، اس ذمہ داری کا احساس اپنے اندر پیدا کرنا ضروری ہے، آپ کی زبان اور قلم سے نکلا ہوا ایک ایک جملہ بڑی اہمیت رکھتا ہے، جس میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

(34)...... کسی سے ذاتی تعصب رکھنا اور اس تعصب کا علم میں مظاہرہ کرنا شرعاً بھی پسندیدہ نہیں، اور اکثر اس کے نتائج دنیا میں بھی اچھے برآمد نہیں ہوتے، اس لئے اعتدال کا دامن تھامے رکھیے، دوسروں کو اپنی رائے کا پابند ہونے پر اصرار نہ کیجئے، جو بات حق معلوم ہو، اس کا مناسب موقع پر نیک نیتی سے اچھے انداز میں اظہار کر کے الگ ہو جایئے اور دوسروں کے درپے ہونے کی کوشش نہ کیجئے۔

(35)...... دنیا یا دین کی جس بات کا علم نہ ہو، اور اس کے علم حاصل کرنے کی آپ کو ضرورت ہو، تو کسی صاحبِ علم اور صاحبِ فن سے اس کا علم حاصل کرنے میں عار محسوس نہ کیجئے۔

(36)...... اگر دین وشریعت کا کوئی مسئلہ معلوم کرنا ہو، تو کسی مستند اور ذمہ دار عالم یا معتمد مفتی سے ہی معلوم کیجئے، ہر کس وناکس سے معلوم کرنا سخت خطرناک چیز ہے۔

(37)...... اگر شریعت کے کسی حکم کے بارے میں تحریری طور پر فتویٰ لینا ہو، تو کسی مستند ومعتبر مفتی صاحب کو اپنا مکمل سوال اور اصل صورتِ حال لکھ کر پیش کیجئے، اور پھر مقررہ ضابطہ کے مطابق فتویٰ حاصل کیجئے۔

(38)...... فتویٰ اپنے یا دوسرے کے علم میں اضافہ یا شریعت کے حکم پر عمل کرنے کے لئے حاصل کیجئے، کسی کی تحقیر وتذلیل کرنے یا کسی کو بے جا نقصان پہنچانے کے لئے حاصل نہ کیجئے۔

(باب نمبر 3)

سلام، مصافحہ اور معانقہ کے آداب

ایک دوسرے سے ملاقات ہونے پر سلام، مصافحہ اور معانقہ کے احکام و آداب کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

سلام (Greetings) کے آداب

(1)...... سلام دراصل سلامتی بھیجنے کی بہت جامع اور بہترین دعا ہے، جس کی اسلام میں ایک دوسرے سے ملاقات کے وقت تعلیم دی گئی ہے۔

(2)...... سلام میں سلامتی ہی سلامتی ہے، چنانچہ دنیا کی سلامتی، آخرت کی سلامتی، جان و مال کی سلامتی، اہل وعیال اور متعلقین کی سلامتی، غرضیکہ سلامتی کی ساری دعائیں سلام کے مختصر جملہ یعنی السلام علیکم کے الفاظ میں موجود ہیں۔

(3)...... ملاقات کے وقت دوسرے کو دعا دینے اور خوش آمدید کہنے کا سب سے بہترین اور عمدہ طریقہ ''السلام علیکم'' ہے اور اس کے مقابلہ میں گڈ مارننگ، گڈ ایوننگ، وغیرہ یا دوسرے الفاظ میں وہ خوبیاں نہیں، جو ''السلام علیکم'' کے الفاظ میں پائی جاتی ہیں۔

(4)...... سلام بھائی چارگی، مُساوات اور برابری کی تعلیم دیتا ہے اور ایک دوسرے پر بے جا بڑائی اور فخر و تفاخر کو ختم کرتا ہے کہ بادشاہ، رعایا، امیر و غریب، چھوٹے بڑے سب کے لئے ایک دوسرے کو، بلاتفریق یہی الفاظ کہنے کا حکم ہے، بادشاہ اور امیر اور مالدار یا بڑے عہدیدار کے لئے سلام کے کوئی دوسرے الگ سے یا اضافی الفاظ تجویز نہیں کئے گئے۔

(5)...... سلام اور اس کا جواب، ایک دوسرے کا دل خوش کرنے اور سلامتی کا پیغام دے کر

Idara Ghufran

ایک دوسرے کو اپنے شر سے محفوظ رکھنے کا پیغام ہے۔

(6)......سلام اور اس کا جواب آپس میں محبت اور ہمدردی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔

(7)......سلام اور اس کا جواب اجر وثواب والا کام ہے، اس لئے سلام اور اس کے جواب کو ثواب والا کام سمجھ کر کرنا چاہئے۔

(8)...... جب کوئی سلام کرے اور جواب دینے میں کوئی عذر نہ ہو تو سلام کا جواب دینا ضروری ہے، لہٰذا سلام کا جواب دینے میں سستی اور کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔

(9)......شرعی اعتبار سے سلام کرنے والے کو زیادہ اجر وثواب ملتا ہے اور جواب دینے والے کو اس سے کم اجر وثواب ملتا ہے، اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ وہ دوسرے مسلمان سے ملاقات کے وقت دوسرے کی طرف سے سلام کی ابتدا کرنے کا انتظار نہ کرے، بلکہ زیادہ ثواب حاصل کرنے کی خاطر خود ہی پیش قدمی کر کے سلام کرے، خود سلام نہ کرنا اور دوسرے کی طرف سے سلام کی ابتدا کا منتظر رہنا اچھی بات نہیں ہے۔

(10)...... سلام جان پہچان والے اور اجنبی ہر مسلمان کو کرنا چاہئے ، بعض لوگ صرف جان پہچان والے کو سلام کرتے ہیں اور اجنبی کو نہیں کرتے ، یہ طریقہ درست نہیں۔

(11)......صرف ہاتھ یا انگلی کے اشارے سے سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا اچھا طریقہ نہیں بلکہ جب تک کوئی عذر نہ ہو، اس وقت تک سلام اور اس کا جواب زبان سے دینا چاہئے، لیکن اگر کوئی دور ہو، اور آواز پہنچانا مشکل ہو، تو اشارے کے ساتھ زبان سے سلام کر دینا چاہئے۔

(12)...... جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان سے ملاقات کرے تو ''السلام علیکم'' کہے، خواہ دوسرا شخص ایک ہو یا ایک سے زیادہ، لہٰذا ''علیکم'' کی جگہ ''علیک'' کہنا مناسب نہیں، اور بہتر یہ ہے کہ ''ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' بھی کہے، اور سننے والا جواب میں ''وعلیکم السلام'' کہے اور بہتر یہ ہے کہ ''ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' بھی کہے۔

(13)...... سلام کے بجائے آداب وغیرہ کہنا یا لکھنا اور اسی طرح سلام کے بجائے

خداحافظ کہنا یا لکھنا مناسب نہیں، بعض لوگ سلام یا اس کے جواب میں لمبے چوڑے دوسرے الفاظ یادعائیں وغیرہ استعمال کرتے ہیں، لیکن سنت کے مطابق مختصر سلام کے الفاظ ادانہیں کرتے، یہ طریقہ نامناسب ہے۔

البتہ کسی کورخصت کرتے وقت یا رخصت ہوتے وقت سنت کے مطابق سلام کے الفاظ کہنے کے ساتھ خداحافظ کہنے میں حرج نہیں۔

(14)...... کوشش کرنی چاہئے کہ سلام اوراس کے جواب کے الفاظ صاف اور مکمل کہے جائیں، بعض لوگ سلام کے الفاظ یا حروف کو بگاڑ دیتے ہیں یادرمیان میں سے کچھ حروف غائب کردیتے ہیں، مثلاً ''السلام علیکم'' کے بجائے سامُ لیکم وغیرہ کہتے ہیں، اس طرزِ عمل سے بچنا چاہئے۔

(15)......سلام کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ کسی جگہ آنے والا، پہلے سے اس جگہ موجود شخص کواور سوار شخص پیدل چلنے والے کواور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کواور کم تعداد والے لوگ، زیادہ تعداد والے لوگوں کو، اور امیر ومالدار آدمی غریب آدمی کواور چھوٹی عمر والا فرد بڑی عمر والے فرد کوسلام کرنے میں پہل کرے، لیکن اگر یہ لوگ پہل نہ کریں، تو دوسرے کوسلام کرنے میں پہل کرنی چاہئے، جوبھی پہل کرے گا، وہی زیادہ اجروثواب کو پانے والا شمار ہوگا۔

(16)...... اگر کئی لوگوں کا مجمع ہواوران میں سے ایک فرد نے سلام کردیا تو سب کی طرف سے سلام ہوجائے گا، ہرایک کوفرداً فرداً سلام کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی، اسی طرح مجمع میں سے کسی ایک نے جواب دے دیا تو سب کی طرف سے جواب ہوجائے گا، تمام افراد کوالگ الگ جواب دینے کی ضرورت نہیں ہوگی، البتہ اگر سب لوگ فرداً فرداً سلام کریں یا سب لوگ فرداً فرداً جواب دیں، تو بھی حرج نہیں، لیکن اگر کچھ لوگ مشغول ہوں، تو خوامخواہ اپنی طرف سے ان کوفرداً فرداً سلام کرکے خلل ڈالنا مناسب نہیں۔

(17)...... وعظ، تقریر اور نماز، تلاوت اور ذکر یا اسی طرح کے دوسرے کام میں مشغول

شخص کوسلام کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(18)...... مرد کا مرد کواور عورت کا عورت کوسلام کرنا تو جائز ہے۔

اور محرَم مرد وعورت کا بھی آپس میں سلام کرنا جائز ہے، اور جو رشتہ دار عورت نامحرم ہو، مگر وہ بوڑھی یا ایسی عورت ہو، جس کو عمر رسیدہ وغیرہ ہونے کی وجہ سے شہوت نہ ہو، اور اس کوسلام کرنے میں فتنہ لازم نہ آتا ہو، تو اس کو بھی سلام کرنا اور اس عورت کا مرد کوسلام کرنا اور ایک دوسرے کو جواب دینا جائز ہے۔

لیکن اگر وہ عورت نامحرم اور جوان ہو، اور ایک دوسرے کوسلام کرنے میں فتنہ لازم آنے کا اندیشہ ہو، تو پھر آپس میں سلام کرنا مکروہ ہے۔

اور یہ حکم انفرادی سلام کرنے کا ہے، اور اگر کسی جگہ ایک سے زیادہ اجنبی عورتیں موجود ہوں، تو ان کوسلام کرنا اور اسی طریقہ سے ایک سے زیادہ مرد حضرات کی طرف سے جوان اجنبی عورت یا متعدد عورتوں کوسلام کرنا جائز ہے۔

اگر کسی جوان عورت سے کوئی جائز کام اور ضرورت وابستہ ہو، جس کی وجہ سے بات چیت کی ضرورت ہو تو بات چیت کے شروع میں سلام کرنے یا جواب دینے میں حرج نہیں، جیسا کہ آج کل بعض دفاتر اور مختلف اداروں میں خواتین سے بات چیت کی ضرورت پیش آتی ہے، اسی طرح فون پر بعض اوقات اجنبی خاتون سے ضرورت کے وقت بات چیت کرنی پڑتی ہے، اس طرح کے موقع پر اجنبی عورت کا مرد کو یا مرد کا اجنبی عورت کوسلام کرنے یا اس کا جواب دینے میں بھی حرج نہیں، لیکن یہ اجازت جائز ضرورت تک محدود ہے، غلط مقصد ہرگز نہیں ہونا چاہئے، جیسا کہ آج کل بعض لوگ اجنبی اور نامحرم عورتوں سے ملاقات یا فون پر رابطے قائم کرتے ہیں، اور ہر طرح کی شہوت پرستی والی باتیں کرتے ہیں، اور غلط و ناجائز تعلقات قائم کرتے ہیں، یہ سب چیزیں گناہ ہیں، اور ان کی شرعاً اجازت نہیں، اور پہلے جو حکم بیان کیا گیا، وہ جائز ضرورت کے وقت بات چیت کرنے اور اس موقع پر بات کرنے سے

پہلے سلام کرنے کا ہے۔

(19)...... اگر کسی پر غسل واجب ہو یا اس کا لباس ناپاک ہو، تو اس حالت میں سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا سب جائز ہے۔

(20)...... بیتُ الخلاء اور جماع میں مشغولی کے وقت زبان سے سلام کرنا یا زبان سے سلام کا جواب دینا مناسب نہیں۔

البتہ اگر بیتُ الخلاء میں موجود ہونے کی حالت میں کسی کا ضروری فون آ گیا، جس کو سننا ضروری ہو، اور دوسری طرف سے فون پر سلام کیا گیا، تو جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہنے میں حرج معلوم نہیں ہوتا، پھر زیادہ تفصیلی بات کرنے سے بچنے کے لئے دوسرے سے مناسب معذوری کا عذر کر کے معذرت کی جاسکتی ہے۔

(21)...... سلام کرتے وقت دوسرے کے سامنے جھکنا مناسب نہیں، خواہ دوسرا کوئی بزرگ یا افسرِ بالا ہی کیوں نہ ہو۔

(22)...... ''السلام علیکم'' کے جواب میں ''وعلیکم السلام'' کہنا چاہئے، تاہم افضل یہ ہے کہ سلام کا جواب اس سے بہتر طریقہ پر دیا جائے، چنانچہ اگر سلام کرنے والے نے مثلاً ''السلام علیکم'' کہا تو جواب دینے والا ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ'' کہے اور اگر سلام کرنے والے نے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہا تو جواب دینے والا ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہے، لیکن اگر کسی نے پہلے ہی سلام کرتے وقت یہ تینوں کلمات کہہ دیئے یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہہ دیا، تو جواب دینے والے کو بھی یہی تین کلمات، یعنی ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہنے پر اکتفا کرنا چاہئے، اور مزید الفاظ بڑھانے کے تکلف میں نہیں پڑنا چاہیے۔

(23)...... جس طرح مسلمان سے ملاقات کے وقت سلام کرنا ثواب والا کام ہے، اسی طرح مسلمان سے رخصت اور جدا ہوتے وقت بھی سلام کرنا ثواب والا کام ہے۔

اور فون پر بات شروع کرنے اور ختم کرنے کا حکم، سلام کے بارے میں ملاقات کے آغاز و

اختتام والا ہی ہے۔

(24)...... اگر کسی مسلمان سے ایک مرتبہ ملاقات کر لینے کے کچھ دیر بعد دوبارہ ملاقات ہو، تب بھی سلام کرنا بہتر ہے، لیکن جس کا کسی جگہ بار بار آنا اور داخل ہونا ہوتا ہو، تو ایسی صورت میں ہر مرتبہ سلام کرنے کی ضرورت نہیں، اس سے بار بار کام کاج میں خلل واقع ہوتا ہے۔

(25)...... گھر میں داخل ہو کر اور اسی طرح ملاقات ہونے یا ٹیلی فون پر رابطہ کرنے پر بات چیت کرنے سے پہلے سلام کرنا مناسب ہے، اور فون استعمال کرنے کے آداب میں یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ فون پر بات کا آغاز کرنے والے کو سلام سے پہلے ''ہیلو'' کہنا گناہ نہیں۔

(26)...... جس گھر، مکان یا دوکان یا مسجد وغیرہ میں کوئی موجود نہ ہو، اس میں داخل ہو کر اس طرح سلام کرنا بہتر ہے:

''اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ''

یعنی ''سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر''

(مصنف ابنِ ابی شیبہ)

(27)...... مسجد میں داخل ہو کر جبکہ کچھ لوگ ذکر، تلاوت یا نماز وغیرہ میں مصروف ہوں، اس وقت بلند آواز سے سلام کرنے سے بچنا چاہئے، ایسی صورت میں اگر وہاں کوئی فارغ شخص ہو، تو آہستہ سے اسے سلام کرنے پر اکتفا کرنا چاہئے۔

اور جب مسجد میں داخل ہو کر کسی ایک فرد کو سلام کر لیا تو پھر دوبارہ بآوازِ بلند سلام کرنے یا فرداً فرداً وہاں پر موجود ہر ایک فرد کو سلام کرنے کی ضرورت نہیں۔

(28)...... جو شخص کبیرہ گناہ مثلاً شراب نوشی، زنا کاری یا چوری، ڈکیٹی، قتل و غارت گری وغیرہ میں مشغول و مبتلا ہو، اُسے سلام کرنے سے پرہیز کرنا مناسب ہے، لیکن اگر کسی ایسے شخص سے جان پہچان اور تعارف ہو یا مثلاً وہ اپنا پڑوسی وغیرہ ہونے کی وجہ سے شناسا ہو، تو عام حالات میں اس کو سلام کرنا جائز ہے، اور اگر کوئی ایسا شخص سلام کرے تو اس کے سلام کا

جواب دینے میں بھی حرج نہیں۔

(29)...... غیر مسلم کو بغیر کسی مجبوری کے سلام نہیں کرنا چاہئے اور اگر وہ سلام کرے تو اس کے جواب میں صرف ''وعلیکم'' یا ''ھَـدَاکَ اللہُ'' کہہ دینے پر اکتفا کرنا چاہئے، اور اگر کسی ضرورت کے موقعہ پر غیر مسلم کو سلام کرنا پڑ جائے تو ''سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی'' کہنا مناسب ہے۔

(30)...... جس مجمع میں مسلم اور غیر مسلم دونوں قسم کے لوگ موجود ہوں، وہاں سلام کرنے میں غیر مسلم کی بجائے صرف مسلمان کو سلام کرنے کی نیت کرنی چاہئے۔

(31)...... سلام کی ابتدا آنے والے کو کرنے کا حکم ہے اور فون کرنے والا آنے والے کا حکم رکھتا ہے، لہٰذا فون کرنے والے کو سلام میں ابتداء کرنی چاہئے اور فون سننے والے کو جواب دینا چاہئے، لیکن اگر فون کرنے والا سلام نہ کرے تو سننے والے کو سلام کر لینا چاہئے۔

(32)...... سلام کی ریکارڈ شدہ آواز کے سننے پر جواب دینا ضروری نہیں، آج کل عام طور پر ٹیپ ریکارڈ کی کیسٹ اور کمپیوٹرائزڈ آلات (مثلاً مختلف گھنٹیوں، ٹیلی فون لائنوں) وغیرہ میں پہلے سے سلام کی آواز کو محفوظ اور فیڈ کیا ہوتا ہے، اس قسم کے سلام کا جواب دینا ضروری نہیں۔

(33)...... سلام کے وقت پیشانی پر ہاتھ رکھنا اچھا طریقہ نہیں۔

(34)...... سلام کے وقت بلاضرورت ہاتھ اٹھانا مناسب نہیں۔

(35)...... اگر کوئی شخص زبان سے سلام کے الفاظ ادا کرنے پر قادر ہے اور وہ زبان سے الفاظ ادا کئے بغیر صرف ہاتھ وغیرہ کے اشارہ سے سلام کرے، یا سلام کا جواب دے، تو اس طرح صرف اشارہ سے اس کا سلام اور سلام کا جواب دینا معتبر نہیں۔

البتہ اگر ہاتھ اٹھانے کی ضرورت ہو، مثلاً جس کو سلام کیا جائے یا جس کو سلام کا جواب دیا جائے اس کے دور ہونے یا کم سننے یا اس کے بہرا، گونگا وغیرہ ہونے کی وجہ سے اس کو آواز سنانا مشکل ہو تو ایسی صورت میں ہاتھ سے سلام کا اشارہ کر کے زبان سے بھی سلام کے الفاظ

ادا کر لئے جائیں، تو حرج کی بات نہیں۔

(36)...... جو شخص زبان سے سلام کے الفاظ ادا نہ کر سکتا ہو، مثلاً گونگا ہو، اس کا صرف اشارہ سے سلام کرنا اور جواب دینا معتبر اور کافی ہو جاتا ہے۔

(37)...... خط کے سلام کا جواب دینا بھی ضروری ہے، خواہ پڑھتے وقت ہی زبان سے سلام کا جواب دے دیا جائے، یا خط کے جواب میں ''السلام علیکم'' یا ''وعلیکم السلام'' لکھ دیا جائے، ان سب طریقوں سے سلام کا جواب ادا ہو جاتا ہے۔

(38)...... اگر کسی خاص شخص کا زبان سے نام لے کر سلام کیا، مثلاً یہ کہا کہ ''السلام علیکم اے فلاں'' تو اس سلام کا جواب دینا بھی متعین طور پر اس شخص ہی کے ذمہ ہوگا، لیکن اگر زبان سے کسی خاص شخص کا نام نہیں لیا، مگر اشارہ کسی خاص شخص کی طرف کیا یعنی اپنے انداز اور اپنی نیت میں کسی خاص شخص کو مخاطب بنا کر سلام کیا، تو وہاں پر موجود دوسرے شخص کا جواب دینا بھی کافی ہو جائے گا۔

(39)...... اگر کسی نے دوسرے کو سلام کہنے کو کہا یعنی کسی کی طرف سلام بھجوایا تو اگر درمیان والے شخص نے سلام پہنچانے کا وعدہ کر لیا تو وعدہ کے مطابق سلام پہنچانا ضروری ہوگا اور وعدہ نہ کیا ہو تو ضروری نہیں ہوگا۔

(40)...... اگر کسی نے دوسرے کا سلام پہنچایا، تو جواب میں یہ الفاظ کہنا چاہئیں کہ ''وَعَلَیْکَ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ''

اگر سلام کہلوانے والے زیادہ افراد ہوں تو ''وَعَلَیْکَ وَعَلَیْهِمُ السَّلَامُ'' کہنا چاہئے۔

(41)...... اگر دو افراد نے ملاقات کے وقت اتفاق سے ایک ساتھ یا کچھ آگے پیچھے ایک دوسرے کو السلام علیکم کہہ دیا، تو بھی درست ہے، اور یہی سلام کرنا جواب کے قائم مقام بھی ہو جائے گا اور الگ سے جواب کی ضرورت نہ ہوگی، کیونکہ جو الفاظ ادا کئے گئے وہ بھی سلام کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

مصافحہ (Shake Hands) کے آداب

(42)...... مسلمان سے ملاقات اور سلام کرتے وقت مصافحہ کرنا بھی سنت عمل ہے۔

(43)...... مسلمان سے مصافحہ سلام کے ساتھ کرنا چاہئے، بغیر سلام کے خالی مصافحہ نہیں کرنا چاہئے۔

(44)...... مصافحہ کا اصل وقت سلام کی طرح ابتدائی ملاقات اور رخصت ہوتے وقت ہے۔

(45)...... مصافحہ کا تعلق سلام سے اور سلام کا تعلق ملاقات سے ہے، اس لئے ملاقات ہوئے بغیر ویسے ہی کسی دوسرے موقعہ پر مصافحہ کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا اچھی بات نہیں، اور اسی وجہ سے نمازوں کے بعد مصافحہ کو رواج دینا یا مخصوص دنوں میں مصافحہ کو رواج دینا درست نہیں۔

(46)...... مصافحہ کرتے وقت دونوں ہاتھ ملانا مناسب اور بہتر ہے، البتہ کوئی عذر ہو مثلاً ایک ہاتھ مصروف ہو، یا ویسے ہی کبھی اتفاق سے کوئی ایک ہاتھ سے مصافحہ کرے، تو حرج نہیں، اگر کوئی مصافحہ کرتے وقت ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی ابتداء کرے، تو اس کے جواب میں بھی دونوں ہاتھوں سے ہی مصافحہ کرنا بہتر ہے۔

(47)...... مصافحہ میں پورا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں دینا چاہئے، صرف چند انگلیوں سے مصافحہ کرنا مناسب طریقہ نہیں۔

(48)...... مصافحہ کے وقت چہرہ پر خوشی ظاہر کرنا اور سلام کے ساتھ دوسرے کو دعائے خیر دینا، مثلاً اللہ تعالیٰ آپ کو جنت ونعمت سے نوازے وغیرہ، بہتر ہے۔

(49)...... مصافحہ کرتے وقت مصافحہ کرنے والے کی طرف توجہ ہونی چاہئے، بلا عذر کسی دوسری طرف متوجہ ہونا مناسب طریقہ نہیں۔

(50)...... مصافحہ کے وقت انگوٹھا دبانے کی شریعت میں کوئی خاص فضیلت یا ضرورت

مستند طریقہ پر ثابت نہیں، اور اس کو ثواب یا سنت سمجھنا غلط فہمی پر مبنی ہے۔

(51)...... مصافحہ کے بعد دوسرے کے ہاتھ کو دیر تک اپنے ہاتھ میں پکڑ کر نہیں رکھنا چاہئے، کیونکہ اس سے دوسرے کو خواہ مخواہ کی تکلیف ہوتی ہے، البتہ اگر کوئی بڑا اپنے چھوٹے کا ہاتھ بطور شفقت دیر تک پکڑے رکھے، جس سے دوسرے کو تکلیف نہ ہو تو حرج نہیں۔

(52)...... مصافحہ کرتے وقت دوسرے کے سامنے جھکنا اسلام کی رُو سے مناسب نہیں۔

(53)...... خواتین کو بھی آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا چاہئے۔

البتہ نامحرم عورت ومرد کو ایک دوسرے سے مصافحہ نہیں کرنا چاہئے، اور اگر مرد وعورت آپس میں ایک دوسرے کے محرم ہوں تو ان کو ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے میں حرج نہیں، بشرطیکہ کسی خرابی میں مبتلا نہ ہوں، اور کوئی فتنہ لازم نہ آئے، اور میاں بیوی کو بھی آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا جائز ہے۔

(54)...... غیر مسلم سے عام حالات میں مصافحہ کرنا مکروہ ہے، البتہ کسی ضرورت کی وجہ سے مصافحہ کیا جائے، تو حرج نہیں، لیکن غیر مسلم کا دل میں احترام نہیں ہونا چاہئے۔

(55)...... جب کوئی شخص تیزی میں کسی کام کی طرف چل کر جا رہا ہو یا گاڑی وغیرہ چلا رہا ہو، تو اسے مصافحہ کے لئے روکنا مناسب نہیں، بلکہ ایسی صورت میں چلتے چلتے ہی سلام کرنے پر اکتفاء کر لینا چاہئے۔

(56)...... مصافحہ کے بعد اپنے ہاتھوں کو چومنے یا ہاتھوں کو سینہ پر پھیرنے یا رکھنے کی ضرورت نہیں، اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(57)...... مصافحہ کے بعد دوسرے کے ہاتھ چومنا اگر رسم ورواج سے بچتے ہوئے شوق اور جائز محبت کی وجہ سے ہو، اور اس کی خاطر دوسرے کے سامنے جھکنا بھی نہ پایا جائے، تو اس میں حرج نہیں ہے، لیکن نامحرم عورت یا بے ریش لڑکے کے ہاتھ چومنا درست نہیں۔

(58)...... جب دوسرے کے ہاتھ کسی کام میں مشغول ہوں اور مصافحہ کرنے میں اس کو

IdaraGhufran

کام میں خلل آتا ہو یا تنگی ہوتی ہو، جیسا کہ دوسرا شخص لکھ رہا ہو یا گاڑی چلا رہا ہو یا اسی طرح کا دوسرا کوئی کام کر رہا ہو، اس وقت مصافحہ نہیں کرنا چاہیئے، بلکہ ایسے موقع پر صرف زبان سے سلام کرنے پر اکتفاء کرنا چاہیئے۔

(59)...... اگر کسی مجلس میں بہت سے افراد موجود ہوں اور آپ کو کسی خاص شخص سے ملنا ہو تو فرداً فرداً ہر ایک سے مصافحہ کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ متعلقہ شخص سے مصافحہ کافی ہے، اور وہاں پر موجود دوسرے افراد مصروف نہ ہوں تو ان سے بھی مصافحہ کرنے کی گنجائش ہے، اور اگر مجلس میں موجود کسی دوسرے فرد سے بھی تعارف ہو، اور اسے اس وقت مصافحہ میں زحمت بھی نہ ہوتی ہو، تو اس سے بھی مصافحہ کر لینے میں حرج نہیں، لیکن بلا وجہ فرداً فرداً سب لوگوں سے مصافحہ کو ضروری سمجھنا اور سب لوگوں کے کام میں خلل ڈالنا مناسب طریقہ نہیں۔

(60)...... جب کوئی بزرگ یا کوئی اور بڑے عہدیدار صاحب تھکے ہوئے یا کمزور ہوں یا انہیں سفر وغیرہ کی جلدی ہو یا اسی طرح کا کوئی اور تقاضا ہو اور مصافحہ کے خواہش مند لوگوں کی تعداد زیادہ ہو تو اپنا شوق پورا کرنے کے لئے ہر ایک کو الگ الگ مصافحہ کر کے ان کو تکلیف نہیں پہنچانی چاہیئے۔

معانقہ (Embrace) کے آداب

(61)...... شریعت کی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے معانقہ کرنا یعنی گلے ملنا بھی مستحب ہے۔

(62)...... شرعی اعتبار سے معانقہ یعنی گلے ملنے کا اصل موقع سفر سے آنے پر یا مدتِ دراز کے بعد ملاقات ہونے پر ہے۔

لیکن اگر کوئی سفر وغیرہ سے آمد پر یا مدتِ دراز کے بعد ملاقات ہونے پر سلام اور اس کے ساتھ مصافحہ کر لے اور معانقہ نہ کرے تو بھی کوئی گناہ نہیں، کیونکہ اس موقع پر معانقہ ضروری عمل نہیں، بلکہ زیادہ سے زیادہ ایک مستحب درجہ کا عمل ہے۔

(63)...... معانقہ کے اصل معنٰی ہیں ”گردن سے گردن ملانا“ اور ہماری بول، چال میں بھی معانقہ کو ”گلے ملنا“ کہا جاتا ہے اور اہلِ عرب کا معمول بھی یہی ہے کہ پورا جسم دوسرے سے الگ رکھ کر صرف گردن سے گردن ملاتے ہیں۔

اس لئے معانقہ میں صرف گلے ملنے کے عمل پر اکتفا کرنا چاہیے، اور اس میں غلو نہیں کرنا چاہیے، بعض لوگ معانقہ کے وقت، سینہ، پیٹ اور پورا جسم ایک دوسرے کے ساتھ ملاتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کو دباتے بھی ہیں، ان چیزوں کی ضرورت نہیں، اور ان سے بچنے میں ہی ہر طرح کے فتنہ سے سلامتی وعافیت ہے۔

(64)...... سفر وغیرہ سے آمد کے موقع پر ملاقات کے وقت سلام کے بعد صرف معانقہ کرنا چاہیے، اور معانقہ کے بعد یا معانقہ سے پہلے مصافحہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

(65)...... معانقہ ایک مرتبہ کرنا چاہیے، کئی کئی مرتبہ یا تین مرتبہ معانقہ کرنے کو ضروری سمجھنا غلط ہے، لہٰذا تین تین مرتبہ گلے لگنے کے تکلف میں نہیں پڑنا چاہیے۔

(66)...... مرد کو مرد سے اور عورت کو عورت سے معانقہ کرنے میں تو حرج نہیں، البتہ مرد و عورت کو ایک دوسرے سے معانقہ نہیں کرنا چاہیے، خواہ وہ آپس میں محرَم ہوں، مگر یہ کہ میاں بیوی آپس میں معانقہ کریں، تو اس میں حرج نہیں۔

(67)...... عید کے دن یا عید کی نماز کے بعد اور اسی طرح فوتگی یا نکاح ہونے کے موقع پر گلے ملنے کو سنت یا ضروری سمجھنا غلط ہے۔

اور آج کل ان مواقع پر بہت سے لوگ سنت یا ضروری سمجھ کر معانقہ کرتے اور گلے ملتے ہیں، جس کی وجہ سے منع کیا جاتا ہے۔

البتہ اگر کوئی ان مواقع پر سفر سے آیا ہو یا سفر پر جا رہا ہو، یا کسی سے مدتِ دراز کے بعد ملاقات ہوئی ہو، تو اس سے سلام کرنے اور اس کے ساتھ گلے ملنے میں حرج نہیں۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

(باب نمبر 4)

ملاقات وزیارت کرنے کرانے کے آداب

ایک دوسرے سے ملاقات کرنے، ایک دوسرے کے پاس جانے اور ایک دوسرے کے گھر میں داخل ہونے کے آداب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان بندہ بھی اپنے بھائی کی اللہ کی رضا کی خاطر زیارت کرنے کے لئے آتا ہے، تو آسمان سے ندا دینے والا یہ نِدا دیتا ہے کہ تو خوش نصیب ہے، اور تجھ کو جنت پسند کرتی ہے، ورنہ اللہ اپنے عرش کے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میری رضا کے لئے اس نے زیارت کی ہے، اور میرے ذمہ ہی اس کی مہمانی ہے، اور میں اس کے لئے جنت کے علاوہ کسی مہمانی کو پسند نہیں کرتا (ابویعلیٰ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ (مسلمان بھائی کی اعتدال کے ساتھ) کبھی کبھی زیارت کیا کرو، اس سے محبت میں اضافہ ہوگا (طبرانی)

اس طرح کی اور بھی کئی احادیث ہیں۔

ملاقات وزیارت کے بنیادی آداب

(1)...... جب اتفاقاً کسی سے ملاقات ہو، تو اس کو سلام کرنا چاہئے، اور ہو سکے تو مصافحہ کرنا چاہئے، اور اگر سفر سے آیا ہو، تو معانقہ بھی کر سکتے ہیں، اور ان چیزوں کی تفصیل اور

آداب پہلے الگ سے ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

(2)...... جب کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو سنت کے مطابق سلام کرنا چاہئے۔

اور سنت کے مطابق سلام کرنے کے بجائے اِدھر اُدھر کے الفاظ کہنا اسلامی طریقہ نہیں۔

(3)...... دوسرے سے ملاقات ہونے پر خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے۔

(4)...... یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ ایک مسلمان سے جب دوسرا مسلمان جائز طریقہ پر ملاقات کرتا ہے، اور مقصد رضائے الٰہی ہوتا ہے، تو یہ بڑی عبادت اور ثواب والا کام ہے۔

(5)...... خاص طور پر نیک لوگوں کی زیارت کرنا دنیا اور آخرت کے اعتبار سے مفید ہے۔

مہمان ملاقاتی (Visitor) ہونے کے آداب

(6)...... جب کسی سے جائز طریقہ پر ملاقات کرنے کا ارادہ ہو تو اس کے آرام اور مصروفیات کا لحاظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، آرام یا کسی دوسری ضروری مصروفیت کے وقت ملاقات کے لئے پہنچ جانا اچھا طریقہ نہیں۔

(7)...... اگر ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ ملاقات سے پہلے دوسرے کے معمولات اور مصروفیات بلکہ ملاقات کے وقت کو معلوم کر لیا جائے یا کم از کم دوسرے کو اپنے آنے کی پہلے سے کسی واسطہ اور ذریعہ سے اطلاع کر دی جائے اور ملاقات کے مقصد کو بھی دوسرے پر واضح کر دیا جائے، تاکہ وہ اسی حیثیت سے آپ سے ملاقات کے لئے آمادہ و تیار ہو۔

غلط مقصد ظاہر کرنے یا گول مول انداز میں دوسرے کو ملاقات پر آمادہ کرنے سے بعد میں دوسرا تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔

(8)...... اگر کسی وقت دوسرے سے ملاقات کا وقت طے کر لینے کے بعد اتفاق سے بروقت جانا نہ ہو سکے، یا وہاں پہنچنے میں کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے، تو دوسرے کو اس کی اطلاع کر دینا مناسب ہے، تاکہ دوسرا آپ کے لئے محبوس و مقید ہو کر اور اپنے کام کاج چھوڑ کر

انتظار میں نہ بیٹھا رہے، اور وعدہ کر لینے کے بعد حتی الامکان مقررہ وقت پر ملاقات کی کوشش کرنی چاہئے۔

(9)...... اگر دوسرے سے ملاقات کا وقت طے کر لیا گیا اور پھر اس وقت تک ملاقات کے لئے پہنچنے میں تاخیر ہوگئی اور دوسرے کے پاس بعد میں آپ سے ملاقات کا وقت نہیں ہے، یا معلوم ہوا کہ اب وہ کسی دوسرے کام میں مصروف ہو گئے ہیں، تو ان سے ملاقات پر اصرار اور جبر نہیں کرنا چاہئے، اور اگر وہ اپنی کسی مصروفیت کی وجہ سے اب ملاقات پر راضی نہ ہوں تو بُرا نہیں منانا چاہئے، کیونکہ مقررہ وقت گزرنے کے بعد اب وہ آپ کی ملاقات کے پابند نہیں رہے، البتہ اگر وہ اب بھی خوشدلی سے ملاقات پر راضی ہوں، تو علیٰحدہ بات ہے، لیکن اس صورت میں ملاقات کو مختصر کر کے دوسرے کو جلد از جلد فارغ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(10)...... جب کسی سے ملاقات کے وقت کا دورانیہ طے ہو تو حتی الامکان اس وقت کے اندر اندر ہی ملاقات کر کے فارغ ہونے کی کوشش کرنی چاہئے، مختصر وقت کا وعدہ اور محدود ملاقات کا طے کر کے، زیادہ وقت تک جم کر بیٹھے رہنا درست نہیں، اگر چہ دوسرا آپ کو جانے کا نہ کہے، کیونکہ دوسرے کو اس طرح منہ پر واپس جانے کا کہنا زیب نہیں دیتا، اور بیٹھنے والے کو دوسرے کی خاموشی، رضامندی محسوس ہوتی ہے۔

(11)...... اگر کسی سے ملاقات کے لئے جانا ہو اور جانے کے بعد معلوم ہو کہ وہ اس وقت آرام کر رہے ہیں یا اور کسی ضروری کام میں مصروف ہیں اور ان کو آپ کی اس وقت ملاقات سے تکلیف یا ضروری کام میں حرج ہوگا، تو اس وقت فارغ ہونے کا انتظار کرنا چاہئے یا پھر وہاں سے لوٹ جانا چاہئے اور پھر کسی دوسرے وقت ملاقات کرنی چاہئے اور بلاوجہ اسی وقت ملاقات کرنے پر اصرار نہیں کرنا چاہئے۔

(12)...... جب کسی سے ملاقات ہو تو بلاضرورت ملاقات کو لمبا نہیں کرنا چاہئے، اور جلد از جلد فراغت حاصل کر کے دوسرے کو اپنے کاموں کے لئے فارغ کر دینا چاہئے، البتہ دوسرا

خود ہی آپ کی لمبی ملاقات سے دلی طور پر راضی ہو اور آپ کے دیر تک ملاقات کرنے اور بیٹھے رہنے کا اس پر بوجھ نہ ہو، تو پھر حرج کی بات نہیں۔

دوسرے کی دلی رضامندی کے بغیر اس کے سر پر چڑھ کر بیٹھے رہنا درست نہیں، بعض اوقات دوسرے کو لمبی ملاقات سے زحمت وتکلیف ہوتی ہے، یا اس کے آرام یا کسی دوسرے کام میں خلل ورکاوٹ پیدا ہوتی ہے، اور وہ زبان سے شرما حضوری کے کچھ کہہ نہیں پاتا۔

(13)...... اگر کسی سے ملاقات کے لئے جانا ہوا اور وہ صاحب اس وقت کسی کام میں مصروف ہوں، تو ان کی بے خبری میں ان کے پاس بیٹھے رہنا مناسب نہیں، کیونکہ ہر انسان بے تکلفی کے ساتھ اپنے حسبِ حیثیت ہی کام انجام دیتا ہے، بعض اوقات وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہاں کوئی موجود نہیں، اور وہ کوئی ایسا کام کرتا ہے، جو وہ دوسرے کے سامنے کرنا پسند نہیں کرتا۔

اور اگر آپ کی موجودگی میں وہ صاحب کسی دوسرے سے کوئی راز کی بات کررہے ہوں، یا راز داری کا کام کررہے ہوں، تو ایسے وقت خود ہی وہاں سے علیٰحدہ ہو جانا مناسب ہے۔

(14)...... جب کسی سے ملاقات کریں اور اس سے بے تکلفی نہ ہو تو خواہ مخواہ اس سے اس کی راز داری اور گھر داری کی باتیں نہیں پوچھنا چاہییں اور نہ ہی دوسرے کی اس طرح کی باتوں میں دخل دینا چاہئے۔

(15)...... جب کسی کے پاس کسی مقصد کے لئے ملنے جائیں، تو موقع پاتے ہی اپنے آنے کی غرض ظاہر کردینی چاہئے، ٹال مٹول اور لیت ولعل کرنا یا بات کو گھمانا پھرانا اور اپنے مقصود سے ہٹ کر غلط غرض بیان کرنا یا اپنے مقصد کی بات چھوڑ کر ادھر اُدھر کی باتیں کرکے دوسرے کا وقت خرچ کرنا یا پہلے اس کا دوسری طرف ذہن منتقل کرنا اور اس کو ادھر اُدھر کی باتوں سے تھکانے کے بعد اصل مقصد کا بوجھ ڈال کر تکلیف میں مبتلا کرنا درست نہیں۔

(16)...... اگر ملاقات کے بعد دوسرا آپ کے واپسی یا قیام اور سفر وغیرہ کا نظم اور پروگرام

معلوم کرے، تو اسے حکمت کے ساتھ اس سے صاف صاف آگاہ کردینا چاہئے۔

اور اگر دوسرا معلوم نہ کرے تب بھی اپنی واپسی اور قیام وغیرہ کے نظم و پروگرام سے دوسرے کو آگاہ کردینا مناسب ہے، تاکہ وہ اس کے مطابق اپنے معمولات نیز آپ کی ضیافت وغیرہ کا نظم طے کرلے اور اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔

(17)...... اگر کسی کے پاس ملاقات کے لئے جانا ہو اور ان سے پہلے اجازت لے لی گئی ہو یا ان کو اطلاع دے دی گئی ہو، تو ساتھ ہی یہ بھی بتلا دینا مناسب ہے کہ ان سے ملاقات کے لئے کتنے افراد آرہے ہیں، تاکہ دوسرے کو انتظامات وغیرہ میں مشکل نہ ہو۔

(18)...... دوسروں سے ملاقات کرنے میں اعتدال کا لحاظ رکھنا چاہئے، نہ تو اتنی زیادہ اور کثرت سے ملاقات کرنی چاہئے کہ دوسرا تنگ پڑ جائے، اور اس کے ضروری کام کاج میں خلل واقع ہونے لگے، اور محبت والفت کے بجائے، عداوت پیدا ہونی شروع ہوجائے، اور نہ ہی ایسی کنارہ کشی اختیار کرنی چاہئے کہ ملاقات بالکل ہی ترک کردی جائے۔

(19)...... دوسرے سے ملاقات کے وقت کوئی ہدیہ وتحفہ (Gift) اپنے ساتھ لے جانا ضروری نہیں، البتہ کوئی اخلاص کے ساتھ رسم ورواج کے بغیر کبھی ہدیہ لے جائے، تو گناہ بھی نہیں، بلکہ ثواب کی بات ہے۔

میزبان ملاقاتی (Host) ہونے کے آداب

(20)...... جب آپ سے کوئی ملاقات کا وقت طلب کرے اور آپ اس کو ملاقات کے لئے کوئی وقت دے دیں، اور آپ کو اس وقت کے بعد کوئی دوسری مصروفیت ہو تو ساتھ ہی بتلا دینا مناسب ہے کہ فلاں وقت کے بعد آنے کی صورت میں ملاقات کسی دوسرے کام کی مشغولیت وغیرہ کی وجہ سے ملاقات مشکل ہوگی، اس لئے مقررہ وقت پر ہی تشریف لائیں۔

(21)...... آپ کے کسی کو ملاقات کا وقت دے دینے کے بعد مناسب یہ ہے کہ اس کو

ڈائری وغیرہ میں لکھ لیا جائے، یا کسی ساتھی کو بتلا دیا جائے، تاکہ وہ آپ کو یاددہانی کرادے، اور اگر اس مقررہ وقت پر آپ کو دوسری کوئی ضروری مصروفیت آپڑے، جس کی وجہ سے آپ وعدے کے مطابق دوسرے سے ملاقات نہ کرسکتے ہوں، تو مناسب یہ ہے کہ اس سے دوسرے کو آگاہ کردیا جائے، تاکہ وہ پریشان نہ ہو، یا اس سے ملاقات وغیرہ کا متبادل بندوبست کردیا جائے، مثلاً اپنے کسی معتبر نمائندہ کو ملاقات کے لئے مقرر کردیا جائے، جس سے اس آنے والے کی ضرورت پوری ہوجائے۔

ملاقات سے متعلق متفرق آداب

(22)...... کسی سے ناجائز ملاقات کرنا مثلاً نامحرم مرد وعورت کا آپس میں بلاضرورتِ شرعی ملاقات کرنا، یا ایک دوسرے سے بے پردگی کا مظاہرہ کرنا، یا نامحرم مرد وعورت کا آپس میں خلوت وتنہائی اختیار کرنا منع ہے، اس لئے اس طرح کی ناجائز اور گناہ پر مشتمل ملاقات کو ترک کرنا چاہئے، اور جائز ملاقات کو اختیار کرنا چاہئے۔

(23)...... دوسرے سے ملاقات ہونے پر اس چیز کا خیال کرنا بہت ضروری ہے کہ گناہ کی باتوں سے پرہیز کیا جائے، مثلاً غیبت، چغلی، غلط بیانی وغیرہ۔

اور حتی الامکان اپنی رازداری کی باتیں دوسرے کے سامنے کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، بلکہ فضول گوئی سے بھی اجتناب کرنا چاہئے، کیونکہ ان چیزوں کی وجہ سے بعض اوقات بڑے بڑے نقصانات پیش آجاتے ہیں۔

(24)...... اپنے رشتہ داروں سے کبھی کبھی ملاقات کرنا، رشتہ داری کے حقوق اور صلہ رحمی میں داخل ہے، جس کا تفصیلی ذکر رشتہ داروں کے آداب میں کردیا گیا ہے۔

(25)...... اگر کسی سے ملاقات کے لئے چل کر جانا مشکل ہو تو خط وکتابت کے ذریعہ یا ٹیلی فون وغیرہ کے واسطہ سے رابطہ یا بات چیت کرکے ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔

(باب نمبر5)

ہدیہ وتحفہ (Gift) دینے لینے کے آداب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

’’تم آپس میں ہدیہ لیا دیا کرو، کیونکہ یہ دل کے کینہ (اور آپس کی عداوت) کو دور کرتا ہے‘‘ (مسند احمد)

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

’’اگر مجھے بکری کا کھُر (یعنی ادنیٰ درجہ کی چیز) کو بھی ہدیہ میں دیا جائے، تو میں اس کو قبول کرلوں گا، اور اگر مجھے اس کی دعوت دی جائے، تو دعوت بھی قبول کرلوں گا‘‘ (مسند احمد)

ہدیہ وتحفہ کے بنیادی آداب

(1)...... ہدیہ وتحفہ اس چیز کو کہا جاتا ہے جو دوسرے کے اعزاز واکرام اور محبت کی خاطر اس کی خدمت میں بغیر کسی معاوضہ کے بطور تحفہ پیش کی جائے، پھر اگر اس چیز کو دوسرے کے یہاں پہنچایا جائے تو اس کو عربی زبان میں ہدیہ کہا جاتا ہے اور اگر اس کو دوسرے کے یہاں نہ پہنچایا جائے، البتہ دوسرے کی خدمت میں مالکانہ طور پر پیش کیا جائے، تو اس کو عربی زبان میں ’’ہبہ‘‘ کہا جاتا ہے، اور آج کل انگریزی زبان میں اس کو گِفٹ (Gift) کہا جاتا ہے۔

(2)...... ہدیہ اور صدقہ میں فرق یہ ہے کہ ہدیہ کا اصل مقصد دوسرے کا اعزاز واکرام کرکے، اس کے نتیجہ میں ثواب حاصل کرنا ہوتا ہے، اور صدقہ کا اصل مقصد دوسرے کی ضرورت پوری کرنا اور اس کے نتیجہ میں ثواب کا حاصل کرنا ہوتا ہے۔

اسی لیے ہدیہ وتحفہ مال داروں اور امیروں وغیرہ کو بھی دیا جاسکتا ہے، اور صدقہ غریبوں کو ہی دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(3)...... مسلمانوں کو ہدیہ و تحفہ کا اخلاص کے ساتھ ایک دوسرے کو دینا اور قبول کرنا دونوں سنت سے ثابت ہیں، اس کے ذریعہ سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے، اور دلوں سے بغض وکینہ دور ہوتا ہے۔

(4)...... ہدیہ وتحفہ دینے اور لینے کے لئے زبان سے مخصوص الفاظ کی ادائیگی ضروری نہیں، بلکہ ہدیہ کرنے والے کا دوسرے کی خدمت وتحویل میں بطور اکرام کے کوئی چیز پہنچا دینا اور دوسرے کا اس کو لے لینا کافی ہے۔

ہدیہ لینے کے آداب

(5)...... کسی دوسرے کی خوشدلی کے بغیر یا دباؤ ڈال کر اس کی کوئی بھی چھوٹی بڑی مملوکہ چیز ہدیہ میں لینا جائز نہیں۔

(6)...... ہدیہ لینے میں ایسا کوئی انداز اختیار کرنا بھی جائز نہیں، جس سے ہدیہ دینے والا خواہی نخواہی یعنی اپنی خوشدلی کے بغیر صرف شرمندہ ہوکر ہدیہ دینے پر مجبور ہوجائے، مثلاً کسی بزرگ یا پیر صاحب کا اپنے سامنے پیسوں کا کپڑا بچھا کر بیٹھ جانا کہ جو مرید بھی ملاقات و مصافحہ کرنے آئے، وہ سامنے ہدیہ ڈالے، یہ مناسب طریقہ نہیں، کیونکہ اس میں آنے والا شرمندہ ہوکر ہدیہ کے نام سے رقم وغیرہ ڈالنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔

(7)...... جس کو ہدیہ دیا گیا ہے اُس کو چاہئے کہ وہ ہدیہ میں لی ہوئی چیز کو ہدیہ دینے والے کے سامنے ایسے طریقے پر استعمال اور خرچ نہ کرے، جس سے ہدیہ دینے والے کی دل شکنی ہو، اور اس کے سامنے اس چیز کی بے قدری کا ظاہر ہونا لازم آئے۔

(8)...... ہدیہ میں آئی ہوئی چیز اگر اپنی ضرورت کی نہ ہو یا اس میں سے کچھ حصہ بچ جائے تو

وہ کسی دوسرے کو بھی یا صدقہ وغیرہ ہدیہ میں دی جاسکتی ہے، لیکن ہدیہ دینے والے کی دل شکنی سے بچنے کا اہتمام پھر بھی کرنا چاہئے۔

(9)...... جو چیز ہدیہ یا زکوٰۃ وصدقہ وغیرہ کے طریقہ پر یا کسی بھی دوسرے حلال ذریعہ سے اپنی ملکیت میں آئی ہو وہ بھی دوسرے مالدار کو ہدیہ میں دینا درست ہے۔

(10)...... اگر کوئی غیر مسلم ہدیہ پیش کرے، اور اس سے کوئی نقصان اور گناہ لازم نہ آتا ہو، تو اس کا دیا ہوا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے، یعنی صرف غیر مسلم ہونے کی وجہ سے کوئی ہدیہ ناجائز نہیں ہوتا، جب تک کہ اس سے کوئی اور گناہ یا خرابی لازم نہ آرہی ہو۔

(11)...... اگر کوئی تمہاری خاطرداری کے لئے کوئی ہلکی پھلکی چیز مثلاً خوشبو، تیل، تکیہ، دودھ، وغیرہ پیش کرے کہ خوشبو یا تیل لگالو یا تکیہ کا سہارا لے لو، یا دودھ پی لو تو اگر کوئی معقول عذر نہ ہو، تو اس کے قبول کرنے میں انکار نہ کرے، کیونکہ اس کے قبول کرنے میں کوئی مشقت بھی نہیں اور قبول کرنے سے دوسرے کا دل بھی باآسانی خوش ہو جاتا ہے۔

(12)...... جو شخص آپ کا مقروض ہو، اُس سے ہدیہ لینا مناسب نہیں، البتہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ قرض لینے کی وجہ سے ہدیہ نہیں دے رہا، مثلاً قرض دینے سے پہلے بھی اُس سے ایسا تعلق ہے کہ اس طرح کے ہدیہ کا لین دین اُس سے چلتا ہے، یا وہ پہلے سے اس طرح کا ہدیہ دیتا رہتا ہے، تو پھر اُس کا ہدیہ قبول کر لینے میں حرج نہیں۔

ہدیہ دینے کے آداب

(13)...... جو شخص اخلاص کے ساتھ ہدیہ دے، تو اُس کا بدلہ بھی ہدیہ کے ساتھ دینا چاہئے، مگر یہ ضروری نہیں کہ اس کے دیئے ہوئے ہدیہ کے معیار کا ہو، بلکہ جو آسانی سے ممکن ہو، وہ دینا چاہئے، ورنہ خیر، بھلائی اور نیکی یا احسان کے ساتھ بدلہ دینا چاہئے اور کچھ نہ ہو تو اُس کے حق میں دعاء کر دینی چاہئے یا کم از کم ''جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا '' وغیرہ کہہ دینا چاہئے،

لیکن ہدیہ دینے والے کو خود سے اپنے لئے ہدیہ کے عوض میں نیکی یا احسان کی خواہش نہیں رکھنی چاہئے، ورنہ ہدیہ کا اصل مقصد فوت ہوسکتا ہے۔

(14)...... کسی کو ہدیہ کرنے کے لئے ہدیہ کا قیمتی اور مہنگا ہونا ضروری نہیں، بلکہ مختصر اور چھوٹی چیز بھی اخلاص کے ساتھ ہدیہ میں پیش کی جاسکتی ہے۔

(15)...... ہدیہ اور تحفہ رسم ورواج اور ریاء کاری اور دکھلاوے سے پاک وصاف ہوکر اخلاص کے ساتھ دینا چاہئے۔

آج کل ہمارے معاشرے میں ہدیہ اور تحفہ کے نام پر بہت سی ایسی شکلیں رائج ہوگئی ہیں جو حقیقی ہدیہ کے مقاصد ومنافع سے خالی اور رسم ورواج پر مشتمل ہیں، اور اسی وجہ سے اُن کو اختیار کرنے کے باوجود آپس میں محبت پیدا نہیں ہوتی اور دلوں سے بغض اور کینہ دُور نہیں ہوتا، جو حقیقی ہدیہ کی تاثیر ہے، اس لیے اخلاص کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

(16)...... ہدیہ ایسی چیز کا دینا چاہئے جو کارآمد ہو، آج کل بہت سے مواقع پر رسمی تحفے ایسی چیزوں کے دیئے جانے لگے ہیں، جن کا کوئی معقول اور قابلِ ذکر فائدہ نہیں ہوتا، مثلاً آج کل مصنوعی گلدستے پیش کئے جاتے ہیں، جو اکثر وبیشتر لینے کے بعد پھینک دیئے جاتے ہیں، اس طرح کی رواجی اور رسمی چیزوں کی بجائے کسی قابلِ ذکر اور معقول نفع بخش اور مفید و کارآمد چیز کا ہدیہ دینا چاہئے۔

(17)...... ہدیہ کا اصل طریقہ یہ ہے کہ وہ دوسروں کی نظروں سے چھپا کر پیش کیا جائے، کسی دوسرے اور غیر متعلقہ شخص کے سامنے یا مجمع میں ہدیہ پیش کرنا مناسب نہیں، مگر آج کل بعض لوگوں کی طرف سے ہدیہ اسی کو سمجھا جاتا ہے جو محفل اور مجمع میں سب کو دکھا کر پیش کیا جائے، البتہ اگر ہدیہ لینے والا خود ہی دوسروں پر اس کا اظہار کردے، تو یہ اس کی مرضی ہے، لیکن دوسروں پر ظاہر کرنا ہدیہ دینے والے کا حق نہیں۔

اگر دوسرے کو نقدی کی شکل میں ہدیہ پیش کرنا ہو، تو اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ کسی لفافہ میں رکھ

کر یا کاغذ وغیرہ میں بند کر کے پیش کرے، اور ساتھ ہی اس میں ہدیہ وغیرہ کا لفظ بھی لکھ دے۔

(18)...... بہتر یہ ہے کہ ہدیہ دوسرے کے ہاتھ میں سپرد کرے، دوسرے کی لاعلمی میں ہدیہ خاموشی سے کسی جگہ رکھ کر یا چھوڑ کر چلے جانا مناسب نہیں، اس سے بعض اوقات دوسرے کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ جانے والا یہ چیز ہدیہ کے طور پر چھوڑ کر گیا ہے، یا اپنی ملکیت والی چیز وہاں رکھ کر بھول گیا ہے، اگر مجمع وغیرہ کی وجہ سے دوسرے کے ہاتھ میں ہدیہ دینا مشکل ہو تو تنہائی حاصل ہونے کا انتظار کرنا مناسب ہے، اگر یہ بھی مشکل ہو تو ایسا کوئی مناسب حل تلاش کرنا چاہئے، جس سے مجمع کے سامنے ہدیہ کا اظہار نہ ہو، اور جس کو ہدیہ دیا جا رہا ہے اس کو ہدیہ کا علم بھی ہو جائے، مثلاً وہاں کے کسی متعلقہ شخص کو اس کی اطلاع دے دے، یا کسی پرچہ وغیرہ پر لکھ کر یا ہو سکے تو بذریعہ فون ہدیہ سے دوسرے کو آگاہ کر دے۔

(19)...... اگر دوسرا کسی وجہ سے آپ کا ہدیہ قبول نہ کرے اور واپس کرنا چاہے تو اس کو ہدیہ قبول کرنے پر مجبور نہیں کرنا چاہئے، البتہ دوسرے سے واپسی کی وجہ معلوم کر لینی چاہئے، تاکہ اس کو درست کیا جا سکے، اور آئندہ کے لئے بھی اس سے بچا جا سکے۔

(20)...... ہدیہ، نقدی اور غیر نقدی دونوں شکلوں میں دیا جا سکتا ہے، لیکن نقدی کی شکل میں ہدیہ کرنا عام حالات میں دوسری چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ مفید اور بہتر ہے، کیونکہ نقدی سے دوسرے شخص کو اپنی کسی بھی مناسب ضرورت پوری کرنے اور پسندیدہ چیز حاصل کرنے کا اختیار ہوتا ہے، جبکہ دوسری چیزوں میں یہ اختیار نہیں ہوتا، نیز نقدی کا ہدیہ اخلاص کے ساتھ اور دوسروں کی نظروں سے چھپا کر دینا بھی آسان ہوتا ہے۔

(21)...... دیندار اور معزز لوگوں کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا بنسبت دوسروں کے زیادہ بہتر اور افضل ہے، اس لئے کہ ہدیہ میں پیش کی ہوئی چیز ایک دیندار اور نیک آدمی استعمال کرے گا، تو اس کا درجہ ایک عام دنیا دار وغیر دیندار شخص کے استعمال سے اونچا اور افضل ہے۔

(22)...... کسی مصلحت وضرورت سے غیر مسلم کو ہدیہ وتحفہ پیش کرنا جائز ہے، لیکن اس طرح کے تحفہ یا ہدیہ میں شرط یہ ہے کہ غیر مسلم کی محبت اور عظمت دل میں نہ ہو، کیونکہ کسی غیر مسلم کی محبت اور اس سے دلی دوستی اور اس کی دل میں تعظیم رکھنا جائز نہیں۔

(23)...... اگر دوسرے سے اپنا کوئی جائز مقصد اور غرض وابستہ ہو تو ایسے موقع پر دوسرے کو ہدیہ پیش نہ کرے، کیونکہ اس کی وجہ سے دوسرا شرمندہ یا متأثر ہو جاتا ہے، اور اُس کو اپنے کام کی آزادی میں رکاوٹ پیش آتی ہے، اور اس طرح کی بعض صورتوں میں وہ ہدیہ دراصل رشوت کے زمرہ میں بھی داخل ہوسکتا ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

(24)...... دوسرے کو ہدیہ اور اپنی کوئی ضرورت دونوں ایک ساتھ پیش نہ کرے، یہاں تک کہ ہدیہ کے ساتھ دُعاء کی درخواست بھی نہ کرے، بلکہ ہدیہ ایسے انداز میں پیش کرے، جس سے یہ شبہ بھی نہ ہو کہ یہ اپنی کسی دنیا کی ضرورت اور مقصد کی غرض سے دیا جارہا ہے، اگر دوسرے سے کوئی غرض ہو یا دُعاء کی درخواست کرنی ہو، اور اس موقع پر اخلاص سے ہدیہ بھی پیش کرنا ہو، تو دعاء وغیرہ کی یہ ضرورت پہلے پوری کرلے اور ہدیہ بعد میں پیش کرے، تاکہ اس ہدیہ کو اُس غرض یا دُعاء کے بدلہ ومعاوضہ کی مشابہت حاصل نہ ہو۔

(25)...... اگر کوئی سفر میں ہو اور اُس کو ہدیہ پیش کرنا مقصود ہو، تو بلاوجہ ہدیہ ایسی چیز کا پیش نہ کرے جو دوسرے کو اپنے مقام تک ساتھ لے جانا مشکل ہو جائے، البتہ اگر دوسرے کو اس کے لے جانے میں زحمت نہ ہو، یا وہ خود سے اس پر بخوشی راضی ہو تو حرج نہیں۔

(26)...... کسی دوسرے کو کسی شخص کے لئے ہدیہ دینے کی ترغیب نہ دے، البتہ اگر خود سے ہی کوئی شخص کسی کو ہدیہ دے تو الگ بات ہے۔

ہدیہ سے متعلق متفرق آداب

(27)...... آج کل رشوت کی بہت سی صورتیں رائج ہیں، جن کو ہدیہ اور تحفہ وگفٹ، بلکہ فیس

وغیرہ کا نام دیا جاتا ہے، حالانکہ رشوت کا لین دین گناہ ہے، اور صرف نام بدلنے سے کسی معاملہ کی حقیقت تبدیل نہیں ہو جاتی، لہٰذا رشوت کی جو جو صورتیں بھی ہدیہ اور تحفہ و گفٹ یا فیس وغیرہ کے نام سے جاری ہیں، وہ گناہ ہیں، اور ہر مسلمان کو ان سے بچنا ضروری ہے۔

سرکاری یا غیر سرکاری عہدوں پر جو لوگ مقرر ہوتے ہیں اور ان کو جن خدمات کے انجام دینے پر باقاعدہ تنخواہ و معاوضہ ملتا ہے، انہیں ان خدمات کے صلہ میں کچھ تحفہ و ہدیہ بلکہ فیس وغیرہ کے نام سے لینا دراصل رشوت میں داخل ہے، اور اگر اس کی وجہ سے قانون شکنی بھی کی جائے تو دُہرا گناہ اور قومی جرم ہے۔

اسی وجہ سے مختلف سیاسی عہدیداروں کا اس طرح کے ہدیہ و تحفہ کو قبول کرنا جائز نہیں، جو ان کے عہدوں کی وجہ سے ان کو دیا جاتا ہے، کیونکہ وہ رشوت کے زمرہ میں آتا ہے۔

(28)...... جو ہدیہ خالص محبت و اکرام پر مبنی ہو، اس کا لینا دینا تو جائز ہے، اور جو ہدیہ اس لئے دیا جائے تا کہ اپنے آپ سے ظلم کو دور کرے، تو یہ چونکہ مظلوم ہے، اس لئے اس کا دینا جائز ہے، لیکن ظلم و زیادتی کرنے والے کو اس کا لینا جائز نہیں، کیونکہ وہ ظالم ہے، مثلاً کسی شخص پر ظلم و زیادتی ہو رہی ہے، جس کو دوسرا ہدیہ لئے بغیر دور کرنے کے لئے تیار نہیں، تو ایسی صورت میں وہ ہدیہ دراصل رشوت ہے، جس کا دینے والا تو گناہ گار نہیں اور لینے والا گناہ گار ہے، اور اگر یہ دینے اور لینے والے دونوں ظالم ہوں، مثلاً دینے والا غلط کام کرانا چاہتا ہے اور لینے والا یہ ہدیہ لے کر وہ غلط کام کرتا ہے تو لینے اور دینے والے دونوں ظالم اور گناہ گار شمار ہوتے ہیں، اور اس طرح کی رشوت کی بے شمار شکلیں آج کل رائج ہیں۔

(29)...... شادی بیاہ کے موقع پر تحفہ و ہدیہ کے نام سے دولہا کو جو نوٹوں کا ہار پہنایا جاتا ہے، اس میں عموماً ریاکاری اور شہرت پیشِ نظر ہوتی ہے، اسی وجہ سے یہ کام مجمع کے سامنے کیا جاتا ہے اور اکثر و بیشتر ہار پہناتے وقت تصویر وغیرہ بھی بنوائی جاتی ہے، تا کہ بعد میں سب لوگوں کو پتہ چلے، اگر اس کا مقصود دولہا کو اخلاص کے ساتھ ہار میں مخصوص رقم کا ہدیہ و تحفہ دینا

ہے تو اس کو ہار اور نمائش کی شکل میں دینے کی کیا ضرورت ہے؟ بلکہ اتنی ہی رقم وغیرہ کو ہدیہ کے طریقہ پر خفیہ انداز میں دینا چاہئے، بہر حال ہدیہ کو اس طرح کی نمائشی رسم بنانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(30)...... شادی بیاہ یا کسی دوسری تقریب کے موقع پر نیوتہ کے عنوان سے جو رقم اس غرض سے دی جاتی ہے تاکہ لینے والا اتنی یا اس سے زیادہ رقم دینے والے یا اس کے وارث وغیرہ کو کسی اس جیسی تقریب میں واپس کرے، اس غرض سے رقم کے لین دین میں کئی خرابیاں جمع ہیں، اس لئے نیوتہ کے عنوان سے واپسی کی غرض سے دی جانے والی رقم کے لین دین سے بچنا چاہئے، اگر کوئی خوشدلی سے معاوضہ اور ادلہ بدلہ کے بغیر دوسرے کو ہدیہ پیش کرنا چاہتا ہے، تو کھانے یا شادی کی مخصوص تقریب کے موقعہ پر دینے کی کیا ضرورت ہے؟ کسی دوسرے موقع پر بھی ہدیہ دیا جاسکتا ہے۔

اور اگر اسی موقع پر دینا چاہتا ہے، تو دینے اور لینے والے کے ناموں اور اس کی مقدار کی فہرست اور ناموں کی تفصیل محفوظ رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟

(31)...... نکاح کے موقعہ پر دلہن کے والدین کے ذمہ اپنی بیٹی کو جہیز وغیرہ کے عنوان سے کچھ دینا شرعاً لازم نہیں اور آج کل اس کو اتنا ضروری اور لازم سمجھا جاتا ہے کہ اس رسم کو پورا کرنے کے لئے ہر طرح کی جدوجہد کی جاتی ہے اور دولہا والوں کی طرف سے جہیز حاصل کرنے کا مطالبہ بھی کیا جاتا ہے، دلہن یا اس کے گھر والوں سے جہیز وغیرہ کے طور پر کچھ لینے کو ضروری سمجھنا، اور لڑکی والوں سے جہیز کا مطالبہ کرنا گناہ کی بات ہے۔

(32)...... غیر اسلامی تہوار یا رسم ورواج میں ہدیہ وتحفہ پیش کرنا اچھا کام نہیں، چنانچہ ہندوانہ اور عیسائی مذہبی تہواروں اور رسموں کے طور پر تحفہ وہدیہ دینے سے بچنا چاہئے۔

(33)...... کسی خاص تقریب کے موقع پر، مثلاً ختنہ وغیرہ ہونے پر چھوٹے بچوں کو جو کچھ تحفہ، ہدیہ وغیرہ دیا جاتا ہے، وہ اگر دینے والا خود ہی اس کے بارے میں وضاحت کردے کہ

وہ ہدیہ وتحفہ کس کی ملکیت میں دے رہا ہے، تب تو اسی کے مطابق ملکیت کا حکم ہوگا، اور اگر وہ اس طرح کی کوئی وضاحت نہ کرے، تو اس کی ملکیت کا دارو مدار عرف ورواج پر ہے، کہ عرف ورواج میں، اس طرح کے موقعہ پر کس کو مالک بنانا مقصد ہوتا ہے، بچہ کو یا اس کے والدین کو؟ ہمارے یہاں کے عرف میں آج کل اس طرح کے ہدیہ وتحفہ سے خاص اُس بچہ کو دینا مقصود نہیں ہوتا، بلکہ بچے کے ماں باپ کو دینا مقصود ہوتا ہے، اس لیے وہ ہدیہ وتحفہ بچہ کی ملکیت نہیں ہوگا، بلکہ ماں باپ اس کے مالک ہوں گے، اور والدین کو اس کے استعمال اور خرچ کرنے کا اختیار ہوگا، البتہ اگر کوئی شخص خاص بچہ ہی کو مالک بنانے کے لئے کوئی چیز دے، جیسا کہ بچہ کے کھلونے وغیرہ تو پھر وہ چیز خاص اس بچے ہی کی ملکیت شمار ہوگی، ماں باپ وغیرہ کو اپنی مرضی سے اس کو کسی دوسری جگہ استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔

اسی طرح شادی بیاہ کے موقعہ پر دلہا یا دلہن کو جو کچھ ہدیہ وتحفہ وغیرہ دیا جاتا ہے، اس کا حکم بھی یہی ہے، جو پیچھے ذکر کیا گیا کہ اگر ہدیہ دینے والا خود وضاحت کردے کہ یہ کس کی ملکیت میں دے رہا ہے؟ تو اسی کے مطابق مالک تصور کیا جائے گا، ورنہ اس جگہ کے عرف ورواج میں جس کو مالک بنانا مقصود ہوتا ہے، خواہ دُلہا کو یا دولہن کو یا ان میں سے کسی کے والدین کو، بہرحال عرف کے مطابق اس کو ہی مالک تصور کیا جائے گا۔

(34)...... اگر آپ کے پاس کسی کی طرف سے ہدیہ میں کوئی چیز آئی، لیکن وہ کسی ایسے برتن یا بیگ وغیرہ میں آئی، جو ہدیہ کرنے والے کو واپس کرنا ضروری ہے، جیسا کہ آج کل ایک دوسرے کے گھروں میں کھانا وغیرہ برتنوں میں ڈال کر بھیج دیا جاتا ہے، تو اس برتن وغیرہ کو جلد از جلد واپس کرنا چاہئے اور اس کو اپنے پاس رکھ کر استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

اگر کوئی چیز ایسی ہے کہ اس کو اسی برتن وغیرہ میں رہتے ہوئے استعمال کرنے کی ضرورت ہے، مثلاً کسی برتن میں جمی ہوئی کھیر وغیرہ ہدیہ میں آئی، تو ہدیہ کی ہوئی چیز کو اس برتن میں رہتے ہوئے کھانے میں حرج نہیں، لیکن اس کے بعد دوبارہ اس برتن وغیرہ کو اپنے استعمال

میں لانا مناسب نہیں، بلکہ اس کو اسی طرح دوسرے کی امانت کے طور پر محفوظ رکھ دینا چاہیے، اور جلد از جلد متعلقہ شخص کو واپس کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، بعض خواتین خالی برتن واپس کرنے کو معیوب سمجھتی ہیں، حالانکہ شرعی اعتبار سے اس میں کوئی قباحت نہیں، صحیح طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی کے ہدیہ کے عوض آپ کو بھی ہدیہ کرنا مقصود ہو، تو فی الحال اس کا برتن واپس کردیں، بعد میں کسی اور چیز میں ہدیہ بھیج دیں۔

آج کل بعض لوگ اور خاص طور پر خواتین، دوسروں کے برتنوں کو واپس کرنے میں کوتاہی کرتی ہیں، جس کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی اس طرح ہدیہ بھیجنے سے ہی کنارہ کشی کرنے لگے ہیں، اس طرزِ عمل کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

اگر کسی ایسی چیز میں ہدیہ بھیجا گیا، جو زیادہ قیمتی نہیں، مثلاً کوئی تھیلا، یا ہلکا پھلکا برتن، تو اس کے بارے میں واپسی کا معلوم کرلینا مناسب ہے، اور ایسے موقعہ پر ہدیہ کرنے والے کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ خود ہی وضاحت کردے کہ یہ برتن یا تھیلا وغیرہ قابلِ واپسی ہے یا نہیں۔

البتہ جو معمولی اور عام نوعیت کے شاپنگ بیگ وغیرہ ہوتے ہیں اور ان کو واپس لینے کا رواج نہیں ہوتا، ان کے بارے میں وضاحت کرنے یا وضاحت طلب کرنے یا خالی کرکے واپس کرنے کی ضرورت نہیں، اسی طرح اگر کوئی چیز اس ہدیہ کے ساتھ مختص ہے، مثلاً پھلوں کے ساتھ لکڑی کی پیٹی یا عطر کی شیشی وغیرہ، اس کو بھی واپس کرنا ضروری نہیں، اور اس کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(باب نمبر 6)

مہمان (Guest) ہونے کے آداب

مہمان جس کے پاس جائے، اسے میزبان کہا جاتا ہے اور آنے والے کو مہمان کہا جاتا ہے اور مہمان ہونے سے مراد کسی دوسرے کے ہاں آپ کا مہمان بننا ہے، اس کے متعلق آداب ذکر کئے جاتے ہیں۔

مہمان کے لیے بنیادی آداب

(1)...... بلا ضرورت ہر ایک کے یہاں مہمان بن کر نہ جانا چاہئے، بلکہ ایسے شخص کے یہاں مہمان بن کر جانا چاہئے، جس کے یہاں آپ کے مہمان بن کر جانے سے بوجھ اور تکلیف نہ ہو۔

البتہ اگر کوئی دوسرا ہی آپ کو خوشی سے مہمان بنا کر بلائے، تو الگ بات ہے، ایسی صورت میں اگر کسی نے آپ کو کھانے وغیرہ کی ضیافت پر بلایا ہے، تو مقررہ وقت پر پہنچنے کی کوشش کیجئے۔

(2)...... اگر کسی وجہ سے کسی کے ہاں مہمان بن کر قیام کرنے اور ٹھہرنے کی ضرورت ہو، تو بہتر یہ ہے کہ دوسرے کو اپنے مہمان بننے کی قبل از وقت اطلاع کر دے اور جس قدر افراد ہوں ان کی تعداد سے بھی آگاہ کر دے، تاکہ میزبان کو بروقت پریشانی میں مبتلا نہ ہونا پڑے، اور میزبان کے گھر پر موجود نہ ہونے کی صورت میں اپنے آپ کو بھی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے، نیز میزبان کو اپنے قیام وطعام کے معمولات اور نظم سے بھی آگاہ کر دے تو اچھا ہے، پہلے نہ ہو سکے تو میزبان کے پاس پہنچ کر ہی سہی، اور اگر میزبان کے پاس پہنچ کر کسی وجہ سے اس وقت کھانا کھانے کی ضرورت نہ ہو تو میزبان کو اطلاع کر دے، تاکہ وہ کھانا تیار نہ

Idara Ghufran

کرے، اور اگر کھانے پینے میں کسی چیز سے پرہیز ہو، تو میزبان کو اس کی بھی مناسب انداز میں اطلاع کردے، تاکہ میزبان آپ کے لئے ایسی چیز تیار نہ کرے، جس کو کھانے سے آپ بعد میں انکار کردیں، اور اس کی وجہ سے میزبان کی دل شکنی ہو، اور اس کی محنت ضائع جائے، چنانچہ اگر شوگر وغیرہ کی وجہ سے میٹھے کا پرہیز ہے، یا بلڈ پریشر وغیرہ کی وجہ سے نمک مرچ وغیرہ کا پرہیز ہے، تو پرہیز والی اشیاء سے میزبان کو آگاہ کردینا مناسب ہے۔

میزبان کی ایذاء رسانی سے بچنے کے آداب

(3)...... تین دن سے زیادہ کسی کے یہاں مہمان بننے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے، اور اگر مجبوری یا تعلق داری کی وجہ سے زیادہ ٹھہرنا ہو تو ایسا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہئے کہ میزبان کو گرانی اور تنگی نہ ہو، ایسے موقع پر میزبان کو ہر قسم کے تکلفات سے منع کردینا مناسب ہے۔

(4)...... اگر میزبان کے یہاں سے کسی کام سے دوسری جگہ جانا پڑ جائے، تو میزبان کو اس کی اطلاع کردینی چاہئے تاکہ اسے تلاش اور انتظار وانتظام کی زحمت نہ کرنی پڑے۔

(5)...... مہمان کو چاہئے کہ جہاں میزبان بٹھائے اور ٹھہرائے، وہیں بیٹھے اور ٹھہرے، البتہ وہاں بیٹھنے اور ٹھہرنے میں کوئی عذر ہو، تو اس سے میزبان کو حکمت کے ساتھ آگاہ کردینا مناسب ہے، مگر میزبان کو تکلفات میں ڈالنا درست نہیں۔

(6)...... مہمان ہونے کی حیثیت سے میزبان کے انتظامات ومعمولات میں دخل نہیں دینا چاہئے، البتہ اگر میزبان ہی کوئی کام مہمان کے ذمہ لگادے، یا اس سے کوئی مشورہ طلب کرے، تو اس حد تک کام کرنے یا بہتر مشورہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

(7)...... مہمان کو چاہئے کہ میزبان کے بچوں، بڑوں اور متعلقین سب کے ساتھ محبت وشفقت اور ہمدردی وخیرخواہی کا برتاؤ رکھے۔

(8)...... مہمان کو چاہئے کہ میزبان کے چھوٹوں اور ملازموں ومزدوروں وغیرہ سے حاکمانہ

اور سخت لہجہ میں بات نہ کرے۔

(9)......مہمان کو چاہئے کہ حتی الامکان میزبان سے کسی چیز کی فرمائش نہ کرے، البتہ اگر میزبان خود ہی مہمان سے اس کی چاہت وخواہش کا معلوم کرنا چاہے، تو اس سے آگاہ کرنے میں حرج نہیں، بشرطیکہ وہ چاہت یا خواہش ایسی نہ ہو، جس کو پورا کرنے میں میزبان کو زحمت یا تکلف کا سامنا ہو۔

(10)......مہمان کو چاہئے کہ میزبان کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کی دعوت قبول نہ کرے، بلکہ داعی کو میزبان سے بات کرنے کا کہہ دے۔

(11)......مہمان کو چاہئے کہ میزبان کے ساتھ رات کو دیر تک بیٹھ کر باتیں کرنے اور اس کو اپنے ساتھ بٹھا کر دیر تک جاگتے رہنے کا متمنّی نہ رہے۔

(12)......مہمان کو چاہئے کہ میزبان کو زیادہ تکلّفات میں پڑنے سے منع کر دے اور اپنے رہن سہن کا ایسا طریقہ اختیار کرے، جس سے میزبان کے معمولات میں خلل نہ آئے، بلکہ میزبان کو یہ بھی کہہ دے کہ آپ میری وجہ سے اپنے معمولات کا حرج نہ کریں۔

(13)......مہمان کو چاہئے کہ میزبان کے راز داری والے معمولات میں شرکت نہ کرے، بلکہ ایسے موقع پر میزبان سے الگ ہو جایا کرے، تاکہ میزبان بے تکلفی سے اپنے معمولات جاری رکھ سکے، ہر وقت اور خاص طور پر میزبان کی مصروفیت اور کام کاج کے وقت، میزبان کے سر پر چڑھ کر بیٹھے رہنا اچھی بات نہیں، اور اس کو بیٹھ کر گھورتے رہنا اور بھی بُرا ہے، اس سے میزبان کو تکلیف اور کوفت ہوتی ہے اور اسے دوسرے کے سامنے بے تکلفی سے اپنے کام کو کرنا اور انجام دینا مشکل ہوتا ہے۔

(14)......مہمان کو چاہئے کہ میزبان کی اجازت کے بغیر غیر مہمان کو میزبان کے ہاں نہ ٹھہرائے اور اس کے تیار کردہ کھانے پر کسی دوسرے کو دعوت نہ دے، اور میزبان کی اجازت کے بغیر میزبان کی کوئی چیز کسی دوسرے کو ہدیہ یا صدقہ نہ کرے۔

(15)...... مہمان کو چاہئے کہ جب میزبان کھانے کے لئے بلائے تو اس کے بعد معقول عذر کے بغیر کھانے میں تاخیر نہ کرے، اس سے میزبان کی دل شکنی ہوتی ہے۔

(16)...... مہمان کو چاہئے کہ میزبان کے کھانے کو ضائع ہونے سے بچائے، ضرورت سے زیادہ سالن روٹی وغیرہ کو استعمال کر کے درمیان میں نہ چھوڑ دے، بلکہ جتنی ضرورت ہو اتنی ہی استعمال میں لائے اور ''مالِ مفت دلِ بے رحم'' کا طرزِ عمل نہ اپنائے۔

(17)...... مہمان کو چاہئے کہ کھانے پینے کے علاوہ میزبان کی دوسری چیزوں کو بھی احتیاط کے ساتھ استعمال کرے، میزبان کی بجلی، گیس، پانی، ٹیلی فون، وغیرہ کا استعمال انتہائی ضرورت کی حد تک محدود رکھے اور جس چیز کے استعمال کی میزبان کی طرف سے اجازت نہ ہو، وہ چیز میزبان کی دلی رضا مندی واجازت کے بغیر استعمال نہ کرے۔

(18)...... مہمان کو چاہئے کہ میزبان کے ہاں سے کوئی چیز، جس کی وہاں رہتے ہوئے استعمال کی اگرچہ اس نے اجازت دی ہو، اپنے ساتھ نہ لائے، البتہ اگر میزبان کی طرف سے کوئی چیز ساتھ لے جانے کی اجازت ہو یا اس نے خود کوئی چیز ہدیہ وغیرہ کے طور پر فراہم کی ہو، تو پھر ایسی چیز ساتھ لانے میں حرج نہیں۔

(19)...... اگر خواتین کسی کے ہاں مہمان بن کر جائیں تو ان کو چاہئے کہ وہاں چودھرائن بن کر نہ بیٹھی رہیں، بلکہ حسبِ حیثیت گھریلو کام کاج میں ہاتھ بٹائیں، ایسا نہ ہو کہ اپنے کام کاج کا سارا بوجھ بھی میزبان یا اہلِ خانہ کے سر پر ڈال دیں، جس سے میزبان یا اس کے اہلِ خانہ کو ناگواری اور تنگی محسوس ہو۔

مہمانی کی حالت سے متعلق آداب

(20)...... مہمان کو چاہئے کہ میزبان کی خاطر مدارات اور کھانے وغیرہ پر اس کا مناسب انداز میں شکریہ مثلاً ''جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرًا'' اور پسندیدگی کا اظہار کر دیا کرے،

تاکہ اس کی دل شکنی نہ ہو، بلکہ حوصلہ افزائی ہو، لیکن اس میں زیادہ غلو ومبالغہ بھی نہ کرے۔

(21)...... اگر مہمان کو وسعت ہو، تو اپنی حسبِ حیثیت کسی رسم ورواج کی پابندی کے بغیر میزبان کی خدمت میں کچھ، ہدیہ، تحفہ وغیرہ پیش کردے۔

(22)...... اگر مہمانوں میں کوئی عورت ہو تو اس کو چاہئے کہ وہاں پر موجود نامحرم لوگوں سے حیاء اور پردہ کا ممکنہ حد تک لحاظ رکھے۔

(23)...... میزبان کے گھر پر اگر کوئی مرد نہ ہو اور صرف نامحرم خاتون گھر پر ہو، اور میزبان کے گھر علیٰحدہ سے مَردان خانہ کا انتظام نہ ہو، تو ایسے وقت مرد مہمان کو گھر میں ٹھہرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ نامحرم کے ساتھ خلوت میں ٹھہرنے سے بہت سے فتنے اور مفاسد لازم آجاتے ہیں، ورنہ کم از کم بدگمانی کا اندیشہ تو ہوتا ہی ہے۔

لیکن اگر نامحرَم مہمان کے ساتھ خواتین بھی ہوں، جس سے خلوت وغیرہ کے مفاسد لازم نہ آئیں، تو پھر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مہمان کے رخصت ہونے سے متعلق آداب

(24)...... مہمان کو چاہئے کہ جب تک شدید عذر نہ ہو، اُس وقت تک میزبان کی اجازت کے بغیر واپس نہ لوٹے، اور اگر کبھی شدید عذر کی وجہ سے لوٹنا پڑ جائے، تو اس کی میزبان کو کسی ذریعہ سے اطلاع کردے، تاکہ وہ آپ کا منتظر نہ رہے اور نہ ہی آپ کی ضیافت کے انتظامات میں مشغول رہے۔

(25)...... مہمان کو رخصت ہوتے وقت میزبان کے حق میں دعاء کرنی چاہئے، اور اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے، اور انتظامات وغیرہ کے حوالہ سے گلہ شکوہ نہیں کرنا چاہئے، جس سے میزبان کی دل شکنی ہو، اور اس کے حق میں کوئی دعائیہ جملہ، مثلاً ''جَزَاکُمُ اللّٰہُ، بَارَکَمُ اللّٰہُ'' وغیرہ کہہ دینا ہی چاہئے۔

(باب نمبر 7)

میزبانی اور کھانے کی ضیافت کرنے کے آداب

جس طرح مہمان کے لئے کچھ آداب ہیں، اسی طرح میزبان کے لئے بھی مہمان نوازی یا ضیافت کے کچھ آداب ہیں، جن کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

(1)...... مہمان نوازی اور ضیافت کا مطلب کسی دوسرے کے آپ کے ہاں مہمان بننے کے بعد اس کی خاطر مدارات اور اس کی میزبانی کرنا ہے۔

میزبان (Host) کے لئے آداب

(2)...... مہمان کا آنا رحمت کا باعث ہے، اس لئے مہمان کی آمد پر رنجیدہ اور کبیدہ خاطر نہیں ہونا چاہئے۔

(3)...... مہمان کے آنے پر میزبان کو مسرت اور خوشی کا اظہار کرنا چاہئے، اور مہمان کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہئے۔

(4)...... مہمان کے آنے پر سب سے پہلے اس سے سلام ومصافحہ کیجئے، اگر سفر سے آیا ہے یا کافی دنوں کے بعد ملاقات ہوئی ہے، تو اگر چاہیں، تو سلام کے بعد معانقہ کر لینا بھی بہتر ہے، سلام دعاء کے بعد مزاج پرسی، خیروعافیت اور حال واحوال معلوم کیجئے۔

(5)...... مہمان نوازی صرف کھانے پینے کی چیزوں کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ مہمان نوازی میں مہمان کا اکرام کرنا، اس کو تکلیف پہنچنے سے بچانا اور اس کی خدمت وراحت رسانی کا اہتمام وانتظام کرنا، اس طرح کی سب چیزیں مہمان نوازی اور ضیافت میں داخل ہیں۔

بعض لوگ مہمان کی کھانے پینے کے ساتھ تو خوب خاطر تواضع کرتے ہیں، مگر دوسری چیزوں

Idara Ghufran

کا خیال نہیں رکھتے، حالانکہ خاطر تواضع میں وہ ساری چیزیں شامل ہیں، جو مہمان کے اعزاز واکرام اور راحت وسکون اور خوشی ومسرت کا ذریعہ ہوں۔

(6)...... مہمان کے آنے کے بعد جو چیز بآسانی اور بسہولت مناسب انداز میں میسر ہو وہ پیش کردینی چاہئے، اور کچھ نہ ہو تو سادہ پانی ہی سہی، اور بہتر یہ ہے کہ مہمان کے آتے ہی اس سے ابتدائی طور پر پانی وغیرہ کی ضرورت کا معلوم کرلیا جائے، اور اس کے بعد ہلکی پھلکی ضیافت پیش کی جائے، زیادہ تکلفات میں پڑ کر مہمان کو دیر تک خالی بٹھائے رکھنا اچھا نہیں، ابتدائی اکرام وضیافت کے بعد مناسب اہتمام کرنے میں حرج نہیں۔

(7)...... مہمان کے آنے کے بعد جلد ہی اس کو وہاں ٹھہرنے کی حالت میں پیش آنے والی ضروریات سے آگاہ کردینا چاہئے، مثلاً پیشاب واستنجا خانہ، غسل خانہ، ہاتھ منہ دھونے کی جگہ، تولیہ، صابن وغیرہ، باہر آنے جانے کا راستہ، قبلہ کا رُخ، جائے نماز کی نشاندہی، مسجد کا پتہ، دروازہ بند کرنے کھولنے کا مخصوص طریقہ، بجلی وغیرہ کے بٹنوں کی نشاندہی وغیرہ۔

(8)...... میزبان کے لئے بہتر ہے کہ وہ مہمان کو مانوس کرنے کے لئے خوش طبعی کی باتیں کرے، اور اس کی شان کے لائق لطائف وحکایات سنے، سنائے۔

اور اس کے آنے اور جانے کے وقت خندہ پیشانی کا مظاہرہ کرے، اور مہمان کے ساتھ بیٹھ کر لمبی خاموشی اختیار نہ کرے، اور اس کے پاس سے بلاعذر زیادہ وقت اور زیادہ دیر تک غائب نہ رہے اور اس کی موجودگی میں اپنے متعلقین یا خادم اور ملازم کو ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے، اور مہمان کی خود سے خدمت کرنے کی کوشش کرے۔

(9)...... تین دن تک بطورِ خاص مہمان کا اکرام اور ضیافت کرنے کی اسلام میں زیادہ ترغیب آئی ہے، بشرطیکہ اعتدال میں ہو اور اسراف اور فضول خرچی نہ ہو، تین دن کے بعد بھی مہمان سے بالکل منہ تو نہیں موڑنا چاہئے، البتہ تین دن کے بعد زیادہ اہتمام کی ضرورت نہیں۔

(10)...... مہمان کی مرغوب اور پسندیدہ چیزوں کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی خاطر تواضع

اور ضیافت کی جائے تو بہت اچھا ہے۔

(11)......کبھی کبھار اور خاص طور پر ولیمہ کے عنوان سے رسم ورواج اور نمود ونمائش کے بغیر اپنی حیثیت کے مطابق اخلاص ومحبت کے ساتھ رزقِ حلال سے دوسرے مسلمان کی کھانے کی دعوت وضیافت کرنا اجر وثواب کی بات ہے، اور کوئی عذر نہ ہو تو ایسی دعوت کا قبول کرنا بھی اجر وثواب کی بات ہے۔

(12)......کھانے کی دعوتوں میں نکاح کے ولیمہ کی دعوت کی زیادہ فضیلت ہے، جو نکاح یا رخصتی کے موقعہ پر دُولہا صاحب کی طرف سے کی جاتی ہے، اور نکاح کے ولیمہ کی دعوت و ضیافت سنت ہے، جبکہ اخلاص، اور اپنی حیثیت کے موافق ہو۔

اور ولیمہ کی دعوت قبول کرنے کی اہمیت دوسری دعوتوں کے قبول کرنے کے مقابلے میں زیادہ ہے، بشرطیکہ کوئی شرعی اور طبعی عذر نہ ہو۔

شرعی عذر نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ مثلاً دعوت والے مقام پر گناہ ومنکرات نہ ہوں، اور کھانے میں حرام ونا پاک چیز نہ ہو، یا جس کی جس وقت دعوت کی گئی، اس کا روزہ نہ ہو، اور طبعی عذر نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ مثلاً شریک ہونے یا کھانے میں شرکت کرنے سے مشغولی یا بیماری یا غیر معمولی فاصلہ وغیرہ کا عذر نہ ہو۔

(13)......کھانے کی دعوت وضیافت کا مقصد دوسرے کی عزت واکرام اور دوسرے سے محبت اور اس کو راحت پہنچانا اور اس کا دل خوش کرنا ہونا چاہیئے، رسم ورواج اور کوئی دنیوی غرض پیشِ نظر نہیں ہونی چاہیئے، ورنہ دعوت وضیافت کے اصل برکات وثمرات حاصل نہیں ہوں گے۔

(14)......مسلمان کی کھانے کی دعوت وضیافت، بذاتِ خود اکرامِ مسلم میں داخل ہو کر عبادت ہے، اس کو کسی اور مقصد کے پورا ہوئے بغیر بے معنیٰ یا بے کار سمجھنا کم علمی پر مبنی ہے۔

چنانچہ بعض دیندار لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کھانے کی دعوت وضیافت میں جب تک آنے والوں کو دین کے کسی حکم کی دعوت نہیں دی جائے گی، یا تبلیغ نہیں کی جائے گی، اس وقت تک اس کا

کوئی فائدہ نہ ہوگا، یہ کم علمی یا غلو پر مبنی ہے۔

(15)...... کسی کی کھانے کی دعوت وضیافت کرنے کی بنیاد اس پر نہیں رکھنی چاہئے کہ اس نے آپ کی کھانے کی دعوت وضیافت کی ہے، اور آپ اس کے بدلے میں اس کی دعوت و ضیافت کرر ہے ہوں، کیونکہ یہ اخلاص کے خلاف ہے۔

(16)...... کھانے کی دعوت وضیافت میں نیک اور متقی لوگوں کو خصوصی طور پر ترجیح دینی چاہئے۔

(17)...... مختلف افراد کی دعوت وضیافت کرتے وقت صرف امیر اور مالدار لوگوں کو شریک کرنا اور غریب و مسکین حضرات کو شریک نہ کرنا اچھا طریقہ نہیں، اس لئے غریب لوگوں کو بھی کھانے کی دعوت وضیافت میں شریک کرنا چاہئے۔

(18)...... کھانے کی دعوت وضیافت میں زیادہ تکلف یا اسراف اور فضول خرچی کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی بخل و کنجوسی سے کام لینا چاہئے، بلکہ اپنی حیثیت کے مطابق اعتدال اور میانہ روی کو اختیار کرنا چاہئے کہ اس کی وجہ سے دوسرے ضروری اور واجبی حقوق فوت یا متاثر نہ ہوں، اور دوسرے کا اکرام بھی ہو جائے۔

(19)...... جب دوسرے کو کوئی معقول عذر ہو یا اس کا روزہ ہو تو اس کو کھانے پینے کی دعوت وضیافت پر مجبور نہیں کرنا چاہئے۔

مہمان (Guest) کے لئے آداب

(20)...... اگر کوئی اخلاص کے ساتھ کھانے کی دعوت وضیافت کرے اور اس کی دعوت قبول کرنے میں آپ کو کوئی عذر ہو، مثلاً روزہ ہو تو کم از کم دعوت کرنے والے کے حق میں برکت کی دعاء کر دینی چاہئے۔

(21)...... کھانے کی دعوت وضیافت پر مدعو حضرات کے ساتھ خوش اخلاقی و خوش کلامی سے پیش آنا چاہئے اور ان کے ساتھ جائز گفتگو میں شریک رہنا چاہئے۔

(22)...... کھانا کھلانے والے کو اپنے کھانے کی خواہ مخواہ تعریف نہیں کرنی چاہئے اور نہ ہی دوسرے کی طرف سے کھانے کی تعریف کرنے کا منتظر اور خواہش مند رہنا چاہئے۔

(23)...... کھانے کے وقت میزبان کے لئے بہتر یہ ہے کہ مہمانوں کی خدمت میں مشغول رہے، البتہ اگر مہمان زیادہ نہ ہوں یا کوئی دوسرا خدمت کرنے والا موجود ہو اور مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانے میں ان کی خدمت میں خلل نہ آتا ہو تو ساتھ بیٹھ کر کھانے میں بھی حرج نہیں۔

(24)...... دعوت وضیافت صرف کھانے کے ساتھ اور وہ بھی اپنے گھر بلا کر کھلانے کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اگر کھانا تیار کر کے دوسرے کے گھر بھیج دیا جائے، تو اس سے بھی دعوت کا مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے، اور اس طریقہ میں دوسرے کو آنے جانے کی زحمت دینے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔

اس کے علاوہ اگر کھانے کے بجائے دوسرے کو نقد رقم ہدیہ کے طور پر پیش کر دی جائے، تاکہ دوسرا اپنی مرضی سے کوئی پسند کی چیز کھالے، یا اپنی کسی دوسری ضرورت میں خرچ کر لے، تو دعوت وضیافت کا یہ طریقہ بھی درست ہے، اور کبھی اس پر بھی عمل کر لینا چاہئے، خاص طور پر جب دوسرا شخص جس کی کہ دعوت وضیافت کرنی ہے، وہ مصروف ہو اور اس کو آنے میں مشکل ہو، مثلاً وہ زیادہ فاصلہ پر ہو، تو دعوت وضیافت کے اس طریقہ پر عمل کر لینا زیادہ مناسب ہے۔

(25)...... کھانے کی دعوت وضیافت کرنے اور اس دعوت کو قبول کرنے کا معیار عالیشان اور عمدہ ولذیذ کھانے نہیں ہونے چاہئیں، بلکہ سادہ کھانے بلکہ چٹنی، روٹی کی دعوت کر کے اور اس دعوت میں شرکت کر کے بھی کھانے کی دعوت وضیافت کرنے اور دعوت وضیافت قبول کرنے کا مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔

آج کل بعض لوگ اس لئے دعوت نہیں کرتے کہ وہ پر تکلف دعوت کرنے کی حیثیت نہیں رکھتے، اور مدعو حضرات بھی اس طرح کی سادہ دعوت کو اچھا محسوس نہیں کرتے، یہ طرزِ عمل اسلام کی رُو سے ناپسندیدہ ہے۔

(26)...... کھانے کی دعوت و ضیافت کرنے سے پہلے مہمان کی راحت کا خیال رکھنا چاہئے، ایسے انداز اور طریقہ سے دعوت کرنا جس سے دوسرا زحمت وتکلیف میں مبتلا ہو، درست نہیں۔

(27)...... اگر ممکن ہو، تو مہمان کے مذاق اور پسند کے مطابق کھانے وغیرہ سے اس کی ضیافت کرے، اور کھانا اتنی مقدار میں تیار و مہیا کرے، جس سے مہمان کا پیٹ بھر جائے، اور مہمان کو بھی چاہئے کہ میزبان کی مہیا کردہ چیز اگر کم اور تھوڑی ہو، تو اس کا مطالبہ اور خواہش ظاہر کر کے میزبان کو شرمندہ نہ کرے۔

(28)...... زور زبردستی کر کے مہمان کو ہر چیز کے کھانے یا زیادہ مقدار میں کھانے پر مجبور کرنا درست نہیں، کیونکہ بعض اوقات اس سے مہمان کو تکلیف ہوتی ہے، اور ظاہر ہے کہ مہمان کو ایذاء و تکلیف پہنچانا خاطر تواضع میں داخل نہیں، بعض لوگ اس میں بہت غلو کرتے ہیں، اور زبردستی کر کے مہمان کو زیادہ مقدار میں کھانا کھلاتے ہیں، جس سے اس کی طبیعت خراب ہوجاتی ہے، یا بدہضمی وغیرہ کی شکایت پیدا ہوجاتی ہے، یا پھر برتن میں نکلا ہوا کھانا بچ کر ضائع چلا جاتا ہے، یہ بدترین رسمی مہمان نوازی، بلکہ ایک طرح سے دعوت کے بجائے عداوت اور راحت کے بجائے زحمت کہلائے جانے کے قابل ہے۔

(29)...... کھانے پینے کی جو چیزیں اس وقت مہمان کو کھلانی پلانی منظور ہوں، تو بہتر ہے کہ وہ سب چیزیں شروع ہی میں مہمان کے سامنے حاضر کردی جائیں یا کم از کم مہمان کو ان سے آگاہ کردیا جائے، بعض لوگ مہمان کے پیٹ بھر لینے اور شکم سیر ہوجانے کے بعد دوسری چیزیں خاص طور پر میٹھا، یا چائے وغیرہ، حاضر کرتے ہیں، جن کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے مہمان تنگی وتکلیف میں مبتلا ہوتا ہے، یہ طرزِ عمل اصلاح طلب ہے۔

(30)...... کھانے کے ساتھ دسترخوان پر شروع ہی سے پانی بھی حاضر کردینا چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کھانے کی تمام چیزیں حاضر ہوجائیں اور ہر قسم کے تکلفات جمع ہوجائیں، لیکن

پانی موجود نہ ہو اور مہمان کے حلق میں لقمہ وغیرہ اٹک جائے۔

(31)...... مہمان کو کھانا کھاتے وقت بیٹھ کر گھورتے اور تکتے رہنا مناسب نہیں، اس سے مہمان کے دل پر بوجھ پڑتا ہے اور اس کو ناگواری ہوتی ہے، اس لئے مہمان کے کھانا کھاتے وقت اس کے سر پر چڑھ کر نہ بیٹھیے، البتہ مہمان کی ضروریات کا خیال رکھیے۔

(32)...... جس کی دعوت وضیافت کی جائے، حتی الامکان اس کے کھانے کے اوقات کا لحاظ کرنا چاہئے، اگر دوسرے شخص کا معمول کسی خاص وقت کھانے کا ہے اور اس کی دعوت کر کے کھانے کے وقت کو غیر معمولی مقدم یا مؤخر کر کے اس کے معمولات میں خلل ڈال دیا جائے، جس سے اسے تکلیف پہنچے، تو یہ طریقہ مناسب نہیں۔

(33)...... اگر آپ کسی کے ہاں کھانے کی دعوت پر مدعو ہوں تو مقررہ وقت پر پہنچنے کی کوشش کریں، نہ تو تاخیر کریں اور نہ ہی بہت پہلے پہنچ کر میزبان کے معمولات میں خلل ڈالیں، اور اس کے اوپر بوجھ بنیں، اور کھانے سے فارغ ہو کر بھی جلد واپسی کی کوشش کریں۔ اور اس سلسلہ میں بہتر یہ ہے کہ میزبان اور داعی سے دعوت وضیافت کے لئے آمد و حاضری کا وقت معلوم کر لیا جائے۔

(34)...... جب مختلف لوگوں کے لئے کھانے کی دعوت کی جائے، اور کھانے کا وقت بھی مقرر و طے کر لیا جائے، تو ممکنہ حد تک اس وقت مہمان کے لئے موجود رہنا اور کھانا تیار و پیش کرنے کا اہتمام اور کوشش کرنی چاہئے، اور اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے، اور اگر مقررہ وقت پر کچھ لوگ حاضر ہو جائیں، اور کچھ لوگ حاضر نہ ہوں، تو حاضرین چونکہ مقررہ اور طے شدہ وقت پر آ چکے ہیں، اس لئے وعدہ کے مطابق ان کو مقررہ وقت پر کھانا کھلا دینا آپ کی ذمہ داری ہے، اور جو لوگ حاضر نہیں ہوئے، ان کے انتظار میں حاضرین کو روک کر رکھنا ناانصافی کی بات اور ان کی ایذاء رسانی کا باعث ہے، بعد میں آنے والوں کو بعد میں کھانا پیش کیا جا سکتا ہے، خواہ ان کو ٹھنڈا کھانا میسر آئے، جس پر ان کو اعتراض کا کوئی حق نہیں ہونا

چاہئے، کیونکہ تاخیر سے آنے کی وجہ سے اس صورتِ حال کے وہ خود ذمہ دار ہیں، اور آج کل اس کے بجائے غیر معمولی تاخیر سے آنے والوں کے انتظار میں پہلے سے حاضر شدہ لوگوں کو محبوس اور روک کر رکھنے اور ان کو ایذاء پہنچانے کا جو طریقہ چلا ہوا ہے، یہ قبیح اور قابلِ اصلاح طرزِ عمل ہے۔

اسی طرزِ عمل کا نتیجہ ہے کہ پہلے یا جلدی آنے والے لوگ جب اس صورتِ حال کا مشاہدہ کرتے ہیں، تو وہ خود بھی آئندہ جلدی اور بروقت آنے کی ہمت نہیں کرتے۔

(35)...... اگر کسی ملک یا علاقہ میں تقریبات کے لئے کوئی وقت قانونی طور پر مقرر ہو، تو اس کی خلاف ورزی کرنا شرعاً بھی جائز نہیں۔

دعوت دینے والے کا دوسروں کو پابندیٔ وقت سے آگاہ کر کے پھر خود ہی وقت کی پابندی نہ کرنا اس سے بھی زیادہ برا طریقہ، اور ''لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ'' کا مصداق ہے۔

(36)...... شہرت اور اپنی نام آوری کے لئے ضیافت ودعوت کرنا ثواب کے بجائے گناہ ہے۔

(37)...... کھانے کی دعوت وضیافت میں شرکت کرنے والوں کو اپنے ساتھ کوئی ہدیہ وتحفہ گفٹ (Gift) وغیرہ لے جانا ضروری نہیں، آج کل بعض لوگ اس کو ضروری سمجھنے لگے ہیں، اس سے بچنا چاہئے۔

البتہ اگر کوئی رسم ورواج کے بغیر اور ضروری سمجھے بغیر اخلاص سے ہدیہ پیش کرے، تو پھر کوئی گناہ کی بات نہیں۔

(38)...... ایسی دعوت جس میں فخر وتفاخر اور نام ونمود پیشِ نظر ہو یا کوئی اور غلط مقصد شامل ہو یا کوئی دعوت غیر شرعی ہو یا کسی گناہ پر مشتمل ہو اور اس کا پتہ چل جائے تو حکمت کے ساتھ ایسی دعوت میں شرکت سے عذر کر دینا چاہئے۔

(39)...... جس کی آمدنی ناجائز ہو، یا جس دعوت میں صرف مال دار لوگ شریک ہوں، یا بددین واوباش لوگ ہوں، یا فخر وتفاخر کی غرض سے دعوت کی جائے، یا کسی غلط نیت اور

ناجائز غرض سے دعوت کی جائے، مثلاً ناجائز کام کی تائید کرانا پیشِ نظر ہو، یا اس مجلس میں گناہ موجود ہو، مثلاً گانا بجانا وغیرہ ہو یا وہاں ممنوع تصاویر موجود ہوں یا ریشمی کپڑے پر بٹھایا جائے، یا سونے چاندی کے برتنوں میں کھلایا پلایا جائے، تو حتی الامکان ایسی دعوت میں شرکت نہیں کرنی چاہیئے۔

(40)...... اگر کوئی دوسرے کے ہاں کھانے پر مدعو ہو تو اپنے ہمراہ کسی غیر مدعو شخص کو لے کر نہ پہنچے، البتہ دوسرے کی طرف سے خوشدلی کے ساتھ اس کی اجازت ہو تو حرج نہیں۔

(41)...... اگر کسی دوسرے سے بے تکلفی ہو، اور وہ آپ کی کھانے کی دعوت و ضیافت کرے تو آپ اپنے کسی خاص مہمان یا خاص فرد کو بھی دعوت میں شریک ہونے کی داعی سے درخواست کر سکتے ہیں، پھر اگر وہ چاہے تو منظور کرے اور چاہے تو منع کر دے، اس پر بُرا نہیں منانا چاہیئے، لیکن اگر دعوت کرنے والا شخص ایسا ہو کہ آپ کے کہنے پر خواہی نخواہی منظور ہی کرنے پر مجبور ہو جائے اور اسے منع کرنے کی ہمت نہ ہو، تو ایسے شخص کے سامنے دوسرے کی شرکت کی درخواست نہیں کرنی چاہیئے۔

(42)...... اگر صرف کھانے کی ضیافت ہو، تو کھانے کے بعد میزبان کے گھر دیر تک بیٹھے رہنا درست نہیں، اس سے میزبان کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ مروت یا شرم کی وجہ سے جانے کا کہنے سے حیاء محسوس کرتا ہے، ہاں اگر کسی اہم کام کے لئے دیر تک بیٹھنے کی ضرورت ہو یا میزبان کے ساتھ ایسا خصوصی تعلق ہو کہ اس کو تکلیف نہ ہو، یا خود میزبان ہی دلی طور پر آپ کے مزید بیٹھے رہنے کا خواہش مند ہو، اور بھی کوئی خرابی نہ پائی جا رہی ہو، تو حرج نہیں۔

(43)...... دعوت میں جو کھانا پیش کیا جاتا ہے، دعوت میں حاضر ہونے والے کو جتنا چاہے، کھانا جائز ہے، مگر ضائع کرنا جائز نہیں، اور مالک کی اجازت کے بغیر وہاں سے کھانا اپنے ساتھ لانا جائز نہیں۔

(44)...... اگر کوئی عذر نہ ہو، تو ضیافت اور کھانے سے فراغت کے بعد میزبان اور داعی کو

چاہئے کہ عذر نہ ہو، تو مہمان کو رخصت کرتے وقت اس کے ساتھ کچھ دور چل کر آئے، اور محبت و ہمدردی کے انداز میں اس کو رخصت کرے۔

(45)...... جو لوگ کھانے کی کسی دعوت وضیافت میں بلائے جائیں اور دعوت میں شریک ہوں، اُن کو مندرجہ ذیل آداب کا بھی لحاظ کرنا چاہئے۔

دعوت قبول کرنے میں دعوت کرنے والے کے اِکرام اور اس کا دل خوش کرنے اور سنت پوری کرنے کی نیت کرے، پیٹ کی شہوت پوری کرنے کو مقصود نہ بنائے۔

دعوت کرنے والے کے گھر بغیر اجازت کے داخل نہ ہو۔

خوامخواہ صدرِ مجلس بن کر نہ بیٹھے، اور دعوت وضیافت کرنے والا جب اس کو کسی خاص جگہ بٹھادے تو اس کی حتی الامکان پابندی کرے۔

کوئی عذر نہ ہو، مثلاً فرض وواجب روزہ سے نہ ہو تو کھانے سے منع نہ کرے۔

کھانا کھانے کی طرف تیزی سے نہ لپکے، اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرے۔

کھانا کھانے کے جو آداب ہیں، ان کی رعایت کرے۔

حاضرین اور شرکاء میں دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دے، اور جو چیز دوسروں کو پسند یا ان کے لئے زیادہ رغبت کی ہو، وہ دوسروں کے لئے چھوڑ دے، خود کھا کر ختم نہ کردے۔

اگر کھانے میں دوسرے لوگ بھی شریک ہوں تو ان سے پہلے کھانے سے فارغ نہ ہو جائے، دوسروں کا انتظار کرے اور ہلکا پھلکا سلسلہ جاری رکھے۔

کھانے سے فراغت کے بعد دعوت کرنے والے کو دعاء دے، مثلاً یہ دعاء پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ

اے اللہ! جس نے مجھے کھانا کھلایا، آپ اسے کھلایئے، اور جس نے مجھے پلایا، آپ اسے پلایئے (مسلم)

کھانے سے فراغت کے بعد میزبان یا داعی کے یہاں زیادہ دیر بیٹھا نہ رہے۔

www.idaraghufran.org

(باب نمبر 8)

مجلس ومحفل اور تقریب ومجمع کے آداب

بیٹھنے والی جگہ کو مجلس کہا جاتا ہے اور کسی جگہ جب ایک سے زیادہ افراد جمع ہوں، خواہ بیٹھے ہوں یا کھڑے ہوں، وہ مجمع یا محفل کہلاتی ہے، جس میں تقریب اور فنکشن (Function) بھی داخل ہے، اس کے متعلق آداب ملاحظہ فرمایئے۔

اچھی اور بری مجالس سے متعلق آداب

(1)...... ہمیشہ اچھے، نیک اور سنجیدہ لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش کیجئے، برے، چھچھورے، بددین اور بے دین لوگوں کی صحبت بہت زیادہ نقصان دہ ہے۔

(2)...... جو مجلس و محفل یا تقریب گناہ کے کاموں پر مشتمل ہو، مثلاً ناچ، گانے، موسیقی، تصویر سازی وغیرہ اس میں حتی الامکان شرکت سے پرہیز کیجئے، اگر کبھی ایسی جگہ پھنس جائیں تو اپنی طرف سے ان گناہوں کے کاموں سے جتنا ممکن ہو سکے دور رہنے کی کوشش کیجئے۔

(3)...... بے کار اور فضول کی مجلسیں جمانا اور محفل آرائی کرنا آج کل عام مشغلہ بن گیا ہے، بلکہ خاص گپ شپ کی مجلسیں قائم کرنا اور لغو مشغلوں میں وقت ضائع کرنا باعثِ فخر سمجھا جانے لگا ہے، اس قسم کی چیزوں میں وقت ضائع کرنے سے بچنے کی کوشش کیجئے۔

مجلس میں شامل ہونے کے آداب

(4)...... جب آپ کسی مجلس میں جائیں اور جوتے اتارنا چاہیں، تو دوسروں کے جوتوں پر اپنے جوتوں سمیت نہ چڑھ جایئے اور نہ ہی دوسروں کے جوتوں کو ہٹا کر ادھر اُدھر کیجئے، بلکہ اپنے جوتے خالی جگہ پر اتاریئے، خواہ دوسروں کے جوتوں سے پیچھے جگہ کیوں نہ ملے، کیونکہ

www.idaraghufran.org

پہلے آنے والوں کا حق پہلے اور بعد میں آنے والوں کا حق بعد میں ہے۔

(5)...... جب کسی مجلس میں ایسی جگہ سے گزر کر جانا ہو، جہاں دوسرے لوگوں کے جوتے اترے ہوئے رکھے ہوں، تو حتی الامکان دوسروں کے جوتوں کے اوپر چڑھ کر جانے سے پرہیز کیجئے، خاص طور پر جوتے پہن کران کے اوپر چڑھنے سے پوری طرح پرہیز کیجئے، اور واپسی کے وقت بھی ان چیزوں کا اہتمام کیجئے۔

(6)...... اگر آپ کسی مجلس میں ابھی تشریف لائے ہیں اور دوسرے لوگ پہلے سے موجود ہیں تو ان کو سلام کیجئے، لیکن اگر دوسرے لوگ کسی کام یا باہم گفتگو میں مشغول ہوں، مثلاً کوئی وعظ وتقریر ہورہی ہو، تو بلند آواز سے سلام کر کے سب کو خلل نہ ڈالئے، بلکہ ایسی صورت میں خاموشی سے بیٹھ جایئے، مجلس میں آکر سب سے فرداً فرداً مصافحہ بھی نہ کیجئے، اور مناسب یہی ہے کہ جس کے پاس ارادہ کر کے آئے ہیں، صرف اس سے مصافحہ پر اکتفاء کیجئے، البتہ اگر دوسروں سے بھی تعارف ہو تو ان سے مصافحہ کرنے میں حرج نہیں، مجلس میں آکر بلا تعارف سب لوگوں سے فرداً فرداً مصافحہ کی کوشش نہ کیجئے، اس سے سب لوگوں کو خلل واقع ہوتا ہے، خصوصاً جبکہ دوسرے لوگ اپنے اپنے کاموں یا گفتگو میں مصروف ہوں۔

(7)...... مجلس میں جہاں جگہ مل جائے بیٹھ جایئے، مجمع کو چیرتے اور لوگوں کے اوپر سے کودتے پھلانگتے ہوئے آگے جانے کی کوشش نہ کیجئے۔

(8)...... مجلس میں پہلے سے کسی بیٹھے ہوئے آدمی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کیجئے، البتہ جگہ تنگ ہو، تو مناسب انداز میں دوسرے کو آگے بڑھنے کا کہنے میں حرج نہیں۔

(9)...... اگر مجلس میں لوگ حلقہ اور دائرہ بنا کر بیٹھے ہوئے ہوں تو بغیر ضرورت کے ان کے درمیان میں نہ بیٹھئے، بلکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر بیٹھیے۔

(10)...... مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کوئی اگر کسی ضرورت سے اٹھ کر چلا جائے اور جلدی واپس آنے کا ارادہ ہو تو اس کی جگہ پر قبضہ نہ کیجئے، جانے والے شخص کو بھی چاہئے

کہ اگر جلدی واپسی کا ارادہ ہو تو قریب والے کو اس سے آگاہ کرکے جائے یا اٹھتے وقت وہاں بطورِ نشانی اپنی کوئی چیز مثلاً رومال وغیرہ چھوڑ دے تاکہ حاضرین کو معلوم ہو جائے، البتہ اگر اُٹھ کر جانے والا خود ہی جاتے وقت اپنی جگہ بیٹھنے کی اجازت دے دے یا اس کا دوبارہ لوٹ کر اس جگہ آنے کا ارادہ نہ ہو، تو اس جگہ بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(11)...... اگر کسی مجلس میں دو آدمی ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے ہوں تو ان کی رضامندی اور خوشی کے بغیر ان کو الگ کرکے اور خود درمیان میں گھس کر نہ بیٹھئے۔

مجلس میں شامل لوگوں کے لئے آداب

(12)...... مجلس میں دوسرے لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہنا چاہئے، جس قسم کی جائز گفتگو ہو، اس میں حسبِ موقع شریک ہونا چاہئے، بشرطیکہ کوئی شریعت کے خلاف بات نہ ہو رہی ہو، ورنہ اس میں شرکت سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(13)...... جب آپ مجلس میں شریک ہوں تو گفتگو کرنے میں ایسا انداز اختیار نہ کیجئے، جس سے آپ کا خواہ مخواہ مجلس کا سربراہ اور سردار ہونا ظاہر ہو۔

(14)...... اگر مجلس میں کوئی مناسب گفتگو ہو رہی ہو اور آپ اس میں حصہ لینا چاہیں تو بلاضرورت دوسرے کی بات کو کاٹ کر درمیان میں نہیں بولنا چاہئے، بلکہ دوسرے کی بات مکمل ہونے کا انتظار کرنا چاہئے، البتہ اگر درمیان میں بولنا ضروری ہو، تو دوسرے سے اجازت لے کر بولنے میں حرج نہیں۔

(15)...... کسی مجلس میں بیٹھ کر دوسرے لوگوں کی غیبتیں کرنے، عیب جوئی اور کسی کا تمسخر اور استہزاء کرنے سے پرہیز کیجئے، اگر حاضرین ان گناہوں میں مبتلا ہو جائیں اور آپ کو منع کرنے اور روکنے کی قدرت ہو تو حکمت کے ساتھ ان کو منع کر دیجئے یا گفتگو کا موضوع اچھے پہلو کی طرف موڑ دیجئے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو وہاں سے الگ ہو جایئے یا کم از کم اس گفتگو کا

حصہ بننے سے پرہیز کیجیے۔

(16)......کسی مجلس میں بیٹھ کرخواہ مخواہ کی بحث مباحثوں،سیاسی وغیر سیاسی تبصروں اور دین کے متعلق بلاتحقیق باتیں کرنے اورٹھٹھے مارنے سے پرہیز کیجئے،اسی کے ساتھ فضول گفتگو سے بھی بچنے کی کوشش کیجئے اوراس کے بجائے خیر اور بھلائی کی بات کیجئے،یااپنے طور پراللہ کاذکرشروع کردیجئے،یہ بھی نہ کرسکیں تو خاموش رہئے۔

(17)......کوشش کرنی چاہئے کہ کوئی مجلس آخرت کے ذکر سے خالی نہ ہو،خواہ تھوڑی بہت ہی کیوں نہ ہو،دین کی بات مناسب انداز میں حاضرین کی نفسیات کوملحوظ رکھتے ہوئے کرلینی چاہئے،لیکن دوسروں کی طرف سے ناپسندیدگی اور کراہت ہو،تو ایسے وقت جبر کر کے دوسروں پر مسلط ہونے کی کوشش نہ کیجئے،اس سے دوسرے لوگوں میں دین کی بات سے کراہیت پیدا ہوتی اورناقدری لازم آتی ہے۔

(18)......مجلس کاایک حق یہ ہے کہ جومجلس میں رازداری کی باتیں ہوں،وہ امانت ہیں، ان کوکسی دوسری جگہ نقل نہیں کرنا چاہئے،احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

مجلس میں بیٹھنے کے انداز وطریقہ کے آداب

(19)......مجلس میں کسی امتیازی جگہ پر بیٹھنے کااہتمام نہ کیجئے،کسی کے ہاں جانا ہوتووہاں بھی میزبان کی اجازت کے بغیر کسی معزز وممتاز جگہ پر نہ بیٹھئے۔

(20)...... یہ بھی کوشش نہ کیجئے کہ آپ کوکسی مجلس کے امیر،صدر،یابڑے یاممتاز شخص مثلاً نکاح کے ولیمہ میں دولہا کے ساتھ ہی نشست حاصل ہو۔

(21)......مجلس میں منہ پھلاکر،ناک اوربھنویں چڑھاکراوراکڑ کرمت بیٹھئے ،بلکہ کھلے چہرے اور بشاشت اورعاجزی کے ساتھ بیٹھئے۔

(22)......مجلس میں سب لوگوں کوآپس میں مل جل کر بیٹھنا چاہئے،اس سے باہم محبت و

اتفاق پیدا اور ظاہر ہوتا ہے، بلاضرورت متفرق ٹولیوں کی شکل میں بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، اس سے آپس میں نااتفاقی پیدااورظاہرہوتی ہے، البتہ اگرکسی ضرورت کی وجہ سے یا انتظامی طورپرمختلف لوگ متفرق جماعتوں وافرادکی شکل میں بیٹھیں توحرج نہیں۔

(23)......مجلس میں ایسے طریقے پر بیٹھئے کہ آپ کے بعدآنے والوں اورگزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو،بعض لوگ راستہ گھیر کر بیٹھ جاتے ہیں، یادرمیان میں جگہ خالی چھوڑ کرایسے طریقے پر بیٹھتے ہیں، جس کی وجہ سے بعد میں آنے والوں کونشست حاصل کرنے میں دشواری ہوتی ہے،اس طرح کے طرزِعمل سے پرہیز کیجئے۔

(24)...... جب مجمع زیادہ ہواورجگہ کی تنگی ہو یاکسی ضرورت کی وجہ سے لوگوں کوقریب ہونے کی ضرورت ہوتو سمٹ کر بیٹھئے اورآنے والوں کوفراخ دلی کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ فراہم کردیجئے، جوکہ خیروبرکت کاذریعہ ہے۔

(25)......اگرریل یابس وغیرہ میں سفرکررہے ہوں،توحتی الامکان دوسرے مسافروں کو بھی بیٹھنے کی جگہ فراہم کرنی چاہئے،لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ کوزیادہ گھیرنا یا بیٹھنے کی جگہ سامان وغیرہ رکھ کردوسروں کوتنگی ودشواری میں مبتلانہیں کرنا چاہئے۔

(26)...... جب کوئی دوسراشخص تمہارے پاس آئے تو جگہ ہونے کے باوجوداس کے اکرام کے لئےتھوڑاسا کھسک جانایعنی اپنی جگہ سے کچھ ہٹ جانا چاہئے۔

(27)......تنہا بیٹھے ہوئےکسی شخص کے نزدیک سامنے یادائیں، بائیں یاسر پر چڑھ کرکھڑا نہیں ہوناچاہئے ،اسی طرح کسی بیٹھے ہوئے شخص کوگھورتے نہیں رہنا چاہئے،اس سے دوسرے کوتکلیف ہوتی ہے۔

(28)...... مشغول آدمی،مثلاً لکھنے پڑھنے والے کے پاس بے تکلف انسان کے بلاضرورت بیٹھے رہنے سے دوسراپریشان اورذہنی الجھن میں مبتلا ہوتا ہے، خاص طورپرجبکہ مشغول آدمی کوبیٹھ کردوسراگھورتااورتکتا بھی رہے،اس طرزِعمل سے پرہیز کیجئے۔

(29)...... مجمع میں بیٹھ کر منہ پھاڑ کر جمائی لینے سے پرہیز کیجئے، بلکہ جمائی کو روکنے کی کوشش کیجئے، ویسے بھی اس طرح منہ پھاڑ کر جمائی لینا اچھی بات نہیں، اگر جمائی نہ رکے تو منہ ڈھانک کر جمائی لیجئے۔

(30)...... مجلس میں اٹھتے بیٹھتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھئے کہ آپ کے اٹھنے بیٹھنے سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

(31)...... مجلس میں کسی دوسرے کی طرف بلا عذر پاؤں مت پھیلائیے، اور خواہ مخواہ کی انگڑائیاں لینے سے پرہیز کیجئے۔

(32)...... جب دوسرے لوگ نیچے بیٹھے ہوں، تو بلا وجہ خود اوپر چڑھ کر نہ بیٹھئے۔

(33)...... جب کسی سے ملاقات کے لئے جائیں اور اسے مشغول پائیں تو بیٹھنے کے لئے اجازت کا انتظار نہ کیجئے، بلکہ موقع پا کر خود سے بیٹھ جائیے، البتہ اگر وہاں بغیر اجازت کے ٹھہرنے کی اجازت نہ ہو، یا بیٹھنے کی مناسب جگہ نہ ہو، تو کسی ایک طرف راستہ وغیرہ سے ہٹ کر کھڑے ہونے میں حرج نہیں۔

مجلس ومحفل اور تقریب ومجمع کے متفرق آداب

(34)...... مجلس میں تین آدمی ہوں تو دو آدمیوں کو بلا ضرورت چپکے چپکے آپس میں باتیں نہیں کرنی چاہئیں، کیونکہ اس سے دوسرے کو تکلیف یا اپنے بارے میں باتیں ہونے کی بدگمانی ہوتی ہے، اور کسی ایسی زبان میں بات کرنا، جس کو تیسرا آدمی نہ جانتا ہو، اس سے بھی پرہیز کیجئے، کیونکہ یہ بھی مجلس کے آداب کے خلاف ہے، خاص طور پر جبکہ تین افراد ہوں، اور تیسرا اس زبان کو سمجھتا نہ ہو۔

البتہ اگر تین سے زیادہ افراد ہوں اور ان میں ایک سے زیادہ افراد ایسے ہوں، جو اس زبان کو نہ سمجھتے ہوں، تو پھر حرج نہیں، لیکن بلا ضرورت کسی مسلمان بھائی سے الگ تھلگ زبان میں

کلام کرنا، جس سے دوسرا تشویش میں مبتلا ہو، مناسب نہیں، بلکہ عام مشترکہ اور سب کو سمجھ آنے والی زبان میں بات کرنا زیادہ بہتر ہے، اس سے آپس میں اتفاق قائم رہتا ہے۔

(35)...... جب دوسرا شخص کسی ذکر، تلاوت اور دعاء وغیرہ میں مشغول ہو، تو اس کو بغیر سخت ضرورت کے اپنی طرف متوجہ نہیں کرنا چاہئے۔

(36)...... کچی پیاز، لہسن کھا کر اور اسی طرح سگریٹ وغیرہ کی بدبو منہ میں ہونے کی حالت میں منہ صاف کئے بغیر مجمع میں نہ جایئے۔

(37)...... دوسروں کے پاس بیٹھ کر سگریٹ نوشی کرنے سے پرہیز کیجئے، اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے، اور اگر کسی جگہ سگریٹ نوشی کرنے کی ممانعت ہو، تو اس کی خلاف ورزی نہ کیجئے، بلکہ ہو سکے تو سگریٹ نوشی کی عادت ہی کو ہمت کر کے ترک کر دیجئے۔

(38)...... جب کوئی دوسرا بیٹھا ہو، تو اس کی بے خیالی میں اس کے ساتھ یا پیچھے سے کوئی چیز دوسرے کو نہ پکڑایئے، کہ کہیں بے خیالی میں اس بیٹھے ہوئے شخص کے ملنے جلنے یا اچانک اوپر کو اٹھ جانے سے تکلیف ہو، یا کوئی حادثہ پیش آ جائے۔

اسی طرح جب کسی کو کھانے پینے کی کوئی چیز پیش کریں، تو اتنی اونچائی سے پیش نہیں کرنی چاہئے کہ دوسرے کو اندازہ ہی نہ ہو کہ اس میں کیا چیز اور کتنی مقدار میں ہے، اور وہ اس چیز کو کس طرح پکڑے۔

(39)...... اگر مجلس میں چھینک آئے تو منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لیجئے اور دھیمی آواز سے چھینکنے کی کوشش کیجئے۔

(40)...... چھینکنے کے بعد ''اَلْحَمْدُلِلّٰہِ'' کہئے اور سننے والے کو چاہئے کہ ''یَرْحَمُکَ اللّٰہُ'' کہے اس کے بعد چھینکنے والے کو چاہئے کہ یہ دعاء پڑھے ''یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ''

(41)...... اگر دوسرے لوگ کام کاج میں مشغول ہوں تو چھینکنے والے کو ''اَلْحَمْدُلِلّٰہِ''

آہستہ آواز میں کہنا چاہئے، تاکہ دوسروں کو جواب میں ''یَرْحَمُکَ اللّٰہُ '' کہنے کی زحمت نہ کرنی پڑے۔

چھینکنے کے آداب الگ سے ذکر کردیئے گئے ہیں، وہاں ملاحظہ کرلئے جائیں۔

(42)...... دوسرے لوگوں کی موجودگی میں باختیارِ خود بلند آواز سے ریح خارج کرنے سے پرہیز کیجئے۔

(43)...... دوسرے لوگوں کی موجودگی میں اپنے اختیار سے بآوازِ بلند منہ یا ناک سے بلغم خارج مت کیجئے، بلکہ اگر ضرورت ہو تو دوسروں سے دور اور مخفی ہوکر یہ عمل کیجئے۔

(44)...... جب کوئی خاص مجلس ہورہی ہو تو غیر آدمی کو بلا ضرورتِ شرعی اس مجلس کی چھپ کر باتیں سننا جائز نہیں۔

(45)...... جب ایک سے زیادہ لوگ کسی جگہ اپنے اپنے کاموں کے لئے جمع ہوں، خواہ کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں، مثلاً بل جمع کرارہے ہوں، یا کسی دفتر وغیرہ میں کام کے لئے جمع ہوں۔

تو اس کو بھی مجلس کا حکم حاصل ہے، اور ایسی صورت میں دوسروں کے حقوق اور ان کی راحت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے، ایسی حالت میں ہر ایک کو اپنی باری کا انتظار کرنا چاہئے اور دوسروں کی باری کو نظر انداز کرکے خود دخیل بن جانا دوسرے کی حق تلفی میں داخل ہے، اگر کبھی سخت مجبوری آپڑے، تو دوسروں سے اجازت لے کر آگے بڑھنے کی گنجائش ہے۔

(46)...... اگر کوئی بل جمع کرانے یا کسی اور کام کے لئے قطار میں کھڑے ہوں تو دوسروں کو دھکم پیل کرنے اور جلد بازی و بے صبری کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے اور اطمینان وسکون کے ساتھ اپنی باری کا انتظار کرنا چاہئے، باری میں دوسروں کی حق تلفی کرنا شرعاً بھی جائز نہیں اور دوسروں کی تکلیف وایذا رسانی کا بھی باعث ہے، اور کسی کو رشوت دے کر یا تعلق داری کی بنیاد پر باری توڑ ڈالنا بھی گناہ ہے۔

(47)...... اگر کوئی دینی مجلس ہورہی ہو، اور کوئی مجلس کے درمیان میں اٹھ کر جانا چاہے، تو

بہتر یہ ہے کہ اس مجلس کے امیر یا وعظ کرنے والے کی اجازت سے جائے، اور اگر زبانی اجازت لینا مشکل ہو، تو کوئی اشارہ وغیرہ کر کے جانا بہتر ہے، جس سے سربراہِ مجلس کو واپس جانا سمجھ آ جائے۔

(48)...... بلا ضرورت بازار اور ہجوم ورش والی جگہوں میں جانے سے پرہیز کرنا چاہئے، اس میں بہت سے فتنوں سے حفاظت رہتی ہے۔

(49)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کسی مجلس سے اٹھتے وقت یہ الفاظ کہہ لیتا ہے، تو اس مجلس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے، وہ الفاظ یہ ہیں:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَآاِلٰــهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی تعریف کے ساتھ آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں، آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اور آپ کی طرف توبہ کرتا ہوں (ترمذی)

وَاللہُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

Idara Ghufran

(باب نمبر 9)

خوشی، غمی، بیمار پُرسی اور تعزیت کے آداب

اسلام میں خوشی اور غمی کی حالت کے، اور بیمار کی بیمار پرسی اور کسی کے فوت ہونے کے بعد تعزیت کے بھی آداب ہیں۔

اب اس قسم کے آداب ملاحظہ فرمائیے۔

خوشی سے متعلق آداب

(1)...... خوشی اور غمی کے موقع پر اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خوشی پر شکر اور غمی پر صبر کیا جائے، جس سے آخرت میں بہت عظیم اجر وثواب حاصل ہوتا ہے، اور دنیا میں بھی راحت وسکون والی زندگی گزرتی ہے۔

(2)...... جب کسی دوسرے کو خوشی یا کوئی نعمت حاصل ہو تو اس کو مبارکباد دینا جائز ہے۔

چنانچہ کسی کا نکاح ہونے پر، یا بچہ کی ولادت ہونے پر، یا عید کے موقع پر یا نیا مہینہ یا سال شروع ہونے پر، یا کسی کے سفر سے واپس آنے پر، بالخصوص جبکہ مبارک سفر مثلاً حج یا عمرہ سے واپس آیا ہو، اس قسم کے مواقع پر مبارکباد دینا جائز ہے، لیکن اس کو ضروری نہیں سمجھا چاہئے، اور اگر کوئی اس قسم کے مواقع پر مبارکباد نہ دے تو اس کو معیوب بھی نہیں سمجھنا چاہئے۔

(3)...... اسلام میں سال کے دو دنوں کو مذہبی تہوار قرار دیا گیا ہے، ایک تو یکم شوال کو عیدالفطر کا دن، دوسرے دس ذی الحجہ کو عیدالاضحیٰ کا دن، ان دونوں دِنوں میں سرور وخوشی کا اظہار کرنا اور زیب وزینت کو اختیار کرنا عبادت وثواب ہے۔

اسی طریقہ سے شریعت میں ہر ہفتہ میں ایک دن کو خوشی وعبادت کا دن قرار دیا گیا ہے، جو کہ

جمعہ کا دن ہے۔

ان دِنوں کے علاوہ مسلمانوں کا دوسرے دنوں کو عید قرار دینا، یا غیروں کے مذہبی تہواروں، مثلاً ہولی، دیوالی، کرسمس ڈے وغیرہ کو منانا درست نہیں۔

(4)...... کسی خاص خوشی مثلاً نکاح ہونے کے بعد اسی طرح عید کے دن دوسرے مسلمان کو مبارکباد دیتے وقت معانقہ کرنا یعنی گلے ملنا سنت سے ثابت نہیں، اسے لئے اسے سنت یا ضروری نہیں سمجھنا چاہئے۔

(5)...... جب کوئی خوشی کا موقع ہو، خاص طور پر جبکہ شادی ہو، تو ولیمہ کی دعوت کرنا سنت ہے، جس کی تفصیل دعوت وضیافت کے آداب میں ذکر کردی گئی ہے۔

(6)...... خوشی کے مواقع پر ناچنا، گانا اور موسیقی بجانا اور سننا منع ہے، اس سے بچنا چاہئے۔ اسی طرح خوشی کے موقع پر آتش بازی یا فائرنگ اور بجلی کا ضیاع کرنا بھی درست نہیں، اگر اس کو عبادت سمجھا جائے تو گناہ ہونے میں شک نہیں، اور ویسے بھی مال یا بجلی کا بے جا ضیاع ہے، جس کو شریعت میں پسند نہیں کیا گیا، اور اگر اس کی وجہ سے کسی کو تکلیف پہنچے یا کسی دوسرے کا جانی یا مالی نقصان لازم آئے، تو اس کے گناہ ہونے میں شک نہیں۔

(7)...... اگر کوئی نعمت وخوشی حاصل ہو، تو اس کے شکرانہ میں صدقہ کرنا ثواب کی بات ہے، اسی طرح اگر کوئی بیماری یا حادثہ پیش آجائے، تو اس سے حفاظت کے لئے صدقہ کرنا بھی مفید ہے، لیکن ان دونوں مواقع پر شریعت کی طرف سے صدقہ کے لئے بکرا ذبح کرنا یا ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ صدقہ رقم کی شکل میں یا پھر غریب کی ضرورت کی چیز مثلاً کھانا، کپڑا وغیرہ کی شکل میں کرنا چاہئے، لہٰذا بکرے کے ذبح کرنے یا بکرے کے صدقہ کرنے کو ضروری سمجھنا درست نہیں، اور بکرا ذبح کر کے اس کے خون یا سری کا مخصوص طریقہ پر استعمال کرنا کہ مخصوص جگہ پر بکرا ذبح کر کے اس کا خون ڈالا جائے، یا سری کو مریض کے سر پر گھمایا جائے، یہ چیزیں بھی غلط ہیں، شریعت میں ان چیزوں کی تعلیم نہیں، ویسے ہی

غلط طریقہ پر یا ہندوؤں کے ساتھ میل جول کی وجہ سے رواج پکڑ گئی ہیں۔

(8)...... کسی موقع پر کھانے پینے یا کسی اور چیز کی شکل میں صدقہ، خیرات کرنا ہو، تو اس کے مستحق، نادار اور غریب لوگ ہیں، اس لئے صدقہ خیرات کے عنوان سے دعوت کا سماں پیدا کر کے امیر اور مالدار لوگوں کو کھلانے پلانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

عیادت و بیمار پرسی سے متعلق آداب

(9)...... کسی بیمار کی عیادت یعنی بیمار پُرسی کرنا بھی عبادت اور ثواب والا کام ہے، اور باہمی محبت واُلفت پیدا کرنے اور خیر خواہی اور غم خواری کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔

لہٰذا اگر کوئی عذر نہ ہو تو مریض کی بیمار پُرسی کرنی چاہیے۔

(10)...... بیمار پُرسی کرتے وقت مریض کی تسلّی وتشفّی کے کلمات کہنا چاہیے، اور بیماری کے اَجر وثواب کا تذکرہ کرنا چاہیے، تاکہ مریض کا ذہن آخرت کے اَجر وثواب کی طرف متوجہ ہو، اور بے صبری اور شِکوہ وشکایت کرنے سے حفاظت رہے۔

(11)...... عیادت یعنی مریض کی بیمار پُرسی ہر مسلمان کی کی جاسکتی ہے، خواہ وہ اجنبی ہو یا جان پہچان والا، اور خواہ رشتہ دار ہو یا رشتہ دار نہ ہو۔

البتہ قریبی عزیز ورشتہ دار کی عیادت کی فضیلت واہمیت زیادہ ہے۔

(12)...... گناہ گار اور غیر مسلم کی عیادت کرنا بھی جائز ہے، البتہ اگر کوئی کھلے عام، کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہو، جس سے عام لوگ آگاہ ہوں، تو اس کو تنبیہ کے طور پر عیادت نہ کی جائے، لیکن اگر کسی مصلحت کی وجہ سے کرنی پڑ جائے، تو گناہ نہیں۔

(13)...... بیمار پرسی ثواب کا کام سمجھ کر کرنی چاہئے، اور اس میں کوئی فاسد غرض نہیں ہونی چاہئے، مثلاً یہ کہ اگر ہم بیمار ہو گئے تو یہ بھی ہماری بیمار پرسی کرنے کے لئے آئے گا، یا فلاں شخص ہماری بیمار پرسی کرنے کے لئے آیا تھا، لہٰذا ہمیں بھی اس کی بیمار پرسی کے لئے جانا

چاہئے، اور فلاں شخص ہماری بیمار پرسی کے لئے نہیں آیا تھا، لہٰذا ہم بھی اس کی بیمار پرسی کے لئے نہیں جائیں گے، اس طرح کی نیت کرنے سے بیمار پرسی کا ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔

(14)...... اگر ایسا شخص بیمار ہوجائے، جس سے آپ کا اختلاف ہو، تب بھی اس کی بیمار پرسی کرنا ثواب اور خیر و برکت کا ذریعہ ہے، اور اس میں دوہرا اجر و ثواب ہے، ایک تو بیمار پُرسی کرنے کا اور دوسرے اپنے نفس پر جبر کرنے کا، بشرطیکہ یہ اندازہ ہو کہ اسے آپ کی بیمار پُرسی کرنے سے تکلیف نہیں پہنچے گی۔

(15)...... بیمار پرسی کے لئے کوئی دن یا وقت شریعت کی طرف سے مقرر نہیں، حسبِ ضرورت وحسبِ موقع ہر دن اور ہر وقت بیمار پرسی کرنا جائز ہے، بعض لوگ جورات کے وقت بیمار پُرسی کو منحوس سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں، اسی طرح بعض لوگوں کا جو یہ خیال ہے کہ بیماری کے تین دن گزر جائیں تو بیمار پرسی کرنی چاہئے، اس سے پہلے بیمار پرسی نہیں کرنی چاہیے، یہ بھی بے اصل بات ہے۔

(16)...... بیمار پُرسی کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ ایسے وقت کا انتخاب کرے، جس سے مریض اور اس کے پاس موجود متعلقین کو تکلیف نہ ہو، مثلاً وہ اس کے آرام کرنے یا اس کے کھانے وغیرہ کا وقت نہ ہو۔

(17)...... اگر مریض کسی ہسپتال وغیرہ میں ہو اور وہاں مریض سے ملاقات کے اوقات کار متعین ہوں، تو حتی الامکان ان اوقات کی پابندی کرنی چاہئے، اور اس سلسلہ میں وہاں کے منتظمین سے اُلجھنا اور لڑنا جھگڑنا اور اس کو بہادری کی چیز نہیں سمجھنا چاہئے۔

اور اگر ہسپتال میں مریض کے پاس ڈاکٹر مریض کو دیکھنے اور چیک اپ وغیرہ کے لئے آجائے، اور بیمار پرسی کرنے والے کی وہاں ضرورت نہ ہو، تو اس کو اس وقت وہاں سے علیحدہ ہوجانا مناسب ہے۔

(18)...... مریض یا اس کے گھر والوں کے سامنے کوئی ایسی بات نہ کیجیے، جس سے زندگی

کی ناامیدی پائی جائے، اورکسی کا ناحق دل ٹوٹے، بلکہ تسلی کی باتیں کرنی چاہئیں۔

(19)...... مریض کے سامنے اس کے دوست یا عزیز کے بارے میں کوئی ناپسندیدہ بات اوراس کے دشمن کے بارے میں کوئی اچھی بات نہ کی جائے کہ اس سے اس کو تکلیف ہوگی۔

(20)...... مریض کے سامنے کسی کی غیبت کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، اوراس کے سامنے اس کے اہل وعیال اوراولاد و متعلقین کا بھلائی اوراچھائی کے ساتھ تذکرہ کرنا چاہئے، اور برائی کے ساتھ تذکرہ کرکے مریض کا دل نہیں دکھانا چاہئے۔

(21)...... اگرکسی مریض کواس چیز کا احساس ہو کہ اس کے بعداس کے گھر والے و متعلقین اس کا مال ضائع وبرباد کردیں گے، یا اس کے چھوٹے بچے یتیم ولاوارث بن جائیں گے، اوران کی تربیت ودیکھ بھال میں کوتاہی برتی جائے گی، تو اس طرف سے اس کو تسلی واطمینان دلانا چاہئے، اوراپنی طرف سے اس کے گھر والوں اور متعلقین کے ساتھ اپنی خیرخواہی اورذمہ داری کا مظاہرہ یا اظہار کرنا چاہئے۔

(22)...... کسی کی بیمار پُرسی کرنے جائیں، تو بیمار کے پاس یہ دعاء پڑھنا سنت سے ثابت ہے:

لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ .

ترجمہ: کچھ حرج نہیں، ان شاء اللہ یہ بیماری گناہوں سے پاک (ومعاف) کرنے والی بنے گی (بخاری)

(23)...... جب کسی مریض کی بیمار پرسی کے لئے جائیں، تو مریض کے پاس اتنی زیادہ دیر تک نہ ٹھہریئے کہ جس سے اس کو یا اس کے متعلقین کو تکلیف پہنچے، کیونکہ مریض کو دوسروں کے سامنے بے تکلفی سے لیٹنے، بیٹھنے وغیرہ میں شرم محسوس ہوتی ہے، اوردوسروں کے سامنے اسے زیادہ دیر تک مقید رہنا پڑتا ہے۔

البتہ اگر مریض خود ہی آپ کا دیر تک بیٹھا رہنا دل سے پسند کرے اوراس سے اس کو راحت

حاصل ہوتو الگ بات ہے۔

(24)...... بیمار پُرسی کے وقت کوئی ہدیہ، تحفہ وغیرہ ساتھ لے جانا ضروری نہیں، جیسا کہ بعض لوگوں نے اس کو ضروری سمجھ لیا ہے؛ البتہ بغیر رسم ورواج کے اخلاص کے ساتھ مریض کی ضرورت کے لیے کوئی مفید چیز لے جانا یا اگر وہ مستحق ہو تو اس کا صدقہ وغیرہ سے تعاون کر دینا گناہ بھی نہیں، بلکہ اچھی اور ثواب کی بات ہے۔

آج کل مریض کے پاس کاغذ وغیرہ کے پھولوں کا گلدستہ لے جانے کا رواج ہے، جس کا کوئی خاطر خواہ اور قابلِ ذکر فائدہ نہیں ہوتا، اس کے بجائے کوئی مفید چیز مریض کی خدمت میں پیش کرنا مناسب ہے۔

(25)...... بیمار پُرسی کے لئے جانے والا اگر کوئی طبیب وڈاکٹر نہ ہو، تو اپنی طرف سے مریض کے لئے کوئی علاج، نسخہ یا ٹوٹکا وغیرہ تجویز نہ کرے، کیونکہ اگر مریض اس پر عمل کرے، اور شفاء نہ پائے، تو وہ آپ کی طرف سے بدظن ہوگا، بہتر ہے کہ وہ اپنا علاج کسی ماہر معالج سے کرائے، یا ماہر معالج سے مشورہ کے بعد کوئی تدبیر اختیار کرے، البتہ اگر کوئی خود سے معلوم کرے، تو اپنے تجربہ سے اچھی رائے دے دینے یا کوئی بے ضرر مشورہ دے دینے میں حرج نہیں۔

(26)...... اگر کوئی اعتکاف کی حالت میں ہو، یا عورت عدت میں ہو تو مریض کی عیادت کے لئے معتکف کا اعتکاف گاہ سے یا عورت کا گھر سے نکلنا درست نہیں، ایسی صورت میں کسی کے واسطہ سے یا ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعہ عیادت کرنے میں حرج نہیں۔

(27)...... مریض و بیمار کی تیمارداری وخدمت بھی بہت بڑے اجر وثواب کا ذریعہ ہے، اور مریض و بیمار کی تیمارداری کرنے والے کو شریعت کی طرف سے بہت سے کاموں میں رعایت دی گئی ہے، مثلاً تیمارداری میں مشغول کو ضرورت کی وجہ سے باجماعت نماز اور جمعہ کی نماز کو ترک کرکے ظہر کی نماز پڑھنے کی گنجائش ہے، اس کے علاوہ مریض و بیمار کے دل سے خدمت

کرنے والے کے حق میں دعائیں بھی نکلتی ہیں، جو دنیا وآخرت میں کام آتی ہیں۔
اس لئے اگر معقول عذر نہ ہو، تو مریض و بیمار کی کل وقتی یا جز وقتی، جتنا موقع ہو، تیمارداری اور خدمت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اس میں مریض و بیمار کے پاس ہسپتال میں ٹھہرنے والے تیماردار بھی داخل ہیں، اور کسی خاتون کے ولادت ہونے کے موقع پر یا اس کے بعد کچھ عرصہ تک اس کی خدمت کرنے والی خاتون بھی داخل ہے، اور دوسرے مواقع پر مریض کی کسی بھی طرح کل وقتی یا جز وقتی خدمت وامداد اور دیکھ بھال کرنے کی سب صورتیں درجہ بدرجہ اس میں داخل ہیں۔

تعزیت(Condolence) سے متعلق آداب

(28)......تعزیت دراصل دوسرے کو صبر کی تلقین کرنے اور تسلی دینے اور میت کے لئے مغفرت کی دعاء کرنے کا نام ہے، اس لئے تعزیت ایسے انداز اور الفاظ سے کرنی چاہئے جس سے دوسرے کا غم ہلکا ہو، اور ہمت وحوصلہ پیدا ہو، اور ایسے انداز اور الفاظ سے پرہیز کرنا چاہئے جس سے دوسرے کے رنج وغم وغیرہ میں اضافہ ہو۔
اور تعزیت کے لئے شریعت کی طرف سے مخصوص الفاظ کہنا یا کوئی مخصوص دعاء پڑھنا ضروری نہیں، بلکہ حسبِ موقع الفاظ کہے جاسکتے ہیں۔
(29)......کسی کے فوت ہونے پر اس کے پس ماندگان اور اہلِ خانہ سے تعزیت یا پُرسہ کرنا بھی ثواب کا کام ہے۔
(30)......فوت ہونے والے کے پس ماندگان کے اہلِ خانہ کے بڑوں، چھوٹوں اور مرد حضرات نیز عورتوں سب سے تعزیت کرنا جائز ہے۔
البتہ ناسمجھ چھوٹے بچوں سے تعزیت نہیں کرنی چاہئے۔
اسی طرح نامحرم عورت اور مرد کو ایک دوسرے سے تعزیت نہیں کرنی چاہئے، اس کے بجائے

www.idaraghufran.org

عورت، عورت سے اور مرد، مرد سے تعزیت کرے، البتہ دوسری عورت یا مرد ساتھ میں موجود ہو، اور خلوت وتنہائی لازم نہ آئے، یا جس سے تعزیت کی جائے وہ بوڑھی نامحرم عورت ہو، تو ایسی صورت میں تعزیت کرنے کی گنجائش ہے۔

(31)......تعزیت کسی کے فوت ہونے کے بعد تیسرے دن تک ایک مرتبہ کرنا مستحب ہے، اور دفن سے پہلے کرنے کی بھی گنجائش ہے، اس لئے فوتگی کا تیسرا دن گزرنے سے پہلے پہلے تعزیت کرلینی چاہئے، البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً کوئی دور رہتا ہو یا اس کو پہلے اطلاع نہ ہوسکی ہو یا اس کو پہلے تعزیت کا موقع نہ مل سکا ہو، تو تیسرے دن کے بعد بھی تعزیت کرنے میں حرج نہیں۔

(32)......تعزیت کرنے کا عمل ہر شخص کا انفرادی فعل ہے، اس لئے تعزیت کے لئے اجتماع منعقد کرنے کا اہتمام کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، بلکہ تعزیت کے لئے سب لوگوں کو اکٹھے جمع ہوکر بیٹھنے کا اہتمام کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔

(33)......تعزیت کے لئے دعاء کرتے وقت ہاتھ اٹھانا ضروری نہیں، بلکہ بہت سے حضرات کے نزدیک اس موقع پر ہاتھ اٹھانا مکروہ ہے، خاص طور پر جبکہ اس کو ضروری سمجھا جائے، البتہ بعض حضرات اس موقع پر دعاء کے وقت ہاتھ اٹھانے کی گنجائش دیتے ہیں، جبکہ اس کو ضروری نہ سمجھا جائے، لہٰذا اگر کسی کا دل چاہے اور ہاتھ اٹھالے تو فی نفسہٖ گناہ نہیں، جبکہ اس کو ضروری اور لازم نہ سمجھے، لیکن اگر کوئی ہاتھ نہ اٹھائے تو اس کو طعن وتشنیع کرنا یا اس سے لڑنا جھگڑنا وغیرہ بھی درست نہیں، اعتدال رکھنا چاہیے۔

(34)......تعزیت کے وقت میت کے اہلِ خانہ یا متعلقین سے معانقہ کرنا یعنی گلے ملنا سنت سے ثابت نہیں، اس لئے اس کو سنت یا ضروری سمجھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور حتی الامکان اس کو تعزیت کا حصہ بنانے سے بچنا چاہئے۔

(35)......کسی غیر مسلم کا مسلمان سے تعزیت کرنا اور مسلم کا غیر مسلم سے تعزیت کرنا

جائز ہے، لیکن غیر مسلم کی تعزیت کرتے وقت صرف صبر و تسلی کی تلقین کرنی چاہئے، غیر مسلم کی مغفرت و بخشش وغیرہ کی دعاء نہیں کرنی چاہئے۔

فوتیدگی اور مصیبت کے وقت کے آداب

(36)...... میت کے پڑوسیوں اور کچھ دور کے رشتہ داروں کے لئے مستحب ہے کہ وہ فوت ہونے والے کے اہلِ خانہ کے لئے ایک دن، رات کا کھانا تیار کریں، لیکن اس کھانے کو عام لوگوں کے لئے بنانا یا عام لوگوں کا بلاضرورت میت والوں کے کھانے میں شرکت کرنا اور دعوت کا سماں پیدا کرنا منع ہے۔

(37)...... کسی کے فوت ہونے کے بعد اس کے گھر والوں کو گھر میں چولہا جلانا اور کوئی ضرورت کی چیز پکانا بھی جائز ہے، اور جو یہ سمجھا جاتا ہے کہ تین دن تک میت کے گھر میں چولہا ہرگز نہیں جلنا چاہئے، یہ سمجھنا غلط فہمی پر مبنی ہے۔

(38)...... کسی کے فوت ہونے کے بعد اس کے گھر والوں کو اسی دن یا اگلے دن کاروبار کرنا جائز ہے، اور یہ جو سمجھا جاتا ہے کہ فوت ہونے کے تین دن بعد تک کسی قسم کا کاروبار کرنا جائز نہیں، یہ غلط فہمی کی بات ہے۔

(39)...... کسی کے فوت ہونے کے بعد کسی بھی دن فوت شدہ مرد یا عورت کی اولاد یا بہن بھائیوں کو اپنا نکاح کرنا جائز ہے، اور جو یہ سمجھا جاتا ہے کہ فوتگی کے بعد اس کے گھر والوں کو کسی قسم کی شادی بیاہ کرنا جائز نہیں، یہ بھی غلط فہمی ہے۔

(40)...... کسی کے فوت ہونے پر نوحہ کرنا یعنی چیخ چیخ یا گا گا کر رونا اور زبان سے الفاظ کہنا گناہ ہے۔

البتہ زبان سے الفاظ اور آواز کے بغیر رونے میں حرج نہیں، خاص طور پر جبکہ غیر اختیاری طور پر رونا آئے۔

Idara Ghufran

(41)...... مصیبت کے وقت کپڑے پھاڑنا، جسم کو پیٹنا، اور نوحہ کرنا یعنی گا گا کر اور چلا کر رونا، یہ سب چیزیں منع ہیں، اس قسم کی چیزوں سے بچنا چاہئے۔

(42)...... جب کوئی مصیبت پہنچے خواہ چھوٹی ہو یا بڑی تو استرجاع مستحب ہے، استرجاع کا مطلب ہے کہ ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ'' یا اس جیسے دوسرے الفاظ پڑھنا۔

(43)...... کسی مسلمان کے فوت ہونے کے بعد نیک عمل کر کے ثواب پہنچانے یعنی ایصالِ ثواب کرنے سے اس فوت شدہ مسلمان کو فائدہ ہوتا ہے، بشرطیکہ ایصالِ ثواب اخلاص کے ساتھ اور نیک عمل کر کے کیا جائے، اور حقیقی ایصالِ ثواب کے بجائے رسمی ورواجی طریقوں، مثلاً تیجہ، چالیسواں، سالانہ وغیرہ جیسی رسموں سے بچنا چاہئے۔

(44)...... جب کوئی شخص فوت ہو جائے، تو اگر وہ کسی کا شوہر ہو، تو اس کی بیوی کو عدت گزارنے کا حکم ہوتا ہے، اور عدت کے دوران عورت کو گھر میں رہنے اور زیب وزینت سے بچنے کا حکم ہوتا ہے، اور عدت کے زمانہ میں عورت کو کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہوتا، اور جس شخص سے عورت کو عدت کے بغیر پردہ کا حکم ہوتا ہے، اسی شخص سے عدت کے زمانہ میں بھی پردہ کا حکم ہوتا ہے، اور جب عدت ختم ہو جائے، تو پھر یہ سب کام (جو عدت کی وجہ سے منع ہوئے تھے) جائز ہو جاتے ہیں، لیکن عدت ختم ہونے کے وقت جو عورت کو گھر سے باہر نکالنا ضروری سمجھا جاتا ہے، یہ غلط فہمی پر مبنی ہے، اسی طرح یہ جو سمجھا جاتا ہے کہ عورت کو عدت کے زمانہ میں اپنے محرم رشتہ داروں سے یہاں تک کہ والدین اور بھائیوں سے بھی پردہ کا حکم ہوتا ہے، اور اس کو گھر کے ایک کمرہ میں ہی قید رہنا ضروری ہوتا ہے، اس قسم کی باتیں غلط فہمی پر مبنی ہیں۔

(45)...... کسی کے فوت ہونے کے بعد جلد از جلد اس کے مملوکہ ومتروکہ مال سے متعلق حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہئے، چنانچہ کفن دفن کے مسنون اخراجات ادا کرنے کے بعد دیکھا جائے کہ میت کے ذمہ کسی کا قرض تو نہیں ہے؟ اگر قرض ہے، تو اس مال سے اس

قرض کی ادائیگی کی جائے، پھر اگر مال بچے تو دیکھا جائے کہ میت نے کوئی وصیت تو نہیں کی؟ اگر وصیت کی ہے اور وہ شریعت کے مطابق بھی ہے، تو اس کی ادائیگی کی جائے اور پھر مال بچے تو اس کو میت کے متعلقہ وارثوں میں شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق تقسیم کیا جائے، اور اس میں کوتاہی اور تاخیر سے بچا جائے، ورنہ کئی قسم کے اختلافات اور مسائل پیدا ہوجاتے ہیں، جن کو بعد میں حل کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔

(46)...... کسی مسلمان کے فوت ہونے کے بعد دفن کرنے سے پہلے اگر ممکن ہو، تو اس کو غسل دینا ضروری ہے۔

اور اگر کسی وجہ سے غسل دینا ممکن نہ ہو، مثلاً میت کا جسم جل یا گل گیا ہو، تو پھر غسل دینا معاف ہوجاتا ہے۔

(47)...... کسی مسلمان کے فوت ہونے کے بعد اس کو سنت کے مطابق غسل دینا چاہیے اور کفن پہنانا چاہیے، اور ہوسکے تو اس کے جنازے کو اٹھانے کے لئے کندھا دینا چاہیے، اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھنی چاہیے، اور ان میں سے اکثر کام فرضِ کفایہ ہیں، یعنی کچھ لوگ یہ کام انجام دے دیں، تو دوسرے لوگوں کو ان کاموں میں شرکت کرنا ضروری نہیں رہتا، لیکن اگر کوئی شرکت کرے، تو گناہ بھی نہیں، بلکہ ثواب کا کام ہے۔

مگر اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جو لوگ شرکت نہیں کرسکے، ان پر طعن وتشنیع نہ کی جائے، اور ان کو برا بھلا نہ کہا جائے، نہ ہی ناراض ہوا جائے۔

وَاللہُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(باب نمبر 10)

سیاست وحکومت اور عدالت ووکالت کے آداب

Politics, Government & Judiciary

جب کوئی شخص کسی ملک میں رہتا ہے، تو وہاں کی حکومت اور اس کے قوانین سے اس کو کثرت کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے، اور کبھی کسی حکومتی عہدہ کی ذمہ داری سے بھی وابستگی ہوتی ہے، اس لئے اس کے آداب کا علم ہونا چاہیے، جن کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

سیاست وحکومت سے متعلق بنیادی آداب

(1)...... حکمران کے لئے حکمرانی وحکومت کا عہدہ، ایک قومی واجتماعی امانت ہے، اور اجتماعی امانت ہونے کے ساتھ ساتھ اس ملک میں بسنے والے لاکھوں کروڑوں افراد کے بے شمار مشترکہ حقوق بھی اس سے وابستہ ہیں، اس لئے اسلام میں حکومت وحکمرانی کے عہدہ کی بڑی اہمیت ونزاکت ہے۔

(2)...... حکمرانوں پر عوام کے حقوق کی بھاری ذمہ داری عائد ہے، اسی لئے حکمرانوں سے قیامت کے دن ان ذمہ داریوں کے بارے میں سوال اور کوتاہی پر مؤاخذہ ہوگا۔

(3)...... جو شخص کسی معاملہ میں لوگوں کا حاکم یا حکمران بنا، خواہ خزانے کے عہدہ کا، یا زراعت کے عہدہ کا، یا تجارت کے عہدہ کا، یا پانی وبجلی اور گیس کے عہدہ کا، یا صحت کے عہدہ کا، یا کسی اور بڑے یا چھوٹے عہدہ کا، اس سے بہر حال قیامت کے دن اس معاملہ سے متعلق حقوق کا سوال کیا جائے گا کہ اس نے اس معاملہ میں عوام ورعایا کے کیا کیا حقوق پورے کئے، اور کس کس مرحلہ پر حق تلفی اور ظلم اور ناحق وبے جا طرفداری کا ارتکاب کیا؟

حق تلفی کی صورت میں دوسروں کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی، ورنہ دوسروں کے گناہ حق تلفی کرنے والے کے سر پر لاد دیئے جائیں گے۔

اور عوام ورعایا میں لاکھوں، کروڑوں مختلف قسم کے چھوٹے بڑے لوگ ہوتے ہیں، ان سب کے حقوق کی ادائیگی ظاہر ہے کہ انتہائی مشکل کام ہوگا، اگر ایک ایک نیکی بھی ایک ایک شخص کو دی جائے، یا ایک ایک گناہ ہر ایک کا سر پر لادا جائے، تو مغفرت وبخشش انتہائی دشوار ہوجائے گی۔

حکمران وحاکم کو ان سب چیزوں کا احساس ہونا چاہئے، اور حکومت کے عہدہ کو حلوہ بے دودھ سمجھ کر منصبی فرائض یا قومی واجتماعی وسائل میں خیانت کا مرتکب ہونا سخت حماقت اور بے وقوفی ہے، مگر افسوس کہ آج کے دور میں ان چیزوں کا دلوں میں احساس نہیں پایا جاتا۔

(4)...... حکمران وحاکم کو چاہئے کہ اپنے اندر اللہ اور آخرت کا خوف پیدا کرے، تاکہ لوگوں کے حقوق اور اپنے عہدہ کی ذمہ داریوں کا احساس ہو، اور اپنے ماتحت لوگوں اور عوام و رعایا کے ساتھ خیر خواہی اور نرمی والا برتاؤ اور معاملہ کرے۔

(5)...... حکمران اپنی عوام ورعایا کا سر پرست، ان کا نگران، خیر خواہ اور ہمدرد اور ایک طرح سے والد کی جگہ ہوتا ہے، لہٰذا اسے اپنے ماتحتوں اور عوام ورعایا کے ساتھ دھوکہ دہی، جھوٹ اور غلط بیانی کا ارتکاب کرنے کی اجازت نہیں۔

(6)...... اسلام میں حکمرانوں کے لئے عدل وانصاف اختیار کرنے اور ظلم وناانصافی سے اجتناب کرنے پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے، بلکہ حکمرانوں کے عدل وانصاف کرنے پر دنیا و آخرت کے بڑے بڑے اجر وانعامات اور نعمتوں کا وعدہ کیا گیا ہے، اور اس کے برعکس ظلم وناانصافی کرنے پر سخت ترین اور بدترین سزاؤں اور دنیا وآخرت کے عذابوں اور وبالوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اور حکمرانوں کے مفہوم میں صدر اور وزیر اعظم سے لے کر مختلف شعبوں کے وزراء اور افسران

اورعدالتوں کے جج صاحبان، پولیس افسران اور مختلف سرکاری دفاتر اوراداروں کے افسران اورنگران سب داخل ہیں۔

(7)......ظلم وناانصافی کی ایک بدترین صورت حکمرانوں وافسروں کا عوام سے رشوت وبھتہ خوری، اورظالمانہ ٹیکس خوری کرنا ہے، جوآخرت کے علاوہ دنیا میں بھی بدترین فساداوروبال کا باعث ہے، اس لئے حکمرانوں اورسرکاری اداروں سے وابستہ افسروں اورملازموں کورشوت اوربھتہ خوری اورناجائزاورظالمانہ ٹیکس خوری سے بچنا بہت ضروری ہے۔

(8)......حکمرانوں کے وزیروں، مشیروں اوران کے ترجمانوں اورمختلف قسم کے معاونوں پربھی اس سلسلہ میں بھاری ذمہ داری عائد کی گئی ہے، اس لئے ان کی طرف سے حکمرانوں کو اچھے اوربہتر فیصلوں کا مشورہ دینا اوران کی طرف متوجہ کرنا ضروری ہے، اوروزیروں اور مشیروں کا اپنے بڑوں اورحکمرانوں کو برے اور بدتر فیصلوں کا مشورہ دینا اوران کی طرف متوجہ کرنااوراس سے بڑھ کران پراُبھارنایابرے فیصلوں پرکسی بھی طرح سے تعاون کرنا سخت گناہ اوروبال کاباعث ہے۔

اگرکوئی حکمرانوں کا باقاعدہ وزیراورمشیرتونہ ہو، لیکن اس سے حکمران مشورہ طلب کرے، یاخود سے ہی کسی کومشورہ دینے کا موقع ملے، تب بھی بہترمشورہ دینااوربُرامشورہ دینے سے بچناضروری ہے۔

(9)......جیل اورقیدخانہ میں جولوگ قیدی ہوتے ہیں، ان کے ساتھ شرعی اورقانونی حدود میں رہ کر برتاؤ کرنا ضروری ہے، اوران کوجیل وقیدخانہ میں مقیداوربے یارومددگار ہونے کی وجہ سے کسی بھی قسم کاظلم وناانصافی کرناجائزنہیں۔

افسوس کہ آج اس سلسلہ میں بہت کوتاہی اورزیادتی سامنے آتی ہے، اورقیدیوں کے ساتھ حیوانوں جیسا سلوک کیا جاتا ہے، اوران کے جائزحقوق سے بھی ان کومحروم کردیا جاتا ہے، ان کی جائزضروریات وسہولیات مہیاء کرنے کے لئے قدم قدم پررشوت اور بھتہ خوری کا

ارتکاب کیا جاتا ہے، جوکہ سراسر ظلم ہے۔

اور مظلوموں پر ظلم اوران کی بددعاء کا وبال دنیاوآخرت میں بڑا سخت ہے۔

(10)...... جو مال یا املاک حکومت کی تحویل میں اور سرکاری وقومی خزانہ کا حصہ ہوں، خواہ وہ زمین کی شکل میں ہوں یا کسی اور شکل میں، جن میں سرکاری جائز ذرائع آمدن بھی داخل ہیں، اور وہ تمام سرکاری ادارے اوران کی اشیاء بھی جوحکومت کی ملکیت وتحویل میں ہوں، جیسا کہ سرکاری ریلوے کا محکمہ، بجلی، گیس اور پیٹرول کا محکمہ، اور سرکاری خزانہ، اور بیت المال، اورسرکاری ہسپتال وغیرہ وغیرہ، ان سب طرح کے املاک کی بڑی اہمیت ہے، کیونکہ اس قسم کے سرکاری اموال واملاک سے لاکھوں کروڑوں عوام کا حق وابستہ ہوتا ہے، اوران میں خیانت کرنے سے ان سب لوگوں اورعوام کی حق تلفی لازم آتی ہے۔

اسی لئے حکمران اور بطورِ خاص سرکاری املاک کے نگران وعہدیداران اور وزراء کے لئے امین ہونے کی صفت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

کیونکہ اس قسم کے اموال سے ملک کے لاکھوں کروڑوں لوگوں کا حق وابستہ ہوتا ہے، اورکوئی ایک متعین مالک نہیں ہوتا، اس لئے ایسے مال میں خیانت اورخرد برد کرنا سخت وبال کا باعث ہے، جس کی معافی تلافی بہت مشکل کام ہے۔

اسی وجہ سے سرکاری املاک سے کوئی چیز استعمال کرکے اوراس کوخراب وردّی کرکے واپس لوٹانا جائز نہیں، پھر اگر ابتداء سے استعمال ہی کی اجازت نہیں تھی، تو بہرحال اس کا استعمال ہی گناہ تھا، خواہ ردی اور خراب نہ بھی ہو، اورخراب ہوجائے تو دہرا گناہ ہے، اوراگر استعمال کی اجازت ہو، جیسا کہ سرکاری سواری وگاڑی استعمال کے لئے دی گئی، تواس کوخراب کرکے اور بے دریغ یا بے رحمی وبے دردی کے ساتھ ’’مالِ مفت دلِ بے رحم‘‘ کا مصداق بن کر، استعمال کرکے واپس کرنا بھی جائز نہیں، بلکہ سخت گناہ ہے۔

(11)...... اگرآپ کسی سرکاری وغیرسرکاری ذمہ داری پر مقرر ہیں، تو اپنی ذمہ داری جائز

www.idaraghufran.org

ضابطہ اور قاعدہ وقانون کے مطابق انجام دینا ضروری ہے، اور اس میں کوتاہی وخیانت کرنا جائز نہیں، بہت سخت گناہ ہے۔

(12)...... اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ حکمران اپنے اعمالِ بَد وخیر کے جواب دہ ہیں، اور عوام اپنے اعمالِ بَد وخیر کے جواب دہ ہیں، کچھ حقوق تو حکمرانوں کے عوام کے ذمہ ہیں، ان کے ادا کرنے کی ذمہ داری عوام کی ہے، جن میں حکمرانوں کی جائز کاموں میں اطاعت اور جائز قوانین کی پابندی کرنا اور حکمرانوں کے خلاف خروج وبغاوت اور قتال نہ کرنا سب داخل ہے، ان حقوق کے بارے میں عوام سے سوال ہوگا، اگرچہ حکمران گناہ گار اور بددین کیوں نہ ہوں۔

اور کچھ حقوق عوام کے، حکمرانوں کے ذمہ ہیں، ان کے ادا کرنے کی ذمہ داری حکمرانوں کی ہے، اگر وہ اس میں کوتاہی کریں گے، اور ظلم کا ارتکاب کریں گے، تو ان پر اس کا وبال ہوگا۔

دینِ اسلام کا یہ اصول انتہائی عادلانہ ومنصفانہ ہے، اگر ہر فریق اپنی ذمہ داریوں کو سامنے رکھ کر اور آخرت میں جواب دہی کا استحضار وتصور کر کے عمل کرے، تو دنیا وآخرت دونوں کی کامیابی ہے، ورنہ ناکامی ہے۔

مگر افسوس ہے کہ عوام تو حکمرانوں سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں، اور حکمران عوام سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں، اور اپنے ذمہ میں حقوق کی ادائیگی کا کوئی فریق بھی خاطر خواہ اہتمام نہیں کرتا، اسی لئے اس طرزِ عمل پر دنیا وآخرت کی خیر اور فلاح مرتب نہیں ہوتی۔

حکمرانوں کے حقوق اور رعایا کی ذمہ داریوں سے متعلق آداب

(13)...... حکمرانوں کے حقوق سے متعلق اسلام کی اہم بات جس پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے یہ ہے کہ عوام، حکمرانوں کی جائز کاموں میں اطاعت کریں، اور حکمرانوں کی نافرمانی وقانون شکنی سے پرہیز کریں۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس معاشرہ میں کوئی بڑا اسر پر نہ ہو، اور کسی بڑے کی پیروی واتباع نہ

ہو، تو وہ معاشرہ سنگین جرائم اور فتنوں اور تفریق بلکہ خانہ جنگی اور خونریزی کی لپیٹ میں آ جاتا ہے، چنانچہ جن ممالک میں عوام کی طرف سے حکمرانوں کی نافرمانی یا بالفاظِ دیگر قانون شکنی کا دور دورہ ہوتا ہے، وہ معاشرہ امن وامان سے محروم اور مختلف قسم کے فتنوں اور فسادات سے دوچار ہو جاتا ہے، اور اس معاشرہ میں دنیا کے اعتبار سے بھی لوگوں کو پرسکون زندگی گزارنا مشکل ہو جاتا ہے، بلکہ دین کے اعتبار سے بھی عبادات اور دینی معمولات کو خشوع وخضوع اور یکسوئی کے ساتھ انجام دینا مشکل ہو جاتا ہے، اور لوگوں کی جان ومال اور عزت وآبرو اور بعض اوقات اس سے بڑھ کر ایمان بھی محفوظ رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔

اور جن علاقوں میں حکومت کا باضابطہ نظام نہیں ہے، جیسا کہ آزاد قبائلی علاقے یا علاقۂ غیر، وہاں امن وامان کی صورتِ حال انتہائی خراب ہوتی ہے، اور وہاں مختلف قبیلوں میں نسل در نسل قتل وغارت گری کا سلسلہ جاری رہتا اور ایک طرح سے جنگل کا قانون ہوتا ہے۔

اور جن ممالک میں دشمن خانہ جنگی اور بدامنی کا دور دورہ چاہتے ہیں، وہاں پر منتخب اور موجودہ حکومت کے خاتمہ اور اس کے خلاف خروج وبغاوت کو ہی بنیاد بناتے ہیں، جس کے نتیجہ میں وہاں خانہ جنگی کی فضاء قائم ہو جاتی ہے۔

ان فتنوں کا سدِ باب کرنے، تفریق سے بچنے، اور اتحاد واتفاق کو برقرار رکھنے کے لئے اسلام میں جا بجا حکمرانوں کے انتخاب، ان کی اطاعت اور حکومت کے جائز قوانین کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے، اگرچہ حکمران ظالم اور فاسق وگناہ گار کیوں نہ ہوں۔

(14)......جس ملک میں مستقل یا عارضی طور پر ویزا حاصل کر کے رہ رہے ہوں، اس ملک کے جائز قوانین کی پابندی کرنا شریعت کی نظر میں ضروری ہوتا ہے، اور اس کی خلاف ورزی کرنا جائز نہیں ہوتا۔

اور جس ملک کی کسی کو مستقل شہریت (Nationality) ملتی ہے، یا وہاں داخل ہونے کا ویزا ملتا ہے، وہ مخصوص شرائط کے مطابق ایک معاہدہ کی شکل میں ہوتا ہے، اس کی جائز شرائط

پر عمل کرنا شرعاً بھی ضروری ہوتا ہے۔

اس لئے جس ملک میں مستقل طور پر یا ویزا حاصل کر کے عارضی طور پر رہ رہے ہوں، اس ملک کے جائز قوانین کی پابندی کیجئے، اور ان کی خلاف ورزی کرنے سے اجتناب کیجئے۔

مگر افسوس کہ آج بہت سے مسلمانوں کو اس چیز کا لحاظ نہیں، اور وہ غیر مسلموں کے ملک میں جو ویزا وغیرہ کی شکل میں معاہدہ کر کے داخل ہوتے ہیں، عموماً اس کی پاسداری نہیں کرتے، اور قدم قدم پر عہد شکنی کا ارتکاب کرتے ہیں، جس کی اسلام میں اجازت نہیں۔

(15)...... جس ملک میں رہائش پذیر ہوں، اس کے حکمرانوں اور وزیروں اور حکومت کے دوسرے عہدیداروں اور اہل کاروں کی جائز کاموں میں اطاعت وفرمانبرداری کیجئے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو کام فی نفسہٖ عبادت اور واجب نہیں ہیں، بلکہ مباح ہیں، حکومت کی طرف سے ان کی پابندی کے لازم کرنے اور قانون سازی ہونے کے بعد ان پر عمل کرنا واجب اور ضروری ہو جاتا ہے، اور ان کی خلاف ورزی کرنا گناہ اور اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ومعصیت میں داخل ہو جاتی ہے۔

چاہے ان احکام وقوانین کا تعلق کسی بھی شعبہ سے ہو، خواہ ٹریفک کے شعبہ سے، یا تعمیرات کے شعبہ سے، یا خرید وفروخت اور تجارت وملازمت کے شعبہ سے، یا رہن سہن اور سفر وغیرہ کے شعبہ سے۔

اور اس ضابطہ میں عام لوگوں کے ساتھ ساتھ حزبِ اختلاف اور اپوزیشن جماعتیں بھی داخل ہیں، اور میڈیا بھی، اور مختلف سرکاری وغیر سرکاری اداروں کے افسران اور ملازمین بھی، البتہ کسی قانون میں اصلاح کے پیشِ نظر اس پر جرح ونقد کرنا الگ معاملہ ہے، جبکہ اس سے مقصود اصلاح ہو، مخالفت برائے مخالفت نہ ہو، اور اخلاقی حدود کا لحاظ بھی ہو۔

مگر افسوس کہ آج عوام تو درکنار بہت سے علماء وصلحاء بھی شریعت کے اس اہم حکم پر عمل پیرا نہیں، قدم قدم پر قانون شکنی عام ہے، اور اکثر لوگوں کو تو حکومتی قوانین کا علم ہی نہیں، اور جن

کو علم ہے، وہ اس کو اہمیت دینے کے لئے ہی تیار نہیں، بلکہ الٹا قانون شکنی میں فخر سمجھتے ہیں، جو کہ شرعی وقانونی اعتبار سے سنگین غلطی ہے۔

(16)...... حکومتی قوانین پر عمل داری کے لئے جو ادارے یا افراد مقرر ہوتے ہیں، ان کی قانونی وشرعی ذمہ داری ہے کہ وہ دیانت داری کے ساتھ قانون پر عمل داری کے لئے لوگوں کو آمادہ کریں اور ان میں شعور پیدا کریں اور اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں، صرف ذاتی مفاد یا خانہ پُری کے طور پر یا عارضی طور پر قانون پر عملداری کے لئے متحرک ہو جانا اور بعد میں پھر اس سلسلہ میں سُست روی اختیار کرنا جائز نہیں۔

(17)...... حکمرانوں کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کا مظاہرہ کیجئے، اور ان کے لئے ہدایت اور صلاح وفلاح وغیرہ کی دعاء کیجئے، اور ان کی شان میں گستاخی کرنے اور ان کی غیبت کرنے اور برسرِ عام ان کے عیب بیان کرنے سے اجتناب کیجئے۔

(18)...... اگر کسی ملک کے حکمران گناہ گار اور بددین ہوں، اور ان کو خونریزی یا فتنہ لازم آئے بغیر قانونی راستہ سے ہٹانا اور تبدیل کرنا بس میں نہ ہو، تو ان کو ہٹانے کے لئے خونریزی کا ارتکاب کرنا منع ہے، ایسے حالات میں صبر کرنے اور آئینی وقانونی طریقہ پر اصلاح وتبدیلی کی کوشش کرنے کا حکم ہے۔

(19)...... آپس کا اتحاد واتفاق بہت اہم عبادت ہے، اور اس کی اسلام میں بہت تاکید ہے، اور متعصّبانہ ومتشددانہ اختلاف وانتشار یا تفرقہ بازی خواہ دین کی بنیاد پر ہو، یا لسانی، صوبائی، اور قبائل وغیرہ کے تعصب کی بنیاد پر، یہ سخت بری چیز اور زمانۂ جاہلیت کی بدترین خصلت ہے، جس سے اسلام نے سختی کے ساتھ بچنے کا حکم دیا ہے۔

اور اگر کبھی مسلمانوں کی دو جماعتوں، پارٹیوں اور قبیلوں وغیرہ میں تنازعہ کھڑا ہو جائے، تو ان کے درمیان حق وانصاف سے صلح کرا دینا عظیم فضیلت والا عمل ہے۔

اتحاد واتفاق کی ایک صورت یہ ہے کہ سب مل کر بہتر یا دوسروں کے مقابلہ میں غنیمت حکمران

اور حکمرانوں کا انتخاب کریں اور پھر اس حکمران یا حکمرانوں کی جائز کاموں میں اطاعت کریں، اور حکومتی جائز قوانین کی پابندی وپاسداری کریں، اور حکومت کے خلاف خروج وبغاوت کا ارتکاب نہ کریں۔

مسلمان عوام کو بطورِ خاص، اور ان کے ساتھ حکمرانوں کو اسلام میں اس چیز کی بڑی تاکید کی گئی ہے کہ وہ آپس میں متحد اور متفق ہوں، اور تفرقہ بازی اور ایک دوسرے کی بے جا کاٹ کرنے سے پرہیز کریں، اور فرقہ واریت اور تفرقہ بازی کا خاتمہ کریں، کیونکہ اس کے بغیر کسی بھی معاشرہ میں امن وسکون کا حاصل ہونا اور تعمیر وترقی کے لئے کوئی کردار ادا کرنا مشکل ہے، متحد ومتفق ہونے کی برکت سے بڑے بڑے فتنوں اور سازشوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے، اور اسی وجہ سے اسلام میں ایسی چیزوں سے بچنے پر بڑا زور دیا گیا ہے، جو آپس میں فرقہ واریت اور تفرقہ بازی کا باعث بنیں، کیونکہ اس کا انجام آپس کی خون ریزی اور دشمنوں کے تسلط وغیرہ جیسی خرابیوں اور فتنوں پر ہوا کرتا ہے۔

نیز جس ملک کے عوام متحد ومتفق نہ ہوں، بلکہ وہ مختلف قسم کی ناحق گروہ بندیوں اور پارٹی وجماعت سازیوں اور لسانی، صوبائی اور دوسرے قسم کے تعصّبات کا شکار ہوں، وہاں مضبوط اور مستحکم حکومت کا انتخاب وقیام بھی مشکل ہوتا ہے، اور انتخاب کے موقع پر اور اس کے بعد اسمبلیوں وغیرہ میں بھی آپس کی رسہ کشی اور مچھلی منڈی کا سماں نظر آتا ہے، اور وسیع تر قومی وملکی مفادات کی تعمیر وترقی کے اکثر فیصلے بھی نہیں ہو پاتے، اور بار بار حکومت کی اکھاڑ پچھاڑ ہونے اور طویل بہتر پالیسیوں کے فقدان کی وجہ سے رفتہ رفتہ ملک تنزلی در تنزلی میں چلا جاتا ہے، اور بالآخر دیوالیہ ہو کر رہ جاتا ہے، اور غربت اور مہنگائی میں اضافہ ہونے سے عوام کی کمر ٹوٹ کر رہ جاتی ہے۔

ان وجوہات کی بناء پر اسلام میں عوام کو اس بات پر بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ امانت ودیانت دار حکمران اور حکمرانوں کا انتخاب کریں، اور پھر حکمرانوں کی جائز کاموں میں اطاعت اور جائز قوانین پر عمل کریں، اور جو شخص باہمی اتحاد واتفاق کو متاثر کرے، اس کو زیر اور مغلوب کریں۔

حکمرانوں کے انتخاب اور ووٹ سے متعلق آداب

(20)...... آج کل رائج سیاست اور ووٹ کے نظام وطریقۂ کار کے سب جزئیات اگرچہ پوری طرح اسلامی اُصولوں سے ہم آہنگ نہیں، اوران میں اصلاح کی ضرورت ہے، لیکن جب تک اس نظام کی پوری طرح اصلاح نہ ہو،اس وقت تک اس نظام میں رہتے ہوئے اپنی طرف سے اس کی اصلاح کی ذمہ داری سے غافل نہ ہونا چاہئے۔

اور مروَّجہ نظام کے تحت موجودہ حالات میں آپ کم ازکم ووٹ کا صحیح استعمال کر کے سیاست وحکومت کی جزوی اصلاح کا ذریعہ بن سکتے ہیں، اور یہ سمجھنا کہ ہمارے ووٹ اور سیاست کا دین ومذہب سے کوئی تعلق نہیں، دینِ اسلام کے تحقیقی علم سے ناواقفی کی علامت ہے۔

(21)...... ووٹ کا صحیح استعمال ایک دینی اور قومی فریضہ ہے، اسے ضائع، ناکارہ یا اس کا غلط استعمال نہ کیجیے؛ اور خود اور اپنے اہلِ خانہ سمیت دوست احباب کو بھی اس کے ضائع ہونے سے بچانے اور اس کے صحیح استعمال کی ترغیب دیجیے، اور اپنے یا چند ووٹوں کو کسی امیدوار کے خلاف یا اس کے حق میں فیصلہ ونتیجہ کے لیے حقیر اور کمتر یا کمزور چیز نہ سمجھیے، کیونکہ فیصلے وانتخاب کے لئے ایک ایک ووٹ بہت اہمیت رکھتا ہے۔

(22)...... ووٹ کا استعمال ہر قسم کے ذاتی وشخصی مفادات اور برادری پرستی، صوبائی، لسانی اور ہر قسم کے تعصّبات سے بالاتر ہو کر وسیع تر دینی، قومی اور ملکی اجتماعی مفادات کے لئے کیجئے، صرف جان پہچان، ذاتی تعلقات، شخصی ضرورت، اور اپنی برادری، یا علاقہ کا باشندہ ہونے کی اغراض پر وسیع تر اجتماعی قومی مفادات کو قربان کر دینا، اور مختلف عصبیتوں کی بھینٹ چڑھادینا، دنیا وآخرت کے اعتبار سے سخت تباہ کن معاملہ ہے، اور اگر کوئی امیدوار مسلم کے مقابلہ میں غیر مسلم ہو تو یہ سمجھ لیجئے کہ مسلمان ایک قوم ہے اور اس کے مقابلہ میں غیر مسلم دوسری قوم، ایسی صورت میں مسلمان کو غیر مسلم پر ترجیح دیجئے، اور یہ بات یادرکھیئے کہ ووٹ

کسی لالچ یا پیسوں کے عوض استعمال کرنا سنگین گناہ ہے، اگر کسی نااہل یا غیر مستحق کو ووٹ دینے کا وعدہ کرلیا ہو، تب بھی اس کے حق میں ووٹ کا استعمال جائز نہیں ہوجاتا۔

(23)...... کسی بھی جماعت کو ووٹ دینے سے پہلے اس جماعت کے منشور کا جائزہ لے لیجیے، اور جس جماعت کا منشور اسلام اور ملک وملت کے لحاظ سے دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں بہتر وغنیمت ہو، اس کے حق میں ووٹ کا استعمال کیجیے۔

(24)...... دین سے آزاد خیال، لبرل (Liberal) اور سیکولر (Saccular) جماعت اور پارٹی کے مقابلہ میں ایسی جماعت وپارٹی کو ووٹ دیجئے جو دین کی کسی نہ کسی درجہ میں پابند ہو اور اس کا منشور دینی، قومی اور وسیع تر قومی وملکی لحاظ سے دوسروں کے مقابلہ میں بہتر یا کم از کم غنیمت ہو۔

(25)...... جماعتی انتخابات ہورہے ہوں اور کسی جماعت کا منشور مجموعی طور پر دینی وقومی یا کم ازکم قومی وملکی سالمیت واستحکام کے اعتبار سے دوسروں کے مقابلہ میں بہتر ہو تو اس کے مقابلہ میں آزاد امیدوار کے حق میں ووٹ استعمال نہ کیجئے، کیونکہ آزاد امیدوار عام طور پر کسی منشور کا پابند نہیں ہوتا، اس لیے اس پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا، وہ عموماً فتح یاب ہوکر اپنے ذاتی مفاد کو دیکھتے ہوئے بلکہ حقیر مال ودولت کے عوض اپنے عہدہ ومنصب کی سودے بازی کرتے ہوئے کسی بھی پارٹی کے ساتھ شامل ہوجاتا ہے، خواہ وہ پارٹی دینی وملکی لحاظ سے کتنی ہی مضر اور نقصان دہ کیوں نہ ہو، اور اس طرح وہ بہت سے لوگوں کے ووٹ حاصل کرکے ان ہی لوگوں کی مخالف جماعت وپارٹی کے ساتھ شامل ہوکر بہتر جماعت وپارٹی کو نقصان پہنچانے کا باعث بن جاتا ہے، الا ماشاء اللہ۔

اس لئے عام حالات میں آزاد امیدوار کے بجائے کسی بہتر اور دوسرے سے غنیمت جماعت سے باضابطہ وابستہ امیدوار کو ووٹ دیجئے۔

(26)...... اگر آپ کسی غیر مسلم ملک کے باشندے ہیں، اور وہاں تمام امیدوار غیر مسلم

ہیں، تو اس امیدوار اور جماعت کو ووٹ دیجئے، جو دوسروں کے مقابلہ میں امانت دار اور مسلمانوں کی خیر خواہ اور امن پسند جماعت یا فرد ہو، ورنہ غیر مسلم کے مقابلہ میں مسلم ہو تو اس کو ترجیح دیجئے۔

(27)...... اگر خود سے ووٹ کی اہلیت رکھنے والے امیدوار کا انتخاب کرنے میں تذبذب ہو رہا ہو، تو اہلِ رائے واہلِ دانش، ہمدرد و خیر خواہ لوگوں سے مشورہ کر لیجئے، اور ہو سکے تو خالی الذہن ہو کر سنت کے مطابق استخارہ بھی کر لیجئے۔

(28)...... اس بات کا یقین کر لیجیے کہ آپ کا نام پہلے سے ووٹر لِسٹ میں درج ہے، اور اگر درج نہیں ہے تو اُس کا اپنے متعلقہ حلقہ کے ذمہ داران کے ذریعہ بروقت اندارج کروالیجیے، تاکہ آپ کا ووٹ تیار ہو جائے اور آپ وقت پر ووٹ استعمال کر سکیں۔

(29)...... ووٹ ڈالنے کے بعد بلاضرورت اس بات کی تشہیر نہ کیجیے کہ آپ نے ووٹ کس کے حق میں استعمال کیا ہے، اور نہ ہی کسی دوسرے پر طعن و تشنیع کیجئے، کیونکہ بسا اوقات اس کی وجہ سے بُغض وعداوت پیدا ہو کر بھاری نقصان کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے۔

(30)...... اگر ایک مرتبہ ووٹ ڈال چکے ہیں، تو دوسری مرتبہ جعلی ووٹ ہرگز نہ دیجئے، کیونکہ یہ شرعاً وقانوناً جرم اور گناہ کی بات ہے۔

(31)...... کسی فرد یا جماعت کو ووٹ دینے پر روپیہ پیسہ اور عہدہ وغیرہ طلب مت کیجئے، ورنہ یہ مال و منصب حلال نہ کہلائے گا۔

(32)...... ووٹ کی ذمہ داری سے فراغت کے بعد اللہ سے خیر و عافیت اور ملک و ملت کے اعتبار سے خیر خواہ و ہمدرد، منصف و عادِل حکمرانوں کے حاصل ہونے کی اللہ سے دعاء کیجیے، اور نتائج کو اللہ کے حوالہ کر دیجئے، اور اللہ کی طرف سے جو فیصلہ ہو جائے، اس کو حکمت کے مطابق سمجھئے، اور مایوسی یا غم وغصہ میں مبتلا مت ہوئیے۔

ووٹ استعمال کرنے کا استحقاق حاصل ہونے کے باوجود اس کو ترک کر کے صرف دعاء کے

سہارے پر بیٹھ جانا، دراصل اسباب کو نظر انداز کر دینا ہے، جس کو اسلام میں پسند نہیں کیا گیا، بلکہ اسباب کو اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

عدالت، وکالت اور ثالثی سے متعلق آداب

(33)...... اگر آپ کو کچھ لوگوں نے کسی معاملہ وتنازعہ میں ثالث مقرر کیا ہے، تو اس میں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا آپ کی ذمہ داری ہے، اور اس میں ناانصافی اور خیانت یا کسی کی ناحق طرفداری کرنا جائز نہیں۔

(34)...... حکومت کی طرف سے عدالتوں میں جو جج مقرر ہوتے ہیں، ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ حق اور سچ کے مطابق فیصلے کریں اور حق تلفی اور ظلم وناانصافی اور رشوت خوری وغیرہ سے مکمل اجتناب کریں۔

(35)...... عدالتی ججوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ متعلقہ ملک کے آئین وقانون کے ساتھ ساتھ اس عہدہ وفیصلہ سے متعلق شرعی احکام کا بھی علم حاصل کریں۔

(36)...... حکومت اور جج صاحبان کے علاوہ عوام کی ذمہ داریوں میں بھی یہ چیز داخل ہے کہ وہ عدالت کو غیر شرعی وغیر قانونی کاموں کا واسطہ اور ذریعہ نہ بنائیں۔

اور غیر شرعی وغیر قانونی کاموں کو انجام دینے کی خاطر عدالت سے غلط فیصلے اور پناہ حاصل کرنے سے اجتناب کریں۔

(37)...... قانونی وسیاسی اور حکومتی معاملات کا تعلق عدالت اور عدالتی وکلاء سے بھی ہے، اور آج کل قانون وعدالتی معاملات کے لئے عوام کی طرف سے عدالتی وکلاء کا سہارا لینا پڑتا ہے اور عدالتی وکالت کا معاملہ دنیا وآخرت کے اعتبار سے انتہائی نازک اور ذمہ داری کا معاملہ ہے، اس لئے ہر عدالتی وکیل کا فریضہ ہے کہ وہ حق دار، سچے اور مظلوم مؤکل کی وکالت واعانت کرے، جھوٹے اور ظالم مقدمہ کی پیروی اور اعانت سے باز رہے۔

(38)...... ہر عدالتی وکیل کو ہمہ وقت اس بات کا استحضار رکھنا چاہئے کہ آخر ایک دن خود اس کو بھی اپنے قول وفعل اور کردار کے حساب وکتاب اور جواب دہی کے لئے اپنے رب کے سامنے پیش ہونا ہے، لہٰذا کہیں ایسی نوبت نہ آجائے کہ دنیا کی عدالت میں مجرموں کو چھڑاتے چھڑاتے وہاں آخرت کی عدالت میں خود مجرموں کے کٹہرے میں پہنچ کر اللہ احکم الحاکمین کی طرف سے ایسی سزا کا فیصلہ نہ سننا پڑے، جس کو ختم کرنا اللہ کے علاوہ کسی کے قبضۂ قدرت میں نہیں۔

(39)...... عدالتی وکیل کا ظالم کی اعانت اور جھوٹے مقدمہ کی پیروی کرنا سخت گناہ ہے، کیونکہ یہ گناہ اور ظلم پر تعاون کرنا ہے۔

اسی کے ساتھ اس قسم کے مقدمہ پر جو معاوضہ اور اجرت حاصل کی جائے وہ بھی ناجائز اور حرام ہے، اور اس طرح یہ دہرا گناہ اور جرم ہے۔

(40)...... عدالتی وکیل کی یہ ذمہ داری ہے کہ صرف مؤکل کے بیان پر مقدمہ درج نہ کردے، بلکہ مؤکل کے بیان کو پوری طرح سنے، اس کے سچ اور حق ہونے کی دل گواہی دے تو مظلوم کی دادرسی اور تعاون کی بنیاد پر اس مقدمہ کو ذمہ لے، ورنہ صاف عذر کردے، اور دنیا کے مال ودولت کے لالچ اور حرص وہوس کی خاطر اپنی آخرت کو برباد نہ کرے۔

(41)...... عدالتی وکیل چونکہ دوسرے کو قانون کے مطابق انصاف فراہم کرانے کے لئے نمائندگی کرتا ہے، اس لئے اسے خود کسی موقع پر ناانصافی اور ظلم وستم اختیار کرنا اس کے منصب وذمہ داری کے سراسر خلاف ہے۔

(42)...... ہر عدالتی وکیل کی ذمہ داری ہے کہ اس کو اس کے موکل نے جب اپنا نمائندہ مقرر کیا ہے تو موکل کے ساتھ ہر طرح کی خیر خواہی وہمدردی والا معاملہ کرے، اور اس کے کام کو اپنا ذاتی کام سمجھے، پوری دیانت داری اور جانفشانی سے کام کو انجام دے۔

(43)...... عدالتی وکیل کی ذمہ داری ہے کہ موکل کو ہمیشہ صحیح مشورہ دے، پیسوں کی خاطر

دوسرے کو غلط مشورہ ہرگز نہ دے، اور مشورہ دیتے وقت یہ سوچے کہ اگر وہ خود اس معاملہ میں مبتلا ہوتا، جس میں اس کا موکل مبتلا ہے، تو وہ اپنے لئے کس طرح کا مشورہ پسند کرتا۔

(44)...... عدالتی وکیل کو چاہئے کہ اپنے موکل کے ساتھ معاملات کو صاف اور شفاف رکھے، صاف گوئی سے کام لے اور کسی قسم کا ابہام پیدا کر کے دوسرے کو اندھیرے میں نہ رکھے۔

(45)...... اگر کوئی قانون خلافِ شریعت ہو تو اس طرح کے مقدمہ کی پیروی نہ کرے، جس کی وجہ سے وہ کسی موقع پر شریعت کا مجرم اور اللہ کا نافرمان بن جائے۔

(46)...... کسی بھی ملک میں عدالتی وکالت کے شعبہ کے لئے شرعاً وقانوناً جس تعلیم کی ضرورت ہے، پہلے اس کو حاصل کرے، اور اسی طرح دوسرے جائز قانونی تقاضوں کو پورا کرے، رشوت اور ناجائز سفارش کی بنیاد پر وکالت کا اپنے آپ کو اہل قرار دلوانے یا غلط اور جھوٹی سند وڈگری کی بنیاد پر وکالت کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے، کیونکہ جس کام کی بنیاد جھوٹ، اور گناہ پر قائم ہوتی ہے، اس میں خیر اور برکت نہیں ہوتی۔

(47)...... اگر کسی معاملہ کے قانونی پہلو سے واقفیت نہیں تو اس کے بارے میں بغیر علم کے موکل کے سامنے کوئی بات نہ کرے، بلکہ لاعلمی کا اظہار کر دے، یا تحقیق کرنے کے بعد جواب دینے کا وعدہ کر لے، اور تحقیق کرنے کے بعد اس کو اصل حقیقت سے آگاہ کرے۔

(48)...... عدالتی وکیل کو چاہئے کہ وکالت کے معاملہ میں اپنے مؤکل کے ساتھ امانت ودیانت کا لحاظ کرے، کسی قسم کی خیانت وبددیانتی سے کام نہ لے اور روپیہ پیسہ بٹورنے کی خاطر مقدمہ بازی کو طول نہ دے۔

(49)...... عدالتی وکیل کو چاہئے کہ فیس اور معاوضہ لینے میں انصاف اور رحم دلی سے کام لے، اور کسی پر بے جا فیس بڑھا کر اس کی حیثیت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے، اور مختلف حیلوں بہانوں سے روپیہ پیسہ بٹورنے کی کوشش نہ کرے۔

(50)...... عدالتی وکیل کو چاہئے کہ جتنی جلدی اور کم خرچ میں موکل کا حق دلوا سکتا ہو، اس

میں کوئی کوتاہی نہ کرے، اور جس کا موقف اور مقدمہ کمزور ہو اس کو سبز باغ دکھا کر اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے آمادہ نہ کرے۔

(51)...... عدالتی وکیل کو چاہئے کہ اپنے موکل کے علم میں لائے بغیر فریقِ مخالف سے کوئی معاملہ طے نہ کرے۔

(52)...... عدالتی وکیل کو چاہئے کہ حتی الامکان رشوت کے معاملات سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرے۔

(53)...... عدالتی وکیل کی ذمہ داری ہے کہ اپنی وکالت میں آنے والا مقدمہ اگرچہ حق اور سچ پر مبنی ہو تب بھی اس کو مؤثر بنانے کے لئے جھوٹے اور غلط بیانات پر مشتمل رپورٹیں تیار نہ کرے، اور نہ ہی اس کے لئے اپنے موکل کو آمادہ کرے، بلکہ اگر وکیل کے علم میں ایسی بات آجائے تو اس کو اختیار کرنے سے صاف معذرت کردے۔

(54)...... عدالتی وکیل کو چاہئے کہ اپنے مقدمات کو ہر قسم کے جھوٹ اور غلط بیانی سے پاک اور صاف رکھے۔

(55)...... عدالتی وکیل کو چاہئے کہ کوئی جھوٹی گواہی عدالت میں پیش نہ کرے، اور یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رکھے کہ کسی ایسے واقعہ کی گواہی دینا یا دلوانا جس واقعہ کا کسی نے مشاہدہ نہیں کیا، سراسر جھوٹ اور ظلم ہے۔

(56)...... جھوٹا حلف سخت کبیرہ گناہ ہے، اگرچہ عدالتوں میں اس کا عام رواج ہو گیا ہے، اس لئے حلفیہ بیان کے کاغذوں کی قیمت کم ہونے سے قطع نظر کر کے اس کی حقیقت پر نظر رکھے، اور اس کبیرہ گناہ سے اپنے مقدمات کو محفوظ رکھے۔

(57)...... اگر کسی قانون کے شرعی پہلو کا علم نہیں، تو عدالتی وکیل کو چاہئے کہ کسی مستند دینی کتاب میں اس کو ملاحظہ کرے، یا پھر مستند اہلِ علم سے اس کی تحقیق کرے، اور اس میں اپنی کوئی عار نہ سمجھے۔

(باب نمبر 11)

مشورہ کے آداب

اہم اور خاص طور پر اجتماعی کاموں کو انجام دینے سے پہلے مشورہ کر لینا برکت کا ذریعہ ہے اور اگر کوئی آپ سے مشورہ کرے، تو اس کو بہتر مشورہ دینا آپ کی ذمہ داری ہے۔

مشورہ کا مقصد

(1)...... مشورہ طلب کرنے کی غرض یہ ہونی چاہئے کہ اس پر عمل کی برکت سے معاملہ کے مختلف متعلقہ پہلو سامنے آ جائیں اور مفید و مناسب پہلو متعین کر کے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو، اس لیے مشورہ لینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرنی چاہئے، اور یہ تصور نہیں کرنا چاہئے کہ مشورہ لینے کی وجہ سے دوسروں کی نظروں میں میری وقعت کم ہو جائے گی۔

قابلِ مشورہ امور سے متعلق آداب

(2)...... ہر ایسے معاملہ میں جس میں رائیں مختلف ہو سکتی ہوں، خواہ وہ معاملہ دین کا ہو یا دنیا کا، حکومت سے متعلق ہو یا کسی ادارے سے متعلق ہو، اور تجارت و ملازمت سے متعلق ہو یا گھریلو اور خانگی معاملات سے متعلق ہو یا کسی دوسرے شعبہ سے متعلق ہو، ان سب میں مشورہ کیا جا سکتا ہے۔

بہت سے فقہی معاملات میں بھی جن میں قرآن وسنت کا کوئی واضح حکم موجود نہ ہو، اس میں بھی دوسرے اہلِ علم حضرات سے تحریری یا زبانی طور پر مشورہ کیا جا سکتا ہے۔

(3)...... مشورہ صرف انہی چیزوں میں کرنا چاہئے، جن کے بارے میں قرآن وحدیث کا کوئی واضح اور قطعی حکم موجود نہ ہو، خواہ وہ کام دین کا ہو یا دنیا کا، ورنہ جہاں کوئی واضح شرعی

حکم موجود ہو، اس میں کسی سے مشورہ کی ضرورت نہیں، بلکہ جائز بھی نہیں؛ جیسا کہ کوئی شخص اس بارے میں مشورہ کرے کہ نماز پڑھے یا نہیں ؟ زکاۃ ادا کرے یا نہیں؟ حج کرے یا نہیں؟ یہ مشورہ کی چیزیں نہیں، کیونکہ یہ کام کس پر فرض ہیں اور کس پر نہیں، یہ احکام شریعت نے خود سے واضح اور متعین کر دیئے ہیں۔

البتہ زکاۃ کے معاملے میں یہ مشورہ کیا جاسکتا ہے کہ اس کو کہاں اور کن غریب لوگوں پر خرچ کیا جائے؟ کیونکہ یہ چیزیں شرعاً اختیاری ہیں اور ان میں شریعت کی طرف سے کوئی پابندی نہیں۔

اسی طرح یہ مشورہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ مجھے حج کے لیے فلاں راستہ سے جانا مناسب ہوگا یا فلاں راستہ سے مناسب ہوگا؟ حج کی درخواست فلاں ادارہ اور فلاں جگہ سے دینا مناسب ہوگا یا فلاں جگہ سے مناسب ہوگا؟ یہ سفر فلاں رفقاء اور ساتھیوں کے ساتھ مناسب ہوگا، یا فلاں کے ساتھ مناسب ہوگا؟

یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جبکہ کوئی شخص کسی جائز غرض سے حج کے علاوہ کوئی اور سفر کرنا چاہتا ہے تو وہ کون سے دن و تاریخ میں سفر کرے اور کس راستے اور کس ذریعہ سے سفر کرے اور کن رفقاء کے ساتھ سفر کرے؟ ان چیزوں کے لیے مشورہ کرنا جائز ہے۔

(4)...... حاکم اپنے علاقہ میں یا مہتمم و منتظم اپنے ادارہ میں کوئی قانون وضابطہ بنانا چاہتا ہے، جس پر شریعت نے کوئی مثبت و منفی، واضح حکم عائد نہیں کیا، تو اس کے لیے قانون سازی کے سلسلہ میں مشورہ کرنا درست ہے، لیکن جس چیز کے متعلق شریعت نے حکم واضح اور متعین کر دیا ہے، اس پر مشورہ کی اجازت نہیں۔

(5)...... کسی مفتی یا عالمِ دین کو ایسا کوئی شرعی مسئلہ پیش آ گیا ہے، جس کا حکم شرعی اعتبار سے واضح نہیں اور اس کا حکم متعین و معلوم کرنا دشوار ہو رہا ہے، یا حالاتِ زمانہ اور عرف و رواج کی تبدیلی کی وجہ سے مسئلہ میں غور و فکر کرنے کی ضرورت پڑ گئی ہے، اس سلسلہ میں شرعی و فقہی

اُصولوں کی روشنی میں مستند و متدین فقہاء وعلماء سے مشورہ کرنا درست ہے۔
پس اگر کوئی دینی مسئلہ ہواوراس پر اطمینان نہ ہورہا ہوتو کسی معتبر عالمِ دین سے اس کے بارے میں مشورہ کرلینا درست ہے، خواہ مشورہ تحریری طور پر کرے یا زبانی طور پر کرے۔

(6)...... کن صورتوں میں انسان کو نکاح کرنا فرض یا واجب ہوجاتا ہے، کن صورتوں میں سنت ہوتا ہے، اور کن صورتوں میں ناجائز وحرام ہوتا ہے؟ ان سب صورتوں کی تفصیل شریعت نے بیان کردی ہے، لہٰذا اس بارے میں مشورہ کرنا درست نہ ہوگا کہ مجھے نکاح کرنا چاہئے یا نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اپنی حالت کے مطابق اس کا حکم شریعت سے معلوم کرنا چاہئے، البتہ کسی خاص جگہ نکاح کا ارادہ ہواوراس کو نکاح کرنا شریعت کی طرف سے جائز بھی ہو، اس کے متعلق مشورہ کیا جاسکتا ہے کہ فلاں جگہ میرا نکاح یا میری فلاں اولاد کا نکاح مناسب ہے یا نہیں؟
کیونکہ شریعت نے کسی خاص جگہ نکاح کرنے کا حکم نہیں دیا، اور نہ ہی منع کیا ہے، البتہ شریعت کی طرف سے جن رشتہ داروں سے نکاح کرنا حرام وناجائز ہے، جیسے بہن، پھوپھی، خالہ وغیرہ، ان سے نکاح کرنے کے لئے مشورہ کرنا جائز نہیں۔

(7)...... کسی شخص کو گاڑی یا مکان، دوکان وغیرہ کی ضرورت ہے اوروہ اپنی ضرورت کے لئے گاڑی، مکان، دوکان وغیرہ خریدنا چاہتا ہے، تواس کے لئے یہ مشورہ کرنا جائز ہے کہ فلاں گاڑی یا مکان یا دوکان وغیرہ کا خریدنا میرے لئے بہتر ہے یا نہیں؟

(8)...... امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے لئے مشورہ کرنا درست نہیں، کیونکہ اس کے احکام بھی شریعت کی طرف سے طے شدہ ہیں، البتہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے طریقے و انداز اور مناسب وقت کے لئے مشورہ کرنا جائز ہے، اسی طرح اگر کسی موقعہ پر کسی شخص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے نتیجہ میں اس کی طرف سے نقصان پہنچنے نہ پہنچنے کا احتمال ہو، تواس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے لئے مشورہ کرنا جائز ہے۔

(9)...... بیماری کے موقعہ پر علاج معالجہ شریعت سے ثابت اور سنت ہے، اس کے لئے

مشورہ کی ضرورت نہیں، البتہ علاج کس معالج سے یا کون سے علاج کے طریقہ سے مناسب ہوگا اور کون سے معالج وطریقہ سے مناسب نہ ہوگا، اس کے لئے مشورہ کرنا درست ہے۔

اسی طرح اگر علاج کا کوئی خاص طریقہ مثلاً آپریشن تجویز کیا گیا ہے، لیکن اس میں مریض کی جان کو بھی خطرہ ہے، اس علاج کو اختیار کرنے نہ کرنے کے لئے مشورہ کرنا درست ہے۔

(10)...... روزی کمانے نہ کمانے کے متعلق اور بیوی بچوں کے حقوق کی ادائیگی کرنے نہ کرنے کے متعلق مشورہ کرنا درست نہیں، کیونکہ شریعت نے اس کے احکام متعین کردیئے اور بتلا دیئے ہیں، اسی طرح روزی اور آمدنی کے حلال وحرام اور جائز وناجائز ہونے کے متعلق بھی مشورہ کرنا درست نہیں، کیونکہ حلال وحرام اور جائز وناجائز ہونے کے احکام بھی شریعت کی طرف سے طے ہیں اور وہ اہلِ علم حضرات سے معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

البتہ کسی آمدنی کے جائز وحلال طے ہونے کے بعد یہ مشورہ کرنا درست ہے کہ مجھے یہ کام کرنا چاہئے یا نہیں؟ اسی طرح فلاں جگہ ملازمت (جوکہ شرعاً جائز بھی ہو) میرے حق میں مناسب ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں مشورہ کرنے میں حرج نہیں ہے۔

مشورہ لینے سے متعلق آداب

(11)...... مشورہ ان لوگوں سے کرنا چاہئے، جو اس قابلِ مشورہ کام کو سمجھنے اور تجربہ رکھنے والے ہوں، اور مشورہ لینے والے کے ہمدرد اور خیر خواہ بھی ہوں، اناڑی اور ناتجربہ کار یا ناواقف لوگوں یا اپنے سے دشمنی رکھنے والوں سے مشورہ کرنا درست نہیں۔

(12)...... مشورہ طلب کرنے والے کو چاہئے کہ جن لوگوں سے مشورہ طلب کرے اُن کے سامنے متعلقہ معاملہ کو واضح کرکے اور کھول کر بیان کرے، تاکہ مشورہ دینے والے کو اس معاملہ کے تمام پہلوؤں پر نظر کرکے رائے قائم کرنے کا موقعہ ملے۔

(13)...... اگر کوئی مشورہ دینے والا ایسی رائے دے جو مشورہ طلب کرنے والے کی

خواہش کے خلاف ہو تو اس کو ٹھنڈے دل سے سننا اور اس پر غور کرنا چاہیے، ورنہ مشورہ کا مقصد پورا نہ ہوگا۔

(14)...... کوئی مشورہ دینے والا اگر چھوٹا یا کم وقعت ہو تو اس کو مشورہ کے رد کرنے کا سبب نہ سمجھے، دانشمندی وخیرخواہی کی بات اگر کسی چھوٹے اور گمنام سے بھی ملے تو قابلِ قدر ہے۔

(15)...... مشورہ لینے والے کو چاہیے کہ مشورہ دینے والے کی رائے کو پورے غور اور توجہ سے سنے۔

(16)...... اگر کسی مشورہ دینے والے کی بات ایک مرتبہ سمجھ میں نہ آئے، تو اسے دوبارہ وضاحت کے ساتھ اپنی بات کہنے کا موقعہ فراہم کرنا چاہیے۔

(17)...... جن لوگوں سے مشورہ کیا جائے ان کے ذمہ لازم ہے کہ وہی رائے دیں، جسے دیانت داری کے ساتھ صحیح سمجھتے ہوں، ورنہ وہ خائن اور مجرم شمار ہوں گے۔

(18)...... مشورہ طلب کرنے والا دل میں یہ پختہ ارادہ کرلے کہ جس کی زبان سے حق ظاہر ہوگا، اس کو قبول کروں گا، خواہ وہ دوسرا اپنا مخالف ہی کیوں نہ ہو، اصل عزت حق کی اتباع کرنے میں ہے، خواہ وہ کسی سے بھی حاصل ہو۔

(19)...... مشورہ لینے والے صاحبِ معاملہ وصاحبِ اختیار کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اکثریت کا یا کسی ایک کا مشورہ مانے، باوجود مشورہ لینے کے اسے اپنی (سمجھ کے مطابق جو رائے صحیح ہو اس پر) عمل کرنے کا اختیار ہے (خواہ دوسرے کی سمجھ کے مطابق وہ رائے مناسب نہ ہو) البتہ اپنا اطمینان حاصل کرنے کے لئے جس طرح دوسرے دلائل پر نظر کرے گا، اسی طرح اکثر تجربہ کار و پختہ کار مشورہ دینے والوں کا کسی ایک چیز پر متفق ہونا بھی بعض اوقات فیصلہ کرنے کے لئے اطمینان کا سبب بن سکتا ہے، اور اُسے ایسے تجربہ کار لوگوں کی رائے پر عمل درآمد کرنے پر نیک نیتی کے ساتھ غور کرنا چاہیے۔

البتہ اگر کسی ادارہ یا کام کے متعلق اکثریت کی رائے کے مطابق فیصلہ کا ضابطہ ہو، تو پھر اسی

کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔

(20)...... اگر مشورہ کی کوئی مجلس منعقد یا طے کرنی ہو، اور اُس مجلس کے لئے کسی کو امیر مقرر اور طے کرنا ہو، تو امیر ایسے شخص کو مقرر و طے کرنا چاہیے جو دوسرے موجودہ افراد کے مقابلہ میں عقل، دیانت وعدالت کے لحاظ سے بہتر ہو، اور اس میں اس درجے کا اخلاص وتقویٰ ہو کہ جس کی زبان سے بھی حق ظاہر ہو، اس کو قبول کرنے اور اپنی رائے کے غلط ظاہر ہونے کے بعد اس سے رجوع کرنے میں کوئی شرم وعار محسوس نہ کرے۔

(21)...... مشورہ کرنے والے کو چاہیے کہ مشورے کے بعد فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لے، بلکہ تمام آراء پر پوری امانت ودیانت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا دل میں استحضار کر کے غور وفکر کر لے، اور پوری احتیاط سے کام لے۔

اور موقعہ ہو تو دو رکعت پڑھ کر استخارہ کی مسنون دعاء کے بعد فیصلہ کرے۔

(22)...... جن چیزوں میں مشورہ کرنا جائز ہے، ان چیزوں میں سنت کے مطابق استخارہ کرنا بھی جائز ہے۔

مشورہ دینے سے متعلق آداب

(23)...... مشورہ دینے والے کو چاہیے کہ مشورہ لینے والے کی خیر خواہی اور ہمدردی واخلاص میں کوئی کمی نہ چھوڑے، اور سوچے کہ جس نے اپنے معاملے کے لیے آپ کی رائے اور مشورہ پر اعتماد کیا ہے، اس کو سچی نیت کے ساتھ اچھا اور مفید مشورہ دینا میری اولین ذمہ داری ہے۔

(24)...... مشورہ دینے والا مشورے کے دوران اپنی توجہ دوسری چیزوں سے ہٹا کر مشورہ والے کام کی طرف رکھے۔

(25)...... مشورہ دینے والے کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مشورے کے ضمن میں زیرِ بحث

آنے والی رازداری کی بات کسی دوسرے پرظاہر نہ کرے، کیونکہ مشورہ دینے والا امانت دار ہوتا ہے اور مجلس کی رازداری کی باتیں غیر متعلقہ شخص پر ظاہر کرنا جائز نہیں ہوتا۔

(26)...... مشورہ دینے والا صرف اپنے مفادوغرض کی خاطر دوسرے کو نقصان میں مبتلا نہ کرے اگرچہ مشورہ لینے والے سے اس کا ذاتی اختلاف ہی کیوں نہ ہو۔

(27)...... اپنا مشورہ صاف اور واضح بیان کرے، تاکہ دوسروں کو سمجھنے میں مشکل پیش نہ آئے۔

(28)...... اگر مشورہ دینے والے کی رائے کے مطابق فیصلہ ہوجائے تو شکر کرے اور اس کی وجہ سے تکبر یا اِتراہٹ میں مبتلا نہ ہو اور اپنی رائے کے خلاف فیصلہ ہو تو صبر کرے اور اپنے مشورہ دینے کو ضائع نہ سمجھے، بلکہ یہ سوچے کہ جو اپنا کام اور ذمہ داری تھی، وہ پوری ہوگئی، اور اگر اس کے مشورہ ورائے کے خلاف فیصلہ ہوجائے، اور پھر اس فیصلہ میں کوئی نقص ظاہر ہو، تو مشورہ دینے والے کو بار بار اپنی رائے جتلا کر دوسرے کے سامنے شرمندہ کرنا درست نہیں۔

(29)...... اپنی رائے کو دوسروں کی رائے سے اعلیٰ اور کسی دوسرے مشورہ دینے والے کی رائے کو حقیر نہ سمجھے، البتہ اگر دوسرے کی رائے میں کوئی نقصان محسوس کرے تو خوش اسلوبی کے ساتھ مثبت انداز میں اس کا اظہار کردے اور دوسرا شخص بھی اس کی وجہ سے ناخوش نہ ہو۔

(30)...... جب تک کسی سے مشورہ طلب نہ کیا جائے خود اقدام کر کے مشورہ نہ دے، بلکہ کوشش کرے کہ اپنے سے زیادہ عقل وتجربہ کاروں کی رائے پہلے سامنے آئے، تاکہ ان کی رائے سُن کر بہتر رائے قائم کرنے کا موقع مل جائے۔

البتہ کوئی بات ضروری سمجھے، تو خود سے دوسرے کے سامنے مناسب انداز میں پیش کردے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، ہماری دوسری کتاب ”مشورہ واستخارہ کے فضائل واحکام“)

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(باب نمبر 12)

سفارش کے آداب

(1)...... کسی ضرورت مند کی جائز اور اچھی سفارش کرنا اَجر وثواب والا کام ہے اور اس کے برعکس کسی کی بُرے یا ناجائز کام کی سفارش کرنا گناہ والا کام ہے۔

قرآن مجید کی سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا.

یعنی جو بھلائی کی سفارش کرے گا، وہ اس میں سے (ثواب والا) حصّہ پائے گا، اور جو برائی کی سفارش کرے گا، وہ اس میں سے (گناہ والا) حصّہ پائے گا۔

سفارش کرنے سے متعلق آداب

(2)...... سفارش کرنے والے کو جائز سفارش مخلصانہ طریقہ پر کرنی چاہیے، نہ کہ کسی پر احسان چڑھانے اور اُسے نیچا دِکھانے کی غرض سے؛ کیونکہ نیت میں بگاڑ کی وجہ سے نیک عمل کا اَجر وثواب ضائع ہوجاتا ہے، اور خیر وبرکت ونورانیت بھی نہیں رہتی۔

(3)...... سفارش کے سلسلے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ جائز اور حق کام کے لیے ہونی چاہئے، کسی ناجائز وناحق کام کے لیے سفارش کرنا جائز نہیں؛ مثلاً جو شخص کسی منصب اور عہدے کا اَہل نہیں، اُس کے لیے اُس منصب یا عہدے کی سفارش کرنا درست نہیں، اگر کوئی ناحق سفارش کی گئی اور اس کی وجہ سے دوسرا شخص کسی غلط اور ناجائز عہدے پر فائز ہوگیا تو سفارش کرنے والا بھی گناہ گار ہوگا، اسی طرح کسی گناہ کے کام کی سفارش کی گئی اور وہ گناہ کا

Idara Ghufran

کام اس سفارش کی وجہ سے عمل میں آ گیا، تو سفارش کرنے والا بھی گناہ گار ہوگا، اور جب تک یہ نااہل شخص اس عہدہ پر قائم رہے گا، یا وہ گناہ ہوتا رہے گا، خواہ پچاس سال ہی کیوں نہ ہو، اس وقت تک یہ سفارش کرنے والا بھی گناہ گار ہوتا رہے گا۔

(4)...... عدالت میں ثبوت کے بعد اور اس سے پہلے مقتول کے ورثاء کے لئے قصاص اور دیت کو معاف کرنے یا حاکم وغیرہ کو معافی کی سفارش کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، کیونکہ قصاص ودیت خالص بندہ کا حق ہے، اور معاف کر دینا افضل ہے، مگر معاف کرنے کا یہ اختیار مقتول کے ورثاء کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوتا۔

اور قصاص کے علاوہ اسلامی حدود کے جرائم (مثلاً چوری کے جرم) کے عدالت میں پہنچنے سے پہلے تو مظلوم کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ ان جرائم کو معاف کر دے، اور دوسرے کی طرف سے معاف ودرگزر کرنے کی سفارش واپیل کرنا بھی جائز ہے، مثلاً اس مظلوم سے معافی کی درخواست کی جائے، جس کی حق تلفی لازم آئی ہے، یا جس کا مال چوری ہوا ہے۔

لیکن حاکم وجج کے پاس اس طرح کا جرم پہنچنے اور اعتراف واقرار یا گواہوں سے ثبوت کے بعد اس کی شریعت کی طرف سے متعین کردہ حد والی سزا کو معاف وساقط کرنے یا اس کی معافی کی سفارش کرنے کا کسی کو حق نہیں۔

(5)...... سفارش دوسرے پر دباؤ ڈالنے، زبردستی کرنے یا اُس سے اپنی بات ہر حال میں منوانے کا نام نہیں، بلکہ سفارش دراصل دوسرے کو کسی جائز کام کا مشورہ دینے اور اس کی کسی جائز کام کی طرف توجہ دِلانے کا نام ہے، اس لیے اس کو اسی درجے میں رکھ کر بروئے کار لانا چاہیے۔

(6)...... جس کے سامنے سفارش کی گئی ہے، اگر وہ سفارش کو قبول نہ کرے تو اُس سے ناراض ہونے کے کوئی معنیٰ نہیں، کیونکہ سفارش کی حیثیت مشورے کی ہے اور مشورہ دینے والے کے مشورے پر دوسرے کو عمل کرنا ضروری نہیں ہوتا۔

(7)...... سفارش ایسے انداز میں کرنی چاہیے، جس سے دوسرے شخص کو اُصولوں کے مطابق

www.idaraghufran.org

کام انجام دینے کی آزادی میں خَلل واقع نہ ہو، اور وہ سفارش کی وجہ سے بادلِ ناخواستہ عمل کرنے یا کسی اصول وقانون شکنی کا پابند یا اس پر مجبور نہ ہوجائے۔

(8)...... سفارش میں ایسے الفاظ کہنے یا لکھنے چاہئیں کہ مثلاً:

''یہ صاحب میرے خیال میں فلاں کام کے لیے موزوں یا اہل ہیں؛ اگر آپ مناسب سمجھیں اور آپ کو کوئی عذر نہ ہو اور آپ کی مصلحت واُصول کے خلاف نہ ہو، تو ان کا فلاں کام کردیجیے'' وغیرہ۔

(9)...... کسی کی سفارش کرنے پر اس سے کسی طرح کی رقم یا ہدیہ لینا منع ہے اور اکثر حالات میں یہ رشوت کا حکم رکھتا ہے، جس سے بچنا چاہئے اور اچھے کام کی سفارش کو ثواب کا کام سمجھ کر اختیار کرنا چاہئے، اور غلط وناجائز سفارش سے ویسے ہی پرہیز کرنا چاہئے۔

(10)...... آج کل ناجائز کاموں کی سفارش کرنے یا ناجائز طریقہ پر سفارش کرنے کی بہت سی صورتیں معاشرہ میں رائج ہوگئی ہیں، ان سے خود بھی بچنا چاہئے، اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سفارش کروانے سے متعلق آداب

(11)...... سفارش کرانے والے کی بھی ذمہ داری ہے کہ سفارش ایسے کام کی نہ کرائے، جو جائز نہ ہو، یا اس میں کسی جائز قانون کی خلاف ورزی لازم آتی ہو، اور نہ ہی سفارش کرانے والے پر ایسا دباؤ ڈالے جس سے وہ غلط کام کے کرنے یا غلط انداز میں سفارش کرنے پر مجبور ہوجائے، اور اگر سفارش کرنے والے کی سفارش پر عمل درآمد نہ ہوتو بار بار اُس کو سفارش کرنے کے لیے تنگ نہ کرے، اور نہ ہی دوسروں کے سامنے اُس کی سفارش قبول نہ ہونے کا تذکرہ کرے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(باب نمبر 13)

مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ کے آداب

مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ کے بھی آداب ہیں، ان پر عمل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(1)...... تمام مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کا بھائی سمجھنا چاہئے، اور اسلامی رشتہ میں ملک، رنگ ونسل اور قبیلہ وخاندان وغیرہ کی تقسیم کو حائل نہیں ہونے دینا چاہئے۔

اور ہر طرح کا اختلاف بھلا کر تمام مسلمانوں کو باہم متحد ومتفق رہنا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آپس میں حسد نہ کرو، اور نہ آپس میں بغض وعداوت رکھو، اور نہ ایک دوسرے کی کاٹ کرو، اور تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے (یعنی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے) اور تم سب اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہوجاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ مسلمان پر ظلم کرے، اور نہ اس کو رسوا کرے، اور نہ اس کی تحقیر کرے، تقویٰ یہاں ہوتا ہے اور آپ نے اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ فرمایا، آدمی کے شَر کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے، ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، اس کا مال اور اس کی عزت حرام ہے (مسلم)

آج کل شیطان اور اس کے پیروکاروں نے مسلمانوں کو مختلف دھڑوں اور فرقوں میں تقسیم کر کے آپس میں دست وگریباں کر رکھا ہے، جس سے مسلمان کمزور ہوتے جارہے ہیں، اور ان پر طرح طرح سے ظلم ہو رہا ہے، اس طرزِ عمل سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔

(2)...... مسلمان کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اپنے قول یا فعل سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں میں سب سے بہترین وہ شخص ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں (مسلم)

مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے آداب

(3)...... مسلمان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت کے اطراف (یعنی جنت کے کناروں) میں ایک گھر کی اُس شخص کے لئے ضمانت دیتا ہوں، جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے؛ اور اس شخص کے لیے جنت کے درمیان میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں، جو جھوٹ کو چھوڑ دے، اگرچہ ہنسی مذاق میں ہو؛ اور اور اس شخص کے لیے جنت کے بلند مقام پر ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں، جو اپنے اخلاق کو اچھا کرے (ابوداؤد)

(4)...... مسلمان سے کوئی لغزش ہو جائے، تو اس سے درگزر کرنا چاہئے۔

درگزر اور معاف کرنے کی اسلام میں بڑی فضیلت ہے، اور اس عمل سے اللہ تعالیٰ بہت راضی ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، اور جو بندہ بھی معاف و درگزر کرتا ہے، اللہ اس کی عزت کو زیادہ فرما دیتا ہے، اور جو کوئی بھی اللہ کے لئے تواضع (وعاجزی) کو اختیار کرتا ہے، اللہ اس کو بلندی (یعنی عزت و رفعت) عطاء فرماتا ہے (مسلم)

(5)...... جب مسلمان سے ملاقات ہو، تو سلام کرنا چاہئے، اور اگر وہ سلام کرے، تو سلام کا جواب دینا چاہئے، سلام وغیرہ کے آداب الگ سے ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

(6)...... اگر مسلمان بیمار ہو جائے اور کوئی عذر نہ ہو، تو اس کی عیادت یعنی بیمار پرسی کرنی

Idara Ghufran

چاہئے، بیمار پرسی کی تفصیل الگ سے غمی خوشی وغیرہ کے آداب میں ذکر کر دی گئی ہے۔

(7)...... اگر مسلمان فوت ہو جائے، تو اس کی شریعت کے مطابق اہلِ خانہ سے تعزیت کرنی چاہئے، جس کی تفصیل غمی خوشی وغیرہ کے آداب میں ذکر کر دی گئی ہے۔

(8)...... اگر دوسرے مسلمان کو چھینک آئے، اور وہ ''الحمدللہ'' کہے، اور کوئی عذر نہ ہو، تو اس کے جواب میں ''یرحمک اللہ'' کہنا چاہئے، جس کی تفصیل چھینکنے کے آداب میں ذکر کر دی گئی ہے۔

(9)...... اگر مسلمان دعوت کرے، اور کوئی معقول عذر نہ ہو، تو اس کی دعوت قبول کرنی چاہئے، دعوت وضیافت کے آداب الگ سے ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

(10)...... کوئی عذر نہ ہو، تو فوت ہونے والے مسلمان کے جنازہ میں اخلاص کے ساتھ اور ثواب والا کام سمجھتے ہوئے شرکت کرنی چاہئے، لیکن اگر دوسرا مسلمان کسی مسلمان کے جنازہ میں شرکت نہ کر سکے، تو اس پر طعن وتشنیع نہیں کرنی چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کا مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب اس سے ملاقات کرے، تو اس کو سلام کرے، اور اگر وہ سلام کرے، تو سلام کا جواب دے، اور جب مسلمان دعوت کرے، تو اس کو قبول کرے، اور جب مسلمان کو چھینک آئے، اور وہ ''الحمدللہ'' کہے، تو یہ جواب میں ''یرحمک اللہ'' کہے، اور جب مسلمان بیمار ہو جائے، تو اس کی عیادت کرے، اور جب وہ فوت ہو جائے، تو اس کے جنازہ میں شرکت کرے، اور مسلمان کے لئے وہ چیز پسند کرے، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے (ترمذی، مسند احمد)

(11)...... جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہ دوسرے مسلمان کے لئے بھی پسند کرنی چاہئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے، جو اپنے لئے

پسند کرتا ہے (بخاری)

ہر مسلمان اپنے لئے یہ پسند کرتا ہے کہ اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے، بلکہ راحت پہنچے، تو دوسرے مسلمان کے لئے بھی یہی چیز پسند کرنی چاہئے۔

(12)......مسلمان کے کسی عیب سے واقف اور آگاہ ہو جائے، تو اس کو چھپانا چاہئے۔

مسلمان کے عیب کو چھپانے کی شریعت میں بڑی فضیلت ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے اپنے مسلم بھائی کے عیب پر پردہ ڈالا، تو اللہ قیامت کے دن اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا، اور جس نے اپنے مسلم بھائی کے عیب کو فاش (وظاہر) کیا، تو اللہ اس کے عیب کو فاش (وظاہر) فرمائے گا، یہاں تک کہ اس کو اس عیب کی وجہ سے اس کے گھر میں ہی رسوا فرما دے گا (ابن ماجہ)

(13)......مسلمان کو کوئی تکلیف پیش آ جائے، تو حتی الامکان اس کی مدد کرنی چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو مسلمان، مسلمان پر ظلم کرے، اور نہ مسلمان، مسلمان کو کسی مصیبت میں پھنسائے (اور نہ ہی کسی دشمن کے حوالہ کرے) اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں مشغول ہوتا ہے، تو اللہ اس کی حاجت پوری کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور جس نے کسی مسلمان کی ایک تکلیف کو دور کیا، تو اللہ اس کی قیامت کے دن کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور فرمائے گا، اور جس نے کسی مسلمان کے عیب (وکمزوری) کو چھپایا، تو اللہ قیامت کے دن اس کے عیب (وکمزوری) کو چھپائے گا (بخاری)

(14)......مسلمان کو نصیحت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہنا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم ضرور بالضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، ورنہ

www.idaraghufran.org

وہ وقت قریب ہے کہ اللہ اپنی طرف سے عذاب بھیجے، پھر تم (عذاب ٹلنے کی) اللہ سے دعاء کرو، مگر تمہاری دعاء بھی قبول نہ کی جائے (ترمذی)

(15)...... مسلمانوں میں جو چھوٹے ہوں ان پر شفقت کرنی چاہئے اور جو بڑے ہوں ان کا ادب واحترام اوران کی تعظیم وتوقیر کرنی چاہئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے، تو وہ ہم میں سے نہیں (ترمذی)

(16)...... اگر دو زیادہ مسلمانوں یا ان کے گروہوں میں باہم نزاع واختلاف یا تصادم ہو جائے، تو ان میں صلح کرا دینا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نماز، اور روزہ اور صدقہ سے افضل درجہ کی چیز کی خبر نہ دیدوں؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ بے شک! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان صلح کرا دینا (یہ عمل نماز، روزہ اور صدقہ سے افضل ہے) اور لوگوں کے درمیان فساد پھیلانا (دین کو) مونڈنے (یعنی دین اور نیکیوں کا صفایا کرنے) والی چیز ہے (مسند احمد)

(17)...... دوسرے زندہ اور فوت شدہ مسلمانوں کے لئے رحمت ومغفرت اور ان کی مدد ونصرت اور فلاح وصلاح کی دعاء کیا کریں۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعاء کرتا ہے، تو اس پر مقرر فرشتہ ''آمین'' کہتا ہے، اور یہ کہتا ہے کہ تمہارے لئے بھی یہی دعاء قبول ہو (مسلم)

مسلمانوں کے ساتھ برے سلوک سے بچنے کے آداب

(18)...... مسلمان کی طرف سے کوئی رنجش کی بات پیش آجائے تو تین دن سے زیادہ اس

سے بات چیت نہیں چھوڑنی چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین راتوں سے زیادہ اس حال میں چھوڑے رکھے کہ وہ دونوں ملاقات کریں، مگر یہ اُس سے اعراض کرے، اور وہ اِس سے اعراض کرے، اور ان دونوں میں بہتر وہ شخص ہے، جو سلام کرنے کی ابتداء کرے (بخاری)

(19)......مسلمان پر ظلم نہیں کرنا چاہیئے، بلکہ اگر کسی مسلمان پر ظلم ہو رہا ہو، اور اس کو دور کرنے کی قدرت ہو، تو اس کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کی عزت یا کسی اور چیز (مثلاً مال وغیرہ) کے متعلق کوئی ظلم کیا ہو، تو وہ اس سے آج ہی (ادائیگی کرکے یا سچی معافی طلب کرکے) چھٹکارا حاصل کرلے، اس سے پہلے کہ (قیامت کا) وہ وقت آئے کہ نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم (یعنی قیامت کے دن روپیہ پیسہ کچھ نہ ہوگا، اور یہاں دے دلا کر جان چھوٹ سکتی ہے) پھر اگر (ظالم کے پاس) کوئی نیک عمل ہوگا، تو اس کے ظلم کرنے کے بقدر اس سے (وہ نیک عمل) لے لیا جائے گا، اور اگر (اس کے پاس) نیک عمل نہیں ہوگا، تو دوسرے (یعنی مظلوم) کی برائیوں کو لے کر اس کے اوپر لاد دیا جائے گا (بخاری)

(20)......کسی مسلمان کی تحقیر وتذلیل نہیں کرنی چاہیئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم مسلمانوں کو ایذاء (وتکلیف) نہ پہنچاؤ، اور ان کو عار نہ دلاؤ (یعنی ان کو حقیر وذلیل اور رسوا نہ کرو) اور ان کے عیبوں کو تلاش نہ کرو، کیونکہ جو شخص مسلمان کے عیب کو تلاش کرتا ہے، تو اللہ اس کے عیب کو تلاش فرماتا ہے، اور جس کے عیب کو اللہ تلاش فرمائے، تو اس کو اللہ رسوا فرمادیتا ہے، اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر چھپا ہوا کیوں نہ ہو (ابن حبان، ترمذی)

(21)...... کسی مسلمان کے ساتھ بدگمانی نہیں کرنی چاہیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ، کیونکہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے، اور تم ایک دوسرے (کے عیبوں) کا تجسس نہ کرو، اور ایک دوسرے کی باتیں نہ سنو، اور (دنیا کے معاملات میں) ایک دوسرے سے آگے نہ بڑھو، اور ایک دوسرے پر اپنی فوقیت و برتری ظاہر نہ کرو، اور ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو (یعنی اعراض نہ کرو) اور ایک دوسرے سے بغض (وعداوت) نہ رکھو، اور تم اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ (مسند احمد، بخاری)

(22)...... کسی مسلمان کی غیبت بھی نہیں کرنی چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسلمانوں کی غیبت نہ کرو، اور ان کے عیبوں کو تلاش نہ کرو، کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیب کو تلاش کرتا ہے، اللہ اس کے عیب کو تلاش فرماتا ہے، اور جس کے عیب کو اللہ تلاش فرمائے، تو اس کو اللہ اس کے گھر میں ہی رسوا فرما دیتا ہے (مسند احمد، ابوداود)

(23)...... کسی مسلمان سے دل میں حسد و بغض نہیں رکھنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے سے بغض و عداوت نہ رکھو، اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو، اور نہ ایک دوسرے سے اعراض کرو، اور تم اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ، اور مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی رکھے (بخاری)

(24)...... کسی مسلمان کے ساتھ جھوٹ بھی نہیں بولنا چاہیے، اور اس کو دھوکہ بھی نہیں دینا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ جنت میں داخل کرانے والا عمل ہے، جب بندہ سچ بولتا ہے، تو وہ بر (یعنی نیکی) کو اختیار کرتا ہے، اور جب بر (یعنی

www.idaraghufran.org

نیکی) کو اختیار کرتا ہے، تو وہ ایمان والا ہوجاتا ہے، اور جب ایمان والا ہوجاتا ہے، تو جنت میں داخل ہوجاتا ہے، اور جھوٹ جہنم میں داخل کرانے والا عمل ہے، جب بندہ جھوٹ بولتا ہے، تو وہ فجور (یعنی گناہوں) کو اختیار کرتا ہے، اور جب فجور (یعنی گناہوں) کو اختیار کرتا ہے، تو (وہ جھوٹ بولتے بولتے رفتہ رفتہ) کافر ہوجاتا ہے، اور جب کافر ہوجاتا ہے، تو جہنم میں داخل ہوجاتا ہے (مسند احمد)

(25)...... کسی مسلمان پر تہمت بھی نہیں لگانی چاہئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مومن کو منافق کے شر سے بچایا، تو اللہ قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجے گا، جو اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا، اور جس نے کسی مسلمان پر تہمت لگائی، جس سے اس کا مقصد اس مسلمان کی برائی (ورُسوائی) ہو تو اللہ اسے جہنم کے پل پر (آگے جنت میں پہنچنے سے) روک دے گا، یہاں تک کہ وہ اس تہمت کے گناہ سے پاک ہوکر نکل جائے (ابوداود)

(26)...... کسی مسلمان کو قتل کرنا سخت گناہ ہے، اس سے مسلمانوں کو مکمل اجتناب کرنا چاہئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق (یعنی سخت گناہ) اور اُس کے ساتھ قتال کرنا کفر (والا کام) ہے (بخاری)

مگر افسوس کہ آج مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی جان کی قیمت کی اہمیت نہیں جانتا، اور مسلمانوں میں باہم قتل وقتال عام ہے۔

اللہ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

Idara Ghufran

(باب نمبر 14)

بڑوں، چھوٹوں اور خادم، مخدوم کے آداب

(1)...... اسلام میں بڑوں اور چھوٹوں کے حقوق کی بڑی تاکید آئی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے، اور ان کے درجہ کو نہ پہچانے، تو وہ ہم میں سے نہیں (یعنی اس کا مسلمانوں کے طریقہ سے صحیح تعلق نہیں) (ترمذی)

بڑوں اور مخدوموں سے متعلق آداب

(2)...... اپنے سے بڑوں اور بزرگوں کا حتی الامکان ادب واحترام کیجئے، اور ان کی جائز کاموں میں فرمانبرداری کیجئے، خاص طور پر والدین، والدین کے والدین اور بڑے بہن بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں (اور سب بڑے مسلمانوں) کے ساتھ ادب واحترام کے سلوک کا اہتمام کیجئے۔

(3)...... جو حضرات آپ سے عمر میں تو چھوٹے ہوں، لیکن علم میں آپ سے زیادہ ہوں، ان کا بھی ادب واحترام کیجئے، اور ان سے علم سیکھنے کی کوشش کیجئے۔

(4)...... جو لوگ آپ سے عمر اور علم وغیرہ میں تو بڑے نہیں ہیں، لیکن عہدہ میں آپ سے بڑے ہیں، ان کے عہدوں کے اعتبار سے ان کی جائز کاموں میں اطاعت کیجئے، اور ان کے ساتھ ان کے عہدوں کے مطابق برتاؤ اور سلوک کیجئے۔

(5)...... اسلام میں ''اولی الامر'' کی اطاعت کا حکم آیا ہے، جس سے مراد، کسی بھی معاملہ کے اصحابِ حل وعقد اور ذمہ دار ہیں۔

Idara Ghufran

پس اسلام میں ہر ماتحت کو اپنے''اولی الامر ''اور اپنے بڑوں کی متعلقہ امور میں اطاعت وفرمانبرداری کا حکم ہے، بشرطیکہ اس اطاعت اور فرمانبرداری میں کوئی گناہ لازم نہ آرہا ہو۔

لہٰذا جس شخص کا جو عہدہ اور ذمہ داری ہو، اس عہدہ اور ذمہ داری کے تحت آنے والے افراد کو اپنے حکام، ذمہ دار، نگران اور افسرانِ بالا وغیرہ کی متعلقہ جائز امور میں اطاعت ضروری ہے۔

اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہر شعبہ میں بڑے اور چھوٹے کے درمیان قولاً یا فعلاً بڑے کی اطاعت کا عہد معاہدہ ہوتا ہے، جس کی خلاف ورزی شرعاً گناہ ہے، نیز اس کی مخالفت کرنے سے نہ کوئی محکمہ وادارہ صحیح چل سکتا ہے، اور نہ کوئی ملک صحیح چل سکتا ہے اور نہ ہی گھر کا نظام درست رہ سکتا ہے، پس ملکی سطح سے لے کر گھر کے نظام تک کو درست کرنے کے لئے ضروری ہے کہ درجہ بدرجہ ہر ماتحت اور چھوٹا اپنے بڑے کی جائز متعلقہ کاموں میں اطاعت کرے۔

چنانچہ رعایا پر جائز کاموں میں اپنے حکمرانوں کی اطاعت وفرمانبرداری لازم ہے، اور اس میں جائز قوانین بھی داخل ہیں، اور حکمرانوں کے درجات کے اعتبار سے بھی تقسیم ہے کہ جس شعبہ کا جو حکمران یا وزیر وغیرہ ہو، اس شعبہ میں اس حکمران یا وزیر کی جائز کاموں میں اطاعت ضروری ہے۔

اسی طرح اولاد کو اپنے والدین کی اور بیوی کو اپنے شوہر کی اور شاگرد کو اپنے استاذ کی اور ملازموں کو اپنے مالک یا مہتمم وافسر بالا کی متعلقہ جائز کاموں میں اطاعت ضروری ہے۔

اور یہ سلسلہ دنیا اور دین کے سب شعبوں کے لئے عام ہے، اور اسی وجہ سے عوام کو علماء وفقہاء کی اطاعت ضروری ہے۔

مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ شریعت کے اس اصول کی عام طور پر پاسداری نہیں، اوپر سے لے کر نیچے تک ہر شعبہ میں ''اولی الامر'' کی نافرمانی عام ہے، جس کا دینداروں کو بھی اہتمام وخیال نہیں۔

چنانچہ ملک کے جائز قوانین کی خلاف ورزی عام ہے، بلکہ جائز قوانین کی خلاف ورزی کو گناہ

تو کیا سمجھا جاتا، الٹا اس کو فخر وتفاخر اور اپنی بڑائی کا ذریعہ سمجھا جانے لگا ہے۔
اس قسم کے طرزِ عمل سے ہر مسلمان کو بچنا اور بچانا چاہئے۔
(6)...... اگر آپ کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ میں کام کرتے ہوں، تو اس ادارہ میں جو آپ سے بڑے عہدہ والے حضرات ہیں، ان کی اس ادارہ کے قواعد وضوابط کے مطابق فرمانبرداری کیجئے، خواہ آپ سے بڑا عہدیدار علم وعمل اور عمر وغیرہ میں آپ سے کم ہی کیوں نہ ہو، اگر آپ ان کی فرمانبرداری اور ادب نہیں کریں گے، تو شرعاً بھی اولی الامر کی اطاعت نہ کرکے، مجرم شمار ہوں گے، اور اس ادارہ کے ساتھ آپ کے معاملات میں بگاڑ اور فساد بھی پیدا ہوگا۔
یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کسی ادارہ یا مدرسہ میں ملازمت وتقرری اور داخلہ کے وقت مخصوص شرائط مقرر ہوتی ہیں، اور ان شرائط کے تحت ہی ان اداروں میں ملازمت وتقرری اور داخلہ وغیرہ دیا جاتا ہے، بلکہ قانونی طور پر کاروبار اور دوسری بہت سی چیزوں کی اجازت ومنظوری مخصوص شرائط کے تحت ہی ہوتی ہے، اور انہی شرائط کے تحت مختلف چیزوں کی سند، ڈگری، لائسنس (License) اور اجازت نامے وغیرہ دیئے جاتے ہیں۔
لیکن تقرری اور داخلہ واجازت نامہ کے حصول کے بعد عموماً اس طرح کے عہد ومعاہدات کی پاسداری اور اس ادارہ کے مقررہ ضابطوں اور قاعدوں پر عمل درآمد کو شرعاً ضروری نہیں سمجھا جاتا، اور جا بجا ان کی خلاف ورزی کی جاتی ہے، جس کی وجہ سے بدانتظامی وبدنظمی اور طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ طرزِ عمل قابلِ اصلاح ہے۔
(7)...... جس ادارہ میں آپ کسی کی ماتحتی میں کام کرتے ہوں، تو اس ادارہ یا اس کے ذمہ داروں اور اہلِ حل وعقد کی طرف سے آپ کو جو ذمہ داریاں سپرد کی گئی ہوں، ان کو محنت و دیانت اور جانفشانی کے ساتھ انجام دیجئے، اور دوسروں کے کاموں میں مداخلت نہ کیجئے، اور نہ ہی دوسروں کے کاموں میں عیب نکالئے، اگر آپ کو کسی دوسرے میں کوتاہی وکمی نظر آئے،

تو حکمت اور خیر خواہی کے ساتھ، اس کو یا ذمہ داروں کو آگاہ کر دیجئے، بشرطیکہ آپ کو نقصان لاحق نہ ہوتا ہو۔

(8)...... اولاد کو والدین کے اور بیوی کو شوہر کے اصل نام سے پکارنا ادب کے خلاف ہے۔

(9)...... جو افراد حکومتی عہدوں پر مقرر ہوں، خواہ بڑے عہدہ پر، جیسا کہ صدر اور وزیرِ اعظم، اور خواہ چھوٹے عہدوں پر ہوں، جیسا کہ اسمبلی کے ارکان اور جج صاحبان وغیرہ، ان کی شان میں نازیبا اور گندی زبان استعمال نہ کیجئے، اور ان کے فیصلوں پر خوامخواہ اعتراض نہ کیجئے، البتہ کسی غلط فیصلے پر حکمت سے آگاہی کرنے میں حرج نہیں، بشرطیکہ نیت درست ہو، اور دوسرے کسی شرعی حکم کی بھی خلاف ورزی لازم نہ آئے۔

(10)...... اگر آپ نے کسی کو دینی معاملات اور اپنی اصلاح کے سلسلہ میں رہبر و رہنما بنایا ہے، جس کو شیخ و مربی کہا جاتا ہے، تو حتی الامکان اس کا دل سے ادب واحترام کیجئے، اور اس کی دین کے مطابق بتائی ہوئی ہدایات پر عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔

اور یہ بات یاد رکھیئے کہ اپنا رہبر و رہنما اس کو بنانا چاہئے، جس کو شریعت کا مستند علم ہو، اور اس کا عمل شریعت کے مطابق ہو۔

(11)...... اگر ضرورت کے وقت کسی بزرگ وغیرہ کے جوتے اٹھائیں تو جہاں ان کو رکھنا ہو یا تو ان بزرگ کو وہ جگہ بتلا دیں، یا پھر واپسی کے وقت خود موجود رہیں، یا کم از کم کسی موجود شخص کو بتلا دیں کہ جوتے فلاں جگہ ہیں، ذرا سی غفلت میں ایسا نہ ہو کہ وقت پر جوتے دستیاب ہی نہ ہوں اور انہیں بے جا تکلیف اٹھانی پڑے۔

(12)...... اگر آپ کسی بزرگ کی جسمانی خدمت کرنا چاہتے ہیں، مثلاً پاؤں دبانا یا سر کی مالش کرنا، لیکن ان بزرگ کو آپ سے بے تکلفی نہ ہو اور وہ آپ سے خدمت نہ لینا چاہیں، تو خدمت کرنے پر اصرار نہیں کرنا چاہئے، اس سے دوسرے کو حجاب و حیاء آتی ہے۔

(13)...... بڑوں اور بزرگوں کی خدمت کرتے وقت ان کی راحت کا خاص خیال رکھئے،

رسمی خدمت، جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچے، ناواقفی اور کم علمی کی بات ہے۔

(14)...... اپنے سے بڑوں کے سامنے چلنے، پھرنے، اٹھنے، بیٹھنے اور دوسرے معاملات میں ادب کیجئے، اور ان کے سامنے عاجزی والا معاملہ اختیار کیجئے۔

(15)...... اگر آپ کے کسی بڑے کی طرف سے کوئی کام ذمہ لگا دیا گیا ہے، اور وہ کام جائز بھی ہے، تو اس کے انجام دینے میں کوتاہی سے کام نہ لیجئے۔

چھوٹوں اور خادموں سے متعلق آداب

(16)...... جو افراد آپ سے چھوٹے، یا آپ کے ماتحت ہیں، جیسا کہ آپ کی اولاد، بیوی یا چھوٹے بہن بھائی، یا آپ کے ماتحت کسی ادارہ یا آپ کے زیرِ حکومت ملک کے افراد اور آپ کے شاگرد وغیرہ، ان سب کے ساتھ حتی الامکان شفقت اور نرمی و خیر خواہی کا برتاؤ کیجئے۔

(17)...... اپنے ماتحت اور چھوٹوں کی نگرانی رکھیئے اور جو افراد آپ کے زیرِ تربیت و زیرِ اثر ہوں، ان کی اچھی تربیت کیجئے اور ان کو اچھی تعلیم فراہم کیجئے اور ان کو اچھی باتوں کا حکم دیجئے اور بری باتوں سے منع اور روک ٹوک کیجئے، اور بچوں اور بچیوں کو شادی بیاہ سے پہلے مستقبل میں پیش آنے والی ذمہ داریوں سے آگاہ کیجئے۔

(18)...... اپنے بیوی بچوں اور ماتحتوں کے ساتھ بقدرِ ضرورت وقت گزاریئے اور ان کو حتی الامکان لمبے عرصہ کے لئے تنہا اور اکیلا نہ چھوڑیئے، اگر کبھی سخت ضرورت سے ان کے بغیر سفر پر دور جانا پڑے، تو خط و کتابت اور فون وغیرہ کے ذریعہ خبر گیری کرتے رہئے۔

(19)...... جو بچے یا بچیاں آپ کے زیرِ تعلیم ہوں ان کو حِلم، دیانت داری اور جانفشانی کے ساتھ علم پہنچانے میں کوتاہی نہ کیجئے اور ان کو اپنی اولاد کے درجہ میں رکھ کر خیر خواہی والا معاملہ کیجئے۔

(20)...... چھوٹوں اور کمزوروں پر ظلم وزیادتی کا ارتکاب نہ کیجئے اور عفوودرگزر کو اختیار کیجئے۔

(21)...... اپنے ماتحت یا چھوٹے کے اوپر غصہ آنے پر فوراً کوئی ردِعمل یا سزا جاری نہ کیجئے، بلکہ غصہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار کیجئے۔

(22)...... اگر آپ حکومت کے کسی عہدہ پر مقرر ہیں، تو اپنی متعلقہ رعایا اور عوام کے حقوق اور ذمہ داریاں جو آپ سے متعلق ہیں، ان کو احسن طریقہ پر پورا کرنے کی کوشش کیجئے۔

(23)...... اپنے ماتحت لوگوں کے لئے ظالمانہ قوانین مت بنائیے۔

(24)...... شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک اختیار کرنے کی شریعت میں بہت تاکید ہے، اس کا ہر شوہر کو اہتمام کرنا چاہئے، اور بیویوں پر ظلم وزیادتی سے پرہیز کرنا چاہئے۔
آج کل معاشرہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں کہ جو اپنی بیویوں پر ہر قسم کا ظلم اور زیادتی کرتے ہیں، بلکہ ان کے ساتھ باندیوں اور جانوروں والا سلوک کرتے ہیں، اس طرزِ عمل کو اللہ اور اس کے رسول نے سخت ناپسند کیا ہے۔

(25)...... اپنے ماتحت مزدوروں اور ملازموں سے زائد از ضرورت مشقت ومحنت کا کام نہ لیجئے، بلکہ ان کو اپنی اولاد کی جگہ رکھ کر خدمت لیجئے اور ان کی ضروریات کا خیال کیجئے۔

(26)...... بعض افسران اپنے ڈرائیور کو صبح سے شام تک اپنے کام کاج کے لئے ساتھ لئے پھرتے ہیں اور دعوتوں میں بھی اعلیٰ اور لذیذ کھانے کھاتے پھرتے ہیں، لیکن صبح سے شام تک یا رات گئے تک اپنے ڈرائیور کو بھوکا پیاسا اور بے آرام رکھتے ہیں، یہ سخت ناانصافی اور ظلم کی بات ہے۔

(27)...... جن ملازموں اور مزدوروں سے کام کاج لیا جائے، ان کی تنخواہ اور مزدوری بروقت اداء کردینا چاہئے، اور اس میں بلاعذر تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

(28)...... جو جانور جائز غرض سے اپنی تحویل میں رکھے ہوں، ان کے حقوق کا بھی خاص خیال رکھئے، جس کی تفصیل جانوروں کے آداب میں آتی ہے۔

(باب نمبر15)

رشتہ داروں (Relatives) کے آداب

رشتہ داروں سے متعلق آداب ملاحظہ فرمائیے۔

رشتہ داروں کے بنیادی آداب

(1)......رشتہ داروں کے ساتھ بہت سے احکام کا تعلق ہے۔

جن میں سے ایک حکم رشتہ داروں کے ساتھ حُسنِ سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے کا ہے، اور رشتہ داروں کے ساتھ حُسنِ سلوک اور اچھے برتاؤ کو شریعت کی زبان میں صلہ رحمی کہا جاتا ہے۔

(2)......رشتہ داروں سے حسنِ سلوک یا صلہ رحمی کے لئے سب سے پہلے اپنے رشتہ داروں کا تعارف حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ کس سے کیا رشتہ داری ہے۔

(3)...... جو رشتہ دار نسبی اعتبار سے باہم رشتہ و تعلق رکھتے ہیں، خواہ وہ وارث ہوں یا نہ ہوں، اور خواہ وہ اپنے والد کی طرف سے ہوں (جیسے تایا، چچا، پھوپھی، دادا، دادی وغیرہ) یا والدہ کی طرف سے ہوں (جیسے ماموں، خالہ، نانا، نانی وغیرہ) اور اسی طرح انسان کی اپنی اولاد، والدین، بہن بھائی وغیرہ ان سب کے ساتھ درجہ بدرجہ صلہ رحمی کا حکم ہے۔

(4)......صلہ رحمی کے اعتبار سے رشتہ داروں کے درجات میں فرق ہے، بعض رشتہ داروں کا درجہ دوسرے رشتہ داروں سے زیادہ ہے اور بعض کا درجہ ان کے مقابلہ میں کم ہے۔

چنانچہ والدین، اولاد، بہن بھائیوں اور والدین کے والدین اور والدین کے بہن بھائیوں کے ساتھ دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں درجہ بدرجہ رشتہ داری زیادہ قریبی ہونے کی وجہ سے صلہ رحمی اور اچھا سلوک کرنے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

Idara Ghufran

(26)...... رشتہ دار دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک وہ جو رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ محرم بھی شمار ہوتے ہیں، اور دوسرے جو رشتہ دار تو ہوتے ہیں، مگر وہ محرم شمار نہیں ہوتے۔

مرد اور عورتوں کے ایک دوسرے کے محرم ہونے کا ذکر آگے آتا ہے۔

اور دو مَردوں یا دو عورتوں کی رشتہ داری کے آپس میں محرم ہونے کے متعلق یہ اصول ہے کہ اگر اُن دونوں میں سے ایک کا مذکر یعنی مرد ہونا اور دوسرے کا مؤنث یعنی عورت ہونا فرض کر لیا جائے، تو اُن کا آپس میں نکاح کرنا جائز نہ ہو، مثلاً باپ، دادا (کہ ان میں سے ایک کو، مؤنث فرض کرنے سے آپس میں باپ، بیٹی یا ماں، بیٹے کا رشتہ بن جاتا ہے) اور ماں، نانی (کہ ان میں سے ایک کو مذکر فرض کرنے سے، آپس میں ماں، بیٹا یا باپ بیٹی کا رشتہ بن جاتا ہے) اور بھائی اور بہنیں، اور تایا، چچا، اور پھوپھیاں اور بھتیجے بھتیجیاں، ماموں، خالائیں اور بھانجے اور بھانجیاں، یہ سب رشتہ دار آپس میں محرم ہیں، جن کے ساتھ صلہ رحمی اور اچھا سلوک کرنے کی اہمیت اور درجہ زیادہ ہے، اور جو رشتہ دار محرَم نہ ہوں، مثلاً چچازاد و تایا زاد بھائی بہن اور ماموں زاد و پھوپھی زاد و خالہ زاد بھائی بہن وغیرہ، تو ان کے ساتھ بھی صلہ رحمی کا حکم ہے، مگر ان کے ساتھ صلہ رحمی کا درجہ پہلے رشتہ داروں کے بعد ہے۔

(27)...... نسب کے رشتہ کے اعتبار سے جن عورتوں کو محرم ہونے کا درجہ حاصل ہے، وہ سات قسم کی عورتیں ہیں۔

ایک انسان کے اصول یعنی ماں، دادی اور نانی اوپر تک۔

دوسرے انسان کے فروع، یعنی بیٹیاں اور بیٹوں اور بیٹیوں کی بیٹیاں نیچے تک۔

تیسرے بہنیں، خواہ سگی ہوں، یا باپ شریک ہوں یا ماں شریک۔

چوتھے پھوپھیاں، خواہ والد کی سگی بہنیں ہوں یا والد کی باپ شریک یا ماں شریک بہنیں ہوں۔

پانچویں خالائیں، خواہ والدہ کی سگی بہنیں ہوں، یا والدہ کی باپ شریک یا ماں

شریک بہنیں ہوں۔

چھٹے بھائی کی بیٹیاں، خواہ وہ سگے بھائی کی بیٹیاں ہوں، یا باپ شریک یا ماں شریک بھائی کی بیٹیاں ہوں۔

ساتویں بہن کی بیٹیاں، خواہ سگی بہن کی بیٹیاں ہوں، یا باپ شریک یا ماں شریک بہن کی بیٹیاں ہوں۔

مذکورہ خواتین نسب کے اعتبار سے محرم رشتہ داروں میں داخل ہیں، جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح کرنا حرام ہے۔

اوران سے پردہ کے معاملہ میں بھی رعایت رکھی گئی ہے، جیسا کہ لباس اور سلام ومصافحہ وغیرہ کے بیان میں ذکر کیا گیا۔

رشتہ داروں سے متعلق آداب

(19)...... والدین چونکہ انسان کی ولادت اوراس کی پرورش کا سبب بنتے ہیں، اور رشتہ داروں میں والدین کا سب سے پہلے انسان کے ساتھ حق وابستہ ہوتا ہے، اس لئے رشتہ داروں میں سب سے بڑا حق ماں باپ کا ہے۔

والدین کے اولاد کے اوپر جوحقوق ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ والدین کو تکلیف نہ پہنچائیں، ان کا دل نہ دُکھائیں، اگرچہ ان کی طرف سے کوئی زیادتی بھی ہوجائے، خاص طور پر بڑھاپے میں ان کا زیادہ خیال رکھیں، اوراپنے قول وفعل سے ان کی تعظیم وتکریم کریں، جائز کاموں میں ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں، وہ اگر جانی ومالی خدمت کے ضرورت مند ہوں، تو اپنی حسبِ حیثیت ان کی جانی ومالی خدمت کریں، اگر چہ والدین خدانخواستہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں۔

اور جب والدین انتقال کرجائیں، تو انتقال کے بعد اگر وہ ایمان کی حالت میں فوت ہوئے

ہوں، تو ان کے لئے مغفرت ورحمت کی دعاء کرتے رہیں، اور ان کے ذمہ اگر کسی کا کوئی حق ہو، مثلاً قرض وغیرہ تو اس کو ادا کریں، ورنہ کم از کم صاحبِ حق سے صدقِ دل کے ساتھ معاف کرانے کی کوشش کریں، اور اخلاص کے ساتھ شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق بدنی عبادات (مثلاً نوافل، ذکر وتلاوت وغیرہ) اور مالی عبادات (مثلاً صدقات وخیرات وغیرہ) کے ذریعہ سے حسبِ توفیق ان کو ایصالِ ثواب کرتے رہیں، اور ان کے متعلقین اور دوست احباب کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں اور حسبِ ضرورت وتوفیق ان کی جانی ومالی خدمت سے گریز نہ کریں، اور اگر ممکن ہو تو کبھی کبھی والدین کی قبر پر جایا کریں۔

(20)...... جس طرح ماں باپ کے اولاد پر حقوق ہیں، اسی طرح ماں باپ پر بھی اولاد کے حقوق ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ نیک صالح عورت سے اپنا نکاح کرنا، تاکہ اولاد نیک صالح پیدا ہو، اور اولاد کے پیدا ہونے پر اچھا نام رکھنا اور حیثیت ہو تو اولاد کا عقیقہ کرنا، اور بچپن میں محبت وشفقت کے ساتھ اولاد کی پرورش کرنا، خاص طور پر لڑکیوں سے دل تنگ نہ کرنا، اور ان کے نان نفقہ کا رزقِ حلال سے انتظام کرنا، اور ان کو علم اور شریعت کے مطابق ادب سکھانا، اور جب نکاح کے قابل ہوں ان کا نکاح کرنا، اور اگر خدانخواستہ بیٹی کا شوہر فوت ہوجائے، یا طلاق کی وجہ سے وہ گھر آجائے، تو دوسرا نکاح ہونے تک اس کو اپنے گھر رکھنا اور اس کی ضروریات کو برداشت کرنا۔

(21)...... صلہ رحمی کے اعتبار سے والدین کے بعد دادا، دادی، نانا، نانی کے حقوق بھی والدین کی طرح ہیں، اسی طرح خالہ اور ماموں کے حقوق ماں کی طرح اور چچا، تایا اور پھوپھی کے حقوق باپ کی طرح ہیں۔

(22)...... صلہ رحمی کے اعتبار سے بڑا بھائی والد کی طرح اور چھوٹا بھائی اولاد کی طرح ہے، اور بڑی بہن ماں کی طرح اور چھوٹی بہن بیٹی کی طرح ہے۔

(23)...... زوجین یعنی میاں بیوی کا ایک دوسرے سے بہت قریبی رشتہ ہوتا ہے، اور ایک

لمبی مدت تک آپس میں گہرا رشتہ قائم رہتا ہے، شوہر کے ذمہ بیوی کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی وسعت وحیثیت کے مطابق بیوی کے نان نفقہ میں کوتاہی نہ کرنا، اور بیوی کو دینی احکام کی تعلیم دینا اور نیک عمل کی تاکید کرنا، اور بیوی کے محرم رشتہ داروں سے وقتاً فوقتاً اور اگر ممکن ہو، تو ہفتہ میں ایک مرتبہ اس کو ملاقات کرنے دینا، اور بیوی کی کم فہمیوں پر صبر کرنا، اور اگر تنبیہ کی ضرورت ہو تو شرعی حدود میں رہ کر تنبیہ اور تادیبی کارروائی کرنا۔

اور بیوی کے ذمہ شوہر کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ شوہر کی اطاعت، ادب وخدمت اور دلجوئی ورضامندی کا لحاظ کرنا، حقِ زوجیت سے شوہر کو منع نہ کرنا جبکہ کوئی عذر نہ ہو، لیکن غیر شرعی باتوں میں شوہر کی اطاعت نہ کرنا، اور شوہر کی گنجائش سے زیادہ یا حرام مال کی اس سے فرمائش نہ کرنا، اور شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرنا اور شوہر کے والدین اور دوسرے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا، اور بالخصوص شوہر کے والدین کے ساتھ ادب وتعظیم اور ہمدردی سے پیش آنا۔

(24)...... شادی بیاہ کرتے وقت نیک صالح اور با اخلاق رشتہ کا انتخاب کرنا چاہئے، جس میں دنیا وآخرت کے اعتبار سے خیر وبرکت ہوتی ہے۔

اور اس کے بجائے مال ودولت وغیرہ کو ترجیح نہیں دینی چاہئے۔

(25)...... اگر کسی کاروبار میں ایک سے زیادہ بھائی شریک ہیں، یا کسی کی اولاد، اپنے والد کے ساتھ کام میں شریک ہے، تو اس کی صفائی کر لینا ضروری ہے کہ اس کاروبار میں متعلقہ افراد کی شراکت کی حیثیت کیا ہے؟ تاکہ بعد میں کسی قسم کا تنازعہ نہ کھڑا ہو۔

رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے متعلق آداب

(5)...... رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور حسنِ سلوک کا مطلب یہ ہے کہ ان سے قطع تعلقی نہ رکھی جائے، بقدرِ ضرورت سلام وکلام رکھا جائے، کبھی کبھی ملاقات کی جائے، وہ ضرورت مند ہوں، تو حسبِ حیثیت ان کی مالی امداد کی جائے، اور ان کو دنیا وآخرت کے اعتبار سے خیر کی

باتوں کی تلقین کی جائے، اور مفید مشورہ دیا جائے، وغیرہ وغیرہ۔

(6)...... صلہ رحمی کے مقابلہ میں قطع رحمی یہ ہے کہ انسان اپنے رشتہ داروں کے ضروری درجے کے حقوق ادا نہ کرے، مثلاً ملاقات ہونے پر ان سے سلام دعاء نہ کرنا، ان کی خیر خیریت دریافت نہ کرنا، ان کو غلط رائے یا مشورہ دینا، ان کے بیمار ہونے پر بلا عذر ان کی بیمار پرسی نہ کرنا، ان کے فوت ہونے پر کوئی عذر نہ ہوتے ہوئے ان کے جنازے میں شرکت نہ کرنا، اور فوت ہونے کے بعد زندہ رشتہ داروں سے بطورِ خود جا کر یا خط اور فون وغیرہ کسی بھی ذریعے سے شرعی طریقے پر تعزیت نہ کرنا، اور ان کو کسی طرح سے ایذاء و تکلیف پہنچانا وغیرہ، اس طرح کی سب چیزیں درجہ بدرجہ قطع رحمی میں داخل اور درجہ بدرجہ گناہ ہیں۔

(7)...... رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسنِ سلوک کا عمدہ طریقہ ان کے ساتھ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا ہے۔

پس رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آنا، اور ان کے ساتھ نرمی اور درگزر کا سلوک کرنا، صلہ رحمی اور حسنِ سلوک کا عمدہ ذریعہ ہے۔

(8)...... رشتہ داروں کو سلام کرنا بھی صلہ رحمی کرنے کی آسان اور سہل صورت ہے، جس پر عمل کرنے کے لئے مال خرچ کرنے اور زیادہ جدوجہد کی ضرورت پیش نہیں آتی، اور ہر امیر وغریب اس پر عمل کر کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی وحسنِ سلوک کے تقاضہ پر عمل کر سکتا ہے۔

اور سلام وکلام کا اصل طریقہ تو یہی ہے کہ براہِ راست ملاقات ہونے پر سلام وکلام کیا جائے، لیکن اگر اس پر عمل دشوار ہو، مثلاً کوئی رشتہ دار دُور ہو، تو تحریری طور پر خط وکتابت کے ذریعہ سے یا دوسرے جدید ذرائع مثلاً ٹیلی فون، موبائل فون وغیرہ کے ذریعہ سے بھی سلام وکلام اور مزاج پُرسی کر کے اور خیر خیریت پوچھ کر عمل کیا جا سکتا ہے۔

(9)...... رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی وحسنِ سلوک کرنے کے طریقوں میں رشتہ داروں سے ملاقات وزیارت کرنا بھی داخل ہے، بلکہ کسی بھی مومن سے اللہ کی رضا کے لئے ملاقات

Idara Ghufran

اور اس کی زیارت کرنا عظیمُ الشان اجر وثواب کا باعث ہے۔
پھر رشتہ داروں سے کیونکر اجر وثواب کا باعث نہیں ہوگا؟
لیکن ملاقات وزیارت کے بارے میں شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ اس میں اخلاص ہو اور میانہ روی رکھی جائے، اور غلو نہ کیا جائے کہ جس کی وجہ سے دوسرا تنگ ہی پڑ جائے۔
لہٰذا رشتہ داروں سے کبھی کبھی ملاقات اور ان کی زیارت وخبر گیری کرنی چاہئے، مگر اس کے لئے کوئی حد بندی نہیں کہ کتنی ملاقات کرے۔
اور اس سلسلہ میں قریب اور دور کے اور ضرورت وغیر ضرورت مند رشتہ داروں میں فرق ہوسکتا ہے، عام حالات میں جبکہ ممکن ہو، قریبی رشتہ داروں بالخصوص والدین سے ہفتہ میں ایک مرتبہ (اور اس میں بھی جمعہ کا دن ہونا بہتر ہے) ملاقات کرنی مناسب ہے، یا پھر مہینہ میں ایک مرتبہ تو کر لینی چاہئے، اور عام رشتہ داروں سے سال میں کم از کم ایک مرتبہ زیارت وملاقات کر لینی چاہئے۔
اور جن رشتہ داروں سے براہِ راست زیارت وملاقات مشکل ہو، مثلاً زیادہ دور ہونے یا مصروفیت کی وجہ سے یا کسی عذر کی وجہ سے تو ایسی حالت میں خط وکتابت کے ذریعہ سے ان سے سلام وکلام اور خبر گیری کر لینا بھی اس کے قائم مقام ہو جائے گا۔
اور آج کل کے جدید ذرائع اور وسائل مثلاً ٹیلیفون وغیرہ کے ذریعہ سے بھی اس مقصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔
لیکن اگر والدین اپنے پاس بلائیں، تو صرف دور سے خط وکتابت یا فون وغیرہ کے ذریعہ سے رابطہ کر لینا کافی نہیں۔
مگر یاد رہے کہ نامحرم رشتہ دار مَرد وعورت کا صلہ رحمی یا ملاقات وزیارت کے عنوان سے ایک دوسرے کے ساتھ بے پردگی کا مظاہرہ یا شرعی پردہ کے اصولوں کی مخالفت کرنا جائز نہیں۔
(10)...... جن چیزوں کے ذریعہ رشتہ داروں سے حسنِ سلوک اور صلہ رحمی کی جاتی ہے،

ان میں سے بعض چیزیں مال سے تعلق رکھتی ہیں۔

یعنی ضرورت مند رشتہ داروں کا مالی تعاون اور مدد کر کے بھی حسنِ سلوک اور صلہ رحمی کی جاتی ہے۔

پس جن لوگوں کو اللہ نے مال کے اعتبار سے صاحبِ حیثیت بنایا ہے، انہیں اپنے ضروت مند رشتہ داروں کی مدد کرنے سے گُریز نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ اس عمل کی برکت سے اللہ انسان کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔

اور بعض صورتوں میں رشتہ داروں کا نان ونفقہ بھی واجب ہوجاتا ہے، اور آدمی پر اپنے محتاج محرم رشتہ داروں کے نان ونفقہ کے واجب ہونے میں ترتیب یہ ہے کہ اُس کے فوت ہونے پر جن رشتہ داروں کو اُس کی میراث میں سے جو حصہ ملے گا، اُس حصے کے بقدر آدمی پر محتاج و غریب محرم رشتہ داروں کا نفقہ واجب ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اگر قدرت ہو، تو ضرورت مند رشتہ داروں کے ساتھ مالی اعانت کر کے صلہ رحمی وحسنِ سلوک کرنا عظیم اجر وثواب کا باعث ہے، اور بعض صورتوں میں ضرورت مند رشتہ داروں کا نان ونفقہ بھی واجب ہے۔

(11)...... درجہ بدرجہ اپنے رشتہ داروں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بھی حکم ہے، اور یہ بھی ایک طرح سے صلہ رحمی، حسنِ سلوک اور رشتہ داروں کے حقوق میں داخل ہے، اور گویا کہ یہ رشتہ داروں کا روحانی حق ہے۔

(12)...... رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا اخروی اجر وثواب اور فضیلت تو انتہائی عظیمُ الشان ہے ہی، اسی کے ساتھ دنیا میں بھی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے نتیجہ میں عظیمُ الشان فوائد اور منافع حاصل ہوتے ہیں۔

چنانچہ احادیث کی رُو سے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے عمر دراز اور لمبی ہوتی ہے، اور تنگ دستی وافلاس دور ہوتا ہے، اور مال اور رزق میں برکت عطا کی جاتی ہے، اور آپس میں محبت اور اتفاق پیدا ہوتا ہے، جس پر دنیا وآخرت کے کئی فوائد وفضائل مرتب ہوتے ہیں،

www.idaraghufran.org

دعاء قبول کی جاتی ہے، اور بری موت سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

(13)...... رشتہ داروں سے صلہ رحمی، اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہونی چاہئے اور دوسری طرف سے بدلے میں اچھے سلوک کا انتظار نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اگر اچھے سلوک کے بدلے میں دوسری طرف سے اچھا جواب اور رسپانس (Response) نہ ملے، تب بھی صلہ رحمی کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔

کیونکہ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کا مقصد دراصل اللہ کی رضاء کا حاصل کرنا اور اس عمل کو خالص عبادت ورضائے الٰہی کا ذریعہ سمجھ کر اختیار کرنا ہے، اور اسی مقصد سے اس عمل کو اختیار کرنے سے صلہ رحمی پر حقیقی فضائل وفوائد مرتب ہوتے ہیں۔

اور اگر کوئی اس کے برعکس بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرے تو یہ حقیقی صلہ رحمی میں داخل نہیں، اسی وجہ سے اس پر صلہ رحمی کے حقیقی فضائل وفوائد مرتب نہیں ہوتے، اور اسی وجہ سے قطع رحمی وقطع تعلقی یا بداخلاقی اختیار کرنے والے رشتہ دار سے صلہ رحمی اور اچھا سلوک کرنے کی شرعی اعتبار سے زیادہ فضیلت واہمیت ہے، اور اس طرح کے رشتہ دار سے صلہ رحمی کرنے کے نتیجہ میں عظیمُ الشان فضائل وفوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(14)...... شوہر کا جس سے جو رشتہ ہے اس پر اس رشتہ کے حقوق لازم ہیں، اور بیوی کا جس سے جو رشتہ ہے اس پر اس رشتہ کے حقوق لازم ہیں۔ شوہر کو چاہیے کہ وہ بیوی کو اس کے رشتہ داروں کے حقوق پورا کرنے میں رُکاوٹ نہ ڈالے اور بیوی کو چاہیے کہ وہ شوہر کو اس کے رشتہ داروں کے حقوق پورا کرنے میں رُکاوٹ نہ ڈالے۔

(15)...... رشتہ داروں کے حقوق اداء کرنے کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ ہر شخص اپنے ذمے دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی فکر پیدا کرے، قطع نظر اس سے کہ دوسرے لوگ اس کے حقوق ادا کر رہے ہیں یا نہیں۔ مثلاً شوہر یہ دیکھے کہ وہ بیوی کے شرعی حقوق پوری طرح ادا کر رہا ہے یا نہیں؟ اسی طرح بیوی کو یہ دیکھنا چاہئے کہ شوہر کے جو حقوق اس کے ذمے لازم

ہیں، کیا وہ ان کو پورا کررہی ہے یا نہیں؟ اسی پر والدین، اولاد، بہن بھائی، ساس بہو، نند بھاوج اور دیگر رشتوں کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

(16)...... صلہ رحمی کرنے اور قطع رحمی سے بچنے کا ایک اور اہم اصول یہ ہے کہ جب بھی کسی دوسرے رشتہ دار سے کوئی معاملہ کرنے کی نوبت آئے تو یہ دیکھ لیا جائے کہ اگر میں اس کی جگہ ہوتا تو میں دوسرے سے کس قسم کے معاملے کی توقع کرتا؟ کونسی بات میرے لئے ناگواری اور تکلیف کا باعث بنتی اور کس بات سے مجھے راحت پہنچتی؟ بس اس دوسرے رشتہ دار کے ساتھ وہی برتاؤ کرو، جو اس وقت تمہارے لئے اطمینان کا باعث ہوسکتا تھا اور ہر اس بات سے پرہیز کرو جو تمہیں ناگوار ہوسکتی تھی۔

باپ، بیٹا، ماں بیٹی، ساس بہو، نند بھاوج، ماموں بھانجا، خالہ بھانجی، چچا بھتیجا وغیرہ تمام افراد کو اس اصول کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

(17)...... زیادہ تر خاندان اور برادری میں جھگڑے اور اختلافات رسم ورواج وغیرہ اختیار کرنے کی وجہ سے ہوتے ہیں، اس لئے اپنی غمی اور خوشی وغیرہ کی تقریبات کو سادگی اور شریعت کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(18)...... رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رشتہ داروں کی خاطر یا ان کی مروت اور لحاظ میں گناہوں میں مبتلا ہوجائے، لہٰذا رشتہ داروں کی خواہش یا ان کے اصرار پر کسی گناہ میں شریک ہوجانا، ان کی ناجائز سفارش کرنا یا انہیں ایسی ملازمت دلوادینا جس کے وہ مستحق نہیں ہیں یا ان کے حق پر نہ ہونے کے باوجود ان کی بے جا حمایت کرنا یا ان کو کسی گناہ کے کام پر ابھارنا اور اکسانا، یہ چیزیں صلہ رحمی ہرگز نہیں ہیں، بلکہ اس طرح کی حرکات گناہ اور تعصب میں داخل ہیں۔

رشتہ داری اور نسب وخاندان یا قبیلہ وغیرہ کی بنیاد پر مسلمانوں کو آپس میں اختلاف وافتراق اور تفرقہ بازی پیدا کرنے کی اسلام میں سخت ممانعت ہے۔

(باب نمبر16)

پڑوسیوں (Neighbours) کے آداب

اسلام میں پڑوسیوں کے سخت حقوق ہیں، جن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پڑوسیوں کے بنیادی آداب

(1)...... اسلام میں ہمسائے اور پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے اور حسنِ سلوک اختیار کرنے کی بڑی تاکید ہے۔

(2)......بعض احادیث میں ہے کہ اللہ کی طرف سے جبریلِ امین کے ذریعہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑوسی کے حقوق کی بار بار اتنی تاکید کی گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوف ہو گیا کہ کہیں پڑوسی کو قریبی رشتہ داروں کی طرح مال کی وراثت کا بھی حق دار نہ بنا دیا جائے (بخاری)

ایک حدیث میں ہے کہ:

جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، تو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے (مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا کہ جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو (مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت کثرت سے نماز، روزہ اور صدقہ کرنے میں مشہور ہے، لیکن وہ اپنی زبان (کی بدگوئی، بدکلامی، غیبت، اور چغلی وغیرہ) سے اپنے پڑوسیوں کو ایذاء پہنچاتی (اور ستاتی) ہے، جس کے

بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عورت جہنمی ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت نماز، روزہ، اور صدقہ کی کمی میں مشہور ہے، وہ صرف پنیر کے چند ٹکڑے صدقہ کرتی ہے، لیکن اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو ایذاء نہیں پہنچاتی (اور نہیں ستاتی) جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنتی ہے (مسند احمد)

بہرحال اسلام میں پڑوسیوں کا بہت بڑا حق ہے، مگر آج کل شادی بیاہ کے موقع پر ڈھول باجے، موسیقی اور آتش بازی کرکے اور غمی کے موقع پر نوحہ اور بَین کرکے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے، اس قسم کی حرکات سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

(3)...... اگر کسی جگہ رہائش کا انتظام کرنا ہو، خواہ مستقل طور پر یا عارضی طور پر، تو وہاں کے پڑوسیوں کو دیکھ لینا چاہئے کہ وہ کس طرح کے ہیں، کیونکہ اچھے پڑوسی برکت کا ذریعہ ہوتے ہیں، اور بُرے پڑوسی تکلیف کا باعث اور بعض اوقات وبالِ جان بھی بن جاتے ہیں۔

پڑوسیوں کی مختلف اقسام وانواع

(4)...... پڑوسی مختلف طرح کے ہوتے ہیں، ایک پڑوسی تو وہ ہیں، جو اپنی رہائش گاہ کے ساتھ رہتے ہوں، خواہ رہائش گاہ ان کی اپنی ملکیت ہو، یا وہ کرائے واجارہ پر رہائش پذیر ہوں، اور خود بھی یہ شخص کرائے پر رہائش پذیر ہو، یا اس کی رہائش گاہ اس کی ملکیت ہو۔

اور ایک پڑوسی وہ ہیں، جن کے ساتھ مستقل رہائش تو نہیں ہوتی، لیکن کچھ وقت کے لئے ان کے ساتھ رہن سہن ہوتا ہے، ایسے پڑوسیوں کو ساتھی کہا جاتا ہے، اور شریعت میں ایسے لوگوں کو ''صاحبِ جنب'' کہا گیا ہے، ایسے پڑوسیوں کے بھی حقوق رکھے گئے ہیں، اگرچہ ان کے حقوق پہلے درجہ کے پڑوسیوں سے کم ہیں۔

پس اگر آپ کسی جگہ ملازمت کرتے ہیں، تو اس جگہ دوسرے ملازمت کرنے والے لوگ بھی

www.idaraghufran.org

آپ کے پڑوسی شمار ہوتے ہیں، اسی طرح کسی تجارت یا کام والی جگہ میں جو لوگ آپ کے قریب تجارت یا کوئی دوسرا کام کرتے ہیں، وہ بھی آپ کے پڑوسی شمار ہوتے ہیں، بلکہ کسی مسجد میں نماز کے انتظار میں ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے اور اسی طرح کسی تقریب میں ساتھ شریک ہونے اور بیٹھنے والے خواہ نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوں، یا دین کی کسی بات سننے کے لئے جمع ہوں، وہ سب ایک دوسرے کے پڑوسی شمار ہوتے ہیں، ان سب کو تکلیف پہنچانے سے بچنا چاہئے، اوران کی راحت وآرام کا خیال رکھنا چاہئے۔

(5)...... جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ آپ جس وقت، جس جگہ بھی موجود ہوں، خواہ بیٹھے ہوئے، یا لیٹے ہوئے، یا کھڑے ہوئے، آپ کے ساتھ اس جگہ جو بھی موجود ہو، وہ آپ کا پڑوسی ہے، لہٰذا اس کی تکلیف وراحت کا خیال رکھنا آپ کی ذمہ داری ہے۔

پس اگر آپ بل جمع کرا رہے ہیں، اور دوسرے لوگ بھی وہاں اس غرض کے لئے موجود ہیں، یا اور کسی کام کے لئے کسی جگہ پر موجود ہیں، تو وہاں پر جو بھی موجود ہے، وہ آپ کا پڑوسی ہے، اس کو اپنے کسی قول وفعل سے تکلیف نہ پہنچائیں، اس کے حقوق اور راحت کا خیال رکھیں۔

(6)...... چونکہ اسلام میں تھوڑی دیر یا تھوڑے وقت کے پڑوسی کے بھی حقوق رکھے گئے ہیں، اس لئے اگر کوئی آپ کے ساتھ جہاز، ریل، یا بس وغیرہ میں سفر کر رہا ہے، تو وہ آپ کے سفر کا پڑوسی ہے، اس کے ساتھ نشست و برخاست اور سیٹ وغیرہ کے حوالہ سے کوئی حق تلفی یا زیادتی جائز نہیں۔

اور اگر کوئی گاڑی یا موٹر سائیکل وغیرہ پر یا پیدل، آپ کے ساتھ راستہ پر چل رہا ہے، یا سامنے سے آ رہا ہے، یا پیچھے سے آ رہا ہے، وہ تھوڑی دیر کے لئے آپ کا پڑوسی ہے، اس کی راحت وتکلیف کا احساس کرنا بھی عبادت اور ثواب والا کام ہے، خواہ راحت اس درجہ کی کیوں نہ ہو کہ اسے گزرتے ہوئے راستہ دے دیں، اور اس کو اپنے کسی قول وفعل سے تکلیف نہ پہنچائیں، اور دوسرے کو کوئی تکلیف پہنچ جائے، تو اس سے معذرت اور معافی حاصل کرنی چاہئے، راستہ اور

گزرگاہ میں کثرت سے اس طرح کے مواقع پیش آتے ہیں، اور عام طور پر اس کی طرف توجہ نہیں کی جاتی،، جس کی تفصیل سفر اور راستہ کے آداب میں بیان کردی گئی ہے۔

پڑوسیوں سے برتاؤ رکھنے سے متعلق آداب

(7)...... پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا چاہئے، اور اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہئے، اور بُرے سلوک کرنے اور بداخلاقی کے ساتھ پیش آنے سے اہتمام کے ساتھ بچنا چاہئے۔

(8)...... اگر پڑوسی کو کوئی خوشی کا جائز واقعہ پیش آئے، تو اس پر پڑوسی کو مبارکباد دینی چاہئے۔

(9)...... اگر اپنے یہاں کوئی خوشی مثلاً ولیمہ وغیرہ کی تقریب منعقد ہو، اور حیثیت ہو اور کوئی عذر نہ ہو، تو پڑوسی کو بھی اس میں شریک کرنا چاہئے۔

(10)...... کسی مسلمان کے بیمار ہونے پر اس کی تیمارداری اور بیمار پُرسی کرنا، ثواب کا کام ہے، اور پڑوسی کے بیمار ہونے پر اس کی تیمارداری کرنے کی فضیلت واہمیت دوسرے عام مسلمانوں کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔

(11)...... ضرورت کے موقع پر مثلاً پڑوسی کی غیر موجودگی میں اس کے گھر اور اہل وعیال کی نگرانی اور اس کی جان ومال اور عزت کی حسبِ حیثیت حفاظت کرنی چاہئے۔

(12)...... کبھی کبھی رسم ورواج کے بغیر پڑوسی کے گھر میں ہدیہ وغیرہ بھیج دینا چاہئے، خواہ کھانے پینے کی چیز کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو، خاص طور پر اگر پڑوسی تنگ دست ہو، تو اس کی حسبِ حیثیت مدد کرنی چاہئے۔

(13)...... اگر آپ نے کوئی عمارت یا جائیداد فروخت کرنی ہو، تو پہلا حق پڑوسی کا ہے، کسی اور کو فروخت کرنے سے پہلے پڑوسی سے معلوم کرلینا چاہئے کہ کیا وہ تو اس کو خریدنا نہیں چاہتا۔

(14)...... پڑوسی کی طرف سے اگر کوئی طبیعت کے خلاف بات پیش آجائے، تو اس پر

صبر کرنا چاہیے، جس کی بڑی فضیلت ہے۔

(15)...... اگر پڑوسی مجبوری میں آپ سے کوئی عام ضرورت کی چیز مانگے، مثلاً نمک، پانی یا آٹا یا اسی طرح کی کوئی اور عام ضرورت کی چیز مانگے، اور آپ کو وہ چیز دینے میں کوئی معقول عذر نہ ہو، تو منع نہیں کرنا چاہیے، اس سے آپ کو خیر و برکت حاصل ہوگی۔

(16)...... اگر پڑوسی کو غمی یا خوشی کے موقع پر مہمانوں کے لئے ٹھہرنے یا بٹھانے کے لئے جگہ کی ضرورت ہو، اور آپ اپنے گھر یا جگہ میں اس کا انتظام کر سکتے ہوں، تو اس سلسلہ میں پڑوسی کا تعاون کرنا چاہیے، البتہ اگر کوئی گناہ کا کام ہو، تو گناہ کے کام میں تعاون نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ گناہ کے کام میں تعاون کرنا بھی گناہ ہے۔

پڑوسیوں کی حق تلفی سے بچنے کے متعلق آداب

(17)...... یوں تو زنا کرنا کسی بھی عورت سے حرام ہے، اور اسی طرح چوری کرنا بھی حرام اور سخت گناہ ہے، لیکن پڑوسی کے ساتھ یہ حرکت کرنا زیادہ شدید گناہ ہے، کیونکہ پڑوسی کے حقوق کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کا دس عورتوں سے زنا کرنا اس کے مقابلہ میں ہلکی چیز ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرے، اور آدمی کا دس گھروں سے چوری کرنا، اس کے مقابلہ میں ہلکی چیز ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کے گھر سے چوری کرے (الادب المفرد)

(18)...... خوشی اور غمی وغیرہ کے موقع پر پڑوسی کا راستہ بند کر کے یا شور و شغب ڈال کر یا کسی اور طریقہ سے تکلیف نہیں پہنچانی چاہیے۔

مگر آج کل بہت سے لوگوں کو ان چیزوں کا خیال نہیں، اور وہ طرح طرح سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔

(19)...... پڑوسی کی حق تلفی جائز نہیں، خواہ اس کا راستہ روک کر حق تلفی کی جائے، یا کسی اور طریقہ سے حق تلفی کی جائے، اور جو حقوق مشترک طور پر تمام پڑوسیوں کو حاصل ہیں، ان حقوق میں حق تلفی کرنا بھی جائز نہیں، جیسا کہ اجتماعی کنویں یا نل وغیرہ سے سارا پانی خود کھینچ لینا، اور پڑوسی کو محروم کر دینا۔

اگر پانی کی لائن میں سے ''موٹر'' کے ذریعہ پانی کو یا گیس کی لائن میں سے ''کمپریسر'' وغیرہ کے ذریعہ گیس کو اس طرح کھینچ لیا جائے کہ جس سے پڑوسی محروم ہو جائے، یہ بھی پڑوسی کی حق تلفی میں داخل اور گناہ ہے۔

اور اگر قانونی طور پر اس کی ممانعت ہو، تو قانون شکنی کا بھی گناہ ہے۔

یہی حکم سرکاری نل سے پانی کھینچنے کا بھی ہے کہ اگر موٹر لگا کر پانی کھینچنے سے پڑوسی پانی سے محروم ہو جائے، تو ایسا کرنا منع ہے۔

(20)...... پڑوسی کے بجلی یا ٹیلی فون یا انٹرنیٹ وغیرہ کے کنکشن کو اس کی دلی رضامندی کے بغیر استعمال کرنا بھی پڑوسی کی حق تلفی میں داخل ہے، اور جائز نہیں۔

(21)...... اپنی رہائش گاہ سے اپنے پڑوسی کا پردہ رکھنا چاہئے، اور چھت وغیرہ پر ایسے انداز میں نہیں چڑھنا چاہئے، جس سے پڑوسی کی پردہ داری نہ رہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ پتنگ بازی یا کبوتر بازی کے عنوان سے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچانا جائز نہیں۔

(22)...... اگر آپ کے مکان وغیرہ کی چھت پڑوسی کے مکان سے اونچی ہے، تو اپنی چھت پر اتنی اونچی دیوار وغیرہ کر کے حائل کر لیجئے کہ پڑوسی کی بے پردگی لازم نہ آئے، اور اس کو آپ کے چھت پر چڑھنے سے تکلیف نہ پہنچے۔

(23)...... اگر پڑوسی کے یہاں سے کوئی ہدیہ یا کھانے پینے کی چیز آئے، تو اس کو حقیر اور معیوب نہیں سمجھنا چاہئے، خواہ وہ ادنیٰ درجہ کی چیز کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو یا اس کی بھیجی

www.idaraghufran.org

ہوئی کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے، اگر چہ وہ بکری وغیرہ کا کھُر ہی کیوں نہ ہو (مسلم)

پڑوسیوں سے متعلق متفرق آداب

(24)...... پڑوسی ہونے کی حیثیت سے غیر مسلم پڑوسی کا بھی حق ہے، اگر چہ اس کا حق مسلمان پڑوسی کے مقابلہ میں کم ہے۔

مسلمان پڑوسی کے دو حق ہیں، ایک حق مسلمان ہونے کا، اور دوسرا حق پڑوسی ہونے کا، اور اگر کوئی مسلمان پڑوسی رشتہ دار ہو، تو اس کے تین حقوق ہیں، ایک رشتہ دار ہونے کا، دوسرا مسلمان ہونے کا، تیسرا پڑوسی ہونے کا۔

اور اگر غیر مسلم پڑوسی ہو، تو اس کے پڑوسی ہونے کا حق پھر بھی قائم ہے۔

پس اپنے کسی قول وفعل سے غیر مسلم پڑوسی کو بھی تکلیف پہنچانا جائز نہیں۔

(25)......مسلمان پڑوسی سے ملاقات پر سلام اور اس کے بعد ہو سکے، تو مزاج پُرسی کرنی چاہئے، اور خیر خیریت معلوم کرنی چاہئے۔

(26)......اگر پڑوسی غیر مسلم ہو، تو اس سے بھی حال واحوال معلوم کرنا چاہئے، اور غیر مسلم کو سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کا حکم سلام کے آداب میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

(27)...... پڑوسیوں میں جو لوگ اپنی رہائش گاہ کے دروازہ کے زیادہ قریب رہتے ہوں، ان کا حق ایسے پڑوسیوں کے مقابلہ میں زیادہ ہے، جو ان کے مقابلہ میں فاصلہ پر رہتے ہوں۔

(28)...... اگر کوئی آپ کے پڑوس میں ایسا شخص ہے کہ جو غیر قانونی کام کرتا ہے یا دوسروں کا جانی ومالی نقصان کرتا ہے، اور آپ اس سے واقف ہیں، تو دوسروں کو نقصان سے بچانے کے لئے اس کی اصلاح کی کوشش یا ضرورت پڑنے پر اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنا یا دوسروں کو نقصان سے بچانے کی خاطر اس کے طرزِ عمل اور طریقۂ واردات سے آگاہ کرنا جائز بلکہ ثواب ہے۔

(باب نمبر 17)

دوستی (Friendship) کے آداب

اسلام میں دوستی کے بھی حقوق وآداب ہیں، ان کا لحاظ کرنا چاہیے۔

ایک حدیثِ قدسی میں ہے کہ:

(اللہ فرماتا ہے کہ) میری محبت ان لوگوں کے لئے ثابت ہوچکی ہے، جو صرف میری وجہ (یعنی میرے حکم) سے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں، اور میری محبت ان لوگوں کے لئے ثابت ہوچکی ہے، جو صرف میری وجہ (یعنی میرے حکم) سے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں، اور میری محبت ان لوگوں کے لئے ثابت ہوچکی ہے، جو صرف میری وجہ (یعنی میرے حکم) سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں، اور میری محبت ان لوگوں کے لئے ثابت ہوچکی ہے، جو صرف میری وجہ (یعنی میرے حکم) سے ایک دوسرے سے صلہ (یعنی جوڑ وتعلق) رکھتے ہیں (مسند احمد)

اس حدیث میں بیان کی گئی فضیلت میں جائز دوستی بھی داخل ہے۔

دوستی کرنے سے متعلق آداب

(1)...... اگر اعتدال میں رہتے ہوئے جائز طریقہ پر اچھے اوصاف والے انسان سے اخلاص اور اللہ کی رضا کے لئے دوستی اور محبت کی جائے، تو یہ باعثِ ثواب ہے، اور اس سے کئی قسم کے فائدے حاصل ہوتے ہیں، اور اگر اس میں بے احتیاطی اور غلو یا شرعی احکام سے تجاوز کیا جائے، تو کئی قسم کے نقصانات بھی پیش آتے ہیں۔

(2)...... جس سے دوستی کرنا ہو، پہلے اس کے نظریات، کردار، چال چلن ومعاملات اوراخلاق کو اچھی طرح دیکھ لینا چاہئے، اگر کسی انسان کے نظریات، کردار، چال چلن ومعاملات اوراخلاق درست نہ ہوں تو وہ دوستی کے قابل نہیں ہے، اس کے پاس بیٹھنا اٹھنا بُری صحبت میں داخل ہے، جس سے حتی الامکان بچنا چاہئے۔

(3)...... دین دار اور با اخلاق ہونے کے ساتھ خاص طور پر مخلص اور امانت دار ہونا، دوستی کی بنیادی صفت ہے۔

(4)...... اچانک کسی اجنبی سے دوستی قائم کر لینا مناسب نہیں، بلکہ اس کو اچھی طرح دیکھ بھال لینا چاہئے کہ اس کے نظریات، کردار، چال چلن واخلاق کیسے ہیں؟ اور وہ مخلص وامانت دار بھی ہے یا نہیں؟

(5)...... بہت سی بُری عادتیں، جو زندگی بھر کے لئے انسان کو جکڑ لیتی ہیں، اور ان سے بآسانی جان چھڑانا ممکن نہیں ہوتا، ان کی اکثر بنیاد بُری دوستی سے پڑتی ہے، اس لئے بُری عادت اور بُرے اخلاق وکردار وچال چلن کے مالک سے ہرگز دوستی نہیں کرنی چاہئے۔

(6)...... حقیقی اور سچی دوستی کی غرض رضائے الٰہی ہونی چاہئے، دنیا کی محبت یا کوئی فاسد غرض نہیں ہونی چاہئے۔

(7)...... بچپن، لڑکپن اور کم عمری میں یاری دوستی کرنا عموماً نقصان سے خالی نہیں۔

(8)...... کسی سے دوستی کرنے سے پہلے اپنے بڑوں اور والدین سے مشورہ کر لینا اور اجازت حاصل کر لینا بہتر ہے۔

(9)...... جن افراد یا اشخاص سے آپ کے والدین یا بزرگ، یاری دوستی کرنے سے منع کریں، ان سے یاری دوستی کرنے سے پرہیز کیجئے، اور بڑوں کی عقل وتجربہ کے مقابلہ میں اپنی من مانی اور ہٹ دھرمی اختیار نہ کیجئے۔

(10)...... اپنے سے زیادہ مال ودولت والے انسان سے عام حالات میں دوستی کرنے

سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ اس کی وجہ سے اکثر و بیشتر مال و دولت کی خواہش بڑھتی اور قناعت پسندی کا جذبہ کمزور پڑ جاتا ہے۔

(11)...... اجنبی عورتوں سے دوستی کرنا جائز نہیں، اس سے پرہیز کرنا چاہئے، اور بے ریش لڑکوں سے دوستی کرنے میں بھی کئی قسم کے فتنے لازم آتے ہیں، اس لئے بے ریش لڑکوں سے دوستی قائم کرنے سے بھی اجتناب کرنا چاہئے، اور اس کے بجائے اپنے ہم عمر یا اپنے سے زیادہ عمر کے لوگوں سے دوستی کو ترجیح دینی چاہئے۔

(12)...... یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ دوستی کرنے سے پہلے دوست کے مخلص، ایماندار اور دیانت دار ہونے کو اچھی طرح جانچ لینا ضروری ہے۔

کیونکہ آج کل اکثر و بیشتر یاری، دوستی دراصل مطلب اور مفاد پرستی پر مبنی ہوتی ہے، اور اسی وجہ سے بعض تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ:

''آج کل کے دوست۔کھاتے ہیں گوشت'' ''سر سہلاتے ہیں۔بھیجا کھاتے ہیں''

اور اسی بات کو کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

الٰہی آبرو رکھنا بڑا نازک زمانہ ہے دلوں میں خار رکھتے ہیں بظاہر دوستانہ ہے

خلاصہ یہ کہ آج کل فتنوں اور مفاد پرستی کے دور میں ہر گس و نا گس کو دوست سمجھ کر اس پر اعتماد کر لینا بڑے خطرے کی بات ہے۔

دوستی نبھانے سے متعلق آداب

(13)...... یاری دوستی کے عنوان سے فضول وقت ضائع کرنے اور فضول گپ وشپ کے مشغلہ میں وقت گزارنے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور اس کے بجائے اپنے وقت کو نفع بخش اور دین و دنیا کے اعتبار سے مفید کاموں میں خرچ کرنا چاہئے۔

خاص طور پر دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر غیبت، چغل خوری، بہتان تراشی، جھوٹ وغیرہ جیسی

چیزوں سے پرہیز کرنا بہت ضروری ہے۔

(14)...... حتی الامکان دوست سے قرض وغیرہ لینے دینے سے پرہیز کرنا چاہئے، اس سے اکثر و بیشتر دوستی کے تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے۔

(15)...... یاری دوستی کے عنوان سے اپنے یا دوسرے کے یہاں کی نامحرم عورتوں سے بے پردگی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔

(16)...... دوستی کی خاطر اس کے اہلِ خانہ کو ایذاء و تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے، اور ان پر کوئی بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے۔

(17)...... دوست کے ساتھ کہیں جانا ہو، یا دوست کے یہاں جانا ہو، تو اپنے گھر والوں کو اس کی اطلاع کردینی چاہئے، تاکہ ضرورت پڑنے پر ان کو پریشانی نہ ہو۔

(18)......ضرورت پڑنے پر مخلص دوست کی حتی الامکان جانی و مالی مدد کرنی چاہئے۔

(19)......مخلص دوست کی طرف سے کبھی کوئی بات مزاج کے خلاف پیش آجائے تو اس کو درگزر کرنا چاہئے، اور اگر کبھی کوئی تعلقات میں بدمزگی ہوجائے، تو اس کا جلد از جلد تصفیہ کرلینا چاہئے، اور کسی کی لگائی بجھائی پر کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔

(20)......اپنے دوست کو اچھی باتوں کی نصیحت کرتے رہنا چاہئے۔

(21)...... سچی اور اچھی دوستی کی نشانی یہ ہے کہ اگر دوست کو کسی غلط کام میں مبتلا دیکھیں، تو ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اس کو آگاہ کردیں۔

(22)......ضرورت پڑنے پر اپنے معاملات میں مخلص دوست سے مشورہ کیا کیجیے۔

(23)...... اگر دوست مشورہ طلب کرے، تو اس کو نیک اور مفید مشورہ دینا چاہیے۔

(24)...... ناجائز کاموں میں دوست کی اطاعت نہ کریں، اور اس کا کہنا نہ مانیں۔

اور نہ ہی دوست کو کسی ناجائز کام کی دعوت دیں۔

(25)...... دوستی کی خاطر اپنے والدین، بیوی بچوں وغیرہ کے حقوق میں کوتاہی نہیں کرنی

چاہئے، جیسا کہ آج کل بہت سے اشخاص، خاص طور پر نوجوان افراد، یاری اور دوستی کی خاطر ایسی کوتاہی کرتے ہیں، دوستوں کے پاس تو لمبا وقت گزارتے ہیں، اور دوستوں کی خدمت اور کام کاج سب کرتے ہیں، مگر والدین کو نہ تو وقت دیتے ہیں، اور نہ ہی ان کی خدمت کرتے ہیں، بلکہ اس کے برعکس والدین کی محنت سے کمائے ہوئے پیسے اور دولت کو بھی دوستوں پر لگا دیتے ہیں، یہ سخت ناانصافی اور ظلم اور بری دوستی ہے۔

(26)...... اپنے ہر دوست کو اپنی رازداری کی سب باتیں نہیں بتلانی چاہئیں، کیونکہ بہت سے دشمن، دوستوں سے ہی پیدا ہوتے ہیں، اور وہ راز دار ہونے کی وجہ سے زیادہ نقصان پہنچانے کا باعث بن جاتے ہیں، چنانچہ آج کل دوستوں کی طرف سے قتل وغارت گری اور چوری وغیرہ کے بہت سے واقعات رونما ہوتے ہیں، وہ راز دار بن کر زیادہ نقصان پہنچانے کا باعث بن جاتے ہیں، اس لیے اس سلسلہ میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

(27)...... دوستی میں اعتدال رکھنا چاہئے، ہر وقت دوستوں سے گھلنا ملنا اور زیادہ وقت ایک دوسرے کے ساتھ گزارنا نقصان سے خالی نہیں۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

www.idaraghufran.org

(باب نمبر 18)

انسانی حقوق اور غیر مسلموں کے آداب

اب انسانی حقوق اور غیر مسلموں سے متعلق آداب ملاحظہ فرمائیے۔

(1)......اسلام میں حقوقُ العباد یعنی انسانوں یا بندوں کے حقوق (Human Rights) کا معاملہ بڑا نازک ہے، اور ان کی ادائیگی کی اسلام میں بڑی تاکید ہے۔

عام انسانی حقوق سے متعلق آداب

(2)......اگر کسی کی مالی حق تلفی کی ہو، مثلاً کسی کا مال چرایا ہو، یا غصب کیا ہو، یا رشوت کے طور پر دوسرے سے روپیہ پیسہ یا کوئی اور چیز لی ہو، یا سود پر قرض دے کر اس پر سود لیا ہو، یا جوا کھیل کر کسی کا مال جیتا ہو، یا کم تول کر یا ناپ کر ناجائز پیسہ کمایا ہو، یا جھوٹ بول کر ناجائز منافع خوری کی ہو، تو توبہ واستغفار کے ساتھ ساتھ اس طرح کے مال کا اصل مالک کو واپس کرنا بھی ضروری ہے، یا پھر اس سے صدقِ دل سے معافی مانگنا ضروری ہے، خواہ دوسرا درجہ میں اپنے سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو، اور جب تک مالک کو ادائیگی نہ کی جائے یا اس سے اصولوں کے مطابق معاف نہ کرایا جائے، اس وقت تک معافی نہیں ہوتی، اور اگر مالک فوت ہو گیا ہو تو اس کے وارثوں کو یہ مال ادا کرنا یا ان سے معاف کرانا ہوگا، اور اگر مالک ہی معلوم نہ ہو تو مالک کی نیت کر کے صدقہ کا حکم ہوگا، اور توبہ واستغفار کرنا اس کے لئے کافی نہیں ہوگا۔

(3)......بعض مالی حقوقُ العباد اجتماعی نوعیت کے ہوتے ہیں، مثلاً ملکی خزانہ اور سرکاری املاک کی حق تلفی، ان کی معافی کسی ایک فرد سے نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی ایک فرد کو ادائیگی کافی ہے، تا آنکہ اس کے متعلقہ محل تک اس کو نہ پہنچا دیا جائے، چنانچہ اگر کسی نے سرکاری ٹرین

میں بغیر ٹکٹ کے سفر کیا تھا، تو اتنی مالیت ریلوے کے محکمہ کو ادا کرنا ضروری ہے، خواہ اس طرح سے کہ مثلاً اتنی مالیت کا ٹکٹ لے کر ریز رویشن کرائے بغیر ضائع کر دیا جائے، یا پھر کسی طرح اس محکمہ کے خزانہ میں جمع کرایا جائے، یا پھر سرکاری محکمہ میں کسی طرح جمع کرایا جائے۔

(4)...... مدارس اور مساجد کے اجتماعی چندہ سے چلنے والے فنڈ سے بھی بہت سے لوگوں کا حق وابستہ ہوتا ہے، اور چندہ دہندگان بھی معلوم نہیں ہوتے کہ کون کون ہیں، اس طرح کے اموال واملاک کا معاملہ بھی نازک ہے، اس طرح کے اموال کی اگر حق تلفی کی ہو تو اس فنڈ میں واپسی ضروری ہوگی، اگر بیک وقت ادائیگی ممکن نہ ہو تو تھوڑی تھوڑی حسبِ حیثیت ادائیگی ضروری ہوگی۔

(5)...... اگر کسی انسان کو جانی تکلیف پہنچائی، مثلاً اسے گالی گلوچ، یا ظلماً مارا پیٹا، تو اس کو بھی اسی طرح کا بدلہ دینا یا معاف کرانا ضروری ہے ورنہ اس کی تلافی بہت مشکل ہے۔

غیر مسلموں سے متعلق آداب

(6)...... اسلام میں ان غیر مسلموں (Non-Muslims) کے بھی بڑے حقوق رکھے گئے ہیں، جن سے امن یا جنگ بندی وغیرہ کا قولی، فعلی یا عملی معاہدہ ہو۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے اہلِ ذمہ (یعنی معاہدہ کے تحت مسلمانوں کے ملک میں رہنے والے غیر مسلموں) میں سے کسی کو قتل کر دیا، تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پا سکے گا، اور بے شک جنت کی خوشبو چالیس سالوں کی مسافت سے پالی جاتی ہے (بخاری)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے ایسے (غیر مسلم) شخص کو ناحق قتل کیا کہ جس سے (قتل وقتال نہ کرنے کا) معاہدہ تھا، تو اللہ اس پر جنت کو حرام فرما دے گا (ابوداؤد)

Idara Ghufran

نیز ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے معاہدہ کیے ہوئے (غیر مسلم) شخص پر ظلم کیا، یا اس کی حق تلفی وتحقیر کی، یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالا، یا اس کی خوش دلی کے بغیر اس کی کوئی بھی چیز لی، تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے حجت بنوں گا (اور اس کے حق کے لئے کھڑا ہوں گا) (ابوداؤد)

معاہدہ کئے ہوئے غیر مسلم میں وہ شخص بھی داخل ہے، جو ویزا حاصل کر کے مسلمانوں کے ملک میں داخل ہوا ہو، یا کوئی مسلمان ویزا حاصل کر کے کسی غیر مسلم ملک میں گیا ہو، وہاں کے غیر مسلم بھی اس میں داخل ہیں، اور اگر کسی مسلم یا غیر مسلم ملک میں مسلمان اور غیر مسلم سب لوگ مل جُل کر قانونی طور پر رہتے ہوں، ایسے غیر مسلم بھی اس میں داخل ہیں۔

(7)...... اسلام میں غیر مسلموں کے ساتھ عدل وانصاف کا حکم ہے، اور ان کے ساتھ حسنِ معاشرت کا اختیار کرنا اور معاملات ومعاہدات کا کرنا جائز ہے، جبکہ اس کے نتیجہ میں کسی شرعی حکم کی مخالفت لازم نہ آئے البتہ غیر مسلموں سے قلبی اور دِلی دوستی ومحبت رکھنا جائز نہیں، اور مختصر لفظوں میں غیر مسلموں سے محبّانہ تعلق رکھنا تو جائز نہیں، اور منصفانہ وعادلانہ تعلق رکھنا ضروری ہے، اور مُحسنانہ تعلق رکھنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ شریعت کے کسی حکم کی مخالفت لازم نہ آئے۔

(8)...... جب کسی غیر مسلم فرد یا قوم سے امن وغیرہ کا معاہدہ ہو چکا ہو تو ان کے قتل وقتال کی ممانعت کے ساتھ ساتھ ان کے مال ودولت میں بے جا مداخلت اور چھیڑ چھاڑ کرنا، جائز نہیں رہتا، اور جو غیر مسلم مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کر کے یا ویزا لے کر تجارت وسرمایہ کاری وغیرہ کے لئے مسلمانوں کے ملک میں آیا ہو، تو اس طرح کے غیر مسلم کے جان ومال کے تحفظ کی ذمہ داری بھی مسلمانوں پر عائد ہو جاتی ہے۔

(9)...... غیر مسلموں سے عام حالات میں تجارت، خرید وفروخت اور اجارہ وملازمت

وغیرہ کے معاملات کا اختیار کرنا جائز ہے۔

البتہ فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسلمان کو غیر مسلم کے لئے ایسی ملازمت کا اختیار کرنا ممنوع ہے کہ جس میں غیر مسلم کی ذاتی خدمت کرنا لازم آتا ہو۔

اور غیر مسلم کا مسلمان کی ذاتی خدمت والی ملازمت کرنا جائز ہے۔

(10)...... مسلمان کا غیر مسلموں کے ملک میں کسی ضرورت، مثلاً تجارت کی غرض سے داخل ہونا جائز ہے، البتہ وہاں بلاضرورت کسی مسلمان کو مستقل طور پر سکونت اور رہائش اختیار کرنا بہتر نہیں، بشرطیکہ اسلام کے احکام پر وہاں عمل کرنا ممکن ہو، ورنہ جائز بھی نہیں۔

(11)...... اگر کوئی مسلمان غیر مسلموں کے ملک میں مستقل طور پر یا ویزا کی بنیاد پر عارضی طور پر رہائش پذیر ہو، تو مسلمانوں کو اس ملک کے جائز قوانین پر عمل کرنا ضروری ہے اور ان کی خلاف ورزی کرنا شرعاً جائز نہیں۔

افسوس کہ آج کل دینداروں کو بھی غیر مسلموں کے حقوق کی اہمیت کا علم اور ان پر عمل نہیں، اور اسلام کی جو رحیمانہ اور کریمانہ تعلیمات ہیں ان کی خلاف ورزی عام ہے، جس کی وجہ سے غیر مسلموں کو اسلام پر کئی قسم کے شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں اور وہ اسلام اور مسلمانوں سے متنفر ہوتے ہیں، اس لئے مسلمانوں کو اس طرح کی کوتاہی کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔

(12)...... غیر مسلموں کے جو عبادت خانے مسلمانوں کے علاقہ میں مصالحت ومعاہدہ کے ساتھ باقی رکھے گئے ہوں، تو ان کو یا ان میں موجود چیزوں وتصویروں کو توڑنا جائز نہیں۔

اور غیر مسلموں کے عبادت خانوں میں کسی ضرورت کی وجہ سے مسلمان کا داخل ہونا بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک جائز ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک بلاضرورت مکروہ ہے، اور یہ حکم اس وقت ہے، جبکہ اس میں داخل ہو کر کوئی شرکیہ اور کفریہ یا گناہ کا کام نہ کیا جائے۔

(13)...... بوقتِ ضرورت ومصلحت مسلمانوں کو اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں غیر مسلم فرد یا افراد یا جماعت کی اعانت حاصل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کے نتیجہ میں مسلمانوں پر اُن

غیر مسلموں کا غلبہ اور مسلمانوں کا ان کے ماتحت ہونا یا نقصان پہنچنا لازم نہ آئے۔

اوراسی طرح فنی اُمور اور تعمیر و ترقی کے کاموں میں غیر مسلم فرد یا جماعت (وکمپنی) کی اعانت حاصل کرنا بھی جائز ہے۔

(14)...... مسلمان کو غیر مسلموں کے عبادت خانے کی تعمیر وغیرہ کرنا بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک جائز نہیں، اور حنفیہ کے نزدیک جائز ہے۔

(15)...... غیر مسلم کے جسم پر اگر کوئی ناپاکی لگی ہوئی نہ ہو، تو اس کا جسم پاک شمار ہوتا ہے، اور اس کا جوٹھا یعنی پس خوردہ بھی پاک ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے اگر کوئی غیر مسلم پاک پانی میں ہاتھ ڈال دے، یا پاک کنویں وغیرہ میں داخل ہو جائے، جبکہ اس کے جسم وغیرہ پر کوئی ظاہری نجاست لگی ہوئی نہ ہو، تو اس کی وجہ سے وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

(16)...... غیر مسلموں کے ساتھ مسلمانوں کو ازدواجی اور نکاح کا رشتہ قائم کرنا یا ان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حلال نہیں۔

لیکن اگر کوئی عورت اصلی اہلِ کتاب (یعنی عیسائی یا یہودی) ہو، تو ضرورت کے وقت اس سے مسلمان مرد کو نکاح کرنا جائز ہے، اگرچہ بلا سخت ضرورت کے مکروہ ہے، اور اہلِ کتاب یعنی عیسائی اور یہودی شخص کا ذبح کیا ہوا جانور بھی حلال ہے، جبکہ وہ اللہ کا نام لے کر شرعی طریقہ پر ذبح کرے۔

(17)...... اہلِ کتاب (یعنی یہودی وعیسائی) کے برتنوں کو دھوئے بغیر استعمال کرنا جائز ہے، البتہ اگر ان برتنوں کے پاک نہ ہونے (یعنی ناپاک ہونے) کا یقین ہو، تو پھر دھوئے بغیر استعمال کرنا منع ہے۔

اور اہلِ کتاب کے علاوہ دوسرے غیر مسلموں کے جن برتنوں کے پاک و ناپاک ہونے کا علم نہ ہو، حنفیہ کے نزدیک ان برتنوں کو دھونے سے پہلے اِن میں کھانا پینا مکروہ ہے، لیکن اگر

www.idaraghufran.org

دھونے سے پہلے ان کے برتنوں میں کھا پی لیا، تو جائز ہے، اور اس صورت میں حرام کھانے پینے والا شمار نہ ہوگا۔

اور اگر ان کے برتنوں کے ناپاک ہونے کا علم ہو، تو پاک کرنے سے پہلے ان میں کھانا پینا جائز نہیں۔

یہی حکم غیر مسلموں کے لباس اور دوسری چیزوں کے دھوئے بغیر استعمال کرنے کا بھی ہے۔

(18)...... غیر مسلموں کو ابتداءً سلام کرنا عام حالات میں منع ہے، البتہ اگر وہ سلام کریں، تو اس کے جواب میں ''وعلیک'' یا ''وعلیکم'' کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

اور غیر مسلم کے لئے ہدایت کی دعاء کرنا جائز ہے، البتہ ہدایت کے بغیر اس کی مغفرت وبخشش کی دعاء کرنا یا اس کے فوت ہونے کے بعد اس کے لئے مغفرت کی دعاء کرنا جائز نہیں۔

اور اسی وجہ سے غیر مسلم کی تعزیت کے وقت اس کے لئے مغفرت کی دعاء کرنا جائز نہیں، البتہ کوئی صبر وغیرہ کا جملہ کہہ دینا جائز ہے، مثلاً یہ کہ اللہ آپ کو صبر اور بہتر بدل عطا فرمائے۔

(19)...... عام حالات میں مسلمان کو غیر مسلم سے مصافحہ کرنا مکروہ ہے، اور کسی ضرورت کی وجہ سے جائز ہے، جبکہ اس غیر مسلم کا دل میں احترام نہ ہو۔

(20)...... غیر مسلم ضرورت مند کا صدقہ وہدیہ وغیرہ سے تعاون کرنا یا غیر مسلم کی طرف سے ہدیہ لینا جائز ہے، بشرطیکہ شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی لازم نہ آئے، مگر غیر مسلم کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔

(21)...... غیر مسلم کا قرآن مجید کو چھونا بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک جائز نہیں، اور بعض فقہائے کرام کے نزدیک غیر مسلم کے لیے غسل کرنے کے بعد قرآن مجید کو چھونا جائز ہے۔

(22)...... اگر کوئی غیر مسلم مسجد کے لئے تعاون کرے، یا مسجد کے لئے کوئی جگہ وقف کرے، تو اکثر فقہائے کرام کے نزدیک جائز ہے، جبکہ اس کی وجہ سے دین کی تحقیر یا کوئی دوسرا نقصان لازم نہ آرہا ہو۔

www.idaraghufran.org

(باب نمبر 19)

جانوروں (Animals) کے آداب

اب جانوروں کے آداب ملاحظہ فرمائیے۔

(1)...... کوئی جانور اپنی بھوک پیاس اور تکلیف اور دوسری ضروریات کا انسان کے سامنے اپنی زبان سے اظہار نہیں کر پاتا، اس لئے جانور درحقیقت انسانوں کے مقابلہ میں زیادہ رحم اور توجہ کے مستحق ہیں، کہ انسان خود سے توجہ ودھیان کے ساتھ ان کی راحت وآرام کا خیال رکھے، اور ان کے دکھ درد اور تکلیف سے حفاظت کا اہتمام کرے۔

انسانوں کی حق تلفی کی تو ان سے معافی کا حاصل کرنا ممکن ہے، لیکن جانوروں سے ممکن نہیں۔

(2)...... انسانوں کی طرف سے جانوروں کو تکلیف پہنچانا، ان کے حقوق کی خلاف ورزی کرنا، مثلاً غیر موذی جانور کو قتل کرنا، بے جا مارنا، پیٹنا اور دکھ پہنچانا، اپنی تحویل میں موجود جانور کے دانہ پانی کا مناسب انتظام نہ کرنا یا اس سے طاقت سے زیادہ کام لینا، بہت بڑا جرم اور گناہ ہے، اور بے زبان جانور سے اس کی معافی، تلافی ممکن نہیں۔

(3)...... غیر موذی اور خاص کر اپنی ضروریات میں کام آنے والے جانور پر رحم کرنے اور بھوکے پیاسے جانور کو کھلانے پلانے کا بہت بڑا اجر وثواب ہے، اور اگر جانور کو براہِ راست کھلایا پلایا نہ جائے، بلکہ کوئی شخص کسی ضرورت سے درخت لگائے یا کھیتی کرے، اور پھر اس میں سے کوئی جانور چرند پرند کھالے، اور وہ جانور اپنی تحویل اور ملکیت میں بھی نہ ہو، بلکہ آزاد ہو، تو احادیث کی رُو سے اس کا بھی درخت لگانے اور کھیتی کرنے والے کو عظیم اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی نے پھل دار درخت نہیں لگایا، بلکہ

کوئی ایسا درخت لگادیا، جس کے پتے اور شاخوں وغیرہ کو چارے کے طور پر بعض جانور کھاتے ہیں، یا کوئی پھول دار درخت یا پودا لگا دیا، جس سے کیڑے مکوڑے یا شہد کی مکھیاں وغیرہ غذا حاصل کرتی ہیں (اور شہد کی مکھیاں اسی طرح کے پھل اور پھولوں سے رس حاصل کر کے اپنی غذا حاصل کرتی ہیں، اور شہد بھی تیار کرتی ہیں جو بعد میں غذاؤں اور دواؤں کے کام آتا ہے)

یا اس سے بھی کم درجہ کا کوئی اور گھاس پھونس اُگا دیا، جو بعض جانوروں (مثلاً گدھے، گھوڑوں، وغیرہ) کے چارے کے کام آتا ہے، تو یہ بھی انسان کے لئے صدقہ کے ثواب میں شمار ہوتا ہے۔

(4)...... احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے جانوروں کی برکت سے انسانوں کو رزق دیا جاتا ہے، اور انسانوں کی مدد کی جاتی ہے، چنانچہ جانوروں کی وجہ سے آسمان سے بارش نازل کی جاتی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے جانور درحقیقت انسانوں کے لئے رحمت کا ذریعہ ہیں۔

جانوروں سے کام لینے کے آداب

(5)...... جو جانور اپنے کام میں استعمال ہوتے ہوں، یا ان کو کسی جائز غرض سے اپنے پاس رکھا ہو، ان کے کھانے پینے، رہنے سہنے، گرمی سردی، دھوپ چھاؤں، آب وہوا، روشنی اور آرام وراحت کے حقوق اور تقاضوں کا ہر طرح سے خیال رکھنا چاہئے، اور ان کو تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے، اور ان کی برداشت سے زیادہ ان سے کام نہیں لینا چاہئے، اور ان کو مارنے پیٹنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

جانور کو کھلانے پلانے میں کوتاہی کرنا اور اس کو ایک جگہ اس طرح باندھ جوڑ کر رکھنا، جس سے وہ اپنے اعضاء کو نقل وحرکت نہ دے سکے، اور نہ آگے پیچھے کہیں جا کر گھاس اور چارہ پانی کی ضرورت پوری کر سکے، یہ سخت گناہ ہے۔

آج کل بہت سے لوگ جانور کو بھوکا، پیاسا رکھ کر یا معمولی چارے پر ٹرخا کر اس طرح باندھ جوڑ کر چھوڑ دیتے ہیں، جس سے وہ بے چارہ غریب نہ ہل پاتا اور نہ ہی اپنے پاؤں اور دیگر اعضاء کو نقل وحرکت دے کر راحت حاصل کر پاتا، اور نہ اپنی بھوک پیاس کی چارہ جوئی کر پاتا، جیسا کہ بعض جگہ گھوڑے وغیرہ کو آگے پیچھے سے اس طرح باندھ دیتے ہیں، اور رسّی تنگ کر کے ہلنے جلنے سے بھی روکے رکھتے ہیں، یہ سخت ظلم اور گناہ کی بات ہے۔

(6)...... جانور سے کام اعتدال کے ساتھ لینا چاہئے، اور محنت کے حساب سے اس کی خوراک کی کمیت وکیفیت کا لحاظ کرنا چاہئے، کہ اس کو کتنی اور کس طرح کی غذاء کی ضرورت ہے، اس چیز کا لحاظ رکھنا بڑا ضروری ہے۔

مگر آج کل بہت سے جانوروں سے صبح سے شام تک نہ صرف یہ کہ مسلسل کام لیا جاتا ہے، اور انہیں آرام نہیں دیا جاتا، بلکہ جانور کے تھک کر چور ہونے کے باوجود جب کسی جانور سے سستی ظاہر ہوتی ہے، اور اس کو تھکن کا احساس اور کچھ آرام کا تقاضا ہوتا ہے، تو بے دردی وبے رحمی کے ساتھ اس جانور کی پٹائی کی جاتی ہے، اس کو چابک، ہنٹر اور چوکے سے مارا جاتا ہے، نہ جانور کی بھوک کا لحاظ کیا جاتا اور نہ ہی پیاس کا، اور نہ ہی جسم کے اکڑنے اور دکھنے کا۔

گھوڑے تانگے، بیل گاڑی اور کھوتے ریڑھی والے، اکثر اس سلسلہ میں غفلت اختیار کرتے ہیں، بعض اوقات اتنا زیادہ وزن جانور کے اوپر لاد دیتے ہیں، کہ غریب جانور کی ہڈی پسلی ایک ہو کر رہ جاتی ہے، اور جب یہ بوجھ جانور سے لے کر چلنا مشکل ہوتا ہے، تو اوپر سے ڈنڈے بھی برسائے جاتے ہیں۔

جو لوگ جانوروں کے ذریعہ سے سواری اور بوجھ وغیرہ اٹھانے کا کام لیتے ہیں، یا مختلف کھیتی باڑی کے کاموں میں استعمال کرتے ہیں، وہ جانور کی طرف سے اپنی مرضی ومنشاء کے خلاف کام نہ کرنے اور جانور کی طرف سے کچھ سستی محسوس ہونے پر موٹے موٹے ڈنڈوں سے جانوروں کی پٹائی کر کے ان کو شدید تکلیف واذیت میں مبتلا کرتے اور ان کو دکھ پہنچاتے ہیں،

خواہ وہ جانور بے چارہ مریض و بیمار ہو یا کمزور اور کسی دکھ و درد میں مبتلا ہو، اور بار بار مارنے سے وہ جگہ دُکھنے لگ گئی ہو، مگر مارنے والے ظالموں کو ان چیزوں کی پروا نہیں ہوتی۔

ان بے رحم اور ظالم لوگوں کو اللہ کا خوف کرنا چاہئے، اور معصوم و بے زبان جانوروں کی خاموش آہ و بکا اور بددعاء کے وبال اور آخرت کے مؤاخذہ سے ڈرنا چاہئے، جو کسی بھی شکل میں ظاہر ہوسکتی ہے، اور جان، مال یا بیوی بچوں پر بھی پڑ سکتی ہے، اللہ حفاظت فرمائے۔

(7)...... شریعت کی رُو سے بلاضرورت جانور کو قتل کرنا، مارنا پیٹنا یہاں تک کہ ڈرانا اور دھمکانا بھی منع اور گناہ ہے، البتہ جانور کی تادیب و تربیت اور اس کو سدھارنے کی غرض سے بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت اعتدال کے درجہ میں رہتے ہوئے تنبیہ کرنے اور مار پیٹ کرنے کی اجازت ہے، لیکن اس صورت میں بھی جانور کو بے تحاشا یا سخت طریقہ پر یا جانور کے منہ پر مارنے کی اجازت نہیں، چہرہ تمام اعضاء میں اشرف عضو ہے، اور آنکھ، ناک، زبان، اور کان جیسے اہم اور نازک اعضاء بھی اس عضو کے ساتھ وابستہ ہیں۔

(8)...... اگر کسی بیماری کے علاج کے لئے جانور کے جسم پر داغ دینے کی ضرورت ہو، تو اس کی بقدرِ ضرورت اجازت ہے، اسی طرح جانور کی نشانی و علامت کے لئے بھی بقدرِ ضرورت نشانی و علامت اس کے جسم پر لگانے کی اجازت ہے، مگر یہ ضرورت چہرے کے علاوہ دوسرے حصہ سے بھی پوری ہوسکتی ہے، اس لئے حتی الامکان چہرے پر داغ دینے اور نشانی لگانے سے بچنا چاہئے، کیونکہ احادیث میں چہرہ پر داغ دینے اور جانور کی شکل بگاڑنے کی ممانعت آئی ہے۔

(9)...... احادیث میں جانور پر سوار ہوتے وقت جانور کی پیٹھ کے درمیان میں بیٹھنے، اور اسی طرح جانور پر وزن بھی اس کی پیٹھ کے درمیان میں رکھنے کا حکم آیا ہے، کیونکہ آگے ہونے کی صورت میں جانور کے اگلے دو پاؤں بوجھل ہوجاتے ہیں، اور پیچھے ہونے کی صورت میں پچھلے دو پاؤں بندھ اور جُٹ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے اس کو بوجھ لے کر چلنا

www.idaraghufran.org

مشکل ہوتا ہے۔

(10)...... جانور کو بے جا تکلیف پہنچانا، اور اس کی طاقت وحیثیت سے زیادہ کام لینا، اور اس پر اس کے تحمل سے زیادہ وزن ڈالنا اور بوجھ لادنا، یہاں تک کہ اسے طاقت سے زیادہ تیز چلنے یا زیادہ دور چلنے پر مجبور کرنا، یہ سب اسلام کی نظر میں سخت گناہ کی باتیں، اور باعثِ لعنت حرکات ہیں۔

(11)...... احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں پر سفر کرتے اور بوجھ لے جاتے وقت راستے میں ضرورت کے مطابق جانوروں کو آرام دینا چاہئے، وقفہ کے وقت ان کے اوپر سے ممکنہ حد تک بوجھ اتار دینا چاہئے اور غیر ضروری زین اور رسی وغیرہ کھول دینی چاہئے، اور راستے میں اگر چارہ میسر ہو، تو وہ چارہ جانوروں کو کھلانا پلانا چاہئے، بلکہ جس طرح انسان اپنے سفر کے لئے کھانے پینے کی ضروری ومناسب اشیاء ساتھ رکھتا ہے، اسی طرح جانور کے لئے بھی اس کے چارے اور خوراک کا انتظام رکھنا چاہئے، اور جانور پر ضرورت سے زیادہ بوجھ اور وزن نہیں ڈالنا چاہئے۔

مگر افسوس کہ آج شریعت کی ان مقدس ہدایات پر عام طور سے عمل نہیں، جو جانور گاڑی میں چلائے جاتے ہیں، ان کو گاڑی میں جوت کر چھوڑ دیا جاتا ہے، اور پھر بعض اوقات بھاری بھرکم وزن بھی ان کے اوپر لدا ہوتا ہے، اور اسی طرح گھنٹوں گھنٹوں کا مسلسل سفر طے کیا جاتا ہے اور راستہ میں ٹھہرنے کی حالت میں بھی نہ تو ان کا وزن ہلکا کیا جاتا، اور نہ ہی ان کے دانہ پانی کا خیال کیا جاتا۔

بے چارے بے زبان اور معصوم ومظلوم جانوروں کی کھڑے کھڑے ٹانگیں اکڑ جاتی ہیں، سارا جسم تھک کر اور دکھ کر چُور چُور ہو جاتا ہے، گھنٹوں نہیں بلکہ پورا پورا دن بعض ظالم لوگ، جانوروں کو جوت کر کھڑا رکھتے ہیں، اور معصوم و بے زبان جانور کی تکلیف کا ذرا احساس نہیں کرتے، گویا کہ انہیں اینٹ پتھر سمجھتے ہیں۔

اور یہ خیال بھی نہیں آتا کہ ان میں بھی روح ہے، اور ان کو بھی دکھ و درد اور تکلیف کا احساس ہوتا ہے، کیا کوئی اپنی معصوم اولاد پر اس طرح کا ظلم گوارا کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں، پھر جانوروں پر اس طرح کا ظلم کیوں کیا جاتا ہے۔

(12)...... جانوروں کے گلے میں تنگ رسی باندھنا، جس سے اس کا گلا گھٹنے لگے، یا اس طرح کی رسی باندھنا، جس سے جانور کو بے جا تکلیف ہو، یہ سخت گناہ ہے۔

اور جانوروں کے گلے میں رسی ڈال کر اس کو زور سے کھینچنا، جس کی وجہ سے اس کا گلا گھٹنے لگے، یہ بھی سخت ظلم اور گناہ میں داخل ہے۔

(13)...... احادیث کی رُو سے ہر جانور کو اسی مصرَف وضرورت میں استعمال کرنا چاہئے، جس کے لئے اللہ نے اس کو پیدا فرمایا ہے۔

لہٰذا جو جانور کھیتی باڑی کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اس پر سواری کرنا یا بوجھ لادنا، یا سواری والے جانور سے کوئی غیر متعلقہ دوسرا کام لینا، دراصل جانور کے ساتھ ظلم ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔

اور اسی وجہ سے گائے، بھینس پر سواری کرنا اور بکری پر وزن لادنا منع ہے۔

مگر آج کل اس کی خلاف ورزی بھی عام ہے، جس کی مختلف شکلیں رائج ہیں، اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس چیز کا خوف واحساس ہی نہیں کہ ہم سے اس کے بارے میں بھی قیامت کے روز باز پرس ہوگی، اس لئے وہ جانور کو اپنی تحویل وملکیت میں ہونے سے اس میں ہر طرح کے تصرف اور اس کو ہر طرح سے استعمال کرنے کے بارے میں اپنے آپ کو خود مختار سمجھتے ہیں، اور کسی قاعدے وقانون کے پابند نظر نہیں آتے۔

جانوروں کو گھر سے بے گھر کرنا

(14)...... احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کے بچوں کو اُن کے ماں باپ سے

جدا کر کے ان کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

لہٰذا بلا سخت مجبوری کے جانوروں کے بچوں کو اُن کے ماں باپ سے جدا کر کے ان کو تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے۔

البتہ کسی معتبر ضرورت کی وجہ سے کسی جانور کے بچہ کو پکڑنا پڑے، تو بھی اس کی رعایت ضروری ہے، کہ وہ بہت چھوٹے بچے نہ ہوں کہ ان کے والدین کو جدائی سے غیر معمولی اذیت ہوتی ہو، بلکہ جب کچھ بڑے ہو جائیں اور والدین کو ان کی جدائی سے غیر معمولی کوفت نہ ہو، اسی وقت ایسا کام کیا جائے۔

مذکورہ حکم میں طوطے کے بچے اور کبوتر اور بلی وغیرہ کے بچے سب داخل ہیں۔

(15)...... احادیث میں جانوروں سے ان کے انڈوں کو جدا کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

عام طور پر جانور انڈہ دینے کے بعد اپنے انڈہ سے اسی طرح کی محبت اور ہمدردی رکھتے ہیں، جس طرح اپنے بچوں سے رکھتے ہیں، اور بچہ نکلنے تک انڈے پر بیٹھ کر اس کی حفاظت و نگرانی کرتے رہتے ہیں۔

ایسی حالت میں اگر ان سے انڈے کو جدا کر دیا جائے، تو وہ سخت تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

اور یہ حکم عام جانوروں کے انڈوں سے متعلق ہے، اور جو جانور موذی ہوں، جیسے سانپ وغیرہ تو ان کے انڈوں کو تلف وضائع کر دینا جائز ہے، جس طریقے سے ان موذی زندہ جانوروں کو مار دینا جائز ہے۔

اور مرغی و بطخ وغیرہ کے انڈے کو اٹھانے کی ممانعت نہیں، کیونکہ مرغی اور بطخ وغیرہ کے انڈے عام طور پر استعمال کئے جاتے ہیں، اور مرغی خود بھی انڈہ دینے کے بعد اپنے مالک کو مخصوص آواز کے ساتھ انڈہ دینے کی طرف متوجہ کر دیتی ہے، اور انڈے کو اپنے پاس باقی رکھنے کی طلب محسوس نہیں کرتی، بلکہ اس کو اپنے سے دور کرنے کی متمنی ہوتی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ مرغی و بطخ کے انڈوں کو اٹھا لینے اور مرغی و بطخ سے جدا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(16)...... پرندوں کو ان کی جگہ (مثلاً گھونسلے اور گھر، یا آرام کرنے والی جگہ) سے بلاضرورت بھگانا منع ہے، اور اسی طرح دوسرے غیر مُضر جانوروں کو ان کے ٹھکانوں سے بھگانا بھی منع ہے، کیونکہ اس سے ان کو بے گھر کرنا اور ان کی راحت وآرام میں خلل ڈالنا لازم آتا ہے۔

بعض لوگ اُلو یا کسی دوسرے پرندے کے کسی جگہ بیٹھنے سے اس جگہ میں نحوست پیدا ہو جانے یا اس جگہ کے ویران ہو جانے کا شگون لیتے ہیں، اور اس وجہ سے جانور کو وہاں سے بھگاتے ہیں، یہ طرزِ عمل اسلام کی رُو سے غلط ہے، اور اسلام میں اس طرح جانوروں وغیرہ سے بدشگونی لینے کی اجازت نہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

البتہ اگر کہیں پرندے وغیرہ کسی ایسی جگہ بیٹھتے یا رہتے ہوں، یا انہوں نے اپنا گھونسلہ بنالیا ہو کہ ان کی وجہ سے واقعی درجہ میں تکلیف ہوتی ہو، مثلاً وہاں غلاظت وگندگی ہوتی ہو، یا کھانے پینے کی چیزوں یا بیٹھنے اٹھنے کی جگہ میں اجابت وغلاظت کر دیتے ہوں، جیسا کہ بعض مساجد یا گھروں میں بعض پرندے گھونسلے بنالیتے ہیں، اور وہاں بیٹ وغیرہ کرتے ہیں، یا کسی جگہ بلی کے آنے جانے سے مرغیوں یا دوسرے جانوروں کی جان کو خطرہ ہوتا ہے، یا مثلاً کوئی کتا گھر میں آجاتا ہے، تو ایسی صورت میں ان جانوروں کو وہاں سے ہٹا دینا جائز ہے، مگر اس وقت بھی ان کو غیر ضروری ایذاء وتکلیف پہنچانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اسی طرح اگر شہد تیار ہونے کے بعد شہد کے چھتّے سے شہد حاصل کرنے کے لئے شہد کی مکھیوں کو ہٹایا جائے تو اس میں بھی گناہ نہیں، لیکن ان کو بلاضرورت تکلیف نہ پہنچائی جائے، مثلاً انہیں آگ لگا کر جلایا نہ جائے۔

جانوروں کے مقابلے کروانا

(17)...... بہت سے کبوتر بازی کرنے والے لوگ کبوتروں کا اس طرح مقابلہ کراتے ہیں

www.idaraghufran.org

کہ انہیں دیر تک اڑنے پر مجبور کرتے ہیں، اور اپنے گھر یا ان کے مخصوص و مانوس ٹھکانوں میں بیٹھنے اور اترنے نہیں دیتے، جبکہ پالتو کبوتر اپنے مانوس و مخصوص ٹھکانے کے بغیر اترنے اور بیٹھنے میں وحشت محسوس کرتے ہیں، پھر بعض اوقات صبح سے شام تک کبوتر کو بھوکا پیاسا اڑنے پر مجبور کیا جاتا ہے، اور اس کے تھکنے بلکہ تھک کر چور ہونے کا بھی احساس نہیں کیا جاتا، جس سے بعض اوقات کبوتر بے ہوش ہو کر اور چکر کھا کر کسی بھی جگہ گر پڑتا ہے، یا گھر سے بے گھر ہو کر کسی بھی جگہ بے بسی کے عالَم میں اترنے اور رات گزارنے پر مجبور ہوتا ہے، اور اس طرح کسی بلی، کتے وغیرہ کا شکار ہو کر جان تک سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، یہ سخت گناہ ہے، اور جانور کو شدید ذہنی وجسمانی اذیت وتکلیف میں مبتلا کرنا ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر کسی انسان کو صبح سے شام تک دوڑنے اور بھاگنے پر مجبور کیا جاتا رہے، اور اس دوران اس کو کھانے پینے کی بھی اجازت نہ دی جائے، تو کس قدر تکلیف وایذاء پہنچے گی، اسی طرح بے زبان جانور کا بھی خیال کرنا چاہئے۔

افسوس ہے کہ صرف نام آوری یا چند ٹکوں یا خواہش وشوق پورا کرنے کی خاطر بے زبان اور معصوم ایک چھوٹے سے جانور پر اس قدر ظلم کیوں کیا جاتا ہے، اور بے زبان جانور کی بددعاء اور قیامت کے دن اس کے وبال سے ڈرا نہیں جاتا، بعض اوقات اس طرح کی حرکت کی وجہ سے دنیا میں بھی ظالم پر وبال وعذاب آجاتا ہے۔

(18)...... اسلام میں جانوروں کو آپس میں لڑانے کی سخت ممانعت ہے، کیونکہ اس سے جانوروں کو تکلیف ہوتی ہے، اور بعض اوقات اس کے نتیجہ میں کوئی جانور، معذور یا زخمی ہوجاتا بلکہ مر بھی جاتا ہے۔

آج کل معاشرہ میں مختلف جانوروں کو آپس میں لڑانے یا ان کے ساتھ خود لڑائی کرنے کا رواج ہو رہا ہے، جس میں شرکت اور تماشہ بینی وغیرہ کی غرض سے ذوق وشوق کے ساتھ حصہ لیا جاتا ہے، اور اس کی خاطر مالی وجانی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔

جانوروں کی آپس میں لڑائی کرانا خواہ اس طریقہ سے ہو کہ دونوں طرف ایک ہی طرح کے جانور ہوں، مثلاً دونوں طرف ریچھ ہوں، یا ہاتھی ہوں، یا کتے ہوں، یا بندر ہوں، یا مرغ ہوں، یا بٹیر ہوں وغیرہ۔

یا دونوں طرف مختلف جانور ہوں، مثلاً ایک طرف کتا ہو، اور دوسری طرف بندر، بلی یا مرغ ہو، یا ایک طرف سانپ ہو، اور دوسری طرف نیولا وغیرہ ہو۔

یہ سب طریقے ناجائز اور گناہ ہیں، اور ان کی ہار جیت کا مقابلہ کرانے، دیکھنے اور اس پر پیسہ خرچ کرنے والے سب گناہ گار ہیں۔

(19)...... آج کل ''بُل فائٹنگ'' (Bullfighting) کے نام سے ایک کھیل کھیلا جاتا ہے، جس میں مخصوص جانور سے انسان مقابلہ کرتا ہے، اور اس کو بھڑکاتا اور غصہ دلاتا ہے، اور دوڑاتا ہے، جس سے جانور کو بے جا ذہنی و جسمانی تکلیف ہوتی ہے، اور اس سے خود اپنے آپ کو بھی نقصان پہنچتا ہے، بعض اوقات کوئی زخمی یا فوت ہو جاتا ہے، اسلام کی رو سے یہ بھی سخت گناہ ہے۔

اور اس پر جوا کھیلنا، اس پر پیسہ خرچ کرنا، اور اس کو تماشے کے طور پر دیکھنا، سب منع ہے۔

(20)...... بعض شعبدے باز اور مداری اپنے پاس موجود مختلف جانوروں کی لڑائی کرا کر لوگوں کو تماشا دکھاتے ہیں، جس سے جانوروں کو ایذاء و تکلیف پہنچتی ہے، اور پھر لوگوں سے پیسے مانگتے ہیں، یہ بھی جائز نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

البتہ اگر جانوروں کو لڑایا نہ جائے، بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ تفریح کرائی جائے، جس سے جانوروں کو آپس میں تکلیف نہ پہنچے، تو جائز ہے، جبکہ کوئی دوسرا گناہ لازم نہ آئے۔

(21)...... جانوروں کا باہم مقابلہ کرانا اور انہیں لڑانا، جس سے کہ انہیں تکلیف پہنچے، ویسے بھی گناہ ہے، اور اس مقابلہ ولڑائی میں اگر جوا کھیلا جائے، مثلاً دونوں طرف سے کچھ پیسوں کی یا کسی دوسری چیز، خواہ کھانا کھلانے کی شرط لگائی جائے، یا شرط میں ہارنے والا

جانور جیتنے والے کے مالک کو دینا طے ہو، تو یہ بھی اسلام میں سخت گناہ ہے۔

(22)...... جوئے میں جیتا ہوا جانور اور جوے میں جیتی ہوئی کسی بھی چیز کا جیتنے والا شخص شرعاً مالک نہیں بنتا، اور یہ جانور یا چیز بدستور اصل مالک کی ملکیت رہتی ہے، اس لئے اسے مالک کو واپس کیا جائے گا اور جوئے کے طور پر حاصل کیا ہوا جانور رکھنا حرام ہوگا۔

(23)...... جس طرح جانوروں کے درمیان لڑائی کرانا، یا انسان کا جانور کے ساتھ لڑائی کرنا گناہ ہے، اور اس میں جوا کھیلنا الگ گناہ ہے، اسی طریقہ سے اس طرح جانوروں کی لڑائی کے مقابلے منعقد کرانا، اور ان کو دیکھنا، اور دیکھنے پر پیسہ خرچ کرنا، یہ بھی گناہ ہے۔

اور اس طرح کے مقابلے کے دوران کسی فریق کو شاباش دینا، اور دوسرے فریق کے خلاف اُکسانا اور بھڑکانا یا مخالف فریق پر طعن وتشنیع یا تحقیر کرنا بھی گناہ ہے۔

(24)...... اسلام میں مفید مقصد اور بالخصوص جہاد کی تیاری کے لئے گھوڑوں اور اونٹوں وغیرہ کے درمیان دوڑ لگوانے کی اجازت دی گئی ہے، لیکن اسی کے ساتھ ایسی قیود لگادی گئی ہیں کہ جن کی وجہ سے انسان کسی گناہ میں مبتلا نہ ہو، اور نہ ہی جانور کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی اور اس کی حق تلفی لازم آئے۔

چنانچہ اسلام کی رُو سے ایک تو جانوروں کی دوڑ میں اس کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ دوڑ کا یہ مقابلہ ایک جنس کے جانوروں اور ان میں بھی ایک نوعیت کے جانوروں کے درمیان ہونا چاہئے، دوسرے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ دوڑ کا فاصلہ جانوروں کے تحمل کے مطابق ہونا چاہئے، جتنی دور اور فاصلہ پر دوڑنے کی جانور میں صلاحیت وبرداشت نہیں، اس پر اسے مجبور نہ کیا جائے، تیسرے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اس محدود دوڑ کا مقابلہ بھی مفید غرض پر مبنی ہو، خالی کھیل، تماشے یا روپیہ پیسہ کے لالچ اور اپنی شہرت کی غرض پر مبنی نہیں ہونا چاہئے، چوتھے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ جانوروں کی اس دوڑ میں قمار یعنی جوا شامل نہ ہو، اگر ہارنے اور جیتنے والے دونوں کی طرف سے یہ طے ہو کہ ہارنے والا جیتنے والے کو اتنی رقم یا جانور یا کوئی

دوسری مخصوص چیز دے گا، تو یہ شریعت کی رُو سے جوئے اور قمار میں داخل ہے، اور حرام ہے۔

البتہ اگر دونوں طرف سے اس طرح کی شرط نہ ہو، بلکہ کسی ایک کی طرف سے ہو، مثلاً ایک فرد دوسرے کو کہے کہ اگر آپ آگے بڑھ گئے، تو میں اتنا انعام دوں گا، مگر دوسرے فرد کی طرف سے اس کے خلاف ہونے پر کچھ مشروط نہ ہو، تو پھر یہ جوئے میں داخل نہیں، اور حلال ہے۔

اور اسی طرح اگر دوڑ لگانے والے فریقین کے بجائے کسی تیسرے شخص کی طرف سے (خواہ وہ حکومت ہو یا کوئی اور) فتح یاب ہونے والے کے لئے انعام مقرر کیا جائے، تو بھی جائز ہے، کیونکہ یہ صورت بھی جوئے میں داخل نہیں، اور حلال ہے، بشرطیکہ جوئے کے علاوہ کوئی دوسری خرابی اور گناہ لازم نہ آئے۔

(25)...... بیلوں، کتوں اور کبوتروں وغیرہ کے درمیان دوڑنے اور اڑنے کا مقابلہ شریعت کی رُو سے درست نہیں، کیونکہ یہ ایک کھیل تماشہ ہے، اور جہاد وغیرہ کی تیاری سے اس کا تعلق نہیں، اور اگر اس کے ساتھ جانوروں کو بے جا ایذاء و تکلیف پہنچانا اور اس میں جوئے بازی اور فخر و تفاخر جیسی چیزیں بھی شامل ہو جائیں، تو پھر یہ گناہ در گناہ ہے۔

(26)...... آج کل عام جانوروں کی دوڑ میں اولاً تو جہاد وغیرہ کی مفید تیاری اور مشق کا مقصد پیشِ نظر نہیں ہوتا، بلکہ کھیل و تفریح، فخر و تفاخر، شہرت و نام آوری یا مال کا ناجائز طریقہ پر حصول پیشِ نظر ہوتا ہے، دوسرے ان میں کھلے عام جوا کھیلا جاتا ہے، تیسرے دوڑنے کے لئے جانوروں کے تحمل سے زیادہ فاصلہ مقرر کیا جاتا ہے، چوتھے جانوروں کو دوڑانے کے لئے ان پر زور و زبردستی کی جاتی ہے، اور ان کو ایذاء پہنچائی جاتی ہے اور مارا پیٹا جاتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات جانوروں پر بچوں کو بٹھا دیا جاتا ہے، جن کی چیخ و پکار سے جانور تیز دوڑتے ہیں، اس قسم کی سب صورتیں شریعت کی رُو سے ناجائز ہیں۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ آج کل مختلف ریس کورس میدانوں میں جو گھوڑ دوڑیں ہوتی ہیں، ان

میں عام طور پر شرعی حدود کا لحاظ نہیں ہوتا، لہٰذا ان میں حصہ لینا اور دیکھنا منع ہے، اور اگر جوا کھیلنا اور کھلوانا بھی پایا جائے، تو اس کے حرام ہونے میں شبہ نہیں۔

جانوروں کو پالنے کے آداب

(27)...... جس جانور سے کوئی ضرورت وفائدہ وابستہ نہ ہو، اس کو قید کرنا اچھی بات نہیں، البتہ اگر کسی ضرورت وفائدہ کی وجہ سے پالے (جیسے دودھ یا اون حاصل کرنے کے لئے یا سواری کرنے یا بار برداری کے لئے، یا ذبح وقربانی کرنے کے لئے یا مثلاً نسل بڑھانے کے لئے یا مثلاً مرغی سے انڈہ حاصل کرنے کے لئے) تو پالنا اور رکھنا جائز ہے، مگر اسی کے ساتھ جانور کے حقوق کی پوری رعایت اور خیال رکھنا ضروری ہے۔

(28)...... خوبصورت اور سُریلی آواز والے پرندوں کو دل خوش کرنے اور پرندوں کی حرکات وآواز سے لطف اندوز ہونے کے لئے پرندوں کو پنجرے میں رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ فخر وتفاخر پیشِ نظر نہ ہو، اور کسی جوے وغیرہ میں بھی ان کو استعمال نہ کیا جائے، اور ان میں منہمک ہو کر اللہ سے غفلت اختیار نہ کی جائے، اور پرندوں کے تمام حقوق کی ادائیگی کا بھی اہتمام کیا جائے، اور ان کی راحت وآرام کا ہر طرح خیال رکھا جائے، جس میں یہ بھی داخل ہے کہ پرندے کے اعتبار سے پنجرہ اور ڈربہ اتنا کشادہ اور موسم کے مطابق اور ہوادار ہو کہ اس میں اسے تعذیب وتکلیف نہ ہو۔

اور اس موقع پر یہ بات ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ پرندے اپنے دکھ، درد اور تکلیف وضرورت کا انسان کے سامنے پوری طرح اظہار نہیں کر سکتے، اس لئے خود سے ان کے حقوق اور راحت کا پورا پورا اہتمام ضروری ہے۔

اور اس میں یہ بھی داخل ہے کہ پرندے کے مزاج کے مطابق اس کی بود وباش اور خوراک وآسائش کا لحاظ کیا جائے، اور پرندہ کی شان کے مطابق اس کی مرغوب غذا کے کھانے پینے کا

بھی اہتمام کیا جائے، مثلاً جو پرندے پھل رغبت سے کھاتے ہیں، ان کے لئے حسبِ حیثیت پھل مہیا کئے جائیں، اور جو پرندے دانہ تنکا یا گھاس پھوس رغبت سے کھاتے ہیں، ان کے لئے اس طرح کے چارے وغذا کا انتظام کیا جائے۔ وغیرہ غیرہ۔

(29)...... تفریحِ طبع کے طور پر آج کل مختلف الوان وانواع کی خوبصورت مچھلیوں کو مخصوص ڈبے (Aquarium) میں پانی بھر کر گھروں وغیرہ میں رکھا جاتا ہے، شرعی اعتبار سے ان کو تفریحِ طبع کے طور پر رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ فخر وتفاخر پیشِ نظر نہ ہو، اور مچھلیوں کی خوراک، راحت وآسائش کا پورا لحاظ رکھا جائے۔

(30)...... چند ضرورتوں کے علاوہ کتے کو پالنا جائز نہیں، اور اس کی وجہ سے رحمت کے فرشتے اس جگہ میں داخل نہیں ہوتے۔

کتے کے اندر بعض انتہائی بری خصلتیں ہیں، جن کی وجہ سے اجنبی اور پرائے لوگ یہاں تک کہ فرشتے تو ایذاء وتکلیف اٹھاتے ہی ہیں، ساتھ ساتھ کتے کے اثرات کتا پالنے والے کے اوپر بھی پڑتے ہیں، مثلاً یہ کہ کتے میں اپنی قوم کے لئے اپنائیت وحمیت اور ایثار وہمدردی نہیں، اور وہ ایک دوسرے کا دشمن ہے، نیز کتا نجاست اور گندگی کھانے، یہاں تک کہ اپنی ہی نکلی ہوئی غلاظت کو دوبارہ چاٹنے اور کھانے کا عادی ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ ساتھ رہنے والی چیز کے اثرات فطری طور پر آدمی پر پڑا کرتے ہیں۔

اور کتے کے لعاب میں انتہائی زہریلے اثرات ہیں، اور اس کی عادت جگہ جگہ پیشاب کرنے اور چیزوں کو سونگھنے اور منہ لگانے کی ہے، جس کی وجہ سے اس کے پیشاب اور لعاب کے اثرات دوسری چیزوں میں منتقل ہوتے رہتے ہیں، اور قرب وجوار کی چیزوں کا یہاں تک کہ کپڑوں کا پاک رہنا از حد دشوار ہو جاتا ہے، اور جب کتا کسی کو کاٹ لے، تو اس کا زہر انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔

اور جب کتے کو کاٹنے کی ہڑک چڑھ جاتی ہے، اور لت پڑ جاتی ہے، تو اپنے پرائے کا امتیاز ختم

www.idaraghufran.org

ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے بعض اوقات یہ اپنے مالک کو بھی کاٹ لیتا ہے۔

البتہ اسلام میں تین چیزوں کے لئے کتا رکھنے کی اجازت دی گئی ہے، ایک شکار کے لئے، دوسرے جانوروں اور مویشیوں کی حفاظت کے لئے (خواہ مویشیوں کی چوروں سے حفاظت مقصود ہو یا درندوں سے) تیسرے فصل اور کھیتی کی حفاظت کے لئے (خواہ کھیتی کی جانوروں سے حفاظت مقصود ہو یا چوروں سے)

حلال جانور کے شکار کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اجازت دی ہے، اور بہت سے جانوروں کا شکار دوسرے ذرائع کے بجائے کتے کے ذریعہ سے بہتر طریقے پر کیا جاسکتا ہے۔

اور شکاری کتا (Hunting dog) وہ کہلاتا ہے، جس کو مخصوص طریقہ پر شکار کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے، جس کی وجہ سے اس کی کئی بری عادتوں میں تبدیلی آجاتی ہے، چنانچہ وہ مالک کے کہنے کے مطابق شکار کرتا ہے، اور وہ شکار میں سے خود نہیں کھاتا، بلکہ مالک کے لئے شکار کرتا ہے، نیز وہ عام طور پر انسانوں کو بلاوجہ بھونکتا اور کاٹتا بھی نہیں ہے۔

اور چوروں اور مخصوص جانوروں سے فصل اور کھیتی کو غیر معمولی نقصان پہنچ جایا کرتا ہے، اور کتے کے ذریعہ سے ان خطرات سے اچھے طریقہ پر حفاظت ہوسکتی ہے۔

اسی طرح جانوروں اور مویشیوں کی حفاظت کا بھی معاملہ ہے، اور جو کتے کھیتی اور جانوروں کی حفاظت کے لئے رکھے جاتے ہیں، وہ بھی اس کام کو بہتر طریقہ پر انجام دیتے ہیں اور دوسروں کو بے جا تکلیف وایذاء نہیں پہنچاتے۔

بعض حضرات نے احادیث میں مذکوران تین چیزوں کے علاوہ کسی دوسری غرض کے لئے کتا رکھنے کی اجازت نہیں دی، یہاں تک کہ گھر کی چوروں سے حفاظت کے لئے بھی اجازت نہیں دی، بالخصوص جبکہ گھر میں کتا رکھنے کی وجہ سے رحمت کے فرشتوں سے بھی محرومی لازم آتی ہو، اور دوسرے لوگوں کو بھی کتے کی وجہ سے ایذاء پہنچتی ہو، کیونکہ جس گھر میں کتا ہوتا ہے، اس

سے محلے اور پڑوس کے لوگوں اور ضرورت کی غرض سے گھر میں داخل ہونے والے لوگوں اور مہمانوں سب ہی کو ایذاء پہنچتی ہے کہ وہ ہر ایک کو بھونکتا اور ڈراتا ہے، جبکہ بعض معزز مہمانوں کو کاٹ بھی لیتا ہے۔

البتہ بعض حضرات نے حدیث میں مذکور تین مواقع کے علاوہ چوروں سے گھر وغیرہ میں موجود مال کی حفاظت کی خاطر کتا رکھنے کی اجازت دی ہے۔

بہرحال احتیاط اور عافیت اسی میں ہے کہ احادیث میں مذکور تین چیزوں کے علاوہ کسی اور غرض کے لئے کتا نہ رکھا جائے، البتہ اگر کسی کو مال وغیرہ کی چوروں سے حفاظت کی خاطر کتا رکھنا ضروری ہو جائے، تو اس کی ناپاکی سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے اور ضرورت و آمد ورفت والے افراد اور محلے داروں کو اس کے کاٹنے اور بھونکنے کی تکلیف واذیت سے بچا کر رکھنے کا اہتمام کرتے ہوئے گنجائش ہے۔

نیز اس کا بھی اہتمام کیا جائے کہ اس کو اپنی بود و باش کی جگہ سے حتی الامکان فاصلے پر رکھا جائے، تاکہ رحمت کے فرشتوں کے داخل ہونے میں یہ حائل نہ ہو، اور اس کے لعاب ونجاست سے حفاظت رہے۔

رہا شوقیہ کتا پالنے کا معاملہ، تو اس کے ناجائز اور گناہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

مگر افسوس کہ آج مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ میں کتوں سے خاص انسیت اور لگاؤ پایا جاتا ہے، بہت سے لوگوں کا کتوں کو اپنے ساتھ لٹانا، بٹھانا، سُلانا، کھلانا، پلانا، نہلانا دھلانا اور سفر وحضر میں ساتھ رکھنا ایک مشغلہ بن گیا ہے۔

بعض اوقات گاڑی چلاتے ہوئے شخص کی گود میں یا ساتھ والی انسانوں کی نشست پر بیٹھے ہوئے کتے میں یہ فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ آیا یہ کسی انسان کا بچہ ہے یا جانور۔

کتوں کے شوق کا ہی یہ عالَم ہے کہ کئی مقامات پر کتوں کی نمائشیں منعقد کی جاتی ہیں، جن میں مختلف نسلوں کے مہنگے اور سستے شوقیہ کتے دیکھنے، پسند کرنے اور خریدنے کو ملتے ہیں۔

مغربی دنیا نے کتے کے اتنے فوائد لوگوں کو پڑھا دیئے ہیں کہ اب اہلِ مغرب سے متاثر لوگوں کو کتوں کے بارے میں کسی برے پہلو کا تصور کرنا بھی دشوار ہو گیا ہے، اور اس کے مقابلہ میں اسلام کی تعلیمات سے واقفیت یا اہمیت نہیں رہی۔

(31)...... جن پرندوں اور جانوروں کو شرعی حدود میں رہ کر پالنا یا رکھنا جائز ہے، ان کو پالنے یا رکھنے کے لئے فروخت کرنا بھی جائز ہے۔

جانوروں کو ذبح وقتل کرنے کے آداب

(32)...... کسی جانور کو بلا ضرورت قتل کرنا جائز نہیں۔

البتہ جو جانور حلال ہو، اس کو شرعی طریقہ پر ذبح کر کے کھانا جائز ہے، اور ذبح میں بھی ایسا طریقہ اختیار کرنے کا حکم ہے، جس سے اسے کم از کم تکلیف پہنچے۔

اسی طرح جو جانور موذی ہو، جیسا کہ سانپ، یا بچھو، یا چوہا، یا کاٹنے والا کتا، اس کو بھی قتل کرنے کی اجازت ہے، کیونکہ ایذاء سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کے لئے جانور کو قتل کرنا ضرورت و مصلحت میں داخل ہے۔

لیکن ضرورت کی وجہ سے جانور کو ذبح کرنے کا معاملہ ہو یا قتل کرنے کا، بہرصورت جانور کو غیر ضروری تکلیف پہنچانے سے بچنا ضروری ہے۔

پس جن جانوروں سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی، ان کو مارنے اور قتل کرنے کی اجازت نہیں۔

اور جو جانور موذی ہوں ان کو ایسے طریقہ پر نہیں مارنا اور قتل کرنا چاہئے، جس سے ان کو بلا وجہ کی تکلیف پہنچے، بلکہ کم از کم ضرب اور وار میں ان کا جلدی کام تمام کر دینا چاہئے۔

نشانہ بازی کی غرض سے غیر موذی جانوروں کو مارنا سخت گناہ ہے، اس طرزِ عمل سے پرہیز کرنا چاہئے۔

جانور کو نشانہ بازی کا ذریعہ بنانے میں یہ بھی داخل ہے کہ جانور کو نشانہ بازی کا صرف تختۂ مشق

بنائے، اور اس سے کوئی معقول فائدہ اٹھانا پیشِ نظر نہ ہو، جہاں تک کہ نشانہ بازی کی مشق کا تعلق ہے، تو یہ ضرورت کسی بھی غیر جاندار چیز کے ذریعہ سے پوری کی جاسکتی ہے۔

آج کل جو بعض لوگ غلیل یا بندوق وغیرہ سے نشانہ بازی کی غرض سے جانوروں کو موت کے گھاٹ اتارتے پھرتے ہیں، یہ سخت گناہ کی بات ہے۔

(33)...... اگر کسی نے جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح کر دیا، لیکن ابھی تک وہ جانور پوری طرح ٹھنڈا نہیں ہوا، اور اس میں زندگی کی علامت ونشانی مثلاً حرکت باقی ہے، تو ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کے بدن سے کوئی عضو کاٹنا گناہ ہے، لیکن اگر اس صورت میں کسی نے کوئی عضو کاٹ لیا، تو اس عضو کا کھانا حلال ہوگا۔

(34)...... آج کل بعض پولٹری فارم کے مالکان مرغیوں کی بازار میں قلت پیدا کر کے قیمت بڑھانے کی غرض سے مرغیوں یا ان کے بچوں کی بڑی تعداد کو قتل کر دیتے، بلکہ زندہ درگور کر دیتے یا زندہ حالت میں یا مار کر جلا دیتے ہیں، یہ سخت ترین گناہ ہے، دنیائے فانی کے چند ٹکوں کی خاطر قیمتی اور معصوم و بے زبان جانوں کا بے دردی سے قتل اور ان کا ضیاع انتہائی ظالمانہ فعل ہے۔

البتہ اگر جانوروں میں ایسی بیماری پیدا ہوگئی ہو، جو دوسروں کی طرف پھیلتی اور دوسروں کے ضرر کا باعث بنتی ہو، اور خود ان جانوروں کا گوشت بھی صحت کے لئے مضر ہو، تو ان کو جلانے یا زندہ درگور کرنے کے بجائے ذبح کر کے دفن کر دینا چاہئے، اور اگر دفن کرنا ممکن نہ ہو یا اس سے وباء پھیلنے کا خطرہ ہو تو ذبح کے بعد یا ان جانوروں کے خود سے فوت ہونے کے بعد ان کے گوشت کو آگ لگا کر خاکستر کرنا بھی جائز ہے، اور یہ ذبح کے بعد جلانا ایسا ہی ہے، جیسا کہ ذبح کرنے کے بعد اس کے گوشت کو پکانے یا بھوننے کے لئے آگ پر جلایا جاتا ہے۔

(35)...... جو جانور فطرتاً وعادتاً موذی ہوتا ہے، جیسا کہ سانپ، بچھو، چوہا، اس کو تو ابتداءً ہی قتل کرنا جائز ہے، اور جو ابتداءً موذی نہ ہو، اس کو موذی ہو جانے یا ایذاء پہنچانے پر قتل

کرنے کی اجازت ہے۔

جیسا کہ بلی فی نفسہٖ غیر موذی جانور ہے، اس لئے اس کو عام حالات میں قتل کرنا جائز نہیں، البتہ اگر اس سے غیر معمولی ضرر پہنچ رہا ہو، مثلاً وہ مرغیوں اور کبوتروں کو کھاتی ہو، یا دودھ وغیرہ آ کر چٹ کر جاتی ہو، اور باز نہ آتی ہو، اور اس کو پکڑ کر کہیں دور لے جا کر چھوڑنا بھی ممکن نہ ہو، تو پھر اس کو قتل کرنا جائز ہے۔

لیکن اس کو بلا وجہ کی ایذاء پہنچانا جائز نہیں، اور قتل کرنے کی صورت میں اس کو شرعی طریقہ سے ذبح کر کے قتل کرنا بہتر ہے، اور یہ ممکن نہ ہونے کی صورت میں کوئی زہریلی چیز کھلا کر بھی ضرورت و مجبوری میں قتل کرنے کی گنجائش ہے۔

(36)...... جو کتا انسانوں کو کاٹتا ہو، اور ان پر حملہ آور ہوتا ہو، اس کو قتل کرنا اور مارنا جائز ہے، کیونکہ اس کا کاٹنا انتہائی خطرناک ثابت ہوتا ہے، اور جو کتا ایسا نہ ہو، اسے قتل کرنا منع ہے۔

البتہ اگر کسی جگہ کتوں کی کثرت ہو، جس کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو، یا کوئی کتا کاٹتا تو نہ ہو، لیکن خوامخواہ بھونک کر مسافروں اور لوگوں کو ایذاء پہنچاتا ہو، تو اس کو بھی قتل کرنے کی اجازت ہے۔

اور کتے کو پالنے کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

(37)...... حشرات الارض میں سے ایک جانور جو عام طور پر گھروں میں پایا جاتا ہے، وہ چھپکلی (Lizard) ہے، اس کی جنگلی قسم کو گرگٹ (Chameleon) کہا جاتا ہے۔

چھپکلی رینگنے والے جانوروں سے تعلق رکھتی ہے، جس کی مختلف اقسام ہیں، اس کی زیادہ تر غذا مچھر اور کیڑے مکوڑے ہے، ان کی کئی اقسام میں رنگ بدل لینے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

گرگٹ اور چھپکلی کو قتل کرنا جائز ہے، احادیث میں اس کو قتل کرنے کا حکم آیا ہے، مگر اس کو پہلی ضرب میں مار دینے اور قتل کر دینے کا ثواب زیادہ ہے، کیونکہ اس سے جانور کو تکلیف کم ہوتی ہے۔

بعض لوگ گرگٹ کو مارنا تو ثواب سمجھتے ہیں، لیکن چھپکلی کو مارنا ثواب تو کیا جائز بھی نہیں سمجھتے،

الٹا گناہ سمجھتے ہیں، جو کہ غلط فہمی پر مبنی بات ہے۔

احادیث میں ''وزغ'' کا لفظ آیا ہے اور یہ لفظ گرگٹ اور چھپکلی دونوں کو شامل ہے، کیونکہ دونوں کی جنس ایک ہی ہے۔

اس کے علاوہ چھپکلی زہریلا جانور ہے، اگر کھانے پینے کی چیز میں پیشاب پاخانہ کر دے، یا گر کر مر جائے، تو اس چیز میں زہریلے ومہلک اثرات پیدا ہو جاتے ہیں، اس لئے بھی اس کے مار دینے میں عافیت وخیر ہے۔

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر چھپکلی کسی انسان کے اوپر سے گزر جائے یا گر جائے تو غسل کرنا اور کسی کپڑے پر گر جائے تو اسے دھونا ضروری ہو جاتا ہے، حالانکہ شرعاً ایسا کرنا ضروری نہیں۔

البتہ تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ چھپکلی کے جسم پر زہریلے اثرات ہوتے ہیں، جو اس کا جسم دوسری چیز پر لگنے سے اس پر آ سکتے ہیں، اس لئے اگر کوئی زہریلے اثرات سے حفاظت کے لئے جسم یا کپڑے کو دھو لے تو یہ صفائی اور علاج کی ایک شکل ہے، اور جائز ہے۔

(38)...... چوہوں کو مارنا جائز ہے، کیونکہ چوہا موذی جانور ہے، یہ جانور فصل، اناج اور غلہ وغیرہ کو بہت نقصان پہنچاتا ہے، اور گھروں کی چیزوں کو کُتر کُتر کر خراب کر دیتا ہے، اور بدبو اور گندگی بھی پھیلاتا ہے، کھانے پینے کی چیزوں میں منہ ڈال کر ان کو خراب کر دیتا ہے، اور ماہرین کے مطابق چوہے کے سبب سے طاعون کی بیماری بھی پھیلتی ہے، طاعون پہلے چوہوں کو ہوتا ہے، جس سے وہ مرنے لگتے ہیں، اور ان کے اثرات سے قرب وجوار کے لوگوں میں طاعون پھیلنا شروع ہو جاتا ہے، جیسا کہ آگے پسو کے بیان میں آتا ہے، اس لئے جہاں تک ہو سکے اس موذی جانور سے بچنے بچانے کی تدبیروں پر عمل کرنا چاہئے۔

اگر فرش کچا ہو، جس میں چوہوں نے بل بنا رکھا ہو، تو اس کو پکا اور پختہ کرنا چاہئے، اور کھانے پینے کی چیزوں کے ذرّات کو فرش وغیرہ پر بکھرنے نہیں دینا چاہئے، اس کے علاوہ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھک کر، الماریوں میں رکھنا چاہئے، دروازوں اور کھڑکیوں کو ایسا بنوانا چاہئے،

جن میں چوہے نہ گھس سکیں، نالیوں پر جالی لگوانی چاہئے، تاکہ چوہے اندر داخل نہ ہوسکیں۔

بلی جو گھروں میں پائی جاتی ہے، یہ چوہوں کی دشمن ہے، اگر مکان میں بلی رکھی جائے، تو اس سے چوہوں کا خاتمہ آسانی سے ہوسکتا ہے، اگر بلی نہ ہو، تو گھر میں چوہے دان رکھے جائیں، جو چوہے ان میں پھنسیں ان کو مار کر آبادی سے دور مٹی کا تیل ڈال کر جلا دیا جائے، تاکہ جراثیم کا بالکلیہ خاتمہ ہوجائے، زندہ ہرگز نہ چھوڑیں، اگر ان کو زندہ چھوڑ دیا جائے گا، تو وہ آبادی کے کسی دوسرے مکان میں گھس جائیں گے، اور اس طرح ان سے بچاؤ نہ ہوسکے گا۔

چوہوں کو مارنے کے لئے سنکھیا اور کچلہ جیسی زہریلی چیزیں بھی استعمال کی جاتی ہیں، ان چیزوں کو آٹے اور گُڑ میں ملا کر چھوٹی چھوٹی گولیاں بنا کر رات کو گھر میں اِدھر اُدھر ڈال دیا جائے، اور کھانے پینے کی کوئی چیز گھر میں اس طرح نہ رکھی جائے کہ چوہے اسے کھا سکیں، چوہے بھوک کی حالت میں ان گولیوں کو کھا کر مر جائیں گے، دن کے وقت جو گولیاں فرش پر ملیں، ان کو اٹھا کر احتیاط سے رکھ لیا جائے، کیوں کہ مرغیاں، کبوتر، کتا، بلی وغیرہ جیسے جانور ان کے کھانے سے مر جاتے ہیں، اس کے علاوہ یہ بھی اندیشہ ہوسکتا ہے کہ کوئی بچہ ان کو اٹھا کر نہ کھالے۔

بیریم کاربونیٹ (Barium Carbonate) ایک انگریزی دوا چوہوں کو مارنے کے لئے زیادہ مناسب ہے، اس کو بھی اوپر کے طریقے سے آٹے میں ملا کر گولیاں بنا کر گھر میں ڈال دیا جاتا ہے، اس میں یہ خوبی ہے کہ اگر کوئی پالتو جانور مرغی، کبوتر وغیرہ اس کو کھا بھی لے، تو اس سے ان کو نقصان نہیں پہنچتا، چوہوں کے بل میں گندھک کا دھواں پہنچانے یا مٹی کا تیل یا پیٹرول ڈالنے سے بھی چوہے مر جاتے ہیں۔

جب بل میں چوہے مر جائیں، تو اس میں شیشے یا ٹین وغیرہ کے ٹکڑے ڈال کر سیمنٹ وغیرہ سے بند کر دیا جائے، جس سے اس کے جراثیم پھیلنے سے حفاظت رہتی ہے۔

جو چوہے بل سے باہر مریں، وہ چاہے زہریلی چیزوں سے مرے ہوں، یا طاعون و پلیگ زدہ

ہونے کی وجہ سے، دونوں صورتوں میں ان کو ہاتھ سے چھونا اور گھر سے باہر گلی میں پھینک دینا مناسب نہیں ہے، بلکہ ان کو آبادی سے باہر اُپلوں کے ٹکڑوں یا گھاس پھونس وغیرہ میں رکھ کر مٹی کا تیل چھڑک کر جلادینا مناسب ہے، تاکہ ان کے جراثیم کا بالکلیہ خاتمہ ہو جائے۔

(39)......پسُّو (Flea) کو مارنا بھی جائز ہے، کیونکہ یہ بھی موذی جانور ہے۔

پسُّو زیادہ تر گندی جگہوں میں پلتے ہیں، اور انسانوں کے بستروں تک پہنچ جاتے ہیں، پسُّو کے کاٹنے سے آدمی کے جسم پر جگہ جگہ لال دھبے پڑ جاتے ہیں، اور ان میں جلن اور خارش و کھجلی ہوتی ہے۔

پسُّو کا بڑا خطرہ یہ ہوتا ہے کہ یہ طاعون جیسی بیماری کا سبب بنتا ہے۔

طاعون کے بارے میں ماہرین کا کہنا یہ ہے کہ اصل میں یہ مرض چوہوں کا ہے، سب سے پہلے یہ مرض چوہوں کو ہوتا ہے، اور پسُّو چوہوں کا خون چوسنے کا بہت شوقین ہوتا ہے، اس لئے جب پسُّو طاعون کے مریض یا طاعون زدہ چوہوں کا خون چوستے ہیں، تو اس مرض کے جراثیم پسُّو کے بدن میں پہنچ جاتے ہیں، اور پھر جب یہ پسُّو انسان کو کاٹتا ہے، تو انسان کے بدن میں طاعون کے اثرات داخل ہو جاتے ہیں۔

پسُّوؤں کی عادت ہے کہ یہ منہ سے خون چوستے ہیں، اور دوسرے راستے سے فضلہ نکالتے رہتے ہیں، جس میں طاعون کے جراثیم موجود ہوتے ہیں، اس لئے جب پسُّو کاٹتا ہے، تو اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے آدمی اس جگہ کو کھجاتا اور خارش کرتا ہے، اس طرح فضلے میں ملے ہوئے جراثیم کاٹی ہوئی جگہ سے یا کھجانے سے پیدا ہونے والی خراش سے خون میں شامل ہو جاتے ہیں، اور جب یہ جراثیم رگوں میں بہتے ہوئے خون کے ساتھ کان کے پیچھے، بغل اور رانوں کی جڑ میں جنگاسے کی گلٹیوں تک پہنچتے ہیں، تو یہ گلٹیاں ان کو روک لیتی ہیں، اور اس کے نتیجے میں یہ گلٹیاں سوج جاتی ہیں، اور ساتھ ہی بخار بھی ہو جاتا ہے، ماہرین کے نزدیک یہی طاعون کہلاتا ہے۔

پسُّوؤں کو دور کرنے کی سب سے پہلی تدبیر یہ ہے کہ مکان سے چوہوں کو نیست و نابود کیا جائے، نہ چوہے رہیں گے اور نہ ان کے جسم میں پسُّو پرورش پائیں گے، اگر لحاف، بستر اور دوسرے کپڑوں میں پسُّو پائے جائیں، تو ان کو دھوپ میں کافی دیر تک ڈالے رکھیں، بلکہ یہ کام کئی دن تک کریں، اس کے نتیجہ میں سارے پسُّو مر جاتے ہیں۔

(40)...... حدیث میں چیونٹی کو مارنے اور ان کو تکلیف پہنچانے کی ممانعت بیان کی گئی ہے، جس میں عام چھوٹی چیونٹیاں بھی شامل ہیں، اور بڑی چیونٹیاں بھی، جن کو آج کل کی زبان میں چیونٹے اور مکوڑے کہا جاتا ہے۔

کیونکہ یہ فی نفسہٖ غیر موذی جانور ہے، البتہ اگر اس سے ایذاء پہنچے، مثلاً کاٹنے لگے، یا چیزوں کو خراب کرنے لگے، تو پھر اس کو مارنا جائز ہے۔

لیکن ایک ایذاء پہنچانے والی چیونٹی کی وجہ سے دوسری غیر موذی چیونٹیوں کو، جن سے ایذاء نہیں پہنچتی مارنا اور ان کو تکلیف پہنچانا جائز نہیں۔

بعض اوقات کسی جگہ چیونٹیوں سے نقصان ہونے لگتا ہے، مثلاً مٹھائی کی دوکان پر یا کسی اور ایسی جگہ جہاں میٹھی چیزوں کا کام ہوتا ہو، وہاں ان کے میٹھی چیزوں میں داخل ہونے سے، نقصان پہنچتا ہے، ایسے موقع پر ان کو بھگانے اور دور کرنے کی تدبیر کرنی چاہیئے، مثلاً سرسوں یا مٹی کا تیل چھڑک دیا جائے، یا وہاں قرب وجوار میں کوئی اور چیز ایسی ڈال دی جائے، جس سے وہ بھاگ جائیں، اور گر بھگانا مشکل ہو، تو بامرِ مجبوری مارنے کی بھی گنجائش ہے۔

اور چیونٹیوں کی جو نسل موذی ہوتی ہے، اس کو بہر حال مارنا جائز ہے۔

(41)...... دیمک کو مارنا جائز ہے، کیونکہ یہ موذی جانور ہے، جس مکان میں دیمک لگ جاتی ہے، اس سے مکان کے دَر و دیوار کو بہت نقصان پہنچتا ہے، اور کپڑوں اور کتابوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے، تار کول لگانے سے دیمک سے حفاظت رہتی ہے، بعض دیگر ادویات بھی دیمک کو بھگانے یا اس سے حفاظت کے لئے دستیاب ہیں۔

(42)...... جوں کو مارنا بھی جائز ہے، کیونکہ یہ بھی موذی جانور ہے۔

جُوں انسان کے بالوں اور پہننے کے کپڑوں میں رہتی ہے، اور خون چوس چوس کر پلتی بڑھتی ہے۔

جُوئیں زیادہ تر ان لوگوں کے جسم میں پیدا ہوتی ہیں، جو پہننے کے کپڑوں کو جلد جلد تبدیل نہیں کرتے، اور نہ وقتاً فوقتاً نہا کر اپنے جسم کو صاف رکھتے ہیں، کچھ لوگوں میں رنج وفکر بھی جُوؤں کے پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے۔

جُوئیں کئی طرح کی ہوتی ہیں، ایک قسم کی جُوئیں نہایت چھوٹی ہوتی ہیں، اور بالوں کی جڑوں میں گھس کر خون چوستی رہتی ہیں۔

جُوئیں انڈے دیتی ہیں، اور اس کثرت سے انڈے دیتی ہیں کہ ایک مہینے میں ایک جوں سے ایک ہزار جُوئیں بن سکتی ہیں، جُوؤں کے انڈوں کو''لیکھ'' کہتے ہیں، ان سے دو تین ہفتے کے اندر جُوئیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

جُوئیں کسی مریض کا خون چوس کر جب کسی تن درست آدمی کو کاٹتی ہیں، تو اس کے جسم میں بھی مرض کے جراثیم پہنچ جاتے ہیں، اور اس کو مرض میں مبتلا کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔

جن کپڑوں میں جُوئیں ہوں، ان کو تیز گرم پانی میں ڈال کر دھوئیں، اور صابن لگائیں، روزانہ صابن لگا کر نہائیں، اگر سر میں جُوئیں ہوں، تو روزانہ نہائیں، اور سر کو اچھی طرح دھو کر نیم کا تیل لگائیں، اور صاف کپڑے پہنیں، چند روز تک یہ عمل جاری رکھیں، جس سے جُوئیں مر جاتی ہیں۔

پارہ اور گندھک کو چھ چھ ماشے لے کر باریک پیسیں، جب وہ سُرمے جیسی ہو جائیں، تو اس میں چھ ماشے کمیلہ ملائیں، اور باریک کر کے سرسوں کا تیل تین گنا ملا کر رکھیں، اس کے لگانے سے بھی ہر قسم کی جُوئیں مر جاتی ہیں۔

پھٹکری کو پانی میں حل کر کے بالوں کو دھونے سے بھی جوئیں مر جاتی ہیں۔

(43)...... کھٹمل کو مارنا بھی جائز ہے، کیونکہ یہ بہت موذی جانور ہے، جو انسان کو کاٹتا اور

اس کا خون چوستا ہے، جب تک روشنی رہتی ہے، کھٹمل چھپا رہتا ہے، لیکن روشنی بجھتے ہی نکل آتا ہے، یہ جتنا موذی اور دھوکے باز جانور ہے، اتنا ہی سخت جان بھی ہے، سال کے بڑے حصہ میں خوراک کے بغیر بھی زندہ رہتا ہے، اور سوکھ کر اس کے جسم کی صرف جھلی باقی رہ جاتی ہے، سردیوں کے موسم میں عام طور پر یہ چھپا رہتا ہے، اور موسمِ بہار میں نکل آتا ہے، اور انسان کو سونے اور آرام کرنے نہیں دیتا، اور انڈے بچے دے کر اپنی نسل کو بھی بڑھاتا ہے، کھٹمل زیادہ تر گیلے سیلے مکان اور ایسی جگہوں میں زیادہ پایا جاتا ہے، جہاں صفائی کا خیال نہیں رکھا جاتا، کھٹمل کے کاٹنے سے مختلف بیماریاں پیدا ہونے کے امکانات ہوتے ہیں، چنانچہ اس کے کاٹنے سے پلیگ (طاعون) اور کالا بخار ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

پیٹرول، مٹی کے تیل اور روغنِ تارپین سے کھٹمل ہلاک ہو جاتے ہیں۔

(44)...... مکھی کو مارنا بھی جائز ہے، کیونکہ یہ بھی موذی جانور ہے، البتہ احادیث میں شہد کی مکھی کو مارنے کی ممانعت آئی ہے، شہد کی مکھیوں سے لوگوں کا فائدہ وابستہ ہے، اور وہ قابلِ احترام ہیں، کیونکہ ان کے ذریعہ سے شہد اور موم تیار ہوتا ہے، اور وہ گندگی کا سبب بھی نہیں ہوتیں، جبکہ دوسری مکھیوں سے اس قسم کا فائدہ وابستہ نہیں، بلکہ عام طور پر ان سے تکلیف پہنچتی اور گندگی پھیلتی ہے۔

شہد کی مکھی کے علاوہ دوسری مکھیاں انتہائی گھناؤنی اور گندی ہوتی ہیں، یہ پاخانہ، بلغم اور دوسری گلی سڑی چیزوں پر بیٹھتی اور ان کو چاٹتی ہیں، اس لئے ان گندگیوں میں موجود جراثیم ان کے منہ اور ٹانگوں سے چمٹ جاتے ہیں، پھر یہی مکھیاں انسان کے ناک، منہ اور کھانے پینے کی چیزوں پر آکر بیٹھ جاتی ہیں، اور انسان کی تندرستی خراب کرنے کا سبب بنتی ہیں، اور اس کی وجہ سے بعض اوقات ایسی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، جو انسان کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں، ماہرین کے مطابق ہیضہ، پیچش اور سِل ودِق جیسے جان لیوا امراض کا اکثر سبب یہی مکھیاں ہوتی ہیں، جب مریض کے دست، قے اور بلغم وغیرہ پر یہ مکھیاں بیٹھتی ہیں، تو ان کے منہ اور

ٹانگوں پر یہ گندگیاں لگ جاتی ہیں، اور ان گندگیوں میں ان بیماریوں کے اثرات اور جراثیم موجود ہوتے ہیں، ایسی حالت میں یہ ان گندگیوں سے اڑ کر تندرست آدمیوں کے منہ، ناک اور کھانے پینے کی چیزوں پر آ بیٹھتی ہیں، اور اپنے منہ اور ٹانگوں پر لگے ہوئے اثرات وہاں چھوڑ دیتی ہیں، جس کے سبب سے تندرست لوگوں کے بیماری میں مبتلا ہونے کے خطرات ہوتے ہیں۔

سِل و دِق کے جراثیم اگر مکھی کے پیٹ میں پہنچ جاتے ہیں، تو وہ ہلاک ہونے کے بجائے اپنی نسل بڑھاتے ہیں، اور مکھی کے فضلہ کے ذریعہ باہر نکلتے رہتے ہیں، اور ایسی مکھی جس جگہ بیٹھ کر فضلہ نکالتی ہے، وہاں اس مرض کے اثرات پہنچ جاتے ہیں۔

مکھی ایک مرتبہ سو سے ڈیڑھ سو تک انڈے دیتی ہے، جس سے بچے نکل کر مکھی بن جاتے ہیں، اور بڑی تیزی سے اس کی نسل بڑھتی ہے۔

اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ اور اپنے اہلِ خانہ بلکہ تمام آبادی کی تندرستی کی حفاظت کے لئے مکھیوں کو دور کرنے کی تدبیر کرے۔

گندی مکھیاں زیادہ تر گندگی سے پیدا ہوتی ہیں، اس لئے سب سے پہلی اور ضروری تدبیر صفائی ہے، مکان کی در و دیواروں اور اس کے صحن وغیرہ کو صاف ستھرا رکھا جائے، کوڑا کرکٹ جمع نہ ہونے دیا جائے، اور نہ کسی جگہ گلی سڑی چیزیں رکھی جائیں، اگر کسی جگہ کچھ دیر کے لئے کوئی فضلہ ڈالا بھی جائے، تو اس کو راکھ یا چونے سے ڈھک دیا جائے، اور اس کو جلد سے جلد وہاں سے اٹھا کر کسی ایک طرف دور لے جا کر پھینک دیا جائے۔

کھانے پینے کی تمام چیزوں کو ڈھک کر رکھا جائے، اگر ہو سکے، تو ان کو جالی دار الماریوں میں یا ڈھکنوں سے ڈھک کر رکھا جائے، مٹھائی یا کھانے کی دوسری چیزوں کے چُورے کو بے احتیاطی سے اِدھر اُدھر نہ ڈالا جائے، اگر اتفاق سے گر جائے، تو اس کو صاف کر دیا جائے۔

پاخانے اور نالیوں میں فینائل چھڑک دی جائے، تو اس سے گندگی کے جراثیم ہلاک ہو جاتے

ہیں۔

گائے، بیل، بھیڑ، بکری، گھوڑے وغیرہ جانوروں کے لئے الگ اصطبل بنایا جائے، وہاں ان کی گوبر، لید وغیرہ جمع نہ ہونے دی جائے، اور اس کو صاف رکھنے کے لئے روزانہ ریت یا راکھ وغیرہ پھیلا دی جائے۔

(45)...... مچھر کو مارنا بھی جائز ہے، کیونکہ یہ بھی موذی جانور ہے، مچھر کئی طرح کے ہوتے ہیں، جو انسان کو کاٹتے ہیں، اور بیماری کا سبب بنتے ہیں، مچھر بھی مکھی کی طرح کثرت سے انڈے دیتا ہے، مچھر کی پسندیدہ جگہ، جھیل، تالاب، چشمے اور ندی نالے ہیں، جن کے کنارے گھاس پھوس بھی اُگا ہوا ہو، اس کے علاوہ دوسری نمی والی جگہوں میں بھی یہ پلتے بڑھتے ہیں، اگر آبادی کے پاس گڑھوں میں پانی بھرا ہوا ہو، گھر گیلا رہتا ہو، یا نالیوں کو صاف نہ کیا جاتا ہو، تو ایسی جگہوں پر بھی مچھر انڈے دیتے اور پلتے بڑھتے ہیں۔

بہرحال مچھر اپنے انڈے، بچے ایسی جگہوں پر دیتے ہیں، جہاں پانی اکٹھا ہوتا ہے، اور کچھ گھاس پھوس پیدا ہوتا ہے، جیسے جوہڑ، تالاب، جھیل اور پانی سے بھرے ہوئے گڑھے، اس کے علاوہ گیلی سیلی زمین جہاں پانی گرایا جاتا ہو، اور کوڑا کرکٹ اکٹھا رہتا ہو، مچھروں کو پسند ہے، اس لئے گھروں کو خشک رکھنا چاہئے، اور کوڑا کرکٹ اکٹھا نہیں ہونے دینا چاہئے۔

مچھر دوسرے جانداروں کا خون چوسنے کا شوق رکھتا ہے، اس لئے یہ دوسری جگہوں سے اڑ کر انسانوں کی آبادی کی طرف آتا ہے، اسے روشنی سے نفرت اور وحشت ہے، اس لئے یہ تنگ اور اندھیرے گھروں کے کونوں، الماریوں اور صندوقوں کے پیچھے چھپا رہتا ہے، اور شام کا اندھیرا پھیلنے پر اپنی کمین گاہ سے باہر آتا ہے، بھیں بھیں کرتا ہوا انسان اور دوسرے جانوروں کو کاٹتا اور ان کا خون چوستا ہے۔

مچھروں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ سیاہ رنگ کو زیادہ پسند کرتا ہے اور اسی وجہ سے مچھر کالے رنگ کے لوگوں کو زیادہ کاٹتا ہے اور سیاہ لباس اور کپڑے پر بھی کثرت سے آتا ہے۔

www.idaraghufran.org

مچھروں سے بچاؤ کے لئے گھر کو صاف ستھرا رکھنا چاہئے، پانی اِدھر اُدھر نہ پھینکا جائے، اور نہ کوڑا کرکٹ اور نہ ہی کسی طرح کی گندگی جمع ہونے دی جائے، پاخانہ اور نالیوں کو روزانہ صاف کر کے ان میں فینائل وغیرہ ڈالی جائے، گھر کے کونوں، الماریوں اور صندوقوں کے پیچھے کے حصہ کو روزانہ یا وقتاً فوقتاً جھاڑا جائے، مکان کے دروازں اور کھڑکیوں اور روشن دانوں پر باریک جالیاں لگوائی جائیں، یا مَلمَل کے باریک پردے لٹکائے جائیں اور گھر کے ساتھ سے گزرنے والی باہر کی نالیوں کو بھی صاف ستھرا رکھا جائے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ نیچے والے حصہ میں سونے کے مقابلہ میں چھت پر سونے سے مچھروں سے زیادہ بچاؤ رہتا ہے۔

مکان میں نیم کے پتے جلانے یا گندھک اور لوبان کی دھونی دینے سے مچھر مر جاتے یا مکان سے بھاگ جاتے ہیں۔

(46)...... لال بیگ یا کاکروچ (Cockroach) نام کے کیڑے کو بھی مارنا جائز ہے، یہ بھی گندگی اور غلاظت سے پیدا ہوتا ہے۔

لال بیگ یا کاکروچ نامی کیڑے طرح طرح کی غلاظت اپنے ساتھ لئے پھرتے ہیں اور یہ غلاظت کسی بھی کھانے میں شامل کر سکتے ہیں، جو پیٹ اور آنتوں کی کئی بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

اس لئے لال بیگ سے بچنے کی تدبیریں کرنی چاہئیں۔

کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھک کر رکھئے، شکر، مربے، مٹھائی، شہد، ڈبل روٹی، مکھن وغیرہ کو اچھی طرح ڈھانپ کر رکھئے، جہاں تک ممکن ہو باورچی خانے اور گودام کے دروازوں کو بند کر دیجئے، دیواروں اور فرش پر ان کے چھپنے کی کوئی جگہ نہ چھوڑیئے، الماریوں وغیرہ میں کاغذ نہ بچھایئے، کیونکہ یہ ان کی پناہ گاہ ثابت ہوتا ہے، کھانے کے ریزوں اور چکنائی کے دھبوں کو فوراً صاف کیجئے، الماریوں وغیرہ کو بار بار کھول کر دیکھتے رہئے، اگر ان میں لال بیگ نظر آئیں تو فوراً مار دیجئے، کوڑا کرکٹ کو جلدی سے پھینک دیجئے یا جلا دیجئے، مرغیوں

کے ڈربے اور مویشیوں کے باڑے وغیرہ کو صاف رکھئے، نالیوں کو پانی بہا کر صاف کرتے رہئے، کھانے پینے کی کوئی چیز نالی وغیرہ میں نہ بہایئے۔

الغرض کوئی ایسی چیز، جو لال بیگوں کی غذا بن سکے گھر اور اس کے گرد و نواح میں نہ رہنے دیجئے، جراثیم کش چیزوں کو باقاعدگی سے استعمال کرتے رہئے، اور صفائی کا اہتمام رکھئے۔

(47)...... آج کل مختلف کیڑے مار ادویہ (پاؤڈر اور اسپرے) رائج ہیں، موذی حشرات کو مارنے کے لئے ان کو استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔

(48)...... زندہ جانور کو آگ میں جلانا جائز نہیں، البتہ جانور کے مرجانے کے بعد اور اسی طرح موذی جانور کو ذبح یا قتل کرنے کے بعد اس کے زہریلے اثرات سے فضا کو محفوظ رکھنے کے لئے جلانا جائز ہے۔

اور اگر کسی زندہ جانور کی ایذاء سے بچنے کا جلائے بغیر حل نہ ہوتا ہو، تو ایسی مجبوری میں جلانے کی گنجائش ہے۔

بعض لوگ کسی زندہ جانور کو دوا میں ڈالنے کے لئے زندہ حالت میں کھولتے ہوئے گرم پانی یا روغن میں ڈال دیتے ہیں، یہ گناہ ہے۔

البتہ چارپائی میں کھٹمل یا کپڑوں میں جوئیں ہوجانے کی صورت میں بعض اوقات تیز گرم پانی کے بغیر ان سے نجات حاصل نہیں ہوتی، ایسی صورت میں تیز گرم پانی یا بجلی کے کرنٹ سے ان کو مارنے کی گنجائش ہے۔

اسی طرح بعض علاقوں میں سیہہ یعنی خارپشت نام کا جانور کھیتی کو بہت نقصان پہنچاتا ہے، اور زمین میں رہتا ہے، اور بعض اوقات جب تک زمین کو آگ نہ لگائی جائے، یا کرنٹ لگا کر اس کو نہ مارا جائے، اس سے نجات حاصل نہیں ہوتی، ضرورت کے وقت اس کی بھی گنجائش ہے۔

آج کل مچھروں کو مارنے کے لئے ایک برقی آلہ کری کری (Insect killer) وغیرہ

Idara Ghufran

کے نام سے ملتا ہے، جس میں مخصوص ٹیوب لائٹ یا بلب روشن ہوتا ہے، اور اس روشنی پر مچھر آ کر تاروں کے کرنٹ کی زد سے مر جاتے ہیں۔

بامرِ مجبوری اس کے استعمال کی بھی گنجائش ہے، کیونکہ مچھروں وغیرہ کو کسی اور طرح سے اتنی آسانی کے ساتھ مارنا مشکل ہوتا ہے۔

(49)...... مچھلیوں کا شکار کرنے کے لئے پانی میں اس طرح کرنٹ چھوڑنا کہ جس سے چھوٹی بڑی اور کار آمد وغیر کار آمد سب مچھلیاں مر جائیں، یہ جائز نہیں۔

(50)...... جن جانوروں کا گوشت کھانا جائز نہیں، اگر ان کو موذی ہونے کی وجہ سے قتل کرنا مقصود ہو، تو اگر ان میں بہتا خون نہیں ہے (جیسا کہ بِھڑ، مکھی، مچھر وغیرہ) تو ان کو تو جس طرح بھی چاہیں ضرب وغیرہ لگا کر قتل کر دیا جائے، مگر زائد از ضرورت تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

البتہ جن جانوروں میں بہتا خون ہوتا ہے، جیسا کہ موذی کتا، موذی بندر، موذی بلی، بھیڑیا، شیر، چیتا وغیرہ تو اگر ممکن ہو، ان کو شرعی طریقہ پر ذبح کر کے قتل کرنا بہتر ہے۔

اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کوئی دھاردار چیز دور سے بسم اللہ پڑھ کر قتل کیا جائے، اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو بندوق وغیرہ کی گولی ماردی جائے۔

(51)...... اسلامی تعلیمات کی رُو سے جانور کو ذبح کرنے کے لئے قربان گاہ کی طرف نرمی اور آہستگی سے ہانک کر لے جانا چاہئے، بلا ضرورت ٹانگ، دُم وغیرہ سے گھسیٹ کر اور کھینچ کر تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے، اور حتی الامکان نرمی والا معاملہ اور برتاؤ کرنا چاہئے۔

جانور کو ذبح کرتے وقت تیز دھاردار آلہ سے ذبح کرنا چاہئے، اور اس کے سامنے اوزار یعنی چھری وغیرہ تیز نہیں کرنا چاہئے، اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنے سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہئے، اور ذبح ہونے کے بعد جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے، اس کی کھال وغیرہ نہیں اتارنی چاہئے، اور اسی طرح کی کوئی دوسری غیر ضروری تکلیف بھی

نہیں پہنچانی چاہئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ شریعت نے جانور کے ذبح کئے جانے سے پہلے اور ذبح کئے جانے کے دوران اور ذبح کئے جانے کے بعد ہر موقع پر اچھا برتاؤ کرنے کی تعلیم دی ہے، جس کی کسی دوسرے مذہب میں مثال ملنا مشکل ہے۔

مگر آج کل بہت سے لوگ ذبح یا فروخت کئے جانے والے جانوروں کے ساتھ بہت ظلم کرتے ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے گاڑیوں میں کھڑے کر کے لگاتار گھنٹوں گھنٹوں کا سفر کراتے ہیں، اور زیادہ پیسے کمانے کی خاطر تنگ جگہ میں اتنے جانور کھڑے کر لیتے ہیں، کہ ان کے ملنے تک کی جگہ نہیں ہوتی، اور طویل سفر کے دوران ان کے کھانے پینے کا بھی خیال نہیں رکھتے، بعض اوقات یہ جانور ایک دوسرے کے اوپر گر کر زخمی یا فوت بھی ہو جاتے ہیں۔

جانوروں کو گاڑی میں چڑھاتے اور اتارتے وقت بھی بہت ظلم کیا جاتا ہے، جس سے جانور زخمی ہو جاتے ہیں، بعض اوقات کسی جانور کی ٹانگ وغیرہ بھی ٹوٹ جاتی ہے۔

اور بہت سے قصاب حضرات جب یومیہ یا عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کو ذبح کرتے ہیں، وہ بھی جانوروں پر طرح طرح سے ظلم کرتے، اور جانور کو ایذاء پہنچاتے ہیں۔

مرغیوں کی نقل وحمل اور بود و باش اور ذبح کے سلسلہ میں بھی آج کل بہت زیادہ مظالم سامنے آ رہے ہیں، اور ان مظالم کے عام رواج ہو جانے اور روزمرہ کا معمول بن جانے کی وجہ سے ان کی طرف شاید کسی کی توجہ بھی نہیں ہوتی، مرغیوں کی عموماً ٹانگیں پکڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ اس طرح پھینکا جاتا ہے، جس طرح جمادات اور اینٹوں پتھروں کو پھینکا جاتا ہے۔

مرغیوں کی حرکت بند کرنے کے لئے ان کے دونوں طرف کے بازو باہم اس طرح ایک دوسرے میں داخل کر دیئے جاتے ہیں، جس طرح کسی دھاگے یا کپڑے میں گرہ لگائی جاتی ہے، ذبح کرنے کے لئے جب مرغیوں کو پکڑا جاتا ہے تو بے دردی سے پکڑا جاتا ہے،

اور جب ان کوایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے، تنگ جگہ ہونے کی صورت میں اس طرح ایک دوسرے کے اوپر چڑھا دیا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کے اوپر تلے ہونے اور مزید براں راستہ میں نقل وحمل کے دوران غیر معمولی حرکت یا کسی جگہ منہ وغیرہ پھنس جانے یا دَم گھٹ جانے کی وجہ سے بہت سی مرغیاں ذبح ہونے یا منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں تڑپ تڑپ کردم توڑ دیتی ہیں، اوراوپر سے پھر یہ ظلم کیا جاتا ہے کہ ان مردار مرغیوں کا گوشت بھی دھوکہ سے فروخت کیا جاتا ہے، اورایسی مردار مرغیوں کوبعض علاقوں میں ''ٹھنڈی مرغی'' اوراس کے برعکس زندہ اورذبح شدہ مرغی کو''گرم مرغی'' بھی کہا جاتا ہے، جو کہ سخت گناہ ہے۔

مرغیوں کوذبح کرتے وقت عموماً سر سے پکڑ کراورلٹکا کراور گلے پر الٹی سیدھی چھری پھیر کر گندے اورغلاظت والے خون آلودہ مقام پراوپر تلے مرغیوں کواس طرح پھینکا جاتا ہے کہ گویا کہ یہ جمادِ محض ہیں، اوران کے کوئی حقوق ہی نہیں۔

پھر ذبح شدہ مرغیوں کے ٹھنڈا ہونے اور پوری طرح جان نکلنے سے پہلے ہی ان کی کھال ادھیڑنی شروع کردی جاتی ہے، جس سے مرغیوں کوغیر معمولی تکلیف ہوتی ہے، اسی طرح مرغی فروشوں کی دوکانوں پرزندہ مرغیوں کے بالکل سامنے دوسری مرغیوں کوذبح کیا جاتا ہے، اورذبح ہونے والی مرغیوں کوروتی بلکتی اورتڑپتی ہوئی دیکھ کرقریب میں موجودزندہ مرغیوں کوتکلیف ہوتی ہے، اگرچہ کسی کوان کی تکلیف کا احساس نہ ہو، اوروہ بے زبان جانور اپنی زبان سے بول کراس تکلیف کااظہار کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔

اگرموجودہ دورمیں جگہ کی تنگی اوربعض انتظامی مجبوریوں کے باعث شریعت کے مذکورہ احکام پر پورے طریقہ پرعمل نہ ہوسکے، تو اپنی طرف سے ممکنہ حدتک عمل کا اہتمام کرنے میں تو کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ بے زبان جانوروں کوایذاء وتکلیف پہنچانے کی جوجوصورتیں بھی ہمارے معاشرے میں رواج پکڑ گئی ہیں، ان سے اپنے آپ کو بچایا جائے، اور بے زبان

جانوروں کو ایذاء وتکلیف پہنچا کران کی خاموش بددعاء کے وبال سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے، اور جانوروں کے حقوق کی ہر مرحلہ پر ممکنہ حد تک رعایت وحفاظت کی جائے۔

جانوروں کے متفرق آداب

(52)...... اسلام میں جانوروں اور خاص طور پر غیر موذی اور خدمت گار جانوروں کو برا بھلا کہنے اور لعن طعن کرنے کی ممانعت ہے۔

کسی جانور پر لعن طعن کرنا اور اس سے خدمت اور کام کاج بھی لینا بہت برا طریقہ ہے، اس لئے جانور پر لعن طعن کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

آج کل بہت سے لوگ اپنے کام کاج میں استعمال ہونے والے جانوروں کو بات بات پر لعن طعن کرتے رہتے ہیں، اور اسی کے ساتھ ان سے کام بھی لیتے رہتے ہیں، یہ انتہائی نامناسب طرزِ عمل ہے۔

بہت سے لوگ گھوڑے یا گدھے پر سفر کرتے اور بوجھ لادتے ہیں یا اس کو صبح سے شام تک تانگے یا گاڑی میں باندھ کر کام لیتے ہیں، اور بات بات پر اس کو گالیاں دیتے اور طعن وتشنیع کرتے ہیں، جو کہ سخت گناہ اور باعثِ وبال حرکت ہے۔

(53)...... احادیث میں جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے کے عمل کو ملعون قرار دیا گیا ہے، پس جو شخص اپنی شہوت پوری کرنے کے لئے جانور سے بدفعلی کرے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں ملعون کہلائے گا، اور آخرت میں سخت عذاب کا مستحق ہوگا۔

(54)...... زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹ لینا گناہ ہے، جس سے جانور کو تکلیف کا ہونا ظاہر ہے، اور اس کی شریعت اجازت نہیں دیتی، اور زندہ جانور کے جسم سے کٹا ہوا حصہ مردار ہے، جس کا کھانا جائز نہیں، اسی طرح زندہ جانور کی چیر پھاڑ کرنا جائز نہیں۔

البتہ اگر کسی جانور کی بیماری کے علاج معالجہ کے لئے اس کے کسی عضو کا آپریشن کیا جائے، تو

وہ الگ معاملہ ہے۔

جولوگ جانوروں کوکسی چوکے یا سخت چابک (Whip) وغیرہ سے مارتے ہیں، وہ بھی اس گناہ میں داخل ہیں۔

پس کسی جانور کے اعضاء کوتلف کرنا اوراس کے کسی عضوکوکاٹ کراورناکارہ بنا کر جانورکوناقص اورعیب دار بنادینا، شریعت کی نظر میں سخت گناہ اورملعون عمل ہے۔

البتہ زندہ جانور کے جسم سے ضرورت کے وقت اون اور بال کاٹنا جائز ہے، اوروہ شرعی اعتبار سے پاک شمار ہوتے ہیں۔

(55)...... جانوروں کے خصی کرنے کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ کسی ضرورت وفائدہ کے بغیر جانوروں کوخصی کرنا منع اور گناہ ہے، البتہ اگر کوئی ضرورت وفائدہ وابستہ ہو، تو پھر جانورکوخصی کرنے کی اجازت ہے۔

بعض اوقات نَر جانور میں شہوت بڑھنے سے اس کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں، جس سے دوسروں کونقصان وضَرر پہنچتا ہے، مثلاً وہ دوسروں کو مارنے وکاٹنے لگتا ہے، اورایسی صورت میں اس کے خصی کردینے سے اس کی بداخلاقیوں کی کافی حدتک اصلاح ہوجاتی ہے۔

اسی طرح خصی جانور کا گوشت دوسرے جانوروں کے مقابلہ میں لذیذ ہوتا ہے، نیز خصی جانور زیادہ فربہ اورصحت مند ہوتا ہے، اس غرض سے بھی حلال جانورکوخصی کرنے کی اجازت ہے۔

البتہ جب اس قسم کی کوئی ضرورت وفائدہ وابستہ نہ ہو، تو پھر جانورکوخصی کرنا جائز نہیں۔

(56)......بعض لوگ جانوروں کے کان میں بلاوجہ سوراخ کرکے، ان کوتکلیف پہنچاتے ہیں، یاجانوروں کے سینگ جڑ سے اکھاڑ دیتے ہیں، بلکہ سینگ کے نیچے سے اندر کی میخ بھی نکال دیتے ہیں، تاکہ دوبارہ سینگ اُگ نہ سکیں، جس سے جانورکوسخت تکلیف ہوتی ہے، مدت تک جانورکواپنا سرہلانا بھی مشکل ہوجاتا ہے اورجانورسینگ سے جواپنے آپ کو تکلیف پہنچنے یاکسی کے اس پرحملہ آور ہونے کی صورت میں اپنادفاع کرسکتا تھا، یاسینگ سے

اپنے جسم میں خارش وغیرہ کرنے میں مدد حاصل کرسکتا تھا، اس کی وہ ضرورت بھی تادمِ حیات متاثر ہوجاتی ہے، اس لئے یہ طرزِ عمل گناہ میں داخل ہے، البتہ اگر کوئی پالتو جانور سینگوں سے انسانوں کو مارتا ہو، تو اس کا مناسب علاج کیا جاسکتا ہے، خواہ سینگ گھِس کر ہو یا مناسب مقدار میں کاٹ کر ہو، یا کسی اور مناسب طریقے سے ہو۔

(57)...... اسلام میں کبوتر بازی کے مشغلہ کو پسند نہیں کیا گیا، کیونکہ اس میں کئی خرابیاں جمع ہیں، ایکؔ تو کبوتر بازی میں مبتلا ہوکر انسان اللہ اور بندوں کے ضروری اور واجبی حقوق سے غافل ہوجاتا ہے، اور ہر وقت کبوتروں کے دھندے اور مشغلے میں الجھا رہتا ہے۔

دوسرؔے کبوتر بازی کرنے والا چھتوں پر چڑھ کر پڑوسیوں اور محلے داروں کی تکلیف وایذاء اور بے پردگی کا سبب بنتا ہے، تیسرؔے کبوتر بازی کرنے والا دوسروں کے کبوتر ناحق پکڑ کر غصب کرلیتا ہے، چوتھےؔ کبوتر بازی کرنے والا اپنے پاس کبوتروں کی کثرت اور تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے دوسروں پر فخر وتفاخر کا اظہار کرتا ہے، پانچویںؔ کبوتر بازی کرنے والا کبوتروں کو تکلیف وایذاء پہنچاتا ہے، مثلاً زبردستی دیر تک اڑتے رہنے پر مجبور کرتا ہے، اور کبوتروں کو بار بار اڑا کر اور ایک جگہ سے دوسری جگہ بٹھا کر اور اڑایا بھگا کر ان کو تکلیف پہنچاتا ہے، چھٹےؔ کبوتر بازی کرنے والا کبوتروں کے ذریعے سے جوا کھیلتا ہے، ساتویںؔ ان کو دانہ پانی دینے میں کوتاہی سے کام لیتا ہے۔

البتہ اگر کوئی اس طرح کی تمام خرابیوں سے بچ کر صرف شوقیہ کبوتر پالے، اور ان کے حقوق وراحت کا پوری طرح خیال رکھے، تو ایک حد تک کبوتر پالنا اور رکھنا جائز ہے۔

(58)...... جب گدھے یا کتے کی آواز سنیں، تو یہ دعاء پڑھنا سنت ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

ترجمہ: میں پناہ (وحفاظت) چاہتا ہوں، اللہ کے ذریعہ شیطان مرْدود سے (ابوداؤد)

(59)...... جب مرغ کے اذان دینے کی آواز سنیں، تو یہ دعاء پڑھنا سنت ہے:

اَسْأَلُ اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ

ترجمہ: میں اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرتا ہوں (بخاری)

جانوروں سے متعلق بعض غلط نظریات (Misconceptions)

(60)...... آج کل بہت سے لوگ مختلف قسم کے جانوروں کو منحوس سمجھتے، اور ان سے بدفالی اور مختلف طرح کی بدشگونی لیتے ہیں، حالانکہ جانوروں میں نحوست یا بدشگونی کا عقیدہ رکھنا غلط ہے، اور دراصل اس قسم کا عقیدہ ونظریہ زمانۂ جاہلیت سے تعلق رکھتا ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں لوگ بعض چیزوں میں نحوست کا عقیدہ رکھتے تھے، اسلام نے اس کی تردید فرمادی۔

(61)...... بعض لوگ الو (Owl) یا کسی دوسرے جانور کے کسی جگہ رہنے یا بیٹھنے اٹھنے سے سمجھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے اس جگہ میں نحوست آجاتی ہے، یا وہ جگہ ویران ہوجاتی ہے۔

اس قسم کا عقیدہ رکھنا شریعت کے خلاف اور گناہ ہے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر بلی (Cat) اور خاص طور پر کالے رنگ کی بلی (Cat) چلتے ہوئے شخص کا راستہ کاٹ دے، یعنی اس کے سامنے سے گزر جائے، یا کوئی مخصوص جانور یا پرندہ بائیں طرف گزرے یا اڑے، تو اس وقت کئے جانے والے سفر یا کام میں برکت اور خیر نہیں ہوتی۔

یہ بھی توہُّم پرستی اور زمانۂ جاہلیت کے غلط عقیدوں میں سے ہے۔

بعض لوگ کسی جگہ بلی (Cat) کے رونے کو کسی کی موت آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں، جبکہ یہ عقیدہ بھی اسلام کے مطابق نہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں جانور کے بولنے سے موت پھیلتی ہے، مگر یہ سوچ زمانۂ جاہلیت کی سوچ پر مبنی ہے، اسلام نے اس قسم کی بدشگونی سے منع فرمایا ہے۔

اسی طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کتے (Dog) کے رونے سے وباء آتی ہے، مگر اس طرح کی کوئی بات شریعت سے ثابت نہیں۔

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر مرغی (Hen) اذان دے تو اسے فوراً ذبح کر دینا چاہئے، کیونکہ اس سے وباء پھیلتی ہے۔

حالانکہ شریعت نے ایسی حالت میں مرغی کے ذبح کرنے کا حکم نہیں دیا، لہٰذا یہ عقیدہ بھی اسلام کی رُو سے غلط ہے۔

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر شام کے وقت (یا کسی دوسرے بے وقت) مرغا (Rooster) اذان دے تو اسے فوراً ذبح کر دینا چاہئے کیونکہ یہ اچھا نہیں، حالانکہ یہ سوچ بھی توہم پرستی میں داخل ہے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ خنزیر یا سور کا نام لینے سے چالیس دن تک زبان ناپاک رہتی ہے، مگر شریعت میں اس کی بھی کوئی اصل نہیں، البتہ بلاضرورت خنزیر کا نام لینا اور خاص طور پر کسی انسان وغیرہ کو گالی کے طور پر خنزیر یا سور کہنا درست نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جس گھر میں کوئی بھی جانور رہو، اُس گھر میں اگر کوئی مصیبت آئے تو وہ مصیبت اس جانور کے سر پڑ جاتی ہے، اور انسان مصیبت سے محفوظ رہ جاتا ہے، جبکہ اس قسم کا عقیدہ شریعت سے ثابت نہیں اور خود ساختہ ہے۔

بعض لوگ کسی جانور مثلاً قمری کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر گھر میں موجود ہو تو اس گھر میں نحوست آجاتی ہے اور بعض اوقات اس کی وجہ سے موت بھی واقع ہو جاتی ہے، حالانکہ یہ مہمل بات ہے۔

بعض لوگ کسی مصیبت، حادثہ، آفت یا بیماری کے وقت بکرے کے ذبح کرنے کو اور اس میں بھی کالے سیاہ رنگ کا بکرا ذبح کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں، اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مصیبت و آفت بکرے کے خون کے بدلے میں ٹل جاتی ہے، اور اس کو خون بہا یا جان کا بدلہ

قرار دیتے ہیں۔

مگر ایسی حالت میں شریعت کی طرف سے بکرا ذبح کرنے کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا بکرا ذبح کرنے کو ضروری یا زیادہ ثواب سمجھنا غلط ہے۔

البتہ صدقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر صدقہ کے لئے بکرے یا کسی دوسرے جانور کا ذبح کرنا اور صدقہ میں کوئی گوشت دینا ضروری نہیں، بلکہ کسی بھی ضرورت کی چیز یا روپیہ پیسہ کی شکل میں صدقہ کیا جا سکتا ہے، پھر اس بکرے کے ساتھ کالے اور سیاہ رنگ کے ہونے کی تخصیص کے کیا معنیٰ؟

(62)...... بعض لوگ کبوتروں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر وہ گھر میں ہوں تو ان کو آنے والی مصیبت کا پہلے سے پتہ چل جاتا ہے اور وہ اس مصیبت کو اپنے سر لے لیتے ہیں اور اہلِ خانہ بچ جاتے ہیں، اور بعض لوگ اس کے برعکس یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر گھر میں کبوتر موجود ہو تو اس گھر میں نحوست آجاتی ہے اور بعض اوقات اس کی وجہ سے موت بھی واقع ہوجاتی ہے۔

حالانکہ یہ دونوں باتیں مہمل ہیں، اللہ کے حکم سے جو مصیبت گناہوں کی شامت سے آنے والی ہو وہ کسی جانور کی وجہ سے ہرگز نہیں رک سکتی، بلکہ اس کے لئے توبہ کرنا اور گناہ چھوڑ کر اللہ سے اپنا تعلق جوڑنا ضروری ہے، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ بعض جانور اور پرندے ایسی چیزیں محسوس کر سکتے ہیں، جو انسان کی آنکھ سے مخفی ہوتی ہیں، مثلاً رحمت وعذاب کے فرشتے وغیرہ، اسی طرح کسی جانور کی وجہ سے اس طرح ہرگز نحوست نہیں آتی اور نہ ہی کسی کی موت واقع ہوتی ہے، بلکہ موت وزندگی کا تعلق تو حکمِ الٰہی سے ہے۔

(63)...... بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جس گھر میں تیتر ہو، اُس میں شیطان اور جادو کا اثر نہیں ہوتا، اس بات کا بھی کوئی ثبوت شریعت سے نہیں۔

(64)...... اسی طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مکان وغیرہ کی دیوار پر کوّا بولے یا منہ سے لقمہ

گر جائے یا آٹا گوندھتے ہوئے پانی زیادہ ڈل جائے یا روٹی پکاتے ہوئے ٹوٹ جائے یا توا جھلملانے یعنی چمکنے لگے تو مہمان آتا ہے، اور یہ چیزیں مہمان کی آمد کی طرف اشارہ ہیں۔

مگر ان چیزوں کی بھی شرعاً کوئی حقیقت نہیں، منگھڑت باتیں ہیں۔

(65)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر کسی گھر میں لڑائی کرانا منظور ہو تو اس گھر میں ''سہ'' یعنی خارپشت (یعنی وہ جانور جس کی کمر پر کانٹے ہوتے ہیں) کا کانٹا رکھ دیا جائے جب تک وہ کانٹا اس گھر میں رہے گا وہ گھر والے لڑتے رہیں گے۔

شرعاً اس کی بھی کوئی اصل نہیں، اور اس پر یقین کرنا جائز نہیں، نیز کسی کی آپس میں لڑائی کرانے کی غرض ویسے بھی گناہ ہے۔

(66)......بعض لوگ کبوتر کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس جانور کا تعلق ''سید'' برادری سے ہے، حالانکہ شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

(67)......بعض لوگ مکہ ومدینہ میں کبوتروں اور دوسرے پرندوں کو اناج، چاول، باجرا وغیرہ ڈالنے کا بڑا اہتمام کرتے ہیں، یہاں تک کہ بہت سے لوگ حج وعمرہ پر جانے والوں کو اس غرض کے لئے رقم فراہم کرتے ہیں، پھر وہاں گلی کوچوں، راستوں اور بازاروں میں اور چلنے والوں کے پیروں کے نیچے اس رزق کی بے حرمتی و بے ادبی ہوتی ہے اور چلنے والوں کو راستہ میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے، حتیٰ کہ صفائی کے لئے وہاں جاروب کشوں کے کام میں اضافہ ہوجاتا ہے، اور بعض ناواقف اور کم علم حضرات اس کی منت اور نذر بھی مانتے ہیں، بلاشبہ پرندوں کو کھلانا پلانا باعثِ اجروثواب ہے، لیکن اس میں اتنا غلو کرنا، جیسا کہ عام لوگوں نے سمجھا ہوا ہے، اور رزق کی بے ادبی کرانا، درست نہیں، لہٰذا اس طرح کی بے حرمتی اور غلو سے بچنا ضروری ہے، البتہ حدود کے اندر رہتے ہوئے ان خرابیوں سے بچ کر ایک طرف پرندوں کو دانہ ڈالنے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ رزق کا ضیاع نہ ہو اور حد سے تجاوز نہ ہو۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

Idara Ghufran

(حصہ سوم)

اشیائے استعمال وصرف سے متعلق آداب

Utilities & Vehicles

Idara Ghufran

(باب نمبر 1)

پانی استعمال کرنے کے آداب

(1)...... پانی قدرت کی عظیم نعمت ہے، اس کو احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا چاہیئے، اور اس کو بے جا استعمال وضائع کرنے سے بچنا چاہیے۔

پانی کی صفات اور اس کی پاکی سے متعلق آداب

(2)...... پانی اپنی اصل کے اعتبار سے بے رنگ، بے بو اور بے ذائقہ ہوتا ہے، یعنی اس میں کوئی دوسرا ذائقہ نہیں ہوتا، البتہ اس کا اپنا ذائقہ دوسری چیزوں سے منفرد، لذیذ اور دلکش ہوتا ہے، اصل صاف شفاف پانی میں کسی قسم کی حل پذیر چیز نظر نہیں آنی چاہیئے۔

نمکیات کی زیادتی پانی کو بھاری بنادیتی ہے، ایسا پانی جس کے استعمال سے صابن جھاگ نہ چھوڑے، اس کو بھاری پانی کہا جاتا ہے، اور آسانی سے جھاگ دے، تو وہ ہلکا پانی ہوتا ہے۔

(3)...... شرعی اعتبار سے پانی کے اندر اصل پاک ہونا ہے، اور پانی بغیر دلیل کے پاک قرار دیا جاتا ہے، اور پانی کے پاک ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔

لہٰذا پانی جو بھی ہو، خواہ وہ زیادہ ہو یا تھوڑا، اس کو اپنی اصل پر سمجھتے ہوئے پاک سمجھا جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی پانی ایسا ہو کہ اس کے ذائقہ، رنگ یا بو میں کچھ تغیر نظر آ رہا ہو، لیکن یہ طے نہ ہو کہ وہ تغیر ناپاکی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، تب بھی اس کو پاک قرار دیا جاتا ہے، اور اس میں شک کا اعتبار نہیں ہوتا۔

اگر کسی نامعلوم جگہ پانی نظر آئے، خواہ چلتا اور بہتا ہوا ہو، یا ٹھہرا ہوا ہو، اور خواہ زیادہ مقدار میں ہو، یا تھوڑی مقدار میں ہو، لیکن اس کے پاک وناپاک ہونے کا علم نہ ہو، تو اس پانی کو بھی

پاک شمار کیا جاتا ہے اور اس سے وضو وغیرہ کرنا جائز ہوتا ہے، کیونکہ پانی کے اندر اصل پاک ہونا ہے۔

اور اسی طرح اگر کسی جگہ برتن یا ٹنکی وحمام وغیرہ میں پانی موجود ہو، جس سے دوسرے لوگ بھی پانی پیتے اور لیتے ہوں، تو وہ بھی شرعی اعتبار سے پاک ہے۔

آج کل بعض لوگ بیت الخلاء کے پانی، اور اس کے لوٹے، اور لوٹے میں موجود پانی کو ناپاک سمجھتے ہیں، اور ضرورت پڑنے پر اس لوٹے سے وضو وغیرہ کرنا ہرگز گوارا نہیں کرتے، لیکن پیشاب پاخانہ سے فراغت پا کر اس لوٹے اور اس کے پانی سے استنجاء گوارا کر لیتے ہیں۔

یہ طرزِ عمل درست نہیں، کیونکہ جس برتن یا اس کے پانی سے استنجاء کی شکل میں پیشاب پاخانہ کی نجاست دور کر کے پاکی حاصل کی گئی، تو اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ وہ برتن اور پانی پاک تھا، اسی لئے تو اس سے پاکی حاصل ہوئی، ورنہ اگر وہ برتن یا پانی ناپاک ہوتا، تو اس سے پاکی کیسے حاصل ہوتی۔

لہٰذا بیت الخلاء کا وہ لوٹا اور وہ پانی کہ جس سے استنجاء وطہارت کی جاتی ہے، وہ پاک شمار ہوتا ہے، اور اس سے جس طرح طہارت واستنجاء کرنا جائز ہے، وضو کرنا بھی جائز ہے، اگر کسی کی طبیعت ویسے ہی کراہیت کرے، مگر اس سے وضو کرنے کو جائز سمجھے، اور ضرورت کے وقت اس سے وضو بھی کر لیا کرے، تو پھر کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح آج کل بعض لوگ بیت الخلاء کے فرش پر موجود پانی کو ناپاک خیال کرتے ہیں، اور اگر چلتے پھرتے ہوئے اس کی چھینٹیں کپڑوں پر پڑ جائیں، تو کپڑوں کو ناپاک سمجھ بیٹھتے ہیں، اور بعض اوقات اس کی وجہ سے نماز بھی ترک کر دیتے ہیں۔

حالانکہ بیت الخلاء کے فرش پر جو پانی ہوتا ہے، اس کا ناپاک ہونا یقینی نہیں ہوتا، کیونکہ آج کل پیشاب، پاخانہ کے لئے (سیٹ یعنی ڈبلیوسی کی شکل میں) مخصوص ومتعین مقام ہوتا ہے، اور پیشاب وپاخانہ عموماً اسی مقام تک محدود ہوتا ہے، اور اوپر دائیں بائیں فرش پر جو پانی ہوتا ہے، وہ عام طور پر استنجاء کے لئے لوٹے وغیرہ میں پاک پانی لیتے ہوئے گر جانے والا پانی

Idara Ghufran

ہوتا ہے، جو کہ اپنی ذات میں ناپاک نہیں ہوتا، اس وجہ سے فرش پر اس طرح کے پانی کا ناپاک ہونا ضروری نہیں، نیز بیت الخلاء کی زمین یا فرش پر اگر پیشاب پڑ جائے، تو وہ خشک ہونے سے پاک ہوجاتا ہے، اور دوبارہ گیلا ہونے پر ناپاک نہیں ہوتا، اس پانی سے بچنے کو احتیاط پر مبنی قرار دیا جاسکتا ہے، لہٰذا اس پانی سے بچنے کا اہتمام کرنا مناسب ہے، لیکن اگر یہ پانی لباس یا بدن پر لگ جائے، تو اس کو ناپاک قرار نہیں دیا جائے گا، البتہ پھر بھی اگر کوئی احتیاط کی وجہ سے اس جگہ کو دھولے، تو بہتر ہے، مگر اس کو دھونا ضروری نہیں۔

(29)...... جب کوئی پانی نہ تو جاری اور بہتا ہوا ہو، اور نہ ہی کثیر وزیادہ مقدار میں ہو، مثلاً کسی چھوٹے برتن یا ٹنکی وغیرہ میں پانی ہو، اور یہ پانی کسی نجاست مثلاً پیشاب وغیرہ گرنے کی وجہ سے ناپاک ہوجائے، اور اس پانی کو پاک کرنے کی ضرورت پیش آئے، تو اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس میں ایک طرف سے پاک پانی داخل کیا جائے، اور دوسری طرف سے اس کا پانی خارج کیا جائے، اور یہ داخل کرنے اور خارج کرنے کا عمل ایک وقت میں یعنی ایک ساتھ کیا جائے، تو اس سے یہ پانی پاک ہوجائے گا، خواہ تھوڑی دیر کے لئے ہی یہ عمل کیوں نہ کیا جائے، اور تھوڑی مقدار میں ہی پانی کیوں نہ نکلے، مگر اس میں یہ شرط ہے کہ نجاست وناپاکی کا ذائقہ، رنگ اور بو میں سے کوئی چیز اس میں باقی نہ رہے۔

پانی کو ضائع ہونے سے بچانے کے آداب

(4)...... پینے یا دوسرے کام کے لئے جتنے پانی کی ضرورت ہو، اتنا پانی حاصل کیجئے اور ضرورت پوری ہونے کے بعد بچ جانے والے پانی کو حتی الامکان خراب وضائع نہ کیجئے، بلکہ کسی دوسری ضرورت میں استعمال کر لیجئے۔

(5)...... آج بے فکری اور لاپرواہی کی وجہ سے بے شمار فضول مواقع میں پانی کو بے دریغ استعمال اور ضائع کر کے ایک اہم اور زندگی کے لئے لازمی چیز سے محرومی کے عذاب کا

سامنا ہے، اسی فضول خرچی کا نتیجہ ہے کہ روز بروز پانی کی مقدار میں کمی آ رہی ہے، زیرِ زمین پانی کی سطح روز بروز گہرائی میں جا رہی ہے، اور پانی کی قلت کی وجہ سے بجلی کی پیداوار میں بھی کمی ہو رہی ہے، کیونکہ بجلی کی عام پیداوار بھی پانی سے ہی کی جاتی ہے، اور کل آنے والے وقت میں پانی کی مزید کمی اور قلت کے خطرناک حالات کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، اس لئے انفرادی و اجتماعی ہر سطح پر پانی کے استعمال میں احتیاط کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے اور خود پانی کا بقدرِ ضرورت اور بوقتِ ضرورت استعمال شریعت کا بھی حکم ہے۔

(6)...... آج کل گھروں، دفتروں اور مسجدوں وغیرہ میں عام طور پر ٹونٹیاں لگی ہوئی ہوتی ہیں، جن سے مسلسل پانی آتا رہتا ہے، جس کی وجہ سے احتیاط نہ کرنے کی صورت میں ضرورت سے کہیں زیادہ پانی بہہ کر ضائع چلا جاتا ہے، لہٰذا ٹونٹی سے وضو کرتے یا منہ ہاتھ وغیرہ دھوتے وقت یا کسی دوسرے کام کے کرتے وقت بقدرِ ضرورت اور بوقتِ ضرورت پانی کھولنے اور ڈالنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور جس وقت اور جتنے پانی کی ضرورت ہو، اس پر اکتفا کرنا چاہئے، ضرورت کے بقدر پانی کی رفتار جاری رکھنی چاہئے، اور خاص طور پر صابن وغیرہ لگاتے وقت اور مسواک کرتے وقت ٹونٹی کو بند کر دینا چاہئے۔

کیونکہ بے احتیاطی کی صورت میں جہاں ایک لوٹے یا کم پانی سے وضو وغیرہ ہو سکتا تھا، وہاں کئی لوٹے یا بہت زیادہ پانی بہہ کر ضائع چلا جاتا ہے، اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی، کہ ذرا سی بے خیالی و بے احتیاطی کے نتیجے میں پانی کی کتنی بڑی مقدار ضائع ہو گئی ہے۔

(7)...... ٹونٹی اور فوارہ یا شاور (Shower) وغیرہ سے نہاتے وقت بھی پانی احتیاط کے ساتھ استعمال کیجئے اور ٹونٹی، فوارہ وغیرہ کھول کر بے فکر نہ ہو جایئے، کیونکہ اس بے فکری کے نتیجے میں بہت سا پانی ضائع ہو جاتا ہے، جو کسی دوسرے کے کام آ سکتا تھا، اور اگر سب لوگ احتیاط کریں اور اپنی اپنی جگہ فضول پانی کو ضائع ہونے سے بچائیں تو اجتماعی طور پر پانی کی قلت میں کمی آ سکتی ہے، اور کئی قسم کے سنگین مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

(8)...... استنجاء اور طہارت کرنے کے لئے جتنا پانی درکار ہو اتنا پانی استعمال کیجئے۔
بعض لوگ صرف وسوسوں اور شک کی وجہ سے وضو، غسل اور استنجاء وغیرہ میں پانی خوب بہاتے ہیں اور کئی کئی مرتبہ وہم کی وجہ سے ایک ایک عمل کو دہرا کر پانی ضائع کرتے ہیں، انہیں اپنی اس حرکت سے توبہ کرنی چاہیئے، اور شریعت نے وضو اور غسل جس طریقہ سے کرنے کی تعلیم دی ہے، اس کو کافی سمجھنا چاہیئے، اور اس کے برخلاف وسوسے اور وہم کو خاطر میں نہیں لانا چاہیے۔

(9)...... کپڑے اور برتن وغیرہ دھوتے وقت بھی پانی احتیاط کے ساتھ استعمال کرنے کا اہتمام کیجئے۔ اور کپڑوں اور برتنوں وغیرہ کو رگڑنے اور صابن وغیرہ لگانے کے وقت یا برتنوں سے ہڈیاں وغیرہ علیٰحدہ کرنے کے وقت جاری پانی کو بند کر دیجئے۔

(10)...... موٹر سائیکل یا گاڑی یا گھر کے صحن اور کمروں وغیرہ کو دھوتے وقت بھی پانی کا بے بہا استعمال نہ کیجئے، اور بلاوجہ برق رفتاری کے ساتھ پانی چلا کر نہ چھوڑیے۔

(11)...... گھر کے باغیچوں اور پودوں کی جڑوں کو پانی لگانا ہو، تو جتنی ضرورت ہو، اس پر اکتفا کیجئے، اور پائپ لگا کر خوامخواہ بہتا ہوا نہ چھوڑ دیجئے۔

(12)...... کسی برتن میں پانی بھرنے کے وقت اس بات کا اہتمام کیا کیجئے کہ برتن بھرنے کے بعد فوراً ٹونٹی کو بند کر دیا کیجئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ برتن بھرنے کے بعد پانی باہر نکل کر ضائع ہونا شروع ہو جائے، اور ذرا سی بے توجہی میں بہت سا پانی ضائع ہو جائے۔

(13)...... ٹنکی وغیرہ بھرنے کے لئے موٹر چلا کر ٹنکی بھرنے کے وقت موٹر بند کرنے کا اہتمام کیا کیجئے، اور موٹر چلا کر بے فکر نہ ہو جایا کیجئے، کیونکہ اس کے نتیجے میں ٹنکی بھرنے کے بعد پانی فضول ضائع ہوتا ہے، اور بعض اوقات پانی گرتے رہنے سے دوسروں کو تکلیف بھی پہنچتی ہے۔

(14)...... پانی کی ٹونٹی استعمال کرنے کے بعد اس کو اچھی طرح بند کر دیا کیجئے، اور اس کو

ٹپکتا ہوا نہ چھوڑا کیجئے، کیونکہ اس کے نتیجہ میں قطرہ قطرہ ہو کر بہت سا پانی ضائع ہو جاتا ہے۔

(15)...... اگر گھر میں پانی کے کسی پائپ میں سوراخ ہو جائے یا ٹونٹی خراب ہو جائے جس کی وجہ سے پانی فضول بہنے لگے، اس کی جلد از جلد اصلاح ودرستگی کا اہتمام کیجئے اور اس میں سستی اور غفلت اختیار نہ کیجئے۔

(16)...... آج کل پانی گرم کرنے کے لئے مخصوص خودکار حمام یعنی گیزر (Geyser) نصب ہوتا ہے، جس میں خودکار نظام لگا ہوا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے مخصوص مقدار میں گرم پانی ہو جانے پر وہ رُک جاتا ہے اور اس سے کم مقدار پانی گرم رہنے پر چل پڑتا ہے، اور جوں ہی اس میں سے پانی تھوڑی مقدار میں خارج ہوتا ہے، اس وقت بھی پانی کی مخصوص گرم مقدار خارج ہو جانے کی وجہ سے وہ فوراً چل پڑتا ہے۔

اس لئے یہ گیزر چلتے ہوئے جب گرم پانی استعمال کرنے کی ضرورت نہ ہو تو گرم پانی والی ٹونٹی کو نہیں چلانا چاہئے، اور گرم ٹونٹی کو استعمال کرنے کے بعد بھی اہتمام کے ساتھ بند کرنا چاہئے۔ اس کو ٹپکتا ہوا نہیں چھوڑنا چاہئے، تاکہ بلاوجہ گیزر چلنے سے گیس، بجلی وغیرہ کا بے جا استعمال اور ضیاع لازم نہ آئے۔

(17)...... اگر گھر سے باہر گلی، راستے وغیرہ میں سرکاری پانی کے نل کی ٹونٹی خراب ہو جائے یا کوئی پائپ ٹوٹ جائے جس سے فضول پانی بہہ رہا ہو تو متعلقہ ادارے کو اس سے آگاہ کر دیجئے، یا پھر خدمتِ خلق اور ثواب کے جذبے سے خود اس کی اصلاح کرا دیجئے۔

پانی کو استعمال کرنے کے متفرق آداب

(18)...... چلتے ہوئے یا ٹھہرے ہوئے پانی میں رفعِ حاجت یعنی پیشاب پاخانہ نہیں کرنا چاہئے، خاص طور پر، جو پانی لوگوں کی ضروریات کا ہو، اس میں اس طرح کی حرکت ہرگز نہیں کرنی چاہئے اور نہ ہی اس پانی میں کوئی دوسری گندگی یا ایسی چیز شامل کرنی چاہئے، جس سے

اس کا استعمال مشکل یا مضر ہو جائے۔

(19)...... پانی میں چلنے والی کشتیوں اور دوسری چیزوں میں شوقیہ طور پر بیٹھنے سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہئے، اس میں بعض اوقات ڈوبنے وغیرہ کا کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے۔

(20)...... چلتے ہوئے تیز پانی میں اور اسی طرح گہرے پانی میں غسل کرنے اور نہانے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ اس میں ڈوبنے یا بہنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(21)...... تیراکی کا فن سیکھنے کی مشق کر لینا بہتر ہے، یہ ضرورت کے وقت کام آتی ہے۔

(22)...... اگر پانی کا کنکشن لینے پر کسی سرکاری یا نیم سرکاری ادارہ کی طرف سے معاوضہ مقرر ہے، تو اس معاوضہ کو ضابطہ کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے، اور ایسی صورت میں چوری چھپے سے کنکشن لگوا کر پانی استعمال کرنا جائز نہیں، اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کسی کو رشوت فراہم کرنا بھی گناہ ہے۔

(23)...... اپنے پینے اور جانوروں کو پلانے کے لئے صاف ستھرا پانی استعمال کرنا چاہئے، بھاری اور کثیف یعنی غیر صاف پانی پینے سے معدہ کی مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، جس پانی میں چونے وغیرہ کے اجزاء شامل ہوں، اس سے گردہ ومثانہ کی پتھری پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، اگر پانی میں نباتی یا حیوانی کثافتیں شامل ہوں، تو اس سے اسہال، پیچش، پیٹ کے کیڑے، ہیضہ اور ٹائیفائیڈ بخار وغیرہ ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔

اگر پانی صاف نہ ہو تو اس کو اُبال کر اور چھان کر استعمال کرنا چاہئے۔

وبا کے دنوں میں، خاص طور پر جبکہ ہیضہ کی وبا پھیلی ہوئی ہو، اس وقت کنویں کے پانی کو استعمال کرنے میں احتیاط کی ضرورت ہے، اگر کنواں بڑا ہو، تو ایک من چونا، یا 150 گرام پوٹاشیم پرمیگنیٹ، اور اگر کنواں چھوٹا ہو، تو 20 کلو چونا یا 70 گرام پوٹاشیم پرمیگنیٹ پانی میں اچھی طرح گھول کر تھوڑا تھوڑا کنویں میں ڈالیں، اور ڈول کو کنویں میں ڈال کر نکالیں، اس طرح پانی صاف ہو جاتا ہے، اگر رات کو دوا ڈالیں، تو صبح پانی قابلِ استعمال ہو جاتا ہے۔

عام پانی کو صاف کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ 10 لیٹر پانی میں ایک گرام پھٹکری ڈالیں اور اس کو خوب ہلائیں، تھوڑی دیر میں کثافتیں نیچے بیٹھ جاتی ہیں، اور صاف پانی اوپر آجاتا ہے۔

کلورین زدہ چونا یا بلیچنگ پاؤڈر چائے والا ایک چمچ ایک لیٹر پانی میں حل کریں، اس تیار شدہ محلول کے ایک چائے کے چمچ کی مقدار سے 10 لیٹر پانی صاف ہوجاتا ہے۔

ایک گرام پوٹاشیم پرمیگنیٹ 15 لیٹر پانی کو صاف کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(24)...... اگر کسی جگہ کنویں، یا نلکے وغیرہ سے پانی حاصل کرنے کے لئے ایک سے زیادہ افراد جمع ہوں تو اپنے نمبر کے مطابق پانی حاصل کرنے کا اہتمام کیجئے اور کمزوروں اور بچوں کی باری کو نظر انداز کر کے پیش قدمی نہ کیجئے۔

(25)...... گھروں، چھتوں اور گلیوں میں پانی جمع نہ ہونے دیجئے، کیونکہ اس پر مچھر آکر پیدا ہوتے اور پرورش پاتے ہیں، اگر کہیں پانی ٹھہر جائے، تو اسے وہاں سے بہا کر صاف کر دینا چاہئے، گھر اور راستہ میں حتی الامکان پانی کھڑا نہیں ہونے دینا چاہئے، اور کسی جگہ گندہ پانی بھی کھڑا نہیں ہونے دینا چاہئے۔

(26)...... گھروں میں موجود پانی کے برتنوں اور اسی طرح پانی کی ٹنکی کو ڈھانپ کر رکھنا چاہئے، کھلے رہنے سے مچھروں کی افزائش کے ساتھ ساتھ اس میں گندگی شامل ہونے کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔

(27)...... اگر سرکاری نل سے موٹر چلا کر پانی کھینچنے کی ممانعت ہو، تو اس کی پابندی کرنی چاہئے، اور ساتھ ہی پڑوسی کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ پڑوسیوں کی حق تلفی نہ ہو۔

(28)...... اگر تمہارا پڑوسی ضرورت کی وجہ سے تم سے پانی طلب کرے تو حتی الامکان اس کو منع نہیں کرنا چاہئے، البتہ اگر فضول پانی ضائع کرے، تو اس سے منع کرنے میں حرج نہیں۔

(29)...... پانی پینے کے آداب کا ذکر کھانے اور پینے کے آداب میں کر دیا گیا ہے، وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

www.idaraghufran.org

(باب نمبر 2)

بجلی (Electricity) استعمال کرنے کے آداب

بجلی کی اہمیت

(1)...... بجلی بڑے کام کی چیز ہے، جس سے انسانوں کی بہت سی ضروریات پوری ہوتی ہیں، اوراس کے بغیر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لئے بجلی کو قدرت کی بڑی نعمت سمجھئے، اس پر اللہ کا شکرادا کیجئے اوراس کی قدر کیجئے اوراس کی بے قدری کرنے سے اپنے آپ کو بچایئے اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کیجئے، کیونکہ بجلی کے زیادہ استعمال کرنے سے ملک میں بجلی کی قلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور پھر لوڈ شیڈنگ وغیرہ کی نوبت آتی ہے، اور بجلی کے بلوں میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے، اوراسی کے ساتھ بجلی کے ذریعہ جو مشینیں اور بلب وغیرہ چل رہے ہوں، وہ چیزیں بھی کمزور ہوکر جلدی خراب ہوجاتی ہیں اوراس کے نتیجہ میں وقت اور پیسہ خرچ ہوتا ہے اوراوپر سے طرح طرح کی پریشانی اور تکلیف کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

بجلی کو ضائع ہونے سے بچانے کے آداب

(2)...... بجلی کی جس وقت اور جتنی ضرورت ہو، اس وقت اتنی ضرورت کے استعمال پر اکتفاء کیجئے، بلاضرورت بجلی ہرگز استعمال نہ کیجئے، اور ضرورت پوری ہونے پر فوراً اس کا استعمال بٹن وغیرہ بند کرکے موقوف کردیجئے۔

(3)...... جب تک دن کی قدرتی اور سورج کی فطری روشنی سے کام چل سکتا ہو، اس وقت تک بلب اور ٹیوب لائٹیں وغیرہ روشن نہ کیجئے اور دن اور سورج کی قدرتی وفطری روشنی سے کام چلایئے، اور ویسے بھی بینائی اور جسمانی صحت کے لئے دن اور سورج کی روشنی زیادہ

فائدہ مند ہے، اور اس کے مقابلہ میں بجلی وغیرہ کی مصنوعی روشنی اتنی فائدہ مند نہیں۔

(4)...... جب ایک بلب، ایک پنکھے وغیرہ سے گزارا ہو سکتا ہو تو دوسرا بلب اور دوسرا پنکھا وغیرہ استعمال نہ کیجئے، اور مختلف افراد ایک جگہ کے بلب اور ایک پنکھے وغیرہ سے ضرورت پوری کر سکتے ہوں، تو الگ الگ رہ کر مختلف بلب روشن اور پنکھے استعمال نہ کیجئے۔

(5)...... جہاں کہیں بلب، پنکھا یا بجلی کی دوسری چیز بلاضرورت چلتی دیکھیں، اس کو فوراً بلا تاخیر بند کر دیجئے اور اس کے لئے اٹھنے، تھوڑا بہت چلنے، اور ہلنے جلنے کی سُستی اور غفلت ہرگز نہ کیجئے۔

(6)...... ایسی الیکٹرک اشیاء (یعنی بلب، پنکھے وغیرہ) کے استعمال کرنے کو ترجیح دیجئے، جن میں بجلی کی کم از کم مقدار خرچ ہوتی ہو۔

(7)...... کسی کمرے، بیت الخلاء، غسل خانے، باورچی خانے، اور اسٹور وغیرہ سے ضرورت پوری کر کے باہر آ رہے ہوں، تو بلب، پنکھا وغیرہ فوراً بند کر دیجئے، اگرچہ کچھ دیر بعد دوبارہ وہاں جانے کا ارادہ کیوں نہ ہو، دوبارہ جانے پر دوبارہ بلب، پنکھا وغیرہ چلایا جا سکتا ہے، اور درمیان میں بلاضرورت بجلی کے ضیاع سے بچا جا سکتا ہے۔

(8)...... کپڑوں کے لیے بجلی کی استری استعمال کرتے وقت اس کی رفتار کو بقدرِ ضرورت رکھئے تاکہ بجلی بلاضرورت استعمال نہ ہو اور کپڑے وغیرہ نہ جل جائیں، اور استری چلا کر کسی ایسے کپڑے، قالین وغیرہ پر رکھ کر نہ چھوڑیئے، جس سے وہ کپڑا، قالین وغیرہ جل جائے، یا آگ لگ جائے، بلکہ ایسی چیز پر رکھیے جس کے جلنے اور آگ لگنے کا خطرہ نہ ہو، مثلاً کسی لوہے وغیرہ کی چیز پر، یا اس کو مخصوص طرح کھڑا کر دیجیے، اور ضرورت پوری ہونے کے بعد فوراً اس کو بند کر دیجئے، اور اگر استری کرنے کے دوران بجلی چلی جائے تو اس وقت استری کا بٹن بند کر دیجئے، بلکہ اس کا سوئچ بجلی کے کنکشن سے الگ کر دیجئے، کیونکہ اس میں ذرا سی غفلت کرنے سے بجلی کا بڑا حصہ ضائع ہو سکتا ہے اور کوئی بڑا حادثہ بھی پیش آ سکتا ہے، یہ بھی

سمجھ لینا چاہئے کہ استری کے ذریعہ بجلی کی بہت بڑی مقدار استعمال ہوتی ہے۔

(9)...... اگر بجلی کا بل آپ کو ادا نہیں کرنا پڑتا اور کسی ادارہ یا شخص کی طرف سے بجلی آپ کو مفت فراہم کی جاتی ہے، یا دوسرا آپ کی طرف سے بل ادا کرتا ہے، تب بھی بجلی کا بے جا اور فضول استعمال نہ کیجئے اور یہ جان لیجئے کہ اس وقت بھی آپ کے لئے بجلی کا فضول استعمال جائز نہیں، بلکہ اس صورت میں بسا اوقات بجلی کے فضول ضیاع کے ساتھ ساتھ دوسرے کے ساتھ خیانت و دھوکہ دہی اور ظلم و زیادتی وغیرہ شامل ہونے کی وجہ سے جرم اور گناہ میں اضافہ ہوسکتا ہے۔

(10)...... اگر آپ صاحبِ حیثیت ہیں اور بجلی کے بھاری مقدار کے بل ادا کرنے کی آپ کو قدرت حاصل ہے، تب بھی اپنے مال و دولت کے بل بوتے پر بجلی کے ضیاع کو برداشت نہ کیجئے، کیونکہ اولاً تو بجلی کے زیادہ استعمال سے سب کے لئے بجلی کی قلت ہوتی ہے، جس کے نقصان سے کل آپ اور آپ کی اولاد اور دوسرے لوگ دوچار ہوسکتے ہیں، دوسرے آپ کو قیامت کے دن اس کا حساب دینا ہوگا۔

(11)...... شادی بیاہوں کی تقریبات میں اور اسی طرح سالانہ مختلف تاریخوں میں غیر ضروری چراغاں اور لائٹنگ کے عنوان سے بجلی کا ضیاع نہ کیجئے۔

افسوس ہے کہ آج کل بعض مذہبی تہواروں کے نام پر دیگر کئی مفاسد و بے اعتدالیوں کے ساتھ چراغاں و لائٹنگ کرنے کا عام کلچر پھیل گیا ہے، جس سے بجلی کا بہت بڑا حصہ ضائع کر دیا جاتا ہے، جو کہ شرعی اعتبار سے نامعقول حرکت ہے۔

بجلی کو استعمال کرنے کے متفرق آداب

(12)...... ضرورت سے زیادہ تیز روشنی والے بلب وغیرہ کے بلاضرورت استعمال سے پرہیز کیجئے، کیونکہ ضرورت سے زیادہ تیز روشنی آنکھوں کی بینائی کے لئے ویسے بھی نقصان دہ

ہے اور بجلی کے ضائع ہونے کا ذریعہ بھی ہے۔

(13)...... پنکھوں میں رفتار کم اور زیادہ کرنے کا آلہ (یعنی ریگولیٹر (Regulator) لگوا کر رکھیے، تاکہ بوقتِ ضرورت اور موسم کے مطابق رفتار کم یا زیادہ کی جا سکے، اور سوچئے کہ بلاضرورت تیز رفتاری کی صورت میں بجلی کے بل ادا کرنے یا تھوڑا گرم موسم ہونے کے وقت تیز ہوا کے باعث بیماری پیدا ہونے اور دوا دارو کے اخراجات کی شکل میں جتنی رقم آپ کو ادا کرنی پڑ سکتی ہے، اس سے بہت کم خرچ میں آپ رفتار کم کرنے والے آلہ کو خرید سکتے ہیں۔

اور اگر یہ آلہ خراب ہو تو اس کو جلد از جلد درست کرا لیجئے۔

(14)...... بجلی وغیرہ کی کوئی چیز چلا رکھی ہو اور اسی دوران بجلی چلی جائے، تو اہتمام اور توجہ کے ساتھ اس کا بٹن بند کر دیجئے، تاکہ بجلی آنے کے بعد وہ چیز بلاضرورت چلتی نہ رہ جائے، موبائل، لیپ ٹاپ یا دوسری چارج کی جانے والی چیز کو جب چارج کر لیں، تو چارجر کو بجلی کے کرنٹ سے نکال دیں، تاکہ بے دھیانی میں کوئی چھوٹا بچہ یا بڑا کسی حادثہ وغیرہ کا شکار نہ ہو جائے۔

(15)...... دفتر یا دوکان وغیرہ بند کر کے جاتے وقت بجلی کا مرکزی بٹن یعنی مین سوئچ بند کر دیا کریں کہ کہیں آپ کے چلے جانے کے بعد بجلی چلتی رہ جانے کی وجہ سے کوئی بڑا حادثہ رونما نہ ہو جائے اور آناً فاناً زندگی بھر کی کمائی جل کر خاکستر نہ ہو جائے، کیونکہ بجلی کی کوئی چیز کھلی ہونے اور چلنے کے وقت حادثہ پیش آنے کے زیادہ خطرات ہوتے ہیں، اور جب پیچھے سے کرنٹ کی آمد بند کر دی جائے، تو اس طرح کے حادثات سے کافی حد تک حفاظت ہو جاتی ہے، مثلاً پانی کھینچنے والی موٹر، فریج، ڈیپ فریزر، جنریٹر، یو پی ایس، یعنی بجلی کی بیٹری چارج کرنے والی مشین وغیرہ، ان سب چیزوں میں احتیاط کیجیے۔

(16)...... بجلی سے چلنی والی اشیاء جو اکثر اوقات چلتی رہتی ہیں، ان کو گھروں وغیرہ میں

ایسی جگہ رکھنا مناسب نہیں کہ جہاں آگ لگنے اور بھڑکنے کے زیادہ خطرات ہوں، یا وہاں لیٹنے اور سونے کی ضرورت پیش آتی ہو، کیونکہ ایسی چیزوں میں فنی خرابی کی وجہ سے بعض اوقات آگ بھڑک اٹھتی ہے، اور اس قسم کی مشینری سے چلنے کے دوران خاص قسم کی شعائیں برآمد ہوتی ہیں، جو وہاں پر موجود لوگوں کے سانس کے ساتھ اندر داخل ہو کر صحت یا زندگی کے لئے مضر ثابت ہو سکتی ہیں۔

(17)......سرکاری بجلی چوری چھپے وغیرہ سے استعمال نہ کیجئے اور یہ سمجھ لیجئے کہ یہ قوم اور لوگوں کی اجتماعی امانت ہے، اس میں چوری اور غصب کرنے سے آپ پوری قوم وملت کے مجرم بن کر آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو سکتے ہیں اور دنیا میں بھی کسی وبال میں مبتلا ہو سکتے ہیں، اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ رشوت وغیرہ کے بل بوتے پر میٹر میں گڑ بڑ یا کسی بھی طرح غیر قانونی بجلی کا استعمال کرنا سنگین جرم اور شرعی اعتبار سے سخت گناہ ہے۔

(18)......آج کل شہروں میں بجلی کی موٹر سے پانی حاصل کر کے استعمال کیا جاتا ہے، اس لئے پانی کا استعمال بھی احتیاط کے ساتھ کیجئے اور اس کو بھی فضول ضائع نہ کیجئے تاکہ پانی کے زیادہ استعمال سے بار بار موٹر چلا کر بجلی استعمال نہ کرنی پڑے، اور پانی کے ضیاع کے گناہ سے بھی حفاظت رہے۔

(19)......بجلی کا فضول استعمال تو اپنی جگہ گناہ ہے ہی، مگر اس کو گناہوں کے کاموں میں استعمال کرنا ایک مستقل دوسرا گناہ ہے۔

لہٰذا بجلی کو گناہ کی چیزوں میں استعمال نہ کیجئے، الیکٹرک کیمروں سے بلا شرعی ضرورت کے جاندار کی تصویر بنانے، ٹیلی ویژن اور کیبل یا کمپیوٹر وغیرہ پر غیر شرعی پروگرام دیکھنے میں بجلی کے فضول استعمال کا گناہ بھی لازم آتا ہے۔

اسی طرح موبائل فون وغیرہ کا بلاضرورت استعمال کر کے اس کی چارجنگ کو کمزور اور ختم کرنا اور پھر بجلی سے بیٹری چارج کرنا بھی بجلی کے غیر ضروری استعمال میں داخل ہے، اس قسم کی

www.idaraghufran.org

فضول چیزوں سے اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو بچانے کی کوشش کیجئے۔

(20)...... اگر کسی ملک یا علاقہ کے قانون کی رو سے مخصوص وقت کے بعد بجلی کے خاص استعمال کی قانونی طور پر ممانعت ہو تو اس کی پابندی کیجئے، اور اس سلسلہ میں قانون شکنی کا ارتکاب نہ کیجئے، کیونکہ اس طرح کے قوانین کی پابندی شرعاً بھی ضروری ہو جاتی ہے۔

بجلی کے حادثات سے حفاظت کے آداب

(21)...... بجلی جہاں ایک طرف ضرورت اور فائدہ کی چیز ہے، وہاں دوسری طرف یہ انسان کے لئے بہت خطرناک اور مہلک بھی ہے، بجلی کا کرنٹ بچے، بڑے اور کسی بھی انسان کے لئے جان لیوا ثابت ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات اس کی وجہ سے قیمتی اشیاء جل کر خاکستر ہو جاتی ہیں، اس لئے کرنٹ لگنے والے مقام اور اشیاء سے اپنے جسم اور بچوں اور دوسری مختلف اشیاء کو محفوظ کرنے اور رکھنے کی کوشش کرنا بہت ضروری ہے۔

(22)...... بجلی کے کرنٹ والی چیز کو استعمال کرتے وقت بہت احتیاط کیجئے، اگر پاؤں میں ربڑ یا پلاسٹک وغیرہ کے خشک جوتے پہنے ہوئے ہوں، تو کرنٹ کے حملے سے کافی حد تک حفاظت ہو جاتی ہے، جبکہ وہ پانی وغیرہ میں بھیگے ہوئے نہ ہوں۔

(23)...... گیلے ہاتھ پاؤں ہونے کی صورت میں بجلی کے بٹن اور دوسری چیزوں کو ہاتھ لگانے میں احتیاط کرنی چاہئے، اگر بارش وغیرہ سے ہاتھ پاؤں گیلے ہوں، تو اس صورت میں گھر وغیرہ میں داخل ہوتے وقت دروازہ پر لگی ہوئی بجلی کے کرنٹ والی گھنٹی کا بٹن دبانے میں بھی احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

(24)...... بجلی کا کوئی تار یا بٹن وغیرہ ٹوٹ جائے اور خراب ہو جائے تو اس کی اصلاح و درستگی کا جلدی اہتمام کیجئے، اور اس کی طرف سے غفلت و سُستی اختیار نہ کیجئے، کیونکہ اس سے بعض اوقات کسی کو کرنٹ لگ جاتا ہے، یا آگ بھڑک اٹھتی ہے، اور کسی بڑے جانی و مالی

Idara Ghufran

نقصان کی نوبت آجاتی ہے۔

(25)...... بجلی اور اس کے تاروں اور بٹنوں وغیرہ کی تنصیب میں احتیاط کرنی چاہئے، اور اس غرض کے لئے اگر زیادہ رقم خرچ کرنی پڑ جائے تو بھی اس کو برداشت کرنا چاہئے، بعض لوگ پیسے بچانے کی خاطر سستی اور گھٹیا چیزیں اور آلات مثلاً ہلکی تار اور بٹن وغیرہ لگوا لیتے ہیں، جس کے نتیجہ میں بعد میں کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے، زندگی بھر کی کمائی جل کر خاکستر ہوجاتی ہے، اور بعض اوقات جان ہی چلی جاتی ہے، جس کی کوئی قیمت ہی نہیں، آج کل اس طرح کی بے قاعدگیوں کی وجہ سے بڑے بڑے حادثات پیش آتے ہیں، اس لئے اس سلسلہ میں غفلت ہرگز مناسب نہیں اور کمزور تار یا سوئچ وغیرہ پر اس کی برداشت سے زیادہ بوجھ اور لوڈ (Load) ڈالنا بہت خطرناک ہے۔

(26)...... عام طور پر کرنٹ ربڑ اور خشک لکڑی یا خشک کپڑے وغیرہ سے گزر کر نہیں آیا کرتا، اس لئے اگر ہاتھ میں ایسی چیز (مثلاً ربڑ کے دستانے پہن کر یا ربڑ چڑھے ہوئے پلاس وغیرہ کو) لے کر کرنٹ والے مقام پر کام کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

(27)...... بجلی کے لئے عام طور پر دو قسم کی تاریں استعمال ہوتی ہیں، ایک تار ٹھنڈی (Negative) کہلاتی ہے اور دوسری تار گرم (Positive) کہلاتی ہے، جن کے مجموعہ سے بجلی کا کرنٹ مہیا ہوتا ہے، عام طور پر ٹھنڈی تار میں کرنٹ نہیں ہوتا، اور اگر اُس کو گرم تار سے الگ کر کے چھوا جائے، تو کرنٹ لگنے کا حادثہ پیش نہیں آتا، لیکن پیچھے کسی مقام سے دونوں تاروں کے ملنے کی وجہ سے کرنٹ کا خطرہ ہوتا ہے، نیز بعض اوقات پیچھے سے کسی فنی خرابی کی وجہ سے ٹھنڈی تار میں بھی کرنٹ پہنچ جاتا ہے، اس لئے ٹھنڈی تار کو بھی پیچھے سے بجلی کا تعلق ختم کئے بغیر چھونا احتیاط کے خلاف ہے۔

اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ تار کو براہِ راست ہاتھ سے نہ چھوا جائے، بلکہ کسی آلہ مثلاً ربڑ والے پلاس وغیرہ کے واسطہ سے تار کو چھونے اور کاٹنے یا چھیلنے کا کام کیا جائے، کیونکہ پیچھے

سوئچ وغیرہ میں بھی کوئی فنی خرابی پیش آ سکتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی وقت بجلی موجود نہ ہو تب بھی تار اور کرنٹ والی جگہ کو چھونا احتیاط کے خلاف ہے، کیونکہ کسی بھی وقت پیچھے سے بجلی کا کرنٹ پہنچ سکتا ہے۔

(28)...... اگر خدانخواستہ کبھی کرنٹ لگنے کا حادثہ پیش آ جائے تو فوراً پیچھے سے بٹن وغیرہ بند کر کے کرنٹ کی آمد کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آج کل اس طرح کے خودکار بٹن اور آلات چل گئے ہیں کہ اگر ان کو لگوالیا جائے، تو اچانک کوئی حادثہ پیش آ جانے کی صورت میں وہ فوراً بند ہو جاتے ہیں، اور بجلی کا تعلق آگے سے ختم کر دیتے ہیں، جن کو ''سرکٹ بریکر'' (Circuit Breaker) وغیرہ کہا جاتا ہے، یہ بڑے کارآمد آلے ہیں، جن کی وجہ سے مالی و جانی بڑے بڑے حادثوں کے پیش آنے سے حفاظت رہتی ہے، اس لئے اس قسم کے آلات کو لگوالینا بڑے فائدہ کی بات ہے، ورنہ بعض اوقات تھوڑی سی غفلت یا قیمت بچانے کی خاطر جانی یا مالی بھاری قیمت کا بوجھ برداشت کرنا پڑ جاتا ہے۔

(29)...... جو شخص کرنٹ کی زَد میں ہو، اُس کو براہِ راست چھونے والا بھی کرنٹ کی زَد میں آ سکتا ہے، اس لئے کرنٹ زدہ شخص کو براہِ راست چھونے اور اس کو پکڑ کر کرنٹ سے جدا کرنے کی کوشش کرنے کے بجائے یا تو پیچھے سے کرنٹ کی آمد والا بٹن بند کرنا چاہئے یا پھر خشک ربڑ، لکڑی، کپڑا یا رسی وغیرہ سے کرنٹ زدہ شخص کو کرنٹ سے جدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(30)...... رات کو سونے سے پہلے بجلی کی غیر ضروری اشیاء کو بند کر دیا کیجئے، اور چراغ و موم بتی وغیرہ کو جلتا ہوا چھوڑ کر نہ سویا کیجئے، اس سے آگ لگنے یا کوئی حادثہ وغیرہ پیش آنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

(باب نمبر3)

آگ اور گیس والی اشیاء استعمال کرنے کے آداب

(Fire & Gas Appliances)

آج کل مختلف قسم کی گیس اور آگ پیدا کرنے والی چیزوں کا استعمال عام ہو گیا ہے، لہٰذا اب اس قسم کی چیزوں کے استعمال کے آداب ذکر کیے جاتے ہیں۔

آگ اور گیس والی اشیاء سے متعلق بنیادی آداب

(1)...... سوئی گیس میں زہریلے اثرات ہوتے ہیں، اور یہ بہت جلدی آگ کو پکڑ لیتی ہے، اس لئے اس کو استعمال کرنے کے لئے بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

(2)...... گیس کا استعمال بھی پانی اور بجلی کی طرح بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت کیجئے، گیس کے ضرورت سے زیادہ استعمال سے اس نعمت اور اس پر ہونے والے اخراجات کا بے جا ضیاع لازم آتا ہے اور کسی بھی چیز کے بے جا ضیاع کو شریعت میں پسند نہیں کیا گیا۔

پھر گیس کے بے جا استعمال اور ضیاع سے اور بھی کئی اجتماعی مسائل پیش آتے ہیں، مثلاً گیس کی قلت و کمی ہو جاتی ہے اور قیمت مہنگی ہو جاتی ہے اور اگر بجلی وغیرہ جیسی چیزیں، اس سے تیار ہوتی ہیں، تو ان چیزوں میں بھی قلت و کمی ہو جاتی ہے اور وہ چیزیں مہنگی ہو جاتی ہیں۔

آج کل بعض عورتیں یا لوگ ایک ماچس کی تیلی بچانے یا ذرا سی سُستی اور غفلت کی بناء پر لمبے وقت تک گیس جلتی ہوئی چھوڑ دیتے ہیں، جس سے آہستہ آہستہ گیس خارج ہو کر بڑی مقدار میں ضائع چلی جاتی ہے، اوپر سے گیس کے بل کی بھاری قیمت بھی چکانی پڑتی ہے، جبکہ ذرا سی احتیاط سے یہ گیس دوسرے ضرورت مندوں کے کام آسکتی تھی یا اس کے بل کی رقم

Idara Ghufran

سے کسی غریب کا بھلا ہوسکتا تھا، یا وہ رقم کسی دوسرے ضروری کام میں استعمال ہوسکتی تھی۔

(3)......گیس سے چلنے والی اشیاء اور گیزر وغیرہ کی رفتار کو بقدرِ ضرورت رکھنا چاہئے، تاکہ ضرورت سے زیادہ گیس استعمال نہ ہو۔

آگ اور گیس والی اشیاء کے حادثات سے حفاظت کے آداب

(4)...... جب سوئی گیس یا سلنڈر کا کوئی چولہا یا ہیٹر اور لیمپ وغیرہ استعمال کریں تو جلانا شروع کرتے وقت اس کی گیس کی رفتار کو آہستہ رکھنا چاہئے، کیونکہ شروع میں رفتار زیادہ کرنے کی صورت میں ماچس کی تیلی یا لائٹر وغیرہ لگاتے ہی تیز آگ بھڑک جاتی ہے، جس سے جان و مال کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(5)......گیس سے چلنے والی اشیاء کے قریب ایسی چیزیں رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، جو جلدی آگ کو پکڑتی ہوں، مثلاً مٹی کا تیل، پٹرول، ماچس وغیرہ۔

(6)......ضرورت پوری کرنے کے بعد گیس والی اشیاء سے بٹن وغیرہ بند کرکے گیس کی آمد کو اچھی طرح ختم کردینا چاہئے کہ کہیں تھوڑا بہت بٹن کھلا رہنے کی وجہ سے گیس خارج ہوکر ضائع نہ ہوتی رہے، اور مزید کسی حادثہ کا بھی باعث نہ بن جائے۔

(7)...... اگر گیس وغیرہ کا استعمال کرتے وقت پیچھے پائپ لائن سے گیس کی آمد بند ہوجائے، تو بھی اسی وقت توجہ کے ساتھ اس کا بٹن بند کردیا کیجئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں گیس کی آمد شروع ہوجائے، اور اسی طرح خارج ہونی شروع ہوجائے، اور اس کے نتیجہ میں گیس کا بڑا حصہ ضائع ہوجائے، یا کوئی حادثہ وغیرہ پیش آجائے۔

(8)...... کمرے میں گیس کا ہیٹر، چولہا اور لیمپ وغیرہ چلا کر سونے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ بعض اوقات ایک لمحہ کے لئے پیچھے سے گیس کی آمد منقطع ہونے سے یہ ہیٹر، چولہا وغیرہ بند ہوجاتا ہے، اور پھر دوبارہ گیس کی آمد کے بعد کچی گیس نکلنا شروع ہوجاتی ہے، جو

کمرے میں جمع ہوکر بے ہوشی یاانسان کی موت کا سبب بن جاتی ہے،ایسے موقع پر بہتر ہے کہ کمرے کا کوئی روشندان یا کھڑکی وغیرہ کھول کر رکھی جائے، تاکہ اچانک کچی گیس خارج ہونے کی صورت میں وہ اندر جمع نہ ہوتی رہے۔

(9)......جس کمرہ میں یا جس جگہ میں دھواں جمع ہو، وہاں سے دور رہنے کی کوشش کرنی چاہئے، یا منہ پر کوئی کپڑا یا ماسک (Mask) وغیرہ لگا لینا چاہئے، کیونکہ سانس کے ساتھ دھواں اندر پہنچنا صحت کے لئے مضر ہوتا ہے۔

(10)......لکڑی وغیرہ جلا کر کمرہ کو بند نہیں رکھنا چاہئے،اس سے اندر گیس جمع ہوجاتی ہے اوراندر موجود شخص کا دم گھٹنے کا خطرہ ہوجاتا ہے۔

(11)......رات کوسونے کے وقت بہتر ہے کہ سونے والے کمروں میں گیس کی آمد کو پیچھے سے بند کر کے منقطع کردیا جائے ،خاص طور پر جبکہ اندر کا پائپ بھی عارضی یا کمزور ہو،اس وقت اس کا زیادہ اہتمام کرنا چاہئے، کیونکہ کسی وقت بھی پائپ لائن میں کسی خرابی یا سوراخ وغیرہ ہوجانے کی وجہ سے گیس نکلنا شروع ہوجاتی ہے،جس سے نقصان وحادثہ پیش آنے کا خدشہ ہوتا ہے،بعض اوقات سوتے ہوئے انسان کے سانس کے ذریعہ سے یہ گیس اندر چڑھ جاتی ہے،اورانسان کے بے ہوش یا فوت ہوجانے کا سبب بن جاتی ہے۔

(12)......آج کل کھانا پکانے کے لئے پریشر ککر (Pressure Cooker) کا استعمال کیا جاتا ہے،جس میں کھانا پکنے کے دوران بہت شدید گیس جمع ہوجاتی ہے،اوراس کے اچانک پھٹنے کا خطرہ ہوتا ہے،اس لئے پریشر ککر سے کھانا وغیرہ تیار کرتے وقت بہت احتیاط کی ضرورت ہے،مطلوبہ وقت پورا ہونے کے وقت اس کی گیس کوخارج کرنا یا چولہے کو بند کرنا یا چولہے سے علیحدہ کرنا ضروری ہے۔

بعض عورتیں پریشر ککر چولہے پر رکھ کر کسی دوسرے کام کاج میں مشغول ہوجاتی ہیں، اور تاخیر ہوجانے پر بڑا حادثہ پیش آجاتا ہے،اس لئے اس کی طرف توجہ رکھنے کی ضرورت ہے۔

(13)...... پریشر کُکر میں کھانا بنانے کے بعد ڈھکن کھولنے سے پہلے مخصوص راستہ سے اس کی گیس کو خارج کر دیا جائے، اور ڈھکن کو ایسے طریقہ سے کھولا جائے، جس سے خارج ہونے والی گیس اور گرمی کی شدت اور دھوئیں سے جسم محفوظ رہے۔

(14)...... اگر مٹی کے تیل کا چولہا یعنی اسٹوو (Stove) وغیرہ استعمال کریں اور اس میں گیس بھریں تو اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس میں گیس اتنی زیادہ مقدار میں جمع نہ ہو جائے، جس سے اس کی ٹینکی پھٹنے کا خطرہ پیدا ہو جائے۔

(15)...... گیس کا سیلنڈر بھرواتے وقت بھی مناسب ہے کہ اس میں بہت زیادہ مقدار میں گیس نہ بھروائیں، تاکہ سیلنڈر پھٹنے کے خطرات کم سے کم ہوں۔

(16)...... لکڑی وغیرہ کا چولہا جلا کر جب ضرورت پوری ہو جائے تو آگ کو بجھا دینا مناسب ہے، ورنہ باقی ماندہ آگ کی وجہ سے کوئی حادثہ پیش آنے کا خطرہ ہوتا ہے، بعض اوقات ہوا وغیرہ سے سُلگی ہوئی کوئی چیز اڑ کر دوسری جگہ پہنچ جاتی ہے اور آگ لگ جاتی ہے۔

(17)...... بعض اوقات سردی سے بچنے اور کمرے کو گرم رکھنے کے لئے اس میں کوئلوں کی انگیٹھی جلائی جاتی ہے، یا سوئی گیس کا ہیٹر وغیرہ لگا کر کمرے کے تمام دروازے کھڑکیاں بند کر دی جاتی ہیں، جس کی وجہ سے کمرے میں زہریلی گیس بھر جاتی ہے، اس سے کمرے میں موجود افراد کا دم گھٹنے سے موت واقع ہو سکتی ہے، اس لئے اگر کمرہ کو گرم کرنے کے لئے آگ وغیرہ کا ہیٹر یا چولہا یا انگیٹھی جلائیں، تو احتیاط رکھیں، اور کمرے کے اندر زیادہ مقدار میں دھواں اور گیس جمع نہ ہونے دیں، اور کوئی روشن دان وغیرہ کھلا رکھیں۔

(18)...... بعض اوقات کمرے میں چراغ یا لالٹین جلتی چھوڑ کر سو جاتے ہیں، جب کہ کھڑکیاں اور دروازے بھی بند ہوں، تو کمرے میں کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس بھر جانے سے انسان دم گھٹنے سے مر سکتا ہے۔

اس قسم کے حادثات سے بچنے کے لئے کمرے میں انگیٹھی، سوئی گیس کا ہیٹر، چراغ یا لالٹین

جلتا ہوا چھوڑ کر مت سوئیں، بلکہ سونے سے پہلے ان تمام اشیاء کو بجھا دیں۔

(19)......بعض اوقات پرانے بند کنویں، گٹر، یا تہہ خانے میں زہریلی گیس موجود ہوتی ہے اوران میں اترنے والا شخص بے ہوش ہو جاتا ہے اور دم گھٹ کر مر جاتا ہے۔

اس طرح کے کسی پُرانے بند کنویں، گٹر یا تہہ خانے میں اترنا ضروری ہو تو پہلے چند گھنٹوں کے لئے ان کے منہ کھول دیں تاکہ ان میں تازہ ہوا کا گزر ہو سکے۔مزید تسلی کے لئے کوئی لالٹین یا چراغ جلا کر اندر لٹکائیں یا پہنچائیں، وہاں پہنچ کر اگر چراغ یا لالٹین بجھ جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ ان جگہوں پر زہریلی گیس موجود ہے۔ایسی صورت میں ان جگہوں پر بغیر بجھا چونا ڈال کر اس پر پانی چھڑک دیا جائے،تو زہریلی گیس کا تدارک ہو جاتا ہے۔

اگر غلطی سے کوئی شخص اس طرح کی گیس سے بے ہوش ہو جائے تو اس کو فوراً باہر نکال کر تازہ ہوا میں لٹائیں اوراس کے چہرے اور سینہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ماریں،اگر سانس بند ہو تو مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کر کے ہوش میں لانے کی کوشش کریں۔

(20)...... چراغ،موم بتی وغیرہ کو منہ سے پھونک مار کر بند کرنے سے حتی الامکان پرہیز کیجئے،اس سے چہرے کو آگ لگنے یا جھلس جانے کا خطرہ ہوتا ہے،اس کے بجائے ہاتھ یا کسی اور چیز سے ہوا پہنچا کر بند کرنا مناسب ہے۔

(21)...... ماچس کی تیلی جلا کر ایسی جگہ نہ پھینکیں،جس سے آگ لگنے کا خطرہ ہو،جلی ہوئی سگریٹ بیڑی وغیرہ بھی جلتی ہوئی کسی ایسی جگہ نہ پھینکیں کہ جس سے آگ لگ سکتی ہو، بعض اوقات یہ چھوٹی سی جلتی ہوئی چیز ہوا وغیرہ سے اُڑ کر کسی دوسری جگہ پہنچ سکتی ہے،لہٰذا اس طرح کی چیزوں کو بُجھا کر پھینکنا چاہئے یا پھینکتے ہی بُجھا دینا چاہئے۔

(22)......موم بتی جلا کر کسی ایسی چیز پر رکھنا مناسب نہیں،جس سے پگھلا ہوا موم گرنے سے وہ چیز خراب ہو جائے،یا موم بتی کے ختم ہو جانے کے بعد اس چیز میں آگ لگ جائے۔

اگر موم بتی کسی ایسی چیز پر رکھی ہوئی جل رہی ہو،تو ایسی حالت میں موم بتی کو جلتا ہوا چھوڑ کر

سونا یا کسی دوسرے کام میں مشغول ہونا ہرگز مناسب نہیں، ورنہ کوئی بڑا جانی یا مالی حادثہ پیش آسکتا ہے، اللہ حفاظت فرمائے۔

(23)...... خواتین کو کھانا بنانے کے لئے چولہے اور آگ کے ساتھ کثرت سے واسطہ پڑتا ہے، اس لئے ان کو چولہے اور آگ کو استعمال کرتے وقت بہت احتیاط کرنی چاہئے، ذرا سی غفلت میں کوئی حادثہ رُونما ہوسکتا ہے، اور لباس یا جسم کو آگ لگ سکتی ہے، اس طرح کے مختلف واقعات آئے دن رونما ہوتے رہتے ہیں۔

(24)...... آگ سے گرم شدہ اور تپی ہوئی کسی چیز کو ہاتھ لگانے اور اس کو پکڑنے میں بہت احتیاط کرنی چاہئے۔

گرم چیز کو اٹھانے سے ہاتھ پاؤں جل جاتے ہیں، اور بعض اوقات اس گرم چیز کے ہاتھ سے چھوٹ جانے کی وجہ سے دوسرا بھی کوئی نقصان پیش آجاتا ہے۔

آگ اور گیس والی اشیاء استعمال کرنے کے متفرق آداب

(25)...... جہاں گیس کی پائپ لائن سے گیس کا کنکشن لینے اور گیس کے استعمال کرنے پر معاوضہ مقرر ہو، وہاں چوری چھپے سے گیس حاصل کر کے استعمال کرنا جائز نہیں، سخت گناہ ہے، اس سے مکمل اجتناب کیجئے۔

(26)...... جہاں پر گیس کی سرکاری لائنیں بچھی ہوئی ہیں، ان میں سے بعض اوقات پیچھے سے گیس کم آرہی ہوتی ہے، ایسی صورت میں بعض لوگ اپنے یہاں مخصوص آلہ (کمپریسر وغیرہ) لگا کر گیس کو کھینچتے ہیں، جس کی وجہ سے ایسے شخص کے یہاں تو گیس کافی مقدار میں پہنچ جاتی ہے، لیکن اس کے آس پاس اور پڑوس میں گیس نہیں پہنچتی، ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں، کیونکہ یہ دوسروں اور خاص کر پڑوسیوں کی حق تلفی میں داخل ہے۔

(27)...... اگر گیس کا بل اپنی جیب سے اداء نہیں کرنا پڑتا، بلکہ حکومت کے خزانہ یا کسی

رفاہی، دینی یا سماجی ادارہ کی ملازمت کی وجہ سے اس ادارے کے فنڈ سے اس کا بل اداء کیا جاتا ہے، تو ایسی صورت میں اس گیس کا استعمال بہت احتیاط کے ساتھ کرنا چاہئے، کیونکہ اس سے سینکڑوں، ہزاروں لوگوں کا حق وابستہ ہوتا ہے، جس کو ضائع کرنے پر آخرت میں سب کو حساب دینا پڑسکتا ہے، مگر آج بہت سے لوگوں کی طرف سے اس طرح کے مواقع پر ''مالِ مفت، دلِ بے رحم'' کی کہاوت سامنے آتی ہے۔

(28)...... سردیوں میں کسی کمرے وغیرہ کے اندر گیس کی کوئی چیز مثلاً ہیٹر وغیرہ استعمال کریں، تو کسی برتن میں سادہ پانی رکھ کر چھوڑ دیا کریں، اس سے خارج ہونے والی مضر گیس کے نقصان دہ اثرات کافی حد تک کم ہو جاتے ہیں۔

(29)...... استعمال کے لئے سیلنڈر (Gas Cylinder) خریدتے وقت اس چیز کا اہتمام کرنا چاہئے کہ اچھے معیار کا سیلنڈر خریدا اور استعمال کیا جائے، تاکہ بعد میں کوئی بڑا حادثہ نہ پیش آجائے۔

بعض اوقات تھوڑی سی رقم بچا کر انسان اس سے بڑے نقصان میں مبتلا ہو جاتا ہے، جس کی بھاری قیمت چکانی پڑتی ہے، اور بعض چیزوں مثلاً جان کی کوئی قیمت اور متبادل بھی نہیں ہوتا۔

(30)...... ضرورت کے وقت لالٹین کا استعمال چراغ اور موم بتی وغیرہ کی بہ نسبت بہتر ہے، کیونکہ اس میں خرچ کم ہونے کے ساتھ ساتھ آگ جلنے کی بتی کے اردگرد شیشہ لگا ہوا ہونے کی وجہ سے آگ لگنے کے خطرات بھی بہت کم ہوتے ہیں، اور ہوا وغیرہ میں بجھنے کا خدشہ بھی کم ہوتا ہے، نیز اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے میں بھی سہولت ہوتی ہے۔

(31)...... گھر میں بیٹری (ٹارچ) یا کوئی ایمرجنسی لائٹ وغیرہ کا انتظام رکھا کیجئے، ضرورت پڑنے پر یہ بہت کام آتی ہے۔

(32)...... ماچس اور چراغ وغیرہ مخصوص جگہ رکھنے کا اہتمام کیجئے، اس سے بہت سہولت رہتی ہے، اور اچانک بجلی وغیرہ چلی جانے اور اندھیرا ہو جانے کے وقت پریشانی نہیں ہوتی۔

(باب نمبر 4)

ٹیلی فون وموبائل فون استعمال کرنے کے آداب

آج کل ٹیلی فون اور موبائل فون وغیرہ کا استعمال بھی عام ہے، اس لیے ان چیزوں کے استعمال کرنے کے آداب کا جاننا بھی ضروری ہے۔

فون سے متعلق بنیادی آداب

(1)...... فون انسان کے حق میں بڑی نعمت ہے، اس کے ذریعہ انسان دنیاوآخرت کے اعتبار سے بہت سے فوائد حاصل کرسکتا ہے، لیکن اگر خود سے چاہے تو اس کا غلط استعمال کر کے دنیاوآخرت کی کئی خرابیوں میں بھی مبتلا ہوسکتا ہے۔

(2)...... فون انسان کی بہت سی ضروریات پوری کرنے میں مدد کرتا ہے، اس کے ذریعہ دوسرے سے بغیر کسی مشقت کے دین و دنیا کی باتیں اور حال واحوال معلوم کئے جاسکتے ہیں، دوسرے کی خبر گیری کی جاسکتی ہے، کسی حادثہ، بیماری اور موت وزندگی کی خبر دی جاسکتی ہے، دوردراز بیٹھے ہوئے لوگوں سے ضرورت پڑنے پر رابطہ کر کے مختلف قسم کے معاملات طے کئے جاسکتے ہیں، جس غرض کے لئے پہلے زمانہ میں طویل سفر کر کے اور غیر معمولی وقت اور زرِ کثیر خرچ کر کے پہنچا جاتا تھا، فون کے ذریعہ منٹوں اور سیکنڈوں میں نمبر ملا کر بغیر کسی مشقت کے بآسانی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

فون کی گھنٹی (Ring Tone) سے متعلق آداب

(3)...... ٹیلی فون اور موبائل میں جو گھنٹی لگائی جائے وہ سادہ ہونی چاہئے، موسیقی پر مشتمل نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ موسیقی کا سننا منع ہے، اور گھنٹی کا مقصد دوسرے کو آگاہ کرنا ہے، جس

کو دستک دینا کہتے ہیں، لہٰذا اس ضرورت ومقصد کے لئے موسیقی کے استعمال کا کیا مطلب؟ پھر فون کی گھنٹی کسی بھی وقت بج جاتی ہے، خواہ کوئی تلاوت کر رہا ہو یا نماز پڑھ رہا ہو اور ذکر وعبادت میں مصروف ہو، بعض اوقات مسجد میں نماز پڑھنے کے دوران فون کی گھنٹی بج جاتی ہے، اور ظاہر ہے کہ ان اوقات وحالات میں موسیقی کا بجنا زیادہ برا ہے۔

بہرحال موبائل فون کے سیٹ میں وہ گھنٹی جو سادہ انداز کی ہو اور اس میں موسیقی کا عنصر شامل نہ ہو، اس کا انتخاب کرنا چاہیئے، اور اس ضرورت ومقصد کو سادہ گھنٹی سے پورا کرنے کے بجائے موسیقی کی وباء میں نہیں پھنسنا چاہیئے۔

(4)...... فون کی گھنٹی کا مقصد آگاہی اور دستک دینا ہے، اور اس غرض کے لئے شرعاً قرآن مجید کی آیات مثلاً بسم اللہ، اور مبارک کلمات واذکار، مثلاً اذان، اللہ اکبر، درود شریف وغیرہ کا استعمال مناسب نہیں۔

اعتدال واحتیاط کا راستہ یہ ہے کہ نہ تو فون میں موسیقی لگائی جائے اور نہ ہی مبارک کلمات لگائے جائیں، ان دونوں کے بجائے اعتدال واحتیاط کا راستہ اختیار کرتے ہوئے سادہ گھنٹی جس میں موسیقی کا عنصر شامل نہ ہو، لگائی جائے، یا وائبریشن (Vibration) لگالیا جائے جس میں آواز کے بجائے تھرتھراہٹ ہوتی ہے، یا روشنی ہوتی ہے۔

فون کرنے کے اوقات ومقامات سے متعلق آداب

(5)...... کسی شخص کو ایسے وقت جو عادتاً اس کے آرام کرنے کا ہو یا دوسری ضروریات مثلاً، نماز میں مشغول ہونے کا وقت ہو، فون کرنا مناسب نہیں، مگر یہ کہ کوئی سخت ضرورت آپڑی ہو۔

(6)...... اگر کسی کو فون کیا اور اس نے فون نہیں اٹھایا، تو دوبارہ فوراً ہی اس کو فون کرنا مناسب نہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ آرام کر رہا ہو، یا نماز میں مشغول ہو یا اسی طرح کے کسی اور اہم کام میں مصروف ہو، اور آپ کے بار بار فون کرنے سے اس کو تکلیف پہنچے۔

(7)...... جس شخص سے فون پر اکثر بات چیت کرنے کی نوبت آتی ہو، مناسب ہے کہ اس کے اوقاتِ کار معلوم کر لئے جائیں، اور جن اوقات میں اس کو بات چیت کرنے میں سہولت ہو، اس کی پابندی کا اہتمام کیا جائے۔

(8)...... فون پر اگر کوئی لمبی بات کرنی ہو، تو پہلے کسی طرح سے مخاطب سے معلوم کر لیا جائے کہ آپ کو فرصت وفراغت ہو تو کچھ بات کروں، کیونکہ بعض اوقات فون کی گھنٹی بجنے کی وجہ سے انسان فون سننے پر مجبور ہوتا ہے، مگر اُس وقت وہ کسی اہم کام میں مصروف ہوتا ہے اور دوسرے کی طرف سے لمبی بات کرنے سے اس کو تکلیف ہوتی ہے، اور وہ بعض اوقات شرم یا تعلق داری وغیرہ کی وجہ سے زبان سے عذر ومعذرت نہیں کر پاتا۔

(9)...... جس کسی مصروف آدمی سے بات کرنی ہو تو بات کرنے سے پہلے اسے بتا دینا مناسب ہے کہ وہ کیا بات کرنا چاہتا ہے، تاکہ وہ اس کے مطابق جواب دے سکے کہ اس بات کا یہ موقع ہے یا نہیں، بعض اوقات فون سننے والا کسی ایسی جگہ ہوتا ہے، جہاں پر ہوتے ہوئے کوئی خاص بات کرنا مناسب نہیں ہوتا۔

(10)...... بلاضرورت کسی سے فون پر بات کر کے خلل ڈالنا مناسب نہیں، خاص طور پر جبکہ دوسرا مصروف آدمی ہو، اور ضرورت سے زیادہ بات کر کے اپنا اور دوسرے کا وقت اور پیسے ضائع کرنا بھی درست نہیں، بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت بات کرنی چاہیے۔

البتہ دوسرے سے رشتہ داری یا دوسری تعلق داری کی بنیاد پر کبھی کبھی سلام ودعاء اور خیر خیریت معلوم کرنے میں حرج نہیں۔

(11)...... عام طور پر گاڑی وغیرہ چلاتے وقت فون پر بات چیت کرنے کی قانونی طور پر پابندی ہوتی ہے، تاکہ حادثات وغیرہ سے حفاظت رہے، اس لئے ایسے قانون کے مطابق عمل کرتے ہوئے فون کا استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

ایسے وقت اگر کسی سے فون پر بات کرنا زیادہ ہی ضروری ہو، تو مناسب یہ ہے کہ گاڑی ایک

طرف مناسب جگہ کھڑی کر کے فون پر بات کرلیں، یا ہو سکے تو ساتھ والے سے بات کرادیں۔

(12)...... جب کوئی دینی بات یا وعظ وغیرہ کی مجلس ہو رہی ہو، وہاں پر بیٹھ کر فون پر بات چیت نہ کیجئے، جس سے اس مجلس کے لوگوں کو خلل واقع ہو اور اگر ضروری ہو تو خاموشی سے یا وہاں سے الگ ہو کر بقدرِ ضرورت بات کر لیجئے، اور تفصیلی بات کو بعد کے لئے موقوف کر دیجئے۔

(13)...... اگر کسی سرکاری یا نیم سرکاری ادارہ میں اس ادارہ کے ضابطہ کے مطابق وہاں کسی مصلحت سے فون استعمال کرنے کی اجازت نہ ہو، تو اس کی بھی پابندی کرنی چاہئے، اور اگر فون پر بات کرنا زیادہ ضروری ہے تو ممنوعہ جگہ سے الگ جا کر بات کرنی چاہئے۔

(14)...... اگر کسی ادارہ یا دفتر میں فون پر بات چیت کرنے کی باضابطہ ممانعت تو نہ ہو، لیکن وہاں پر لوگ کام کاج میں اس طرح مصروف ہوں کہ آپ کے فون پر بات چیت کرنے سے ان کو تکلیف ہوگی یا ان کے کام میں خلل واقع ہوگا، تو بھی وہاں رہتے ہوئے فون پر بات چیت کرنے میں احتیاط کیجئے، اور ضرورت ہو، تو وہاں سے الگ ہو کر بات کیجیے۔

(15)...... بیت الخلاء میں موجود ہونے کی صورت میں کسی سے فون پر بات چیت کرنا مناسب نہیں، البتہ سخت مجبوری کے وقت بقدرِ ضرورت بات چیت کرنے کی اجازت ہے۔

فون پر گفتگو کرنے سے متعلق آداب

(1)...... دوسرے کو فون کرنے والا ایسا ہے، گویا کہ دوسرے کے پاس چل کر آنے والا، اس لئے فون کرنے والے کو دوسرے مسلمان کو فون کرتے وقت سلام میں پہل کرنی چاہئے، اور دوسرے کو سلام کا جواب دینا چاہئے، لیکن اگر وہ سلام نہ کرے بلکہ فون سننے والا سلام کرے، اور دوسرا جواب دے، تو بھی حرج نہیں، فون پر سلام کے دیگر احکام سلام کے آداب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(16)...... فون کرنے والے کو چاہئے کہ وہ کسی مسلمان کو فون کر رہا ہے تو دوسرے کے فون اٹھانے پر سلام کرے، اور سلام کے بجائے ''ہیلو'' کہنا سنت کے مطابق نہیں، لیکن اگر وہ اس لئے ہیلو کہے تاکہ اسے معلوم ہو کہ دوسرا فون اٹھا کر کان کو لگا چکا ہے اور پھر دوسرے کے جواب دینے پر سلام کرے تو بھی گناہ نہیں، اور اگر فون اٹھانے والا ''ہیلو'' کہے اور پھر جب دوسرا اسلام کرے، اور یہ سلام کا جواب دے، یا دوسرے کے بولنے پر سلام کرے تو بھی گناہ نہیں۔

اور اس موقع پر ''ہیلو'' (Hello) کہنا دراصل فون کرنے والے کو ''کون ہے؟'' یا ''جی فرمائیے'' کہنے کے مثل ہے، جیسے دروازے پر دستک دینے والے سے آدمی پوچھتا ہے، ظاہر ہے، اس اعتبار سے ''ہیلو'' (Hello) کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

اس لئے بعض حضرات جو فون پر ''ہیلو'' کہنے پر سخت تنقید و اعتراض کرتے ہیں، اور اس کو گناہ تک قرار دیتے ہیں، یا لفظِ ''ہیلو'' کے کسی زبان میں کوئی غلط معنیٰ لے کر ٹیلیفون پر ''ہیلو'' کہنے پر اس معنیٰ کو منطبق کرتے ہیں، دلائل کی رُو سے ہمیں اُن سے اتفاق نہیں ہے۔

(17)...... ٹیلی فون یا موبائل فون پر بات کرتے وقت ایسی باتیں کرنے سے احتیاط کرنی چاہئے جو غیر قانونی اور مشکوک ہوں، اس کی وجہ سے بعض اوقات انسان بلاوجہ کسی قانونی گرفت میں آجاتا ہے اور نقصان کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے۔

اسی طرح کسی غلط اور قانون کی نظر میں مجرم و مفسد آدمی سے فون پر بات کرنے سے بھی بچنا چاہئے، کیونکہ بعض اوقات اس سے تعلق کے شبہ کی بنیاد پر بھی گرفت ہو جاتی ہے۔

غیر متعلقہ چیزوں میں فون استعمال کرنے سے متعلق آداب

(18)...... آج کل جو موبائل فون چلے ہوئے ہیں، ان میں مختلف قسم کے کھیل اور گیم موجود اور فیڈ (Feed) ہوتے ہیں، بہت سے لوگ ان کھیلوں اور گیموں میں مشغول ہو کر بلاوجہ اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں، اسی طرح ملکی سطح پر منعقد ہونے والے مختلف کھیلوں

وغیرہ کے حالات بھی موبائل فون پر سننے یا دیکھنے کی سہولت ہوتی ہے، بہت سے لوگ موبائل فون سے کھیلوں یا دوسری فضول چیزوں کے تبصرے سن کر یا دیکھ کر اپنے زندگی کے قیمتی اوقات کو ضائع کرتے ہیں، اس لئے وقت ضائع کرنے سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے، اور اس کی بجائے کسی نفع بخش کام میں اپنے وقت اور صلاحیتوں کو استعمال کرنا چاہئے۔

(19)...... بعض اوقات فون والے اداروں کی طرف سے مختلف قسم کے پیغام ارسال کر کے سوالات کئے جاتے ہیں اور ان کے صحیح جوابات دینے والوں کے لئے مختلف قسم کے انعامات کے اعلانات کئے جاتے ہیں۔ اولاً تو اس طرح کے اکثر سوالات ہی بے ہودہ، لایعنی اور فضول ہوتے ہیں، دوسرے ان پر ملنے والے انعامات کو شرعاً جائز کہنا بھی مشکل ہوتا ہے، لہٰذا اس قسم کے بے ہودہ اور فضول بلکہ خلافِ شرع مقابلوں میں حصہ لے کر اپنا وقت، اور اپنی صلاحیت اور اپنے دین کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

(20)...... بعض لوگ دوسرے کے موبائل کو لے کر اس میں مداخلت شروع کر دیتے ہیں، اور دوسرا شرم یا تعلق داری کی وجہ سے کچھ نہیں کہتا، حالانکہ دوسرے کی خوشدلی کے بغیر اس کے موبائل فون میں مداخلت کرنا، اس کے ریکارڈ کو پڑھنا، دیکھنا اور اس کا جائزہ وغیرہ لینا سب ناجائز ہے۔

البتہ اپنے ماتحت اور زیرِ تربیت افراد کی نگرانی و اصلاح کے لئے کبھی اس طرح کی چیزوں کا جائزہ لیا جائے، تاکہ ان کو غلط کاموں پر تنبیہ کی جاسکے، تو جائز اور تربیت کا حصہ ہے۔

(21)...... بلاضرورت موبائل فون سے جاندار چیز کی تصویر کھینچنے سے بچنے میں احتیاط ہے، الا یہ کہ کوئی مفید ضرورت ہو تو الگ بات ہے۔

(22)...... موبائل فون کے اندر ضرورت کی خاطر قرآن مجید کی تلاوت کی آواز یا قرآن مجید کی لکھائی کو محفوظ کر کے سننا اور پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ قرآن مجید کے آداب کا لحاظ کیا جائے۔

اور جس فون میں قرآن مجید وغیرہ محفوظ ہو، اس کو بغیر وضو کے چھونا جائز ہے، البتہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ جب اس کی سکرین پر قرآن مجید کو چلایا جائے، اس وقت اس کو بغیر وضو ہاتھ نہ لگائیں۔

(23)......فون کے ذریعہ دوسروں کو غلط پیغام پہنچانا یا نامحرم مرد و عورت کا آپس میں بلا وجہ یا غیر شرعی طریقہ پر رابطہ کرنا، یا اس پر فحش پروگرام دیکھنا، یہ سب چیزیں دنیا و آخرت کے اعتبار سے نقصان دہ اور گناہ ہیں، ان سے بچنے اور اپنی بیوی بچوں اور دوسرے ماتحت افراد کو بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ٹیلی فون و موبائل فون استعمال کرنے کے متفرق آداب

(24)...... جب تک سخت ضرورت اور مجبوری نہ ہو کسی دوسرے کے فون کو استعمال نہ کیجئے، اور جب سخت ضرورت ہو، اس وقت بھی دوسرے سے اجازت لے لینا چاہئے، اور ساتھ ہی اس کا خرچ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

بعض اوقات دوسرا شخص شرما حضوری میں اوپر اوپر سے اپنا فون استعمال کرنے کی اجازت دے دیتا ہے، مگر دل سے راضی نہیں ہوتا، شرعی اعتبار سے ایسی رضامندی کا اعتبار نہیں۔

(25)......بعض لوگ سرکاری یا غیر سرکاری اداروں کے فون بے جا استعمال کرتے ہیں، جس کے لئے اس محکمہ اور ادارہ کی طرف سے فون کے استعمال کی اجازت نہیں ہوتی، ایسا کرنا جائز نہیں، اسی طرح کسی ادارہ یا مدرسہ وغیرہ کا فون اپنی ذاتی ضرورت کے لئے استعمال کرنا بھی اس وقت تک جائز نہیں، جب تک کہ وہاں کے ضابطہ کے مطابق اجازت حاصل نہ ہو جائے، یا اس کا معاوضہ نہ ادا کر دیا جائے۔

(26)......فون وغیرہ پر بات کرتے ہوئے آواز کو اتنا ہی بلند کرنا چاہئے، جتنی ضرورت ہو، بعض لوگ بلا وجہ چیخ چیخ کر بات کرنے کے عادی ہوتے ہیں، جس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے، یا اِن کو اپنے کام میں خلل واقع ہوتا ہے، اس سے بچنا چاہئے۔

(27)...... موبائل فون اور اس کے استعمال سے کم عمر بچوں اور بچیوں کی تعلیم وتربیت پر انتہائی بُرے اثرات پڑ رہے ہیں، اس لئے بچوں کو موبائل فون کے استعمال کرنے کرانے میں بہت احتیاط اور اس سلسلہ میں ان کی نگرانی وتربیت کی ضرورت ہے۔

(28)...... ماہرین کے مطابق موبائل فون کا زیادہ استعمال صحت کے لئے بھی مضر ہے، اس لئے اس کا استعمال بقدرِ ضرورت رکھنا چاہئے۔

(29)...... موبائل فون کو دل کے قریب رکھنا طبی اعتبار سے صحت کے لئے مضر ہے، اور سوتے وقت اپنے بہت زیادہ قریب رکھ کر سونا بھی صحت کے لئے زیادہ نقصان دہ ہے، کیونکہ اس کی شعائیں اور برقی لہریں، جسم پر منفی اثرات کا سبب بنتی ہیں، اس لئے اس سے حتی الامکان احتیاط کرنی چاہئے۔

(30)...... دوسرے کی لائن سے چوری کر کے فون کا استعمال کرنا یا غیر قانونی طریقہ پر فون کا استعمال کرنا جائز نہیں، اس سے بچنا چاہئے۔

(31)...... اگر آپ کا موبائل فون چوری ہو جائے، تو سب سے پہلے اپنے زیرِ استعمال اس کمپنی سے رابطہ کر کے اس صورتِ حال سے آگاہ کرنا چاہئے، کیونکہ بعض اوقات چوری کے بعد یہ کنکشن کسی غلط اور دہشت گردی وغیرہ کی کارروائی میں استعمال ہو جاتا ہے اور بعد میں تحقیق کے نتیجہ میں جس کے نام سے وہ کنکشن جاری ہو، وہ گرفت میں آجاتا ہے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

Idara Ghufran

(باب نمبر5)

موٹرسائیکل اور گاڑی وغیرہ استعمال کرنے کے آداب

آج کل موٹرسائیکل اور گاڑی وغیرہ کا استعمال بھی عام ہے، اس لیے ان چیزوں کے آداب ملاحظہ فرمائیں۔

موٹرسائیکل اور گاڑی سے متعلق اصولی آداب

(1)...... موٹرسائیکل یا کسی بھی گاڑی کا میسر آجانا اللہ کی نعمت ہے، اس سے انسان کی بے شمار ضروریات پوری ہوتی ہیں، تھوڑے وقت میں لمبا سفر طے ہوجاتا ہے، اس لئے اس نعمت پر اللہ کا شکرادا کرنا چاہیے، اور اس کو اللہ کی نعمت سمجھ کر سلیقہ، قاعدہ، قانون اور اصولوں کے مطابق استعمال کرنا چاہیے۔

(2)...... موٹرسائیکل اور گاڑی وغیرہ ایک ضرورت کی چیز ہے، اس کو ضرورت کی چیز سمجھ کر رکھنا اور استعمال کرنا چاہیے، نمود ونمائش اور فخر وتفاخر پیشِ نظر نہیں ہونا چاہیے۔

بعض لوگ معاشرہ میں اپنا نام روشن کرنے اور ناک اونچی کرنے کے لئے مہنگی ترین گاڑیاں حاصل کرنے کی خاطر حلال وحرام کی پرواہ کئے بغیر اپنے آپ کو گناہوں میں ڈالتے ہیں، اور کم قیمت والی گاڑی سے اپنی ضرورت پوری کرنے پر اکتفاء کرنے کے بجائے بازار میں آنے والی نئی سے نئی گاڑیوں کی جستجو میں لگے رہتے ہیں، اور نمائش کو ضرورت تصور کر کے گناہ میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اس طرزِ عمل کی اصلاح کرنی چاہئے۔

سوار ہونے اور سواری سے متعلق مسنون دعائیں

(3)...... جب کوئی بھی گاڑی چلانے کا عمل شروع کریں تو یہ دُعاء پڑھ لینی چاہیے:

بِسْمِ اللّٰهِ

ترجمہ: اللہ کے نام سے (سوار ہوتا ہوں)

اور اگر یہ دعاء بھی پڑھ لیں، تو بہت اچھا ہے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا. وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

ترجمہ: ’’پاک ہے وہ ذات جس نے تابع کر دیا ہمارے لئے اس کو، اور نہیں تھی ہم کو اس کی طاقت، اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف یقیناً لوٹ کر جانے والے ہیں‘‘

(4)...... سواری سے اترتے وقت ’’بسم اللہ‘‘ پڑھ لینا بہتر ہے۔

قانونی تقاضوں (Legal Obligations) سے متعلق آداب

(5)...... موٹر سائیکل اور گاڑی جہاں ضرورت اور راحت کی چیز ہے، وہاں خطرناک بھی ہے، لہٰذا جب بھی کسی گاڑی، موٹر سائیکل وغیرہ کے چلانے کی نوبت آئے، اس سے پہلے آپ کو اس چیز کے چلانے اور استعمال کرنے کی صحیح طرح مشق کر لینی چاہیے، کیونکہ بغیر مشق کئے ہوئے گاڑی چلانا قانونی جرم تو ہے ہی، اس کے ساتھ ہی بڑے نقصان کا پیش خیمہ بھی ہے، صحیح مشق اور تجربہ نہ ہونے کی صورت میں بعض اوقات کوئی بڑا حادثہ پیش آ جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں اپنا یا دوسرے کا نقصان ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ جان تک چلی جاتی ہے۔

(6)...... اجازت نامہ (یعنی ڈرائیونگ لائسنس) حاصل کئے بغیر اور اسی طرح کم عمری میں گاڑی چلانا جائز نہیں، اس لئے کسی سواری کے استعمال کرنے سے پہلے قانونی تقاضوں کے مطابق اس کا اجازت نامہ حاصل کر لینا چاہیے۔

(7)...... ہر ملک اور علاقہ کے اعتبار سے ٹریفک کے قوانین مقرر ہوتے ہیں، ان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے، اور پھر ممکنہ حد تک ان کی پابندی کی کوشش کرنی چاہیے۔

مثلاً غلط جگہ پر گاڑی کھڑی کردینا، مقررہ رفتار سے زیادہ تیز گاڑی چلانا، غلط سمت یاسائیڈ میں گاڑی لے جانا، رکنے کے سرخ اشارے کوتوڑ دینا، جہاں اوورٹیکنگ ممنوع ہے وہاں اس کی خلاف ورزی کرنا، وغیرہ وغیرہ۔

اس طرح کی چیزیں صرف ٹریفک قوانین کی بے قاعدگی وخلاف ورزی کے زمرے میں ہی نہیں آتیں، بلکہ دینی اعتبار سے بھی گناہ ہیں۔

اس کے علاوہ جب کوئی شخص سڑک پر گاڑی چلانے کالائسنس لیتا ہے تو وہ متعلقہ محکمہ سے زبانی، تحریری یا کم ازکم عملی طور پر یہ وعدہ اور معاہدہ کرتا ہے کہ وہ سڑک پر گاڑی چلاتے وقت تمام مقررہ قواعد کی پابندی کرے گا، اسی شرط پر اس کو لائسنس اور اجازت نامہ دیا جاتا ہے، لہٰذا ان اصولوں کی خلاف ورزی کرنے میں وعدہ اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے کا گناہ بھی پایا جاتا ہے، اس کے علاوہ ان قواعد کی خلاف ورزی سے اپنا یا کسی دوسرے کا نقصان بھی پیش آ سکتا ہے۔

لہٰذا ٹریفک کے جائز قوانین کی حتی الامکان پابندی کرنی چاہئے۔

(8)...... گاڑی کی ملکیت کے کاغذات جوحکومت کی طرف سے جاری کئے جاتے ہیں، کوشش کرنی چاہیے کہ سفر کے دوران وہ یا کم ازکم ان کی نقل آپ کے پاس موجود ہو، تاکہ ضرورت پڑنے پر کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ ہو۔

(9)...... بہت سے ممالک میں موٹرسائیکل اوراسکوٹروغیرہ چلانے والے پر قانونی طور پر ہیلمٹ (Helmet) پہننالازمی ہے، اور ہیلمٹ (Helmet) پہننا خود موٹرسائیکل چلانے والے کی حفاظت کا ذریعہ بھی ہے، اس لیے اس قانون پر حتی الامکان عمل کرنا شرعاً بھی ضروری ہے اور اس کی خلاف ورزی قانونی جرم ہونے کے علاوہ بغیر سخت مجبوری کے شرعاً بھی گناہ ہے۔

بغیر ہیلمٹ کے موٹرسائیکل چلانے والے کے لئے بھی یہ خطرناک چیز ہے، آج کل ہیلمٹ

پہنے بغیر موٹرسائیکل چلانے کے نتیجے میں بے شمار حادثات رونما ہوتے ہیں، روزانہ کئی افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، جبکہ اس کے برعکس ہیلمٹ پہننے کی صورت میں حادثہ ہونے پر بڑے نقصان سے حفاظت رہتی ہے، بشرطیکہ ہیلمٹ پہن کر سر کے ساتھ اچھی طرح بندھا ہوا ہو، اور اس کے اندر لگی ہوئی فوم وغیرہ معیاری اور درست ہو۔

(10)...... راستوں اور چوراہوں پر سُرخ اور ہری بتیوں کے جلنے بجھنے کے جو نشانات نصب ہوتے ہیں، عام حالات میں ان نشانات کے مطابق چلنا اور ٹھہرنا شرعاً بھی ضروری ہے اور خلاف ورزی کرنا گناہ ہے، اور حادثات کا بھی سبب ہے، اس لیے ان چیزوں کی خلاف ورزی سے بچنا چاہیے۔

(11)...... موٹرسائیکل اور گاڑی میں نصب دائیں بائیں طرف مُڑنے کے مخصوص اشارے لگوا کر اور اسی طرح مخصوص شیشے نصب کرا کر رکھنے چاہئیں اور اگر یہ خراب ہو جائیں تو ان کو درست اور ٹھیک کرا لینا چاہیے، اور بوقتِ ضرورت ان کا استعمال بھی کرنا چاہیے۔

کیونکہ ان چیزوں کی اصلاح و درستگی اور بوقتِ ضرورت استعمال کرنا قانوناً بھی ضروری ہے، اور انتظامی طور پر حادثات وغیرہ سے حفاظت کا بھی ذریعہ ہے، جس میں خود اپنے آپ اور دوسروں کو تکلیف وایذاء سے بچانا پایا جاتا ہے۔

(12)...... گاڑی چلاتے وقت فون سننا قانوناً منع ہے، حتی الامکان اس کی پابندی کیجئے، اور اگر گاڑی چلاتے ہوئے فون پر ضروری بات کرنی پڑ جائے، تو گاڑی روک کر اور ایک طرف مناسب جگہ کھڑی کر کے بات کرنی چاہیے، یا پھر گاڑی میں کوئی دوسرا موجود ہو، جو گاڑی نہ چلا رہا ہو، اس سے بات کرا دینی چاہیے، اور آپ کے گاڑی چلانے میں مشغول ہونے سے فون کرنے والے کو آگاہ کر دینا چاہیے، اور کوئی ضروری بات ہو، تو وہ پوچھ کر بتا دینی چاہیے۔

(13)...... اگر گاڑی کا ڈرائیور گاڑی چلانے میں زیادتی اور تعدی کرے یا ٹریفک کے

قانون کی خلاف ورزی کرے، مثلاً کسی جگہ گاڑی اتنی تیز چلائے کہ اتنی تیز رفتار کے ساتھ وہاں گاڑی چلانے کی اجازت نہ ہو یا وہ غلط لائن پر گاڑی چلا رہا ہو اور اس کے نتیجہ میں کوئی حادثہ پیش آجائے، اور کسی کا جانی یا مالی نقصان ہو جائے تو ڈرائیور پر اس جانی و مالی نقصان کا تاوان وضمان لازم ہوتا ہے، اور قانون کی خلاف ورزی کی ہو تو اس کا گناہ الگ ہوتا ہے۔

(14)...... آج کل موٹر سائیکل چلانے والے بعض نوجوان نادانی میں ون ویلنگ (One Welling) کرتے ہیں، جس میں اگلے ٹائر کو اوپر اٹھالیا جاتا ہے اور صرف پچھلے ٹائر پر موٹر سائیکل چلتی ہے، یہ بہت خطرناک طریقہ ہے اور اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے اور دوسروں کو بھی خطرات سے دوچار کرنے والی بات ہے اور قانوناً بھی ممنوع ہے۔

اور جس طرح ''ون ویلنگ'' کرنا شرعی اعتبار سے قانوناً ممنوع ہونے کی وجہ سے منع ہے، ایسے ہی گاڑی کے ساتھ ''Drifting'' بھی منع ہے، جس سے دوسروں کی جانوں کو بھی خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

آج کل اس خونی کھیل سے روزانہ کئی افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، اور اپنے بوڑھے والدین یا بیوی یا معصوم بچوں کو بلکتا اور سسکتا ہوا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، یا زندگی بھر کے لئے یا پھر ایک طویل عرصہ کے لئے محتاجوں اور اپاہجوں والی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

(15)...... اگر آپ کے نام پر درج شدہ موٹر سائیکل یا گاڑی وغیرہ چوری ہو جائے، تو جلد از جلد اس کی متعلقہ تھانے وغیرہ میں شکایت درج کرا دینی چاہئے، جس کی وجہ سے چوری شدہ گاڑی کی بازیابی میں بھی مدد حاصل ہوتی ہے، اور اگر کہیں دہشت گردی وغیرہ میں وہ گاڑی استعمال ہو، تو اصل مالک کے مجرم ٹھہرنے سے بھی حفاظت رہتی ہے۔

اخلاقی تقاضوں (Moral Obligations) سے متعلق آداب

(16)...... موٹر سائیکل اور کوئی بھی گاڑی چلانے کے لئے عموماً راستوں سے گزرنا پڑتا

www.idaraghufran.org

ہے، اور راستہ پر گزرنے کا حق دوسرے لوگوں کو بھی مساوی طور پر حاصل ہوتا ہے، اس لئے گزرگاہ کو اپنی ذاتی ملکیت اور ذاتی جاگیر نہیں سمجھنا چاہیے، اور دوسرے گزرنے والوں کے حقوق کی بھی رعایت رکھنی چاہیے، اور نہ تو اپنی ذات سے کسی کو تکلیف پہنچانی چاہئے اور نہ ہی کوئی دوسری حق تلفی کرنی چاہئے۔

(17)...... موٹر سائیکل یا کوئی بھی گاڑی چلاتے وقت زیادہ جلد بازی اور تعجیل سے کام نہ لیجئے، مناسب رفتار کے ساتھ چلنا چاہیے، زیادہ جلد بازی اور تعجیل کی وجہ سے کوئی بڑا حادثہ بھی پیش آ سکتا ہے، ہر ایک کے ذہن میں بلاوجہ کی جلد بازی اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے تقاضے پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں دوسرے لوگوں کو بھی تکلیف پہنچ جاتی ہے۔

(18)...... موٹر سائیکل اور گاڑی چلاتے وقت اپنی قطار میں رہنے کی کوشش کرنی چاہیے، غیر اصولی انداز میں دوسری قطار میں ہونے سے نظام متأثر ہو جاتا ہے اور بعض اوقات دوسرے کی حق تلفی بھی ہو جاتی ہے۔

آج کل بعض لوگ اور خاص طور پر موٹر سائیکل سوار، جہاں جگہ دیکھتے ہیں، گھسے چلے جاتے ہیں اور جب رش اور ہجوم ہوتا ہے، تو دوسری طرف سے آنے والی قطار میں جہاں جگہ پاتے ہیں، گھس گھس کر کھڑے ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے دوسری طرف سے آنے والوں کی حق تلفی لازم آتی ہے، اور مزید ہجوم اور رش بڑھ جاتا ہے، یہ غلط طرزِ عمل اور دوسروں کی حق تلفی میں داخل ہے۔

(19)...... موٹر سائیکل یا کوئی بھی گاڑی چلاتے وقت صبر، تحمل اور وسعتِ ظرفی کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے، موقع بموقع خلافِ طبیعت باتوں کا سامنا ہوتا ہے، دوڑنے اور تیز چلانے میں دوسرے سے آگے نکلنے کا تقاضا ہوتا ہے، ایسے وقت اگر صبر اور تحمل سے کام نہ لیا جائے تو انسان کسی بڑے حادثہ کا شکار ہو جاتا ہے، یا بلاوجہ لڑائی جھگڑے کی نوبت آ جاتی ہے، اور اس اُصول کی خلاف ورزی کرنے کے نتیجہ میں آج بہت سی جگہ ٹریفک کا نظام لوگوں

کے لئے دردِ سر بنا ہوا ہے، اور اس کی بنیادی وجہ صبر و تحمل کا فقدان یا کمی ہے۔

(20)...... گاڑی اور موٹر سائیکل وغیرہ میں دوسرے کو آگاہ کرنے کے لئے ہارن (Horn) لگانے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے ہارن لگانا جائز بلکہ ایک ضرورت ہے، لیکن گاڑی میں ہارن ایسا ہونا چاہیے جو سادہ انداز میں دوسرے کو آگاہ کرنے کا مقصد پورا کردے، ایسا ہارن نہیں لگانا چاہئے جو خوامخواہ دوسرے کی تکلیف وتشویش کا باعث ہو، اسی طرح بلاضرورت ہارن بجا کر دوسروں کی تکلیف کا سبب بھی نہیں بننا چاہیے، بعض لوگ مختلف قسم کے عجیب وغریب اور بہت زیادہ اونچی آواز والے ہارن لگا لیتے ہیں اور خوامخواہ بجا بجا کر لوگوں کو پے در پے تکلیف پہنچانے کا باعث بنتے ہیں، ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے، کسی دوسرے کو بغیر شرعی وجہ کے تکلیف پہنچانا گناہ ہے۔

یاد رکھیئے! کہ ہارن (Horn) کی آواز بقدرِ ضرورت اونچی ہونی چاہئے، اور اس کا استعمال بوقتِ ضرورت ہو، اور بقدرِ ضرورت کرنا چاہیے۔

خاص طور پر آبادی اور لوگوں کے کام کاج یا عبادت یا آرام والی جگہ میں اور ہسپتالوں کے قرب وجوار میں اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

اور قانونی طور پر جس قسم کی گاڑی میں جس طرح کا ہارن لگانا منع ہو، اس سے بچنا چاہئے۔

(21)...... بعض اوقات موٹر سائیکل وغیرہ کے کمپنی سے تیار شدہ سائلنسر ہٹا کر اس کی غیر معمولی بلند آواز کے شور سے دوسروں کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے، خاص طور پر کسی خوشی اور جشن کے موقع پر اس قسم کی حرکات زیادہ کی جاتی ہیں، شرعی نقطۂ نظر سے یہ بہت بے ہودہ حرکت اور گناہ کے زمرہ میں داخل ہے، دوسروں کو تکلیف پہنچا کر اس کو خوشی یا جشن کا نام دینا کم علمی ونادانی کی بات ہے۔

(22)...... اگر کسی جگہ پانی یا کیچڑ موجود ہو تو گاڑی چلاتے وقت اس چیز کا اہتمام ضروری ہے کہ وہاں سے تیزی کے ساتھ گزرتے ہوئے کسی کے اوپر پانی کی چھینٹیں نہ پڑیں۔

اسی طرح موٹرسائیکل یا گاڑی ،رکشہ وغیرہ کے پیچھے اس طرح کا مڈگارڈ (Mud Guard)لگا کررکھنا ضروری ہے،جس کی وجہ سے پانی وغیرہ کے موقع سے گزرتے ہوئے پیچھے والے لوگوں،مسافروں اورگاڑیوں وغیرہ پر چھینٹیں نہ پڑیں۔

(23)...... اگرگاڑی یاموٹرسائیکل وغیرہ کسی جگہ کھڑی کرنے کی ضرورت پیش آئے،تو اس کا خیال اکثر وبیشتر رکھنا ضروری ہے کہ اس کی وجہ سے کسی دوسرے کوتکلیف نہ پہنچے، نہ تو راہگیروں اور مسافروں کواور نہ ہی وہاں کے باشندوں کو۔

آج کل دوسروں کوتکلیف سے بچانے کی ذرا پرواہ نہیں کی جاتی ،عام طور پرغفلت اور بے پرواہی کے ساتھ گزرگاہ پرگاڑی یاموٹرسائیکل کھڑی کردی جاتی ہے،جس کی وجہ سے آنے جانے اورگزرنے والوں کوتکلیف پہنچتی ہے،ٹریفک رُک جاتااور جام ہوجاتا ہے،اورغریب ومسکین اور مصیبت زدہ ، بیماراورنہ جانے کِن کِن مسائل میں گھرے ہوئے لوگ طرح طرح کی پریشانیوں کا شکار ہوتے ہیں،تاخیر کی وجہ سےبعض لوگوں کا جہازیاریل چھوٹ جاتی ہے یا کوئی مریض دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے،مگر اس طرح گاڑی غلط جگہ کھڑی کرنے والے خودآرام سے اپنے کام میں مشغول ہوتے ہیں،اس طرح کی حرکت کسی طرح بھی اسلام کی تعلیمات سے میل نہیں کھاتی،اورایسے لوگوں کی جان یامال پراللہ کی طرف سےبعض اوقات دنیا ہی میں دوسرے کی مصیبت کا سبب بننے کی وجہ سے کوئی آفت یا وبال پڑجاتا ہے۔

(24)...... گاڑی چلاتے وقت اپنی توجہ گاڑی چلانے کی طرف رکھنی چاہیے، کسی دوسری طرف توجہ کرنے سے بعض اوقات کوئی بڑاحادثہ پیش آسکتا ہے،آج کل گاڑی چلاتے ہوئے ٹیپ وغیرہ چلادی جاتی ہے،جس میں عموماً گانے اورموسیقی کی وبا ہوتی ہے،اسی طرح سفرکے دوران آج کل گاڑیوں میں ٹی وی چلادیا جاتا ہے،جس میں فحش قسم کے پروگرام ہوتے ہیں،اس قسم کی چیزوں سے بچنا چاہیئے،خدانخواستہ اس حالت میں گناہ کے سبب کوئی

بڑا حادثہ ہو جائے اور جان ہی چلی جائے یا کوئی ہمیشہ کے لئے معذور ہو جائے تو کیا بنے گا۔

موٹر سائیکل اور گاڑی وغیرہ استعمال کرنے کے متفرق آداب

(25)...... موٹر سائیکل اور گاڑی چلاتے وقت عاجزی اور مسکنت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے، ایسے وقت فطرتاً انسان میں کبر اور بڑائی پیدا ہو جاتی ہے، اور اس میں آج کل بہت زیادہ ابتلاء ہے، لہٰذا تکبر اور نمائش سے بچنا چاہیے، اور ایسا خیال آنے پر استغفار کرنے میں مشغول ہو جانا چاہیے۔

(26)...... موٹر سائیکل یا جو بھی گاڑی آپ کے پاس ہو، اس کی مشینری کا چلانے سے پہلے جائزہ لے لینا چاہئے اور وقتاً فوقتاً مستری کو دکھلا کر درست کراتے رہنا چاہیے، اور اس کی صفائی ستھرائی کا بھی خیال رکھنا چاہئے، ورنہ مشینری کی خرابی کے باعث کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے، قدرت کی طرف سے منظور ہو تو سب کچھ سلامت رہتے ہوئے بھی جو مقدر میں ہو وہ ہو کر ہی رہتا ہے، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اس عالَمِ اسباب میں اسباب اور تدابیر کو چھوڑ ہی دیا جائے، لہٰذا اسباب کے درجہ میں احتیاطی اور حفاظتی ممکنہ تدابیر سے غفلت اختیار نہیں کرنی چاہئے۔

(27)...... اگر آپ کسی دوسرے کی گاڑی اُجرت اور کرایہ پر لے کر چلاتے ہیں، یا دوسرے سے عاریت کے طور پر کسی ضرورت میں گاڑی حاصل کی ہے، تو دوسرے کی چیز ہونے کی وجہ سے اُسے بے ڈھنگے اور غیر اُصولی طریقہ پر نہ چلایئے، بلکہ ایک امانت و دیانت سمجھتے ہوئے اور قیامت کے دن کی باز پُرس کو سامنے رکھتے ہوئے احتیاط کے ساتھ استعمال کیجئے۔

(28)...... اگر آپ محنت و مزدوری کے طور پر رکشہ، ٹیکسی وغیرہ چلاتے ہیں تو سواری کو بٹھانے سے پہلے کرایہ واُجرت کا معاملہ صاف کر لیجئے، بغیر طے کئے ہوئے اور بغیر معاملہ

صاف کئے کسی سواری کو بٹھالینا مناسب نہیں، اس کی وجہ سے بعض اوقات جھگڑا اور نزاع ہوجاتا ہے اور شریعت کا حکم بھی یہی ہے کہ اُجرت پہلے سے طے کرلی جائے۔

(29)...... دھوکہ دہی اور غلط بیانی کر کے رکشہ، ٹیکسی وغیرہ کے لئے سواری کو زیادہ اُجرت دینے پر تیار نہ کیجئے، بلکہ بات صاف کیجئے کہ جس کی وجہ سے مخاطب کسی غلط فہمی میں مبتلاء نہ ہو۔

(30)...... اگر آپ ڈرائیور ہونے کی وجہ سے مسافروں کو لمبے سفر پر لیجانے کی ذمہ داری ادا کررہے ہیں، تو نماز کے اوقات آنے پر قاعدہ وقانون کے مطابق مسافروں کو نماز پڑھنے کا موقع فراہم کیجئے، اور خود بھی نماز ادا کیجئے، یہ عمل ان شاء اللہ آپ کے اور دیگر مسافروں کے لئے، سفر میں عافیت اور دنیا وآخرت میں خیر وبرکت کا ذریعہ ہوگا۔

لیکن اسی کے ساتھ مسافروں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ جلد از جلد سفری نماز پڑھ کر فارغ ہو جائیں، اور انتظامیہ یا گاڑی کے ذمہ دار کی طرف سے جتنے وقفہ کا اعلان کیا جائے، اس وقت کے اندر اندر اپنی ضروریات سے فارغ ہونے کا اہتمام کریں، ضرورت سے زائد وقت خرچ کرنے کی وجہ سے دوسرے مسافروں کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور گاڑی کو اپنے مقررہ وقت پر منزل پہنچنا بھی مشکل ہوجاتا ہے، اور تاخیر کی وجہ سے بعض مسافروں کا کوئی نقصان بھی ہوجاتا ہے۔

افسوس کہ آج کل نمازی اور دین دار لوگوں کو اس چیز کا خیال نہیں، اور وہ ایسے موقع پر لمبی نماز پڑھ کر اور نوافل میں مشغول ہوکر تاخیر کا سبب بنتے ہیں۔

(31)...... کسی جگہ گاڑی یا موٹر سائیکل کھڑے کرتے وقت اس میں تمام تالے اور لاک لگادیا کریں، ورنہ ذراسی غفلت میں چوری چکاری کا حادثہ رونما ہوجاتا ہے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(باب نمبر6)

کمانے اور خرچ کرنے کے آداب

تقریباً ہر انسان کو عادتاً دنیا میں کمانے اور خرچ کرنے کی بھی ضروری پیش آتی ہے، اس لیے ان چیزوں کے آداب کا ملاحظہ کرلینا بھی ضروری ہے۔

کسبِ معاش(Earnings)سے متعلق آداب

(1)...... دنیا میں زندگی گزارنے کے لئے انسان کو کسبِ معاش یعنی مال کمانے اور خرچ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے اسلام میں مال کمانے اور خرچ کرنے کی ممانعت نہیں، بلکہ کسبِ معاش کو اگر صحیح نیت اور صحیح طریقہ کے مطابق اختیار کیا جائے تو یہ بھی مسلمان کے حق میں عبادت اور اجروثواب کا ذریعہ ہے، اور اگر غلط نیت سے یا غلط طریقہ پر مال کمایا، اور حاصل کیا جائے، تو یہ بہت بڑا گناہ ہے، یہی حال مال خرچ کرنے کا بھی ہے کہ اس کو صحیح جگہ اور صحیح طریقہ پر خرچ کرکے بھی اجروثواب حاصل کیا جاسکتا ہے، جس طرح سے کہ غلط جگہ خرچ کرنے پر گناہ گار رہوا جاسکتا ہے۔

کسبِ معاش کے انتخاب سے متعلق آداب

(2)...... کسبِ معاش کا جو بھی جائز طریقہ اختیار کریں، اس سے اپنی جان کے حقوق اداء کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بیوی، بچوں، والدین اور دوسرے زیرِ کفالت افراد کے حقوق اور ذمہ داریاں اداء اور پوری کرنے کی نیت کرلیا کریں اور یہ بھی کہ جسم میں جان پڑے گی تو اللہ اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق ہوگی اور جو مال حلال طریقہ پر آئے گا تو زکاۃ وغیرہ کی شکل میں اس کے حقوق پورے کروں گا اور جہاں جہاں بھی اللہ کی رضاء والے

www.idaraghufran.org

کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق ہوگی، وہاں حسبِ توفیق خرچ کروں گا۔

اس طرح کی نیت کرنے سے جائز طریقہ پر کسبِ معاش کا اختیار کرنا اور اس کے لئے اعتدال میں رہتے ہوئے جائز طریقہ پر وقت خرچ کرنا اور محنت کرنا بلکہ اس غرض کے لئے، چلنا پھرنا، نقل وحرکت کرنا، سب کا سب عبادت اور ''فی سبیل اللہ'' میں داخل ہوکر اجرو ثواب کا باعث بنتا ہے۔

(3)...... کسبِ معاش کے لئے جائز اور حلال طریقہ اختیار کیجئے، جوکہ دنیا اور آخرت میں خیر وبرکت کا ذریعہ ہے اور ناجائز اور حرام طریقہ سے پرہیز کیجئے، جس کے اندر دنیا وآخرت میں شر اور بے برکتی ہے۔

(4)...... اگر ذریعۂ معاش اور کسبِ معاش کے کسی طریقہ کا جائز وناجائز ہونا معلوم نہ ہوتو مستند اہلِ علم حضرات سے اس کے بارے میں تحقیق اور شریعت کا حکم معلوم کرلیجئے۔

(5)...... کسبِ معاش کے اس طریقہ اور ذریعہ کو اختیار کیجئے، جس کو انجام دینے اور سنبھالنے کی آپ میں صلاحیت وقابلیت موجود ہو، اور اگر آپ میں اس کی صلاحیت وقابلیت نہ ہو اور اس طریقہ کو اختیار کرنے کی ضرورت ہوتو دوسرے خیرخواہ اور تجربہ کار لوگوں سے سیکھنے کی کوشش کیجئے اور اس میں عار محسوس نہ کیجئے، اچھی بات جس سے بھی ملے وہ قابلِ قدر ہے۔

(6)...... جب کوئی ذریعۂ معاش اختیار کرنا چاہیں تو اس سلسلہ میں خیرخواہ اور تجربہ کار لوگوں سے مشاورت کرلیجئے اور ساتھ ہی وہ کام شروع کرنے سے پہلے سنت کے مطابق استخارہ بھی کرلیجئے، جس کے بعد اس کام کے کرنے یا نہ کرنے میں اللہ نے چاہا تو خیر ہوگی۔

(7)...... اگر کوئی ملازمت اختیار کرنا چاہتے ہیں یا مزدوری کرنا چاہتے ہیں تو یہ دیکھ لیجئے کہ آپ میں اس کام کی صلاحیت وقابلیت بھی موجود ہے یا نہیں؟ غلط بیانی کرکے اور جھوٹ بول کر یا جعلی سند وڈگری وغیرہ کی بنیاد پر ملازمت وغیرہ ہرگز حاصل نہ کیجئے، ورنہ ساری زندگی ایک لمبے عرصہ کے لئے گناہ گار ہونے یا حرام خوری میں مبتلا ہونے کی بنیاد پڑسکتی ہے، جس

کے وبال میں آپ کے بیوی بچے بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

(8)......سرکاری ملازمت وغیرہ حاصل کرنے کے لئے رشوت دینے کا ارتکاب نہ کیجئے، البتہ اگر آپ میں اس عہدہ کی اہلیت وصلاحیت موجود ہے اور آپ اس ملازمت کے قانونی طور پر مستحق اور حقدار ہیں، اور کسی قانون شکنی کا ارتکاب کرنے کی نوبت بھی نہیں آ رہی، مگر رشوت کے بغیر جدوجہد کر کے بھی ملازمت حاصل نہ ہو رہی ہو، تو ایسی صورت میں اپنا حق حاصل کرنے کی بناء پر آپ رشوت دینے کی وجہ سے گناہ گار نہیں ہوں گے، البتہ رشوت لینے والا اس صورت میں بھی گناہ گار ہوتا ہے، اور اس پر ہدیہ، گفٹ وغیرہ کے عنوان سے مال لینے والا حرام مال کو بٹورنے والا شمار ہوتا ہے۔

(9)......کسبِ معاش اور جائز ذریعۂ آمدنی کا جو کام بھی ملے اور اس میں کوئی غیر شرعی بات بھی نہ پائی جاتی ہو، اور آپ کو اس کام کی قدرت ہو، تو اس کو اختیار کر لیجئے، شان وشوکت بڑھانے اور محنت سے جان چھڑانے کے لئے آرام طلبی والے اور اونچے درجے کے کسبِ معاش کی جستجو میں لگ کر اپنے وقت کو ضائع نہ کیجئے۔

(10)......اگر کسی وقت گزر بسر کے لائق کسبِ معاش کا ذریعہ میسر نہ ہو تو فضول اور خالی رہنے کے بجائے جو کچھ تھوڑا بہت جائز طریقہ سے ذریعۂ معاش میسر آ جائے اس کو وقتی طور پر اختیار کر لیجئے، کیونکہ یہ خالی پڑے رہنے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے سے بہتر ہے۔

(11)...... جب تک اپنے والدین اور بیوی بچوں کے پاس رہ کر کسبِ معاش کا ذریعہ اختیار کرنا ممکن ہو، اس وقت تک کسبِ معاش کے لئے اپنے اہلِ خانہ سے دور نہ جائیے، کیونکہ اس میں کئی قسم کے مسائل اور پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں، اور اچانک گھر میں کوئی حادثہ پیش آنے پر وہاں پہنچنا مشکل ہوتا ہے۔

آج کل بعض لوگ اپنے یہاں رہتے ہوئے محنت نہیں کرتے اور بہت سے کام کاج اپنے یہاں رہتے ہوئے شرم کی وجہ سے اختیار نہیں کرتے، اور دور دراز کے علاقوں اور ملکوں میں

جا کر سخت محنت کرنے اور ہر طرح کے کام کاج کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں، یہ طرزِ عمل درست نہیں، اپنے یہاں رہتے ہوئے محنت اور کوئی بھی جائز کام کاج اختیار کر کے ضروریات پوری ہوسکتی ہوں، تو اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

(12)...... جو پیشے ناجائز و حرام ہوں، مثلاً گانا بجانا، تصویر سازی وغیرہ ان کو اختیار نہ کیجئے، اگرچہ بظاہر ان کی آمدنی زیادہ ہو، اور ان کے بجائے جائز و حلال طریقوں کو تلاش و اختیار کیجئے، اگرچہ بظاہر ان کی آمدنی کم محسوس ہو۔

حلال آمدنی تھوڑی ہو کر بھی دنیا و آخرت کے اعتبار سے خیر و برکت کا ذریعہ ہوتی ہے۔

(13)......جعلی ڈگری یا سند یا جعلی سرٹیفکیٹ یا لائسنس کی بنیاد پر کوئی عہدہ و منصب یا مالی مفاد حاصل کرنا، شرعاً بھی جائز نہیں، اور قانوناً بھی جرم ہے، خواہ ڈاکٹری سے متعلق ہو یا کسی اور شعبہ سے متعلق ہو، اس لئے اس طرح کی حرکات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیے۔

ناجائز آمدن سے بچنے کے آداب

(14)...... جو کام کرنا چاہتے ہیں، اس میں ناجائز اور حرام طریقوں سے بچنے کا اہتمام کیجئے، مثلاً جھوٹ نہ بولئے، اور جو چیز فروخت کریں اس میں غلط بیانی سے کام نہ لیجئے، عیب چھپا کر اور ملاوٹی چیز فروخت نہ کیجئے، کم تولنے، کم ناپنے اور رشوت خوری وغیرہ سے اجتناب کیجئے، اس سے رزق میں بے برکتی ہوتی ہے اور اس رزق کے استعمال کرنے والے آپ کے بیوی بچے وغیرہ بھی خیر سے محروم رہتے ہیں۔

(15)...... اگر آپ کوئی چیز فروخت کرتے ہیں، اور خریدار آپ سے خریدی جانے والی کسی چیز کے متعلق کوئی بات معلوم کرے تو آپ کے علم میں جو اس کی حقیقت ہو، وہ صاف بتلا دیجئے اور اگر وہ چیز آپ کے علم میں نہ ہو، تو لاعلمی کا اظہار کر دیجئے، خواہ مخواہ اس چیز کی تعریف اور اس سے بڑھ کر اس میں مبالغہ آرائی ہرگز اختیار نہ کیجئے۔

www.idaraghufran.org

(16)...... اگر آپ کوئی ملازمت یا مزدوری کرتے ہوں تو ملازمت ومزدوری کا معاہدہ کرتے وقت اور کام کے سلسلہ میں جو بھی جائز چیزیں طے ہوئی ہوں، ان پر عمل کرنے کا پورا اہتمام کیجئے اور ان میں کوتاہی نہ کیجئے، ورنہ آپ کو ملنے والے معاوضہ یا تنخواہ میں حرام آمدنی کی آمیزش ہوجائے گی، جو آپ کے اور آپ کے اہلِ خانہ کے لئے باعثِ وبال ہوسکتی ہے۔

(17)...... جب کسی سے مقررہ وقت کے لئے مزدوری یا ملازمت وغیرہ کا معاملہ طے ہو، تو مالک کی باضابطہ اجازت کے بغیر اس وقت میں فرض اور سنت موکدہ نمازوں کے علاوہ، سنتِ غیر موکدہ اور نفل نمازیں پڑھنا اور تلاوت کرنا جائز نہیں، یہ کام اپنے ذاتی اوقات میں کرنا چاہئے۔

آج کل بعض لوگ ملازمت اور ڈیوٹی وغیرہ کے اوقات میں نوافل وغیرہ پڑھتے بلکہ اَوراد اور وظائف بھی کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ڈیوٹی کے اوقات میں کوتاہی لازم آتی ہے، ایسا کرنا جائز نہیں، تا آنکہ مالک یا مجاز ذمہ دار کی طرف سے باقاعدہ اس کی اجازت نہ ہو۔

(18)...... ملازمت کے دوران جھوٹی ضرورت کی درخواست دے کر یا غیر حقیقی ضرورت ظاہر کرکے چھٹی لینا شرعاً بھی جائز نہیں اور قانوناً بھی جرم ہے، اور اس مقصد کے لئے جعلی و مصنوعی میڈیکل رپورٹ تیار کرنا، کرانا اور پیش کرنا سب گناہ ہے۔

مگر افسوس کہ اس قسم کی حرکات میں دیندار طبقہ بھی مبتلا ہے، جبکہ بعض لوگ جھوٹی رپورٹ کو الٹا نیکی میں تعاون اور دوسرے کی ضرورت پوری ہونے کی وجہ سے ثواب سمجھتے ہیں، جو کہ کم علمی کی بات ہے، کیونکہ یہ جھوٹ میں تعاون کرنا ہے۔

(19)...... کام چوری اور حرام خوری سے خود بھی بچنے کا پورا پورا اہتمام کیجئے اور اپنے بچوں اور متعلقین کو بھی بچانے کی کوشش کیجئے۔

(20)...... اگر آپ کسی شخص کی ماتحتی میں رہ کر کام کررہے ہوں، تو اس کام کے بڑے اور ذمہ دار ونگران کی جائز کاموں میں ماتحتی اور تابعداری اختیار کرنے میں اپنی عار محسوس نہ کیجئے

اور اس کے ساتھ خیانت اور دھوکہ دہی نہ کیجئے، بلکہ پوری امانت و دیانت داری سے اپنا کام اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیجئے۔

(21)...... اگر آپ کسی عہدہ پر مامور ہوں، جس کی آپ کو تنخواہ ملتی ہو تو اپنی ذمہ داری والے کام کو انجام دینے پر لوگوں سے پیسے، اور ہدیہ، تحفہ اور گفٹ (Gift) وغیرہ کے عنوان سے کُچھ نہ لیجئے، کیونکہ یہ رشوت خوری کے زمرہ میں آتا ہے۔

(22)...... کاروباری اور کسبِ معاش کے معاملات میں جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم کھانے، بلکہ بلاضرورت کثرت سے سچی قسمیں کھانے سے بھی پرہیز کیجئے، اس کی وجہ سے مال میں خیر و برکت نہیں ہوتی۔

(23)...... اگر حکومت کی طرف سے رات کے مخصوص وقت کے بعد کاروباری مشغولیات جاری رکھنے کی ممانعت ہو، تو حتی الامکان اس قانون پر عملدر آمد کیجئے۔

(24)...... جب حلال اور جائز طریقہ پر کسی کسبِ معاش سے بآسانی ضروریات پوری ہو رہی ہوں تو مال کی حرص و ہوس کی خاطر زیادہ جدوجہد، تکلف اور کام میں انہماک اختیار کر کے اپنے دین اور صحت وغیرہ کو خراب نہ کیجئے۔

(25)...... اگر آپ کسی کام کے مستری یا مکینک ہوں تو کام کرانے والوں کو دھوکہ دے کر اور غلط بیانی کر کے زیادہ پیسے مت بٹورئیے، اور کسی گاڑی یا مشین وغیرہ میں جو خرابی ہو اسی کی نشاندہی کیجئے، زیادہ پیسے اور مزدوری بنانے کی خاطر جھوٹ بولنا اور غلط بیانی کا ارتکاب کرنا اور مشین وغیرہ کی خرابی میں غلط چیز کی نشاندہی کر کے زیادہ رقم حاصل کرنا سنگین جرم اور باعثِ وبال چیز ہے، جس سے روزی میں برکت نہیں ہوتی۔

(26)...... جس طرح کاروباری معاملات میں جھوٹ بولنا اور غلط بیانی کرنا جائز نہیں، اسی طرح اپنے کاروبار کی تشہیر و تبلیغ اور پبلیسٹی (Publicity) کرنے میں بھی جھوٹ اور غلط بیانی یا مبالغہ آمیزی کا ارتکاب کرنا بھی جائز نہیں۔

آج کل اکثر و بیشتر اشتہار بازی یا پبلیسٹی (Publicity) کرتے وقت جھوٹ اور غلط بیانی اور مبالغہ آرائی سے بچنے کا اہتمام نہیں کیا جاتا، اور غلط بیانی اور جھوٹ یا اتنی مبالغہ آمیزی سے کام لیا جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے دوسرے لوگ دھوکہ کھا لیتے ہیں، اور وہ اس غلط بیانی اور جھوٹ کی وجہ سے ہی ان چیزوں کی خریداری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

ایسا کرنا جھوٹ اور غلط بیانی میں شامل ہونے کی وجہ سے سراسر ناجائز ہے۔

(27)...... کسی کا کام کرنے کے لئے جس وقت کا وعدہ کریں اس کی خلاف ورزی نہ کیجئے اور نہ ہی دوسروں سے جھوٹا وعدہ کیجئے، اور یہ بات یاد رکھئے کہ اگر دل میں وعدہ پورا کرنے کی نیت نہ ہو تو اوپرا اوپر سے وعدہ کرنا سخت گناہ اور منافقوں کا طریقہ ہے، اس طرح کے گناہ سے اپنے آپ کو بچا کر رکھئے۔

(28)...... اگر آپ کو کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ، محکمہ یا دفتر کی طرف سے کوئی سہولت حاصل ہے، تو اس کا ناجائز استعمال نہ کیجئے، اور جو سہولت جس مقصد کے لئے حاصل ہے، اس کو اس مقصد سے ہٹ کر استعمال نہ کیجئے۔

چنانچہ اگر فون، کرایہ، کھانے پینے یا دوا وغیرہ کی سہولیات حاصل ہیں تو ناجائز طریقہ پر اور جھوٹا بل بنوا کر پیسے حاصل نہ کیجئے۔

بعض لوگوں کو سفر میں کرایہ اور قیام و طعام اور مکان یا گاڑی وغیرہ کی مرمت وغیرہ کے اخراجات یا ٹی اے (Traveling Allowance) ڈی اے (Daily Allowance) وغیرہ کے عنوان سے رقم حاصل کرنے کی سہولت ہوتی ہے، لیکن بعض اوقات یہ اخراجات حقیقت میں نہیں ہوتے، مگر یہ لوگ پھر بھی وہ اخراجات حاصل کر لیتے ہیں، یا اخراجات کم ہوتے ہیں، مگر وہ پورے اخراجات حاصل کرتے ہیں، جس کے لئے بعض اوقات زبانی یا تحریری طور پر جھوٹ کا بھی ارتکاب کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں حرام خوری کے گناہ کے ساتھ ساتھ جھوٹ کا گناہ بھی شامل ہو جاتا ہے، اور اگر کسی کو اس مقصد کو

حاصل کرنے کے لئے رشوت دی گئی تو اس کا گناہ الگ ہوتا ہے۔

اگر آپ کو یا آپ کے اہلِ خانہ کو دوا و علاج کے لئے سہولت حاصل ہے تو اپنے یا اپنے اہلِ خانہ کے نام پر کسی غیر متعلقہ فرد کے لئے، جس کو متعلقہ محکمہ کی طرف سے علاج و معالجہ کی سہولت حاصل نہیں، اس مد میں علاج و معالجہ اور دواء وغیرہ کے اخراجات حاصل کرنا بھی جائز نہیں، بلکہ ان تمام سہولیات و مراعات میں متعلقہ محکمہ و ادارہ کے قواعد و ضوابط کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

اسی طرح اگر کسی ادارہ، محکمہ یا دفتر کی طرف سے گاڑی وغیرہ کا استعمال مخصوص مقاصد و اغراض میں استعمال کے لئے ہے تو اس کا کسی غیر متعلقہ مقصد و ضرورت میں استعمال کرنا جائز نہیں اور اگر پٹرول وغیرہ کے اخراجات بھی حاصل ہوتے ہوں، تو پھر اس طرح کی حرکت کا ارتکاب کرنا دہرا جرم ہے۔

(29)...... اگر کسی سرکاری یا غیر سرکاری محکمہ کی طرف سے ملازم کو کوئی سہولت حاصل ہوتی ہے، تو اس سہولت سے قانون و ضابطہ کے مطابق تو فائدہ اٹھانا جائز ہوتا ہے، اور ضابطہ و قانون کے خلاف غلط بیانی وغیرہ کا ارتکاب کر کے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہوتا، اس لئے ناجائز طریقہ پر کوئی فائدہ نہ اُٹھایئے۔

(30)...... اگر آپ ڈاکٹر ہیں تو مریضوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا برتاؤ کیجئے، اپنے مفاد کی خاطر نہ تو مہنگی دوائیاں تجویز کیجئے اور نہ ہی اپنے کمیشن وغیرہ کی خاطر بلا ضرورت ٹیسٹ وغیرہ کرایئے۔

(31)...... ڈاکٹر کا زیادہ سے زیادہ اُجرت اور فیس حاصل کرنے کے لئے مریض کو بلاضرورت بار بار معائنے اور اُجرت و فیس دینے پر مجبور کرنا، سراسر ناانصافی میں داخل ہے۔

اور اگر اپنے مالی مفادات کی خاطر مریض کو مشورہ دینے میں خیانت سے بھی کام لیا جائے، تو یہ ظلمِ عظیم سے کم نہیں۔

www.idaraghufran.org

آج کل کثرت سے یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ بہت سے ڈاکٹر حضرات اول تو اُجرت وفیس بہت بھاری بھرکم مقرر کرتے ہیں کہ جس کی ادائیگی عام مریضوں کے لئے بہت مشکل ہوجاتی ہے، دوسرے دوائی تجویز کرنے میں اپنے مالی مفادات ومراعات کو پیشِ نظر رکھتے ہیں، اور مریضوں کا لحاظ نہیں کرتے، چنانچہ جن دوا ساز کمپنیوں کی طرف سے ان کو ہدایا، تحائف (یا گفٹ) اور دیگر شکلوں میں مراعات حاصل ہوتی ہیں، ان کی دوائیں تجویز کرتے ہیں، خواہ وہ دوائیں انتہائی گراں قیمت کیوں نہ ہوں، بلکہ اس سے بڑھ کر مریض کے لئے کسی مہلک بیماری کا پیش خیمہ ہی کا سبب کیوں نہ ہوں، یہ مریضوں کے ساتھ شدید ظلم اور خیانت ہے، جس سے ڈاکٹر کو بچنا ضروری ہے۔

(32)...... اگر کسی جگہ زلزلہ یا سیلاب وغیرہ سے متاثرین کے لئے یا دوسرے مخصوص ضرورت مندوں کے لئے کوئی امداد جاری کی گئی ہو، اور آپ اس امداد کے قواعد وضوابط کے مطابق حقدار نہ ہوں، تو غلط بیانی یا تعلق کی بنیاد پر امداد حاصل نہ کیجئے، ورنہ آپ دوسرے مستحقین کے بروزِ قیامت مجرم شمار ہوں گے۔

(33)...... اگر آپ جائیداد یا کسی اور چیز کی خرید وفروخت، یا کرایہ داری کے معاملات طے کرانے کے لئے بطور ڈیلر کام کرتے ہیں، تو اس میں کسی بھی فریق کو دھوکہ دینے اور غلط بیانی کرنے سے پرہیز کیجئے اور تمام معاملات صاف رکھئے۔

(34)...... سود خوری، رشوت خوری، جوا خوری، چوری، لوٹ مار اور ڈاکہ زنی وغیرہ جیسے جرائم سے مکمل کنارہ کشی اختیار کیجئے۔

(35)...... مال حاصل کرنے کی خاطر کسی کو قتل کرنا انتہائی سنگین جرم ہے اور ایسی کمائی قطعاً حرام ہے۔

(36)...... کسی کو اغواء کرکے اس کا تاوان وصول کرنا سخت حرام ہے اور اس طرح لیا ہوا پیسہ اصل مالک کو واپس کرنا ضروری ہے، اور اس کے نتیجہ میں اغواء شدہ فرد اور اس کے اہلِ

www.idaraghufran.org

خانہ و متعلقین کو جو ذہنی وجسمانی ایذاء وکوفت پہنچائی جائے، اس کا سخت گناہ ہونا الگ ہے، جس کا وبال دنیا وآخرت میں بڑا سخت ہے، بعض اوقات مظلوم کی بددعاء خود ظالم کے اپنے اوپر یا اس کے اہلِ خانہ کے اوپر بھی دنیا میں پڑ جاتی ہے، جس کا خمیازہ بھگتنا آسان کام نہیں ہوتا، بعض اوقات کسی آفت آنے کی وجہ سے، اغواء کاری کے نتیجہ میں حاصل شدہ مال سے زیادہ بھاری نقصان اٹھانا پڑ جاتا ہے۔

اس لئے کسی فرد کو اغواء کرنے اور اس پر تاوان وصول کرنے اور اس حرکت پر کسی بھی طرح کا تعاون کرنے سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیے۔

(37)......خرید وفروخت اور لین دین میں دھوکہ، خیانت اور ملاوٹ سے مکمل پرہیز کیجئے، جس کی یہ صورت بھی ہے کہ گوشت میں پانی شامل کر کے فروخت کیا جائے، آج کل بعض ظالم قصابوں نے اس کا یہ طریقہ نکالا ہے کہ جانور کو ذبح کرنے کے ساتھ ہی خون نکلنے اور جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے جانور کی شہ رگ میں تیز پریشر کے ساتھ پانی چھوڑ دیا جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں ذبح کے بعد نکلنے والا خون بھی اندر رہ جاتا ہے، اور خون والے رگ و ریشہ میں پانی بھر جاتا ہے اور پھر پانی بھی گوشت کے بھاؤ فروخت کیا جاتا ہے، اولاً تو اس طرح پانی بھر کر گوشت فروخت کرنا جائز نہیں اور جتنا پانی کا وزن بھرا گیا ہے اتنی مقدار گوشت کی قیمت وصول کرنا حرام ہے۔

دوسرے جانور کو ٹھنڈا ہونے سے پہلے تکلیف وتعذیب اور ایذاء پہنچانا بھی سخت گناہ ہے، تیسرے ذبح کے بعد جانور سے خون نکلنے کو روک دینا اور جانور کے گوشت میں برقرار رکھنے کی کوشش کرنا بھی مستقل گناہ ہے، اس لئے اس طرح کے ہر گناہ اور ظلم سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا چاہئے۔

(38)......خرید وفروخت میں ملاوٹ کی ایک صورت دودھ میں پانی شامل کر کے فروخت کرنا ہے، یہ گناہ بھی آج کل عام ہے، حالانکہ دودھ کے اندر جتنی مقدار پانی شامل کیا جاتا

ہے، اتنی مقدار میں دودھ کے حساب سے رقم و قیمت وصول کرنا جائز نہیں ہوتا۔

(39)...... بعض لوگ سبزیوں اور پھلوں وغیرہ کے اوپر پانی چھڑک کر اس کے وزن کو بڑھاتے رہتے ہیں، کیونکہ ان چیزوں میں پانی شامل ہونے سے ان کے وزن میں اضافہ ہوجاتا ہے، یہ بھی ملاوٹ کی شکل ہے اور ناجائز ہے، البتہ اگر تازگی برقرار رکھنے اور خراب ہونے سے بچانے کے لئے بقدرِ ضرورت پانی چھڑکا جائے تو الگ بات ہے۔

(40)...... بعض سبزی یا پھل فروش اوپر تو اچھا اور صاف ستھرا مال رکھتے ہیں، تاکہ خریدار حضرات متوجہ ہوکر خریدنے پر آمادہ ہوں اور نیچے داغی اور خراب مال کو چھپا دیتے ہیں اور فروخت کرتے وقت اس کو بھی ساتھ شامل کردیتے ہیں، یہ ملاوٹ اور ناپ تول میں کمی اور دھوکہ کی بدترین صورت ہے، جس سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے اور اگر کچھ خراب یا داغی مال ہو اس کو الگ رکھ کر دوسری قیمت پر فروخت کرنا چاہئے، یا ملا جلا کر رکھنا چاہئے، عیب والے حصہ یا مال کو چھپا کر فروخت نہیں کرنا چاہئے۔

اسی طرح لکڑی کی پیٹی میں پھل وغیرہ پیک کرنے والے بہت سے لوگ نیچے کافی مقدار میں گھاس پھوس بھر دیتے ہیں جس کی وجہ سے اندر مال کم آتا ہے اور اوپر سے زیادہ نظر آتا ہے۔

بعض دوسرے لوگ بھی دوسری چیزوں سے تیار شدہ پیکنگ میں اسی طرح دھوکہ دہی کا ارتکاب کرتے ہیں، اس طرح دھوکہ دہی، ملاوٹ اور ناپ و تول میں کمی کے گناہ سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیئے۔

(41)...... بہت سے ڈاکٹر زیادہ سے زیادہ پیسہ کمانے کے لئے بلاضرورت اپنے یہاں سے مختلف قسم کے ٹیسٹ کراتے ہیں، اور ان ٹیسٹوں کے بہانے سے بہت سارو پیہ مریضوں سے بٹور لیتے ہیں، اور اگر ٹیسٹ کا اپنے پاس انتظام نہیں ہوتا، تو دوسرے اداروں اور لیبارٹریوں سے ربط وضبط قائم کر کے اپنے لئے کمیشن طے کر لیتے ہیں، اور اس طرح لیبارٹری والے اور ڈاکٹر دونوں مل کر بندر بانٹ کر لیتے ہیں، یہ طریقہ بھی سراسر ظلم اور خیانت پر مبنی

ہے، اور اس طرح منافع خوری کو حلال آمدنی میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

(42)...... بعض ڈاکٹر خاص طور پر جو اپنے پاس سے مریضوں کو دوا فراہم کرتے ہیں، زیادہ سے زیادہ منافع خوری کی غرض سے جعلی یا تاریخ گزری ہوئی (زائد المیعاد/ Expire) اور ناکارہ دوائیں دیدیتے ہیں، جس سے مریض کو نقصان ہوتا ہے، وقتی طور پر کبھی کچھ فائدہ بھی ہو جاتا ہو، لیکن دوسری طرف سے منفی اثرات اور سائیڈ ایفیکٹس (Side Effects) سے مریض کسی دوسری مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے، یہ طریقہ بھی ظلم، خیانت اور ناجائز منافع خوری میں داخل ہے، جس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔

(43)...... جو کمپنیاں حکومت کی طرف سے منظور شدہ نہیں ہیں، اور ان کو قانونی طور پر دوائیں تیار کرنے کی اجازت نہیں ہے، ان کو چوری چھپے سے یا جعلی نام سے دوائیں تیار کرنا بھی شرعاً جائز نہیں ہے۔

(44)...... جعلی یا ناکارہ، زائد المیعاد (Expire) دوائیوں کے جرم اور گناہ میں دواساز کمپنیوں اور اداروں کے علاوہ ان کو میڈیکل سٹور وغیرہ کی شکل میں فروخت اور سپلائی کرنے والے بعض افراد بھی شریک ہیں۔

جعلی و ناکارہ دواؤں کا تیار کرنا یا تاریخ گزری ہوئی دواؤں پر نئی تاریخوں کے لیبل چڑھا کر مارکیٹ بھیجنا قانوناً و شرعاً جرم ہے، بالخصوص جبکہ وہ صحت کے لئے مضر بھی ہوں، اور ایسی دوائیوں کو سپلائی اور فروخت کرنے والے بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں، جبکہ وہ اس حقیقت سے واقف ہوں۔

(45)...... آج کل بہت سے ہسپتالوں میں ضرورت مندوں اور غریب عوام کے لئے حکومت یا بعض رفاہی اداروں کی طرف سے مفت دوائیں فراہم کی جاتی ہیں، مگر بہت سے ہسپتالوں میں کوئی ڈاکٹر یا کوئی بھی مختار، ذمہ دار شخص اس طرح ضرورت مند مریضوں کے لئے حاصل شدہ اچھی اور قیمتی دواؤں کو تو باہر بازار یا کسی دوکان، یا ادارے کو فروخت

Idara Ghufran

کر دیتا ہے، اور ان کی قیمتوں سے اپنی جیب بھر لیتا ہے، یا پھر ان کے عوض گھٹیا اور سستی دوائیں حاصل کر کے بچی کھچی رقم اپنی جیب میں ڈال لیتا ہے۔

اور اس کے بعد ہسپتال میں آنے والے ضرورت مند مریضوں کو یا تو دوا حاصل کرنے کے لئے بازار سے دوائیں خریدنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے، یا پھر گھٹیا دوائیں دے کر ٹرخا دیا جاتا ہے۔

اس طرح کے جرم کا ارتکاب کرنے میں بعض اوقات ہسپتال کے ایک سے زیادہ افراد، بلکہ بعض اوقات اکثر یا پورا عملہ شریک ہوتا ہے، اور ناجائز طریقہ پر حاصل شدہ رقم کی بندر بانٹ کر لیتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس طرح رقم کا حاصل کرنا تو گناہ ہے ہی، اور اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اسی کے ساتھ اس قسم کی حرکات کے مرتکب لوگ پوری قوم اور خاص طور پر مریضوں اور ضرورت مند مریضوں کی حق تلفی کرنے کے بھی مجرم ہیں، اور قیامت کے دن ان مجرموں کا قوم سے اپنے گریبانوں کو چھڑانا آسان کام نہیں ہوگا۔

(46)...... بعض سرکاری یا نیم سرکاری ہسپتالوں کو اوپر سے زکاۃ وصدقات وغیرہ کے فنڈ سے دواؤں اور علاج ومعالجہ کا بڑا ذخیرہ فراہم کیا جاتا ہے، یا نقدی کی شکل میں بڑی رقم مہیا کی جاتی ہے تاکہ وہ زکاۃ وصدقات کے مستحقین مریضوں کے علاج ومعالجہ پر صرف کریں، مگر ہسپتالوں کے بعض ذمہ دار یا تو ان دواؤں اور نقدی کو خرد برد کر دیتے ہیں، یا اسی طرح ان دواؤں کو بازار میں فروخت کر دیتے ہیں، یا پھر تھوڑی بہت رقم علاج ومعالجہ پر خرچ کر دیتے ہیں، اور رقم کا بڑا حصہ بچا کر اپنی جیبوں میں بھر لیتے ہیں، یا پھر ہسپتال میں آنے والے غریبوں اور ضرورتمندوں کو سہولت فراہم کرنے کے بجائے صرف اپنے عزیز واقارب، دوست احباب، جاننے والوں یا ان لوگوں پر خرچ کرتے ہیں، جن سے کوئی مفاد وابستہ ہوتا ہے، حالانکہ وہ لوگ زکاۃ وصدقات کے مستحق بھی نہیں ہوتے۔

Idara Ghufran

ظاہر ہے کہ یہ طرزِ عمل بھی انتہائی سنگین جرم میں داخل ہے، اور زکاۃ وصدقات کے مال کے ساتھ اس طرح کا بے رحمانہ اور ظالمانہ برتاؤ کرنا زیادہ سنگین معاملہ ہے، جس کا پورا پورا وبال ان لوگوں پر ہے، اللہ ان ظالموں کو ہدایت عطا فرمائے۔

(47)...... سرکاری یا نیم سرکاری ہسپتالوں میں جہاں ڈیوٹی سرانجام دینے پر ڈاکٹروں کو ماہانہ متعین تنخواہ دی جاتی ہے، وہاں بعض ڈاکٹر اپنی ڈیوٹی انجام دینے میں طرح طرح سے کوتاہی کرتے ہیں، اور خیانت سے کام لیتے ہیں، چنانچہ سرکاری ہسپتالوں کے وہ ڈاکٹر جو پرائیویٹ طریقہ پر بھی مریضوں سے فیس لے کر علاج ومعالجہ کرتے ہیں، ان میں سے بعض ڈاکٹر صرف پیسہ کمانے کی خاطر مریضوں کو اپنے پرائیویٹ کلینک پر بلاتے ہیں، اور وہاں مریضوں پر خوب توجہ دیتے ہیں، اور اہتمام کے ساتھ اُن کا معائنہ اور علاج ومعالجہ کرتے ہیں، اور اپنی تنخواہ والی ڈیوٹی پر ہوتے وقت مریضوں پر توجہ نہیں دیتے۔

یا ہسپتالوں میں موجود سہولیات کو ڈھال اور واسطہ بنا کر اپنی دوکان چمکاتے ہیں، مثلاً مریض سے فیس اور دوسرے ٹیسٹ وغیرہ کی شکل میں تو اپنے طور پر کمائی کر لیتے ہیں، اور آپریشن وغیرہ کے لئے ہسپتالوں کی مشینری اور آلات وسہولیات کو استعمال کرتے ہیں۔

بعض ڈاکٹر اپنی ڈیوٹی کے پورے اوقات ادا نہیں کرتے، بغیر کسی معقول عذر کے چھٹی یا تاخیر کر کے یا ادھر اُدھر کی فضول گپ شپ اور چائے نوشی وغیرہ میں لگ کر مریضوں کو پریشان کرتے ہیں، اور بعض اوقات اس کے نتیجہ میں بعض مریضوں کی جان بھی چلی جاتی ہے، مگر یہ مزے سے ہر مہینے تنخواہ پوری پوری حاصل کر کے حرام طریقہ سے اپنے پیٹ بھرتے اور مصیبت زدہ مریضوں کی بددعاؤں سے اپنے نامۂ اعمال اور مستقبل کو تاریک وسیاہ کرتے ہیں۔

اس قسم کے جرائم کے ارتکاب اور اپنے فرائض میں غفلت کرنے والے ڈاکٹروں اور معالجوں کا بڑا طبقہ آج معاشرہ میں موجود ہے، اگرچہ ان جرائم سے بچنے اور اپنے فرائضِ منصبی کو صحیح

طرح انجام دینے والے ڈاکٹر اور معالج بھی بحمداللہ تعالیٰ ہمارے معاشرہ میں موجود ہیں، مگر ان کی تعداد بہت کم اور آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

ڈاکٹروں اور طبیبوں کو اس قسم کے جرائم سے اپنے آپ کو بچانا انتہائی ضروری ہے۔

(48)...... درزی کے پاس جو کپڑے سلنے کے لئے آتے ہیں، اور درزی ان کے سینے کی اجرت وصول کرتا ہے، تو کپڑا سینے کے بعد جو کپڑا بچ جائے، وہ مالک کو واپس کرنا ضروری ہے، اور اس کی دلی رضامندی کے بغیر درزی کا خود رکھ لینا جائز نہیں، الّا یہ کہ اس کی مقدار اتنی کم ہو کہ مالک اس کو واپس لینے کی ضرورت نہ سمجھے، اور وہ کسی کام کا نہ ہو۔

افسوس ہے کہ اس سلسلہ میں آج کل بڑی کوتاہی سامنے آتی ہے، اور اکثر درزی بچا ہوا کپڑا واپس نہیں کرتے، خواہ وہ زیادہ مقدار میں اور مالک کے کام کا ہی کیوں نہ ہو۔

خرچ کرنے (Spending) سے متعلق آداب

(49)...... فضول خرچیوں سے پرہیز کیجئے، اس کی وجہ سے معاشی زندگی میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں، اور فضول رسموں میں بھی بے جا مال خرچ نہ کیجئے، اور اپنے اخراجات کو اپنی جائز آمدنی کے مطابق محدود رکھنے اور خرچ کرنے میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنے کی کوشش کیجئے۔

(50)...... خرچ کرتے اور کوئی چیز خریدتے وقت اس چیز کا لحاظ کیجئے کہ جس کام میں خرچ کرنا چاہتے ہیں، اور جو چیز خریدنا چاہتے ہیں، اس کا اصل مقصد صحیح طریقہ سے حاصل ہوجائے، اور اس سے ہٹ کر نمود و نمائش کی خاطر پیسہ خرچ کرنے سے پرہیز کیجئے، مثلاً گھڑی کا مقصد اوقات کا معلوم کرنا ہے، اور موبائل کا مقصد دوسروں سے بات چیت اور رابطہ کرنا اور اس میں ضروری اور مفید مواد کو محفوظ رکھنا ہے، اب ان مقاصد کے بجائے زیب و زینت اور نمود و نمائش کی خاطر مہنگی ترین گھڑی یا موبائل خرید کر قیمتی پیسہ کو خرچ وصرف کرنا

عقلمندی کی بات نہیں، اوراگر کبھی یہ چیز گم یا چوری ہوجائے، یا گر کر خراب ہوجائے، تو آناً فاناً قیمتی مال ضائع چلا جاتا ہے، اور ہاتھ سے نکل جاتا ہے، اس کے بجائے یہی پیسہ کسی دوسرے مفیداورضروری کام میں خرچ کیا جاتا، یا محفوظ رکھا جاتا، تو گھڑی اور موبائل فون وغیرہ کا اصل مقصد کم قیمت پر بھی پورا ہوجاتا، اور یہ پیسہ کسی دوسرے ضروری اور مفید کام میں خرچ ہوتا، یا ضرورت پڑنے پر دوسری گھڑی یا موبائل خریدا جاسکتا تھا۔

اس پر دوسری استعمال کی چیزوں، مثلاً گاڑی وغیرہ کو قیاس کیا جاسکتا ہے، البتہ ضرورت کے ساتھ ساتھ جو پیسہ راحت کے حصول کے لئے لگایا جاتا ہے، اس میں حرج نہیں، مثلاً کوئی مہنگی گاڑی نمائش کے بجائے آرام وراحت زیادہ ہونے کی خاطر خریدے، تو گناہ نہیں، بشرطیکہ رزقِ حلال سے ہو، کیونکہ حرام مال کا حاصل اور خرچ کرنا سب گناہ ہے۔

(51)...... اگر کوئی چیز خریدنا چاہتے ہوں تو دوسرے کے سودے پر اپنا سودا نہ کیجئے، جب تک دوسرا اس سودے کو نہ چھوڑ دے یا آپ کو اجازت نہ دے دے۔

(52)...... کوئی چیز خریدتے وقت اس کی اچھی طرح چھان بین اور تحقیق کر لیجئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ جلد بازی میں کوئی چیز خریدنے کے بعد آپ کو پشیمانی ہو۔

(53)...... کوئی چیز خریدتے وقت قیمت طے کرنے میں دوسرے پر بے جا دباؤ نہ ڈالئے اور دوسرے کی خوشدلی کے بغیر قیمت کم نہ کرائیے، ورنہ اس قیمت پر آپ کے لئے اس چیز کو خریدنا جائز نہیں ہوگا۔

(54)...... صحیح مستحق اور سفید پوش ضرورت مند رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دوسرے جاننے والوں کی وقتاً فوقتاً اپنی حسبِ حیثیت مدد وامداد کرتے رہا کیجئے، اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں، اور مدد کرنے والے کی ضروریات پوری کرنے کا انتظام اور اس کے مال اور رزق میں برکت عطاء فرماتے ہیں۔

(55)...... بچوں کو فضولیات میں خرچ کرنے کے لئے پیسہ فراہم نہ کیجئے، اس سے بچوں کی

عادتیں خراب ہو کر زندگی بھر کے لئے باعثِ وبال بن جاتی ہیں اور آخرت الگ خراب ہوتی اور پیسہ بھی برباد ہوتا ہے۔

(56)...... آج کل حکومت کی طرف سے کئی قسم کے ٹیکس عوام پر عائد کئے جاتے ہیں، ان ٹیکسوں کو ادا کرنے والا گنہگار نہیں، اور اگر مسلمان حکومت ہو، تو بہرحال ان ٹیکسوں کو اداء کرنا اور ٹیکس چوری سے بچنا ہی مناسب ہے، تاہم بعض ٹیکس ظالمانہ بھی ہوتے ہیں، جن کو بچالینا بعض اہلِ علم حضرات کے نزدیک جائز ہے، تاہم ہر قسم کی عافیت وسلامتی حتی الامکان ان کو اداء کردینے میں ہی ہے۔

(57)...... پیشہ ور بھکاریوں کو مانگنے پر دینے سے پرہیز کیجئے، اس میں دوسرے کا گناہ میں تعاون کرنا پایا جاتا ہے۔

البتہ اگر دوسرے کا ضرورت مند ہونا اور پیشہ ور بھکاری نہ ہونا معلوم ہو تو اس کا حسبِ حیثیت تعاون کردیجئے۔

اور جس کے بارے میں پیشہ ور بھکاری اور ضرورت مند ہونے نہ ہونے کا علم نہ ہو، اس کا تعاون کرنے کے بجائے اس پیسہ سے ان لوگوں کا تعاون کیجئے جن کا ضرورت مند ہونا آپ کے علم میں ہو، اگر تھوڑا تھوڑا تعاون مشکل ہو تو روزمرہ کے حساب سے پیسہ جمع کرتے رہیے اور پھر معقول مقدار جمع ہونے پر اس ضرورت مند کو پہنچا دیجئے۔

اس کے بجائے روزمرہ تھوڑا تھوڑا پیسہ پیشہ ور بھکاریوں کو دے کر قیمتی پیسہ برباد نہ کیجئے۔

کمانے اور خرچ کرنے سے متعلق متفرق آداب

(58)...... دنیا کے معاملات میں اپنے سے نیچے اور غریب لوگوں پر نظر رکھئے، اس سے صبر وشکر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اور اس کے برعکس اپنے سے زیادہ مالداروں پر نظر رکھنے اور ان کے ساتھ نشست وبرخواست کرنے اور دوستی وتعلق بڑھانے سے ناشکری پیدا ہوتی ہے۔

(59)...... اگر آپ کسی ناجائز ذریعۂ آمدنی کو اختیار کر چکے ہیں تو اس سے جلد از جلد جان چھڑانے اور متبادل جائز ذریعۂ آمدنی اختیار کرنے کی مخلصانہ کوشش کیجئے، اور اس سلسلہ میں غفلت وکوتاہی سے کام نہ لیجئے۔

(60)...... اگر کسبِ معاش کے سلسلہ میں گھر سے باہر جانا پڑ جائے تو ضرورت سے فارغ ہو کر جلد از جلد اپنے گھر اور ٹھکانے پر واپس لوٹنے کی کوشش کیجئے اور بغیر سخت ضرورت کے اس میں تاخیر نہ کیجئے۔

(61)...... کسبِ معاش میں گِھر کر نماز، روزہ اور فرائض وواجبات میں کوتاہی نہ کیجئے اور بیوی بچوں کے حقوق میں بھی غفلت نہ کیجئے۔

(62)...... کسی کو کوئی چیز فروخت کرتے وقت نرمی اور اچھے اخلاق کا برتاؤ کیجئے۔

(63)...... اگر آپ تجارت کرتے ہوں تو کوشش کیجئے کہ صبح سویرے کام شروع کر دیں، کیونکہ اس وقت کے کاروبار میں خیر اور برکت ہوتی ہے۔

(64)...... شام یا رات ہونے پر جتنا جلد ممکن ہو کام کاج سے اپنے گھر اور ٹھکانے پر آنے کی کوشش کیجئے، تاکہ رات کا کچھ حصہ گھر والوں کے ساتھ گزار سکیں اور جسم کو پورا آرام بھی مل سکے اور صبح سویرے اٹھ کر بابرکت وقت میں کام کاج کرنے میں آسانی رہے۔

(65)...... کام کاج سے چھٹی کا دن ہو، تو اس کو فضول ضائع کرنے سے بچایئے، اور اس دن میں ایسے گھریلو یا بیرونی کام کاج کرنے کی کوشش کیجئے جن کو دوسرے دنوں میں انجام دینا مشکل ہوتا ہے۔

(66)...... حتی الامکان قرض لینے سے بچنے کا اہتمام کیجئے اور اگر کبھی قرض چڑھ جائے تو اس کو جلد از جلد اداء کرنے کی کوشش کیجئے اور اس سلسلہ میں کوتاہی ہرگز نہ کیجئے اور نہ ہی قرض خواہ سے وعدہ خلافی کا ارتکاب کیجئے، اگر وعدہ کرنے کے بعد وقت پر کسی وجہ سے قرض اداء نہ کر سکیں تو دوسرے سے معذرت کیجئے، اور اگر سارا قرض بیک وقت اداء نہ ہو سکتا ہو تو جتنا

اداء کرنا یا ادائیگی کے لئے جمع کرنا ممکن ہو اس میں کوتاہی نہ کیجئے، باقی کو بھی جلد از جلد اداء کرنے کی کوشش کیجئے، اور یہ بات یاد رکھیے کہ قطرہ قطرہ دریا ہو جاتا ہے، اس لئے آپ جتنا اور جہاں سے بھی جائز طریقہ پر بچا کر ممکن ہو، قرض کی ادائیگی کی فکر و اہتمام رکھیں گے، اتنا ہی قرض کی ادائیگی آسان ہوگی، اور آپ کی ممکنہ کوشش پر اللہ کی طرف سے غیبی مدد بھی ہوگی۔

(67)...... مزدور کی مزدوری اور صاحبِ حق کا حق فوری اور جلد از جلد ادا کیجئے، بلا ضرورت دوسرے کی مزدوری میں تاخیر کرنا اور دوسرے کا حق دبا کر بیٹھ جانا، اللہ کی سخت ناراضگی کا ذریعہ ہے، اگر بروقت ادائیگی میں معقول عذر ہو تو معذرت کر کے مہلت طلب کیجئے اور عذر زائل ہوتے ہی جلد از جلد اداء کرنے میں کوتاہی نہ کیجئے۔

(68)...... اگر آپ کے کسی پڑوسی یا تعلق دار وغیرہ کا کاروبار آپ سے بہتر ہو تو اس سے حسد نہ کیجئے اور اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کیجئے، اللہ کی تقسیم پر راضی رہئے اور اپنی جائز اور اختیاری کوششوں کو جاری رکھیے اور اس کے ساتھ اللہ سے اپنی ضروریات و حاجات کے لئے رجوع کیجئے، اور جو کچھ حاصل ہو، اس پر قناعت کیجیے۔

(69)...... لوگوں سے سوال کرنے اور مانگنے سے حتی الامکان گریز کیجئے، اور بھیک مانگنے کا پیشہ ہرگز اختیار نہ کیجئے، کیونکہ یہ شرعاً حرام اور انتہائی منحوس پیشہ ہے۔

(70)...... اگر کوئی چیز کسی خاص ادارہ یا کمپنی کے نام سے مقبول ہے، تو اس نام سے کسی دوسرے کو وہ چیز تیار اور فروخت کرنا شرعاً جائز نہیں، اور دھوکہ دہی پر مبنی ہے۔

(71)...... جب کسی سے لین دین اور ادھار یا آئندہ کا کوئی معاملہ کیا کریں، تو اس کو لکھ لیا کیجئے، خواہ کچی تحریر کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو، اور اس پر متعلقہ لوگوں کے دستخط بھی کروالیا کیجئے، اس سے معاملات کو انجام دینے میں سہولت اور برکت رہتی ہے، اور آئندہ کے لئے کئی طرح کے اختلافات سے حفاظت رہتی ہے، اور اگر معاملہ کرتے وقت معتبر لوگوں کو گواہ بھی بنالیں تو زیادہ خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔

(72)...... کسی دوسرے کی مملوکہ چیز کو مالک کی دلی رضامندی کے بغیر استعمال نہ کیجئے، بعض لوگ مالک کی دلی رضامندی کے بغیر اس کی چیز کو استعمال کرتے ہیں، مالک شرم کی وجہ سے کچھ کہہ نہیں پاتا، مگر وہ دل سے اس پر راضی نہیں ہوتا، ایسی صورت میں دوسرے کی چیز کا استعمال شرعی اعتبار سے جائز اور حلال نہیں۔

بعض لوگ کسی کی دوکان یا ریڑھی سے چھوٹی موٹی چیز اٹھا کر کھا لیتے ہیں، مثلاً کوئی پھل یا مونگ پھلی وغیرہ اور اس کے پیسے ادا نہیں کرتے، شرعاً ایسا کرنا جائز نہیں۔

(73)...... ایسے شخص سے کوئی چیز نہیں مانگنی چاہئے، جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ دل سے اور اندر سے دینے پر راضی نہ ہوگا، لیکن تعلق داری یا عہدہ داری وغیرہ کی وجہ سے دینے پر مجبور ہو جائے گا، کیونکہ کسی کی چیز کا استعمال اس کی خوشدلی کے بغیر جائز نہیں۔

(74)...... اگر کسی سے کوئی چیز مانگ کر استعمال کے لئے لی، مثلاً گاڑی، موٹر سائیکل، اسٹول، سیڑھی وغیرہ اور اس کو واپس کرنے کے لئے کسی وقت کا وعدہ کر لیا کہ فلاں وقت وہ چیز واپس مل جائے گی، تو وہ چیز مقررہ وقت پر واپس کرنا ضروری ہے، اور وعدہ کے مقررہ وقت سے تاخیر کرنا جائز نہیں، آج کل اس سلسلہ میں بہت غفلت کی جاتی ہے، جب ضرورت ہوتی ہے، اس وقت تو خوب پختہ وعدہ کر لیا جاتا ہے اور جب وہ چیز اپنی تحویل میں آجاتی ہے تو وعدہ کے مطابق واپس کرنے میں سُستی اختیار کی جاتی ہے، یہ طرزِ عمل درست نہیں۔

(75)...... اگر دوسرے کی کوئی چیز استعمال کے لئے مانگ کر لی گئی، تو اس کو احتیاط کے ساتھ اپنی چیز کی طرح استعمال کرنا ضروری ہے، پرائے کا مال سمجھ کر بے دردی کے ساتھ استعمال کرنا جائز نہیں، اگر کوئی ایسا کرے گا تو سخت گناہ گار ہوگا۔

(76)...... اخبار اور کتب فروش کے پاس جا کر اخبار یا کتاب خریدنے کے بجائے، اس کو پڑھ کر اخبار بینی اور کتب بینی کی ضرورت پوری کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس طرح کے اخبار اور کتابوں کا مقصد فروخت کرنا ہے، نہ کہ دوسروں کو مفت میں مطالعہ کرانا۔

(77)...... جب کسی کے ساتھ کاروباری یا دوسری کوئی شراکت داری ہو تو اپنی اور دوسرے کی مملوکہ اشیاء کے بارے میں اور دیگر اختیارات اور اخراجات کے بارے میں معاملات صاف رکھیں، گول مول معاملات سے بعد میں کئی قسم کے اختلافات اور نزاعات پیدا ہو جاتے ہیں، جن کا بعد میں حل ہونا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

(78)...... جب کسی سے شراکت یا مضاربت وغیرہ کی بنیاد پر کوئی معاملہ کیا کریں، اس وقت بھی تمام کاروباری متعلقہ پہلو صاف اور واضح کرلیا کریں اور اس بارے میں شریعت کے احکامات کو ملحوظ رکھا کریں۔

(79)...... اسلام میں عورتوں پر مال کمانے کی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی، لیکن اگر کوئی عورت تنگدستی اور ضرورت میں مال کمانے پر مجبور ہو جائے، تو اسے حیاء و پردہ کے ساتھ جائز کمائی و پیشہ اختیار کرنے کے لئے گھر سے نکلنے کی اجازت ہے، اور گھر میں رہتے ہوئے بھی کوئی حلال کسبِ معاش کا ذریعہ اختیار کرنا جائز ہے، اور اس طرح کی آمدنی حلال ہے۔

وَاللّٰہُ سُبُحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعُلَمُ وَعِلُمُہٗ اَتَمُّ وَاَحُکَمُ.

(باب نمبر 7)

کام کاج کے متفرق آداب

بعض آداب، کام کاج سے متعلق متفرق طرح کے ہیں، اب ان کو ملاحظہ فرمائیے۔

کام کاج سے متعلق بنیادی آداب

(1)...... کام کاج کو انتظام اور پابندی کے ساتھ کرنا چاہئے، جب کبھی ضروری کام کرنے کو دل نہ چاہے، تو تھوڑا بہت وقفہ ڈال کر اور تھکن ہو، تو کچھ آرام کر کے کام کرنا چاہئے۔

(2)...... اپنا کام جہاں تک ممکن ہو، خود کرنا چاہئے، بلا وجہ دوسروں سے اپنے کام کرانا اچھا طریقہ نہیں، خاص طور پر چھوٹے موٹے کام خود کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، مثلاً قریب میں رکھے ہوئے پانی کو خود سے لے کر پینا چاہئے۔

ذرا ذرا سے کام دوسروں سے لینے کی عادت انسان کو کاہل اور بیمار بنا دیتی ہے۔

(3)...... اگر کسی وقت ایک سے زیادہ کام درپیش ہوں، تو پہلے اس کام کو کرنا چاہئے، جس کا حق مقدم یا اہم ہے، مثلا! کسی رقم سے قرض کی ادائیگی، اس رقم کو نفلی صدقہ وخیرات اور عمرہ میں خرچ کرنے سے مقدم ہے، اور میت کے ترکہ سے ایصالِ ثواب کرنے پر میت کے قرض اور وارثوں کے حق کی ادائیگی مقدم ہے۔

ضروری کام سیکھنے کے آداب

(4)...... انسان کو مرد ہونے کے باوجود کچھ کھانا پکانا، کپڑے دھونا اور اس طرح کے ضروری کام سیکھ لینے چاہئیں، یہ چیزیں مجبوری کے وقت بہت کام آتی ہیں۔

(5)...... بچوں کو سمجھدار ہونے کے بعد زندگی میں پیش آنے والے کام سکھلا دینے

چاہییں، مثلاً کپڑے دھونے، کوئی چھوٹی موٹی چیز پکانے، برتن دھونے، استری کرنے، کوئی کپڑا ادھیڑا جائے، اس کو سینے اور بٹن ٹوٹ جائے، تو اس کو سوئی سے لگانے وغیرہ کے طریقے سکھا دینے چاہییں، ان کے سیکھنے سے انسان کو سہولت رہتی ہے اور کسی کی محتاجی نہیں رہتی، اور ساتھ ہی بچوں کو ان کاموں کا کسی قدر عادی بھی بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(6)...... مناسب ہے کہ بچوں اور بچیوں کو سمجھدار ہونے کے بعد کھانے پکانے کے علاوہ سلائی، کڑھائی وغیرہ کا بھی کچھ کام سکھا دیا جائے، یہ ضرورت اور مجبوری کے وقت بہت کام آتا ہے۔

آج کل اس طرح کی چیزوں کو سکھانے کے لئے سلائی، کڑھائی سینٹر وغیرہ بھی کھل گئے ہیں، کسی اچھے اور مناسب ماحول کو تلاش کر کے یہ چیزیں سکھلا دینا مناسب ہے۔

(7)...... شادی سے پہلے بچوں اور بچیوں کو مستقبل کے کام کاج اور ذمہ داریوں کی تربیت و آگاہی دے دینی چاہئے، ورنہ شادی کے بعد معاملات کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔

کام کاج سے متعلق مختلف آداب

(8)...... چھری وغیرہ سے کوئی چیز کاٹتے وقت بہت احتیاط کرنی چاہئے کہ کہیں ہاتھ وغیرہ نہ کٹ جائے۔

(9)...... جب کسی کو کوئی چیز پیش کریں، تو اونچائی سے نہیں پکڑانی چاہئے، کہ دوسرے کو نظر ہی نہ آئے کہ اس میں کیا کچھ اور کتنی مقدار میں ہے، تاکہ وہ اسی اعتبار سے اس چیز کو سنبھالے۔

اور کوئی چیز دوسرے کے پیچھے یا سر کے اوپر سے آگے نہیں پکڑانی چاہئے کہ کہیں اچانک دوسرے کا سر یا ہاتھ پاؤں وغیرہ نہ ٹکرا جائے۔

(10)...... کسی کو چھری وغیرہ پکڑانی ہو، تو اس کی دھار دوسرے کی طرف نہیں کرنی چاہئے

کہ کہیں دوسرے کے ہاتھ وغیرہ میں نہ لگ جائے۔

(11)...... جب ڈھکن والی کوئی چیز استعمال کر کے فارغ ہوں، تو ڈھکن کو اچھی طرح بند کر دینا چاہئے، ورنہ بے خبری میں دوسرے کے استعمال کرنے سے ڈھکن ہاتھ میں آ جاتا ہے، اور وہ چیز نیچے گر جاتی ہے۔

(12)...... اگر کسی وقت چکر آنے لگیں، تو فوراً مناسب جگہ بیٹھ جانا چاہئے، یا پھر کسی چیز کا سہارا حاصل کر لینا چاہئے، اس سے گر کر چوٹ وغیرہ لگنے سے حفاظت رہتی ہے۔

(13)...... چشمہ اتار کر محفوظ جگہ رکھئے، غیر محفوظ جگہ رکھنے سے ٹوٹنے کا خطرہ ہوتا ہے، اور ذرا سی غفلت سے بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے۔

اسی طرح ہر چیز کو اس کی شان وحالت کی مناسبت سے محفوظ اور مقررہ جگہ رکھنے کا اہتمام کیجیے، تاکہ وہ محفوظ بھی رہے، اور ضرورت کے وقت اس کو حاصل اور تلاش کرنے میں مشکل بھی پیش نہ آئے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

www.idaraghufran.org

(حصہ چہارم)

مختلف مقامات

سے متعلق آداب

Places

Idara Ghufran

(باب نمبر 1)

مسجد کے آداب

(1)...... مسجد دراصل اللہ کا گھر شمار ہوتی ہے، اس لیے اس کو بنانا، اس کا ادب واحترام کرنا اور اس کو عبادت سے آباد ومعمور کرنا، تمام چیزیں افضل ترین عبادت ہیں۔

(2)...... بہتر اور افضل یہ ہے کہ مسجد میں عبادت کے لئے پاک وصاف ہوکر اور ہو سکے تو باوضو تشریف لائیں۔

مسجد میں داخل وخارج ہونے سے متعلق مسنون دعاؤں کے آداب

(3)...... مسجد میں پہلے دایاں پاؤں داخل کیا جائے اور یہ دعاء پڑھی جائے:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

ترجمہ: اللہ کے نام، اے اللہ! محمد پر رحمت نازل فرمایئے

اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے (ابنِ سنی، مسلم)

اور مسجد میں داخل ہوکر نفل اعتکاف کی نیت کر لینا بہتر ہے، خواہ کسی بھی غرض سے اور تھوڑے وقت کے لئے داخل ہوں۔

(4)...... مسجد سے باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھا جائے اور یہ دعا پڑھی جائے:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

ترجمہ: اللہ کے نام، اے اللہ! محمد پر رحمت نازل فرمایئے۔

اے اللہ! بے شک میں آپ سے آپ کے فضل کا سوال کرتا ہوں (ابنِ سنی، مسلم)

(5)...... مکروہ وقت نہ ہو اور موقع بھی ہو تو مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نمازِ تحیۃ المسجد کی پڑھ لینا بہتر ہے۔

مسجد میں بیٹھنے کے آداب

(6)...... مسجد میں جہاں جگہ ملے ادب اور سکون کے ساتھ بیٹھ جانا چاہئے، کسی صف میں جگہ نہ ہو تو زبردستی گھسنا نہیں چاہئے، اور کسی کی گردن بھی نہیں پھلانگنی چاہیے، اور جگہ کی خاطر کسی سے لڑنا جھگڑنا بھی نہیں چاہئے۔

(7)...... جو شخص پہلے سے مسجد میں آ کر نہ بیٹھا ہو، اس کو اپنا رومال یا کوئی دوسرا کپڑا یا اور کوئی چیز رکھ کر کسی جگہ پر قبضہ جمانا اور دوسرے آنے والے کو اس جگہ بیٹھنے میں رکاوٹ ڈالنا درست نہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص پہلے سے کسی جگہ بیٹھا ہوا ہے، اور درمیان میں کسی ضرورت (مثلاً وضو کرنے یا تھوکنے یا ناک صاف کرنے وغیرہ) کی وجہ سے اس جگہ سے اُٹھ کر جانا پڑ جائے اور اس کی جلد ہی واپس آنے کی نیت بھی ہو، تو اس کے لئے کوئی رومال یا دوسرا کپڑا وغیرہ رکھ کر جانے کی گنجائش ہے، ایسی صورت میں کسی دوسرے کو وہاں سے وہ کپڑا یا رومال ہٹا کر بیٹھنا مناسب نہیں، البتہ اگر اسی حالت میں نماز باجماعت شروع ہو جائے، تو صفوں کے درمیان کا خلاء پُر کرنے کے لئے اس کپڑے یا رومال کو دائیں، بائیں یا آگے پیچھے مناسب جگہ کر کے اس خلاء کو پُر کرنے اور صفوں کو درست کرنے اور صف بندی کرنے میں حرج نہیں۔

(8)...... پہلی صف میں نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے، لیکن پہلی صف میں پہنچنے کے لئے کسی کو تکلیف پہنچانا جائز نہیں۔

مسجد میں داخل ہو کر سلام کرنے کے آداب

(9)...... مسجد میں اتنی زور سے سلام کرنا جس سے عبادت (کرنے والوں اور نماز، ذکر اور

تلاوت وغیرہ) میں مشغول لوگوں کی عبادت یا معتکفین کے آرام یا نیند وغیرہ میں خلل پڑے، یہ درست نہیں۔

(10)...... اگر مسجد میں کچھ لوگ فارغ بیٹھے ہوں تو ان کو آہستہ آواز سے سلام کیا جا سکتا ہے اور اگر سب لوگ نماز یا ذکر وتلاوت وغیرہ میں مشغول ہوں تو ان کو سلام نہیں کرنا چاہئے، البتہ مسجد میں داخل ہوکر داخلہ کے لئے آہستہ آواز میں سلام کرنے کی پھر بھی اجازت ہے، خواہ کسی کو آواز نہ پہنچے، اور کوئی سلام کا جواب نہ دے، کیونکہ کسی جگہ میں داخل ہوکر سلام کرنے میں حرج نہیں، اور اس طرح کے موقع پر سلام کا جواب وہاں پر موجود فرشتے یا نیک جنات دیتے ہیں۔

مسجد اور ظاہری صفائی (External Purity) کے آداب

(11)...... مسجد کو صاف ستھرا رکھنا چاہئے کوئی گندی اور بدبودار چیز مسجد میں نہیں لانی چاہئے، اور نہ ہی کوئی ایسی چیز لانی چاہئے، جس سے مسجد کی صفائی ستھرائی، اور پاکی واحترام میں خلل آئے، اور اس کی فضاء میں تکدّر پیدا ہو۔

(12)...... مسجد میں سگریٹ، بیڑی وحقہ پینا جائز نہیں، اس سے مسجد میں بدبو اور فرشتوں اور نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

(13)...... کوئی بدبودار چیز (کچا پیاز، لہسن، مولی، تمباکو، نسوار وغیرہ) کھانے یا سگریٹ و بیڑی نوشی کے بعد منہ کی صفائی کے بغیر مسجد میں آنا مکروہ ہے، اس سے فرشتوں اور وہاں موجود دوسرے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

اگر کسی نے اس طرح کی چیز کھائی، پی ہو تو اس کو منہ صاف کرکے یا کسی بھی طرح منہ کی بدبو دور کرکے مسجد میں آنا چاہئے۔

(14)...... مسجد میں صاف ستھرے لباس کے ساتھ آنا چاہئے، میلے اور بدبودار لباس میں

آنا، یا پسینہ کی بدبو کے ساتھ آنا، جس سے دوسرے لوگوں اور فرشتوں کو تکلیف پہنچے، درست نہیں، اس لئے مناسب یہ ہے کہ عطر اور خوشبو لگا کر مسجد میں تشریف لائیں۔

(15)...... اگر مسجد کے ساتھ استنجا خانہ وغیرہ بنانے کی ضرورت ہو، تو اس کو ایسی جگہ اور ایسے انداز پر بنانا چاہئے کہ پیشاب پاخانہ کی بدبو سے مسجد کی نماز والی جگہ محفوظ رہے۔

مسجد اور باطنی صفائی (Spirtual Purity) کے آداب

(16)......بعض چیزیں تو مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں میں بھی گناہ ہیں، ان کو مسجد میں کرنا اور زیادہ گناہ ہے، مثلاً غیبت کرنا، چغلی کرنا، لڑنا، لڑانا، جھوٹ بولنا، گالی دینا، جھوٹی قسمیں کھانا، بہتان لگانا، کسی کو ناحق تکلیف پہنچانا، کسی کے عیب تلاش کرنا، کسی کو رسوا کرنا، تکبر اور غرور کی باتیں کرنا، ریاکاری اور دکھلاوا کرنا، دین کے متعلق بلاتحقیق بحث ومباحثہ اور رائے زنی کرنا، اور تصویر سازی کرنا وغیرہ۔

اس قسم کے گناہ بطورِ خاص مسجد میں کرنے سے بچنا ضروری ہے۔

اور بعض چیزیں اگرچہ اپنی ذات میں جائز ہیں، جن کے کرنے میں نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے، مگر مسجد کے احترام وآداب کی خلاف ورزی کی وجہ سے ان کو مسجد میں کرنا ممنوع یا مکروہ ہو جاتا ہے۔

(17)...... مسجد میں بلند آواز سے باتیں کرنا، شور وشغب کرنا، ہنسی مزاق اور قہقہے بازی کرنا، دنیا کی باتیں یا سیاسی اور اختلافی تبصرے کرنا یا اسی قسم کی کوئی نازیبا حرکت کرنا، مثلاً مسجد میں تھوکنا، ناک صاف کرنا، اپنی انگلیاں چٹخانا اور اپنے بدن کے کسی حصہ سے کھیلنا مسجد کے آداب کے خلاف ہے۔

(18)...... مسجد میں فحش یا بے کار اور جھوٹے قصے کہانیوں یا اسلام کے خلاف مضامین پر مشتمل لٹریچر، یا تصویر دار اخبارات ورسائل یا اخبارات کی جھوٹی خبریں لانا، رکھنا، پڑھنا اور

سننا درست نہیں۔

دنیاوی تعلیم سے متعلق کتابوں اور رسالوں یا اخبار کے مطالعہ کا حکم دنیاوی گفتگو کی طرح ہے۔

(19)...... مسجد میں موبائل یا کمپیوٹر وغیرہ سے دینی، یا دنیاوی مگر جائز یا ضروری کام یا ضروری بات کا بقدرِ ضرورت کرنا جائز ہے، لیکن اس میں غیر شرعی پروگرام دیکھنا اور چلانا جائز نہیں۔

مسجد میں جوتے رکھنے کے آداب

(20)...... اگر حفاظت کی غرض سے مسجد کے اندر جوتے لے جانے کی ضرورت ہو تو ان کو جھاڑ کر اندر لے جانا چاہیے، تا کہ ان پر لگی ہوئی مٹی اور گندگی وغیرہ مسجد میں گر کر مسجد کی تعظیم واحترام اور اس کی صفائی و پاکی کی خلاف ورزی کا باعث نہ بنے۔

(21)...... مسجد میں اگر حفاظت کی غرض سے جوتے رکھنے کی ضرورت ہو تو ان کو سلیقے کے ساتھ ایسے مقام پر رکھنا چاہیے، جس سے مسجد ملوث نہ ہو، اور مسجد میں جوتوں پر لگی ہوئی مٹی اور گندگی نماز پڑھنے والی جگہ میں نہ گرے، یا نماز پڑھنے والوں کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہو۔

(22)...... مسجد میں کسی دوسرے کے جوتوں پر اپنے جوتے رکھنا یا پہلے سے کسی مناسب جگہ رکھے ہوئے دوسرے کے جوتے ہٹا کر وہاں اپنے جوتے رکھنا درست نہیں، اس سے بچنا چاہیے۔

(23)...... مسجد میں آتے وقت یا مسجد سے جاتے وقت بعض لوگ اپنا جوتا مسجد میں جوتا رکھنے کی جگہ میں یا دروازے پر جوتا پہننے کی جگہ میں کھڑے کھڑے نیچے پھینک دیتے یا ڈال دیتے ہیں، اس سے جوتے کے تلووں پر لگی مٹی، گند، آلائش وغیرہ مسجد میں گرتی ہے، اور دوسروں کے جوتوں پر پڑتی ہے، اور اس کے علاوہ نمازیوں کو بھی آواز پیدا ہونے سے تشویش ہوتی ہے، اس لئے جوتے آرام سے زمین کے قریب کر کے رکھنے چاہئیں۔

مسجد میں ایذاء رسانی سے بچنے کے آداب

(24)...... مسجد کی حدود میں نماز پڑھنے کے لئے مقرر کردہ حصے میں ایسی حرکت کرنا یا

سامان رکھنا منع ہے، جس سے نمازیوں کو تکلیف پہنچے، یا نماز کی بے احترامی لازم آئے۔

(25)...... مسجد میں داخل ہونے والے دروازے کے سامنے کوئی چیز رکھ کر لوگوں کی آمد ورفت میں خلل ڈالنا گناہ ہے، اس سے بچنا چاہئے، بعض لوگ مسجد کے دروازوں میں ایسے طریقہ سے جوتے رکھ دیتے ہیں، یا راستے پر گاڑی، موٹر سائیکل، سائیکل یا سبزی و پھل فروش اپنی ریڑھی وغیرہ کھڑی کر دیتے ہیں، جس سے لوگوں کو آمد ورفت میں تکلیف ہوتی ہے، اس قسم کی حرکتوں سے بچنا چاہئے۔

مسجد میں اعلانات (Announcements) کے آداب

(26)...... بلا شدید ضرورت کے مسجد میں (مسجد سے باہر) گم شدہ چیز کا اعلان کرنا جائز نہیں۔

البتہ جو چیز مسجد کی حدود میں گم ہوئی ہو، یا مسجد کی حدود میں کسی کی چیز ملی ہو، تو ایسی چیز کے متعلق مسجد میں بقدرِ ضرورت اعلان کرنے میں حرج نہیں۔

اسی طرح سخت ضرورت میں مثلاً کسی بچہ وغیرہ کی گمشدگی یا جنازہ وغیرہ کا اعلان مسجد میں کرنے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ نمازیوں کی نماز میں خلل نہ ڈالا جائے۔

(27)...... مسجد میں بھیک مانگنا منع ہے، اور مانگنے کا ایسا طریقہ اختیار کرنا، جس سے لوگوں کی نماز و عبادت میں خلل واقع ہو، وہ سختی کے ساتھ ممنوع ہے۔

(28)...... مسجد میں نماز باجماعت ختم ہونے کے فوراً بعد حاضرین کی ضرورت سے متعلق کوئی دینی اعلان کرنا جائز ہے، بشرطیکہ مختصر ہو اور اس انداز میں نہ ہو کہ باقی ماندہ رکعت پوری کرنے والوں کی نماز میں خلل واقع ہو۔

مسجد کی اشیاء سے متعلق آداب

(29)...... جو چیزیں مسجد کے لیے خاص ہوں (مثلاً مسجد میں رکھے ہوئے قرآن مجید کا

نسخہ، پنکھا، لوٹا، جائے نماز، وضو کا پانی وغیرہ) ان کو مسجد میں رہتے ہوئے جائز حدود میں رہ کر استعمال کرنا تو جائز ہے، لیکن ان کو مسجد سے باہر (اپنے گھر، دوکان، یا دفتر وغیرہ میں) لے جانا درست نہیں۔

(30)...... مسجد میں ضرورت سے زیادہ روشنی کرنا اور چراغاں وغیرہ کرنا مسجد کے آداب کے خلاف ہے، اور اس غرض سے مسجد کی بجلی اور اخراجات کو استعمال کرنا منع ہے۔

(31)...... مسجد کی چیزوں مثلاً بجلی، پانی اور گیس وغیرہ کو بہت احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے، مسجد کی اشیاء کا بے جا اور فضول استعمال سخت خطرناک ہے، لہٰذا مسجد کی چیزیں بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت استعمال کرنی چاہئیں۔

بعض لوگ وضو وغیرہ کے دوران مسجد کا پانی بے دریغ استعمال کرتے ہیں، اس میں فضول خرچی کے لئے مسجد کے مال کو بے جا ضائع کرنے کا بھی گناہ شامل ہے۔

(32)...... مسجد کی بجلی مسجد کی ضروریات اور مسجد کے مصالح کے لئے خاص ہے، اس کو مسجد کی ضرورت و مصلحت سے ہٹ کر کسی دوسری غرض میں استعمال کرنا درست نہیں۔

اگر کسی وقت مجبوری سے اس طرح کے استعمال کی ضرورت پیش آئے، تو اس کے اخراجات مسجد کے فنڈ میں جمع کرا دینا چاہئے۔

مسجد میں شور وشغب سے بچنے کے آداب

(33)...... مسجد کے قریب شور وغل کرنا، آتش بازی کرنا اور گھنٹی وموسیقی وغیرہ بجانا منع ہے۔

(34)...... مسجد میں ایسی گھڑیاں آویزاں کرنا جن سے موسیقی کی آواز نکلتی ہو، ناجائز ہے۔

(35)...... مسجد میں موجود شخص کے فون پر موسیقی کا بجنا بھی مسجد کی بے ادبی ہے، اولاً تو موسیقی والی گھنٹی لگانی ہی نہیں چاہئے، اور اگر لگا رکھی ہے تو مسجد میں داخل ہو کر اسے بند کرنا

چاہئے۔

اور اگر کبھی مسجد میں بجنے لگے تو اسے جلد از جلد بند کرنا چاہئے۔

(36)...... مسجد کے ادب واحترام کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں داخل ہونے والا اپنے موبائل فون کی گھنٹی بند کردے، اور اگر کسی وقت بند کرنا یاد نہ رہے، اور مسجد میں موجود ہوتے ہوئے فون کی گھنٹی بجنا شروع ہوجائے، تو اس کی گھنٹی کو بند کردینا چاہئے۔

اور اگر نماز کے دوران گھنٹی بجے تب بھی عملِ کثیر کئے بغیر اس کو بند کردینا چاہئے، تاکہ لوگوں کی عبادت ونماز میں خلل واقع نہ ہو۔

(37)...... مسجد میں بآواز بلند اس طرح ذکر وتلاوت وغیرہ کرنا جس سے نماز پڑھنے اور عبادت کرنے والوں کو خلل واقع ہو، درست نہیں، ایسے موقع پر آہستہ آواز میں ذکر وتلاوت وغیرہ کرنی چاہئے، اسی طرح مسجد میں اس وقت جب عام لوگوں کے نماز پڑھنے کا وقت ہوتا ہے، اس انداز میں وعظ وتقریر کرنا، جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو، درست نہیں، ایسے موقع پر ضرورت ہو تو ایک طرف ہوکر آہستہ آواز میں بات کرنی چاہئے تاکہ دین کی بات بھی ہوجائے اور دوسرے لوگوں کی عبادت میں بھی خلل واقع نہ ہو۔

(38)...... نماز ختم کرنے کے بعد امام کا مروجہ طریقہ پر بآوازِ بلند دعا مانگنے کا رواج درست نہیں، کیونکہ اور خرابیوں کے علاوہ اس میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے جن لوگوں کی کچھ رکعات چھوٹ جاتی ہیں، ان کو اپنی باقی ماندہ نماز پوری کرنے میں دشواری اور خلل واقع ہوتا ہے۔

(39)...... مسجد وغیرہ کے اسپیکر کو چلا کر اس میں ذکر، تلاوت یا نعت خوانی وغیرہ اتنی بلند آواز سے کرنا جائز نہیں کہ جس سے دوسروں کی عبادت یا آرام میں خلل واقع ہو، یا ان کو تکلیف پہنچے بلکہ اذان وغیرہ کے لئے بھی معتدل اور درمیانہ آواز کے اسپیکر کو استعمال کرنا چاہئے کہ قرب وجوار کے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے، اور اوپر کا اسپیکر چلا کر وعظ وتقریر کی آواز

سے مسجد سے باہر کے لوگوں کو تکلیف پہنچانا بھی جائز نہیں۔

مسجد سے متعلق متفرق آداب

(40)...... مسجد میں پاگلوں اور ایسے چھوٹے بچوں کو لانا منع ہے جو پاکی ناپاکی کو نہ سمجھتے ہوں اور مسجد کے آداب کا خیال نہ رکھتے ہوں، یا نمازیوں کے سامنے سے گزرتے یا شور و شغب ڈال کر نماز وعبادت میں خلل ڈالتے ہوں، اگر کوئی چھوٹے بچوں کو لائے تو انہیں پہلے مسجد کے آداب سکھانا چاہیے۔

(41)...... بوقت ضرورت مسجد میں کھانا پینا اور سونا جائز ہے، بلاضرورت ایسا نہیں کرنا چاہئے اور ضرورت کے وقت بھی نفل اعتکاف کی نیت کر لینی چاہئے نیز مسجد کی صفائی کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(42)...... مسجد میں بیٹھ کر تجارت، یا اجرت کا پیشہ اختیار کرنا منع ہے۔

البتہ اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کے لئے مسجد میں بیٹھے یا کوئی شخص اصل میں مسجد کا امام وخطیب ہو اور پھر ضمناً اور ثانوی درجہ میں اپنا کام کرے یا بچوں کو تعلیم دے، تو اس کی گنجائش ہے، بشرطیکہ مسجد کو ملوث اور گندہ کرنے سے بچایا جائے، صفائی کا خاص خیال رکھا جائے اور عبادت کرنے والوں کو تکلیف وخلل نہ پہنچایا جائے۔

(43)...... مسجد میں بلاضرورت تیر، تلوار واسلحہ نکالنا آداب کے خلاف ہے۔

(44)...... مسجد میں چہل قدمی کرنا مکروہ ہے، البتہ بوقتِ ضرورت چہل قدمی اس طرح کرنا کہ مسجد کی بے ادبی نہ ہو جائز ہے۔

(45)...... مسجد کے در و دیوار وغیرہ پر غیر ضروری نقش ونگار بنانا ان پر کچھ لکھنا جس سے نماز پڑھنے والے کی توجہ ہٹے، مناسب نہیں۔

(46)...... بغیر سخت ضرورت کے نماز پڑھنے والے کے سامنے قریب سے گزرنے سے

پرہیز کرنا چاہئے، اگر ضرورت ہو، تو نماز پڑھنے والے کی سجدہ والی جگہ سے آگے ہو کر گزرنے میں گناہ نہیں۔

اسی طرح مسجد میں بلاضرورت ایسی جگہ مثلاً لوگوں کے گزرنے والے مقام پر نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہو جانے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، جس سے گزرنے والوں کو بلاوجہ پابند ہونا اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔

(47)...... مسجد میں ننگے سر نماز کی غرض سے آنے والوں کے لئے مروجہ ٹوپیاں رکھنا، کئی وجوہات کی بناء پر کراہت سے خالی نہیں۔

کیونکہ ایک تو اس کی وجہ سے لوگوں میں یہ خیال ترقی پکڑ رہا ہے، کہ ٹوپی پہننا صرف نماز کے وقت ثواب ہے، باقی اوقات میں ثواب نہیں۔

دوسرے بہت سے لوگوں نے یہ سوچ کر اپنے ساتھ ٹوپیاں رکھنے کی عادت چھوڑ دی ہے کہ جب مسجد میں نماز کے لئے جائیں گے تو وہاں سے ٹوپی حاصل ہو جائے گی۔

تیسرے مساجد میں رکھی جانے والی بعض ٹوپیاں لکڑی کے تنکوں سے تیار شدہ ہوتی ہیں، جن کی وجہ سے مسجد میں ان کے تنکے ٹوٹ کر جگہ جگہ گرتے ہیں، اور اس سے مسجد کی صفائی اور آداب کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔

چوتھے مساجد میں موجود ٹوپیاں ہر کس و ناکس کے استعمال کرتے رہنے کی وجہ سے میلی کچیلی اور بدبوشدہ ہو جاتی ہیں، اور ایسی میلی کچیلی اور بدبوشدہ چیز کو مسجد میں رکھنا بھی مسجد کے آداب کے خلاف ہے، کیونکہ کوئی معزز انسان ایسی میلی کچیلی اور بدبوشدہ چیزوں کو اپنے گھر کے مہمان خانے میں بھی رکھنا گوارا نہیں کرتا، اور مسجد کا مقام تو گھر کے مہمان خانے سے کہیں زیادہ ہے۔

اور پھر ایسی میلی کچیلی و بدبوشدہ چیز پہن کر نماز پڑھنا نماز کے آداب کے بھی خلاف ہے، اور اگر میلی کچیلی و بدبوشدہ نہ ہو تب بھی مساجد میں رکھی جانے والی مروجہ تنکوں یا پلاسٹک وغیرہ

سے تیار شدہ ٹوپیوں کا نماز کے دوران پہننا مناسب نہیں، کیونکہ ٹوپی لباس کا حصہ ہے، اور اس طرح کا لباس پہن کر کوئی مہذب انسان کسی مجلس و محفل میں جانا گوارا نہیں کرتا، تو نماز کے دوران اللہ تعالیٰ کے حضور بھی ایسی چیز پہننا گوارا نہیں ہونا چاہئے۔

(48)...... نکاح کرنا اہم عبادت ہے، اور اسی وجہ سے اس کو مسجد میں کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ مستحب بھی ہے، لیکن اسی کے ساتھ مسجد کا ادب و احترام ملحوظ رکھنا ضروری ہے، چنانچہ شور و شغب کرنا، یا تصویر سازی، یا مسجد کو ملوث و خراب کرنا درست نہیں۔

(49)...... اگر کوئی مسجد اس طرح سے تعمیر کی گئی ہو یا تعمیر کی جائے کہ اس کے قبلہ کا رخ سو فیصدی سیدھا نہ ہو، لیکن پینتالیس ڈگری دائیں یا پینتالیس ڈگری بائیں طرف سے کم کم ہی مختلف ہو، تو اس میں نماز پڑھنا جائز اور درست ہے۔

اور اس سلسلہ میں بعض لوگ جو غلو اور تشدد کرتے ہیں، اور جس مسجد کا رُخ قبلہ سے چند ڈگری مختلف ہو، لیکن وہ پینتالیس ڈگری سے زیادہ نہ ہو، بلکہ اس سے کم کم ہو، اس میں نماز کو نا جائز سمجھتے ہیں یا اس مسجد کو منہدم کرنے کی جدو جہد کرتے ہیں، اور اس کے نتیجے میں جانی یا مالی تکالیف اٹھاتے ہیں، اور لوگوں میں بھی تشویش پیدا کرتے ہیں، ایسا کرنا جائز نہیں۔

(50)...... مسجد عبادت کی جگہ ہے، گھومنے پھرنے کی جگہ نہیں ہے، لہٰذا مسجد خواہ کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو، اس کو سیر گاہ کی حیثیت نہیں دینی چاہئے، اور اگر کبھی کسی ایسی مسجد میں جانا ہو، تو نماز پڑھنے یا عبادت کرنے کی نیت ہونی چاہئے، پھر ضمناً تفریح ہو جائے، تو حرج نہیں۔

(51)...... جس پر غسل واجب ہو، اور اسی طرح خواتین کا حیض و نفاس کی حالت میں جانا اور ٹھہرنا منع ہے، البتہ بعض فقہاء کے نزدیک مذکورہ حالتوں میں مسجد سے گزرنے کی گنجائش ہے۔

(52)...... کسی ضرورت و مجبوری کے تحت مثلاً کوئی ضروری کام کاج کرنے کی غرض سے، غیر مسلم کے مسجد میں داخل ہونے کی گنجائش ہے۔

(53)...... عام حالات میں مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے سے حتی الامکان بچنا چاہئے، البتہ اگر کوئی معقول مجبوری ہو، مثلاً لوگ زیادہ ہوں، یا بارش ہو اور لوگوں کا کسی اور جگہ سمانا مشکل ہو، جیسا کہ آج کل شہروں میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے ہوتا ہے، تو پھر ایسی حالت میں مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے میں حرج نہیں، بشرطیکہ مسجد کو میت کے جسم سے نکلنے والی غلاظت سے محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔

(54)...... مسجد کی تعمیر اور ضروریات میں زکاۃ کا مال استعمال کرنا منع ہے۔

(55)...... چوروں اور مفسِدوں اور اسی طرح جانوروں وغیرہ سے حفاظت کی غرض سے نمازوں کے اوقات کے علاوہ دیگر اوقات میں مسجد کے دروازے بند رکھنے اور قفل لگانے میں حرج نہیں۔

(56)...... مسجد کا اہم ادب یہ ہے کہ ہر قسم کی فضولیات اور خرافات سے بچ کر مسجد میں نماز اور ذکرُ اللہ میں مشغول رہا جائے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

Idara Ghufran

(باب نمبر 2)

گھر وغیرہ میں داخلہ ورہائش کے آداب

کسی گھر وغیرہ میں داخل ہونے اور رہائش سے متعلق آداب ملاحظہ فرمایئے۔

گھر وغیرہ میں داخل ہوتے وقت اجازت طلب کرنے کے آداب

(1)...... جب کسی گھر یا دفتر وغیرہ میں داخل ہوں، تو اس طرح کی اکثر جگہوں میں اندر داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنے کا حکم ہے، اس اجازت طلب کرنے کو عربی زبان میں استئذان کہا جاتا ہے، اور شریعت نے اس کے آداب واحکام مقرر کئے ہیں، اور اس کا قرآن وسنت میں حکم آیا ہے۔

(2)...... اگر اپنا گھر ہو اور اس میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا رہائش پذیر نہ ہو، تو اس گھر میں اجازت طلب کئے بغیر داخل ہونے میں حرج نہیں۔

(3)...... اگر گھر میں داخل ہونے والے کی صرف بیوی رہائش پذیر ہو، اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہ ہو، تو اس گھر میں شوہر کو اجازت طلب کئے بغیر داخل ہونے میں حرج نہیں، البتہ پھر بھی داخل ہونے سے پہلے کھانس کر یا کھنکار کر یا جوتوں کی آہٹ کر کے داخل ہونا بہتر ہے، تاکہ اگر بیوی نامناسب حالت میں ہو، جس سے شوہر کو نفرت وکراہیت پیدا ہو سکتی ہو، تو وہ اس سے اپنے آپ کو محفوظ کرلے۔

(4)...... اگر کسی شخص کا گھر تو اپنا ہو، لیکن اس کے گھر میں اس کی بیوی کے علاوہ دوسری رشتہ دار عورتیں بھی رہتی ہوں، مثلاً والدہ، بہن، بیٹی وغیرہ، تو اجازت طلب کئے بغیر اندر داخل نہیں ہونا چاہئے، یا کم از کم کھنکار کر یا جوتوں کی آہٹ کر کے اندر والوں کو آگاہ کر دینا

چاہئے، تاکہ اگر کوئی نامناسب حالت میں ہو تو وہ محتاط ہو جائے۔

(5)...... اگر گھر اپنی ملکیت یا خالص اپنی تحویل میں نہ ہو، بلکہ کسی اور کی ملکیت یا دوسرے کی تحویل میں ہو، یا ملکیت تو اپنی تھا، لیکن کسی دوسرے کو رہنے سہنے کے لئے کرایہ پر یا عاریت کے طور پر دیا ہوا ہے، تو اس گھر میں اجازت طلب کئے بغیر داخل ہونا جائز نہیں، خواہ اس گھر کا دروازہ کھلا ہوا ہو، یا بند ہو۔

(6)...... جس گھر یا مکان میں کوئی رہتا سہتا نہ ہو، بلکہ وہاں ساز و سامان رکھا رہتا ہو (جیسا کہ سٹور، گودام وغیرہ) اور اس کو وہاں داخلہ کی اجازت ہو، تو ایسی جگہ داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنا ضروری نہیں۔

(7)...... کسی گھر وغیرہ میں داخل ہونے کی اجازت اس مقام پر پہنچ کر طلب کرنی چاہئے، جہاں سے اجازت طلب کرنے کا مقصد حاصل ہو۔

بعض لوگ گھر یا کمرہ میں داخل ہونے کے بعد دوسرے کے سر پر کھڑے ہو کر اجازت طلب کرتے ہیں، اس سے اجازت طلب کرنے کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

(8)...... گھر میں داخل ہوتے وقت جب اجازت طلب کرے تو سلام پہلے کرے اور پھر اجازت طلب کرے یہ بھی جائز ہے، اور اگر پہلے اجازت طلب کرے اور پھر سلام کرے یہ بھی جائز ہے، کیونکہ بعض اوقات گھر میں موجود شخص یا اشخاص دروازہ سے زیادہ فاصلہ پر ہوتے ہیں، جہاں سے اندر تک سلام کی آواز کا پہنچانا مشکل ہوتا ہے، اور وہاں دستک یا گھنٹی کی آواز کا پہنچانا ہی ممکن ہوتا ہے، اور گھنٹی بجانا وغیرہ بھی اجازت طلب کرنے میں داخل ہے۔

(9)...... گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرنے کا طریقہ یا تو زبان سے الفاظ ادا کرنا ہے، مثلاً داخل ہونے والا یہ کہے کہ السلام علیکم، کیا میں اندر آ جاؤں؟ یا سلام کئے بغیر اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کرے، جن الفاظ سے بھی اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کرنے کا رواج ہو، اور ان الفاظ سے اندر والوں کو اجازت طلب کرنے کا پتہ چل

جائے، وہ الفاظ اداء کرنے چاہئیں، اور اگر زبان سے الفاظ ادا کرنے کی بجائے اجازت طلب کرنے کا دوسرا طریقہ رائج ہو، اس کو اختیار کرنا چاہئے، اور دروازہ پر دستک دینا یا گھنٹی وغیرہ بجادینا بھی اجازت طلب کرنے کا حکم رکھتا ہے، خواہ دروازہ کھلا ہوا ہو، یا بند ہو، اور جس جگہ اپنا کارڈ اندر بھیج کر اجازت طلب کرنے کا طریقہ رائج ہو، وہاں اس کے مطابق عمل کرنا بھی اجازت طلب کرنے کا حکم رکھتا ہے۔

(10)...... اندر داخل ہونے کی زبان سے اجازت طلب کرتے وقت بہتر ہے کہ اجازت طلب کرنے والا خود اپنا نام لے کر اجازت طلب کرے، کیونکہ جب تک گھر والا اجازت لینے والے کو پہچان نہیں سکے گا، اُس سے پہلے اُسے حسبِ موقع جواب دینے میں تشویش اور دِقّت پیش آئے گی۔

(11)...... اجازت طلب کرنے مثلاً دستک دینے یا گھنٹی بجانے یا سلام کرنے کے بعد گھر والے کی طرف سے معلوم کرنے پر کہ کون ہے؟

جواب میں اپنا نام ظاہر کیے بغیر یہ کہہ دینا کہ ''میں ہوں'' یہ طریقہ درست نہیں، کیونکہ اس سے گھر والے کے سوال کا مقصد پورا نہیں ہوتا، مگر یہ کہ اندر والا فرد آنے والے کی آواز سے مانوس ہونے کی وجہ سے آواز سُن کر پہچان جائے کہ کون ہے، تو علیٰحدہ بات ہے۔

اور اجازت طلب کرنے اور دستک دینے کے بعد گھر والے کی طرف سے معلوم کرنے پر کہ کون صاحب ہیں؟ آنے والے کا خاموش کھڑا رہنا اور کوئی جواب نہ دینا اچھا طریقہ نہیں۔

(12)...... اگر گھر کے دروازے پر دستک دیدی جائے، یا گھنٹی بجادی جائے، اور ساتھ ہی اپنا نام بھی بتلا دیا جائے کہ میں فلاں شخص ہوں، تو اجازت طلب کرنے کا یہ طریقہ بھی جائز ہے۔

(13)...... اگر اجازت طلب کرنے والے کو اجازت طلب کرنے کے جواب میں گھر والے نے کہہ دیا کہ اس وقت ملاقات نہیں ہوسکتی، واپس چلے جایئے!

تو اس سے بُرا نہیں ماننا چاہیے؛ کیونکہ ہر شخص کی مصروفیت، اس کے حالات اور اُس کے تقاضے مختلف ہوتے ہیں، جس کی طرف آنے والے کی نظر اور توجہ نہیں جاتی، بعض اوقات گھر والے کو باہر آنے اور دوسرے کو اندر بُلانے میں کوئی عذر ہوتا ہے، اس لیے گھر والے کے عذر کو قبول کرنا چاہیے۔

لوٹ جانے کا حکم ملنے پر بُرا ماننا یا وہیں جَم کر بیٹھ جانا، دونوں چیزیں درست نہیں۔

یہ حکم تو آنے والے کے لیے تھا، لیکن گھر والے کے لیے حکم یہ ہے کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو آنے والے سے بات یا ملاقات کرنی چاہیے۔

(14)...... اگر کسی کے دروازے پر اجازت طلب کی، یعنی آواز دی یا دستک دی، یا گھنٹی وغیرہ بجائی اور اندر سے کوئی جواب نہ آیا؛ تو اگر اس بات کا یقین ہو کہ اندر والے کو آواز نہیں پہنچی مثلاً گھنٹی بجائی مگر بجلی نہیں تھی تو دوبارہ سہ بارہ، اجازت طلب کرنے میں حرج نہیں۔

البتہ اگر اس کی تحقیق نہ ہو کہ آواز پہنچی ہے یا نہیں تو تین مرتبہ تک اجازت طلب کرنی چاہئے؛ اور اگر تیسری مرتبہ بھی جواب نہ آئے تو پھر لوٹ جانا چاہئے، اس کے بعد مسلسل دستک وغیرہ دیتے رہنا یا گھنٹی بجاتے رہنا، یا وہیں جَم کر بیٹھ جانا درست نہیں، اس سے بچنا چاہیے۔

(15)...... ایک سے زیادہ مرتبہ اجازت طلب کرنے اور دستک وغیرہ دینے کی صورت میں مناسب یہ ہے کہ کچھ وقفہ رکھا جائے، تاکہ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو، یا کھانا وغیرہ کھا رہا ہو، یا وضو، غسل وغیرہ کر رہا ہو، یا قضائے حاجت وغیرہ کر رہا ہو، تو اس سے فارغ ہو جائے، اور وقفہ کے بجائے برابر دستک دیتے چلے جانا مناسب طریقہ نہیں، اس سے اندر موجود شخص کو ایذاء و تکلیف پہنچتی ہے، اور وہ عجیب کش مکش اور تشویش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(16)...... جب کسی کو فون کیا، اور دوسری طرف فون کی گھنٹی بجنی شروع ہوگئی، تو یہ بھی اجازت طلب کرنے کی ایک صورت ہے، اب اگر فون کی گھنٹی بجنی شروع ہوگئی، اور وہ مسلسل بج کر مقررہ وقت گزرنے کے بعد بند ہوگئی، تو اب فوراً ہی دوبارہ فون ملانا مناسب نہیں۔

(17)...... اگر کسی کو آواز دے کر یا دروازہ وغیرہ پر دستک دے کر اجازت طلب کی جائے، تو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اندر والے تک آواز پہنچ جائے، لیکن گھر والے یا کسی دوسرے پڑوسی کو تکلیف وایذاء نہ پہنچے۔

(18)...... بعض مخصوص ادارے جہاں داخلے کے لیے کچھ شرائط اور پابندیاں مقرر ہوں، وہاں اُن کی رعایت کرنا ضروری ہے؛ مثلاً ریلوے اسٹیشن پر پلیٹ فارم ٹکٹ کے بغیر داخلے کی اجازت نہیں، تو پلیٹ فارم حاصل کیے بغیر اندر داخل ہونا شرعاً بھی جائز نہیں۔

اسی طرح اگر کچھ دوسرے دفاتر یا کمرے ایسے ہوں، جن میں منتظمین وغیرہ ہوں، ان میں بھی اچانک بغیر اجازت کے داخل ہونا درست نہیں، اور اگر کسی علاقہ کے سرکاری یا حساس ہونے کی وجہ سے عام لوگوں کے داخلہ کو ممنوع قرار دے دیا گیا ہو، اور مثلاً وہاں ''ممنوعہ علاقہ'' وغیرہ لکھ دیا گیا ہو، تو وہاں غیر متعلقہ انسان کا داخل ہونا جائز نہیں۔

(19)...... جب اجازت طلب کرنے کے لئے کسی مکان کے دروازے پر کھڑے ہونا ہو تو دروازے کے سامنے سے کچھ ہٹ کر کھڑا ہونا چاہئے، تاکہ اندر سے دروازہ کھلتے ہی گھر وغیرہ کا سامنا نہ ہو۔

(20)...... اجازت طلب کرنے والے کو کسی کے گھر میں جھانکنا جائز نہیں۔

البتہ گھر میں موجود شخص یا عورت اجازت طلب کرنے والے کو پہچاننے کے لئے سوراخ یا شیشے وغیرہ سے جھانک کر دیکھے تو اس میں حرج نہیں، کیونکہ بعض اوقات کوئی اجنبی بھی ہوسکتا ہے، یا آنے والے کو پہچاننے کی دوسری ضرورت پیش آسکتی ہے۔

رہائش (Residence) سے متعلق متفرق آداب

(21)...... رہائش گاہ وہ جگہ کہلاتی ہے، جہاں انسان رہتا سہتا ہے، اس کو مکان یا گھر وغیرہ بھی کہا جاتا ہے، پھر بعض اوقات یہ رہائش انسان کی ملکیت ہوتی ہے، اور بعض اوقات کرایہ

کی ہوتی ہے، اور بعض اوقات عاریت کی ہوتی ہے۔

(22)...... جو رہائش گاہ کسی انسان کی ملکیت ہو، اس میں اسے تصرف کرنا، جائز ہوتا ہے۔

(23)...... جو رہائش گاہ کسی دوسرے کی ملکیت ہو، اور اپنے پاس کرایہ یا عاریت کے طور پر ہو، اس میں مالک کی اجازت کے بغیر تصرف اور توڑ پھوڑ کرنا جائز نہیں۔

(24)...... جب مالک سے مکان وغیرہ کے متعلق کرایہ داری کا معاملہ ہو، تو معاہدہ کے مطابق طے شدہ جائز شرائط کی پابندی کرنا ضروری ہے، اور خلاف ورزی جائز نہیں۔

چنانچہ جب کرایہ داری کے معاہدہ کی مدت ختم ہو جائے، اور مالک نئی شرائط کے مطابق معاہدہ کرنا یا مکان، دوکان وغیرہ کو خالی کرانا چاہے، تو اس میں لیت ولعل سے کام لینا اور قبضہ جما کر بیٹھے رہنا جائز نہیں، البتہ کوئی ضرورت و مجبوری ہو، تو مالک سے درخواست کر کے مہلت طلب کی جاسکتی ہے۔

(25)...... جس جگہ مستقل یا عارضی طور پر رہائش رکھنی ہو، وہاں کے ماحول اور پڑوس کے اچھے ہونے کو دیکھ لینا چاہئے، کیونکہ ماحول اور پڑوس کے اچھا نہ ہونے کے، اپنے اور اپنے اہل وعیال پر بُرے اثرات پڑتے ہیں۔

(26)...... مناسب یہ ہے کہ گھر میں ہر چیز کے لئے مخصوص جگہ مقرر کر دی جائے، جس سے تمام لوگوں کو آسانی رہتی ہے، اور کئی قسم کی مشکلات سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

(27)...... گھروں وغیرہ میں جاندار کی تصاویر آویزاں کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، اس کی وجہ سے اس جگہ رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

(28)...... گھروں وغیرہ میں کسی مناسب جگہ گھڑی نصب کر دینی چاہئے، اس کی وجہ سے کام کاج انجام دینے میں سب کو سہولت رہتی ہے۔

اگر گھڑی کا وقت غلط ہو، تو اس کی اصلاح کرانی چاہئے، کیونکہ اس کی وجہ سے غلط فہمی پیدا ہو کر نقصانات پیش آنے کا امکان ہوتا ہے۔

(29)...... رات کو سونے سے پہلے گھر کے بیرونی دروازے اللہ کا نام لے کر مثلاً ''بسم اللہ'' پڑھ کر بند کردیا کریں، اوران کو کنڈی یا تالا لگادیا کریں۔

(30)...... بیوی کی رہائش کا انتظام اور بندوبست کرنا شرعی اعتبار سے شوہر پر، اور بچوں کی رہائش کا انتظام کرنا والد پر واجب ہے، اس میں کوتاہی کا مظاہرہ کرنا جائز نہیں۔

(31)...... بیوی سے اپنے والدین یعنی عورت کے ساس، سسر اور دیور وغیرہ کی بادلِ نخواستہ خدمت لینا اور اس پر جبر کرنا شرعاً جائز نہیں، البتہ عورت خوشدلی سے سعادت سمجھ کر جائز خدمت کرے، تو ثواب ہے۔

(32)...... اگر آپ گھر کے نگران و ذمہ دار ہیں تو اپنے ماتحت اور زیرِ نگرانی افراد کی کفالت اور ان کی تربیت سے غفلت اختیار نہ کریں۔

(33)...... انسان کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ کچھ وقت اپنے بیوی بچوں وغیرہ کے پاس بھی گزارے، اور بغیر سخت ضرورت کے لمبے وقت کے لئے بیوی بچوں کو چھوڑ کر چلے جانا یا الگ تھلگ رہنا مناسب نہیں۔

(34)...... گھر کے ذمہ دار مرد کو حتی الامکان اپنے بیوی بچوں سے زیادہ دور اور زیادہ دنوں تک ان کے پاس سے غائب نہیں رہنا چاہئے۔

اور جب کسی سخت ضرورت سے جانا پڑے، تو ضرورت پوری ہونے پر جلد از جلد اپنے بیوی بچوں کے پاس واپس آنا چاہئے۔

(35)...... گھر میں چھتری اور برساتی وغیرہ کا انتظام رکھنا چاہئے، تاکہ بارش اور برسات میں کام آسکے۔

صفائی و مرمت (Maintenance) سے متعلق آداب

(36)...... اپنی رہائش گاہوں کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھنا چاہئے، جس کا شریعت

میں بھی حکم ہے اور صحت کے لئے بھی انتہائی ضروری ہے۔

(37)...... وقتاً فوقتاً گھروں وغیرہ کے درودیوار اور گھروں میں لگی اور رکھی ہوئی چیزوں کو جھاڑ کران کی صفائی کرنی چاہئے، اور جن جگہوں پر کثرت سے ہاتھ وغیرہ لگتے ہیں، مثلاً دروازہ کا ہینڈل، بجلی کے بٹن کی جگہ وغیرہ، ان کے میل وکچیل کو صاف کرنا چاہئے۔

اور گردوغبار وغیرہ جھاڑتے وقت منہ اور ناک پر کوئی کپڑا یا ماسک وغیرہ ڈھک لینا چاہئے۔

(38)...... گھروں میں لگے ہوئے برقی پنکھوں کے اوپر چڑھے ہوئے گردوغبار کو صاف کرنا چاہئے، ورنہ ہوا کے ساتھ گردوغبار کے اثرات پھیل کر صحت کے لئے مضر ثابت ہوتے ہیں، اور ویسے بھی صفائی کا اسلام میں حکم ہے۔

(39)...... اسی طرح گھر میں لگے ہوئے بلب اور ٹیوب لائٹ پر گردوغبار جمع ہو گیا ہو تو اسے بھی صاف کرنا چاہئے، ورنہ روشنی صاف طور پر حاصل نہیں ہوتی۔

(40)...... دروازہ، کھڑکی میں کھلنے اور بند کرنے کے لئے لگے ہوئے قبضوں میں وقتاً فوقتاً سرسوں کا تیل ڈالتے رہنا چاہئے، اس کی وجہ سے دروازے کھلنے اور بند ہونے کی آواز نہیں نکلتی اور دوسرے کے سوتے یا آرام کرتے وقت کھولنے یا بند کرنے سے تکلیف نہیں ہوتی۔

گھروں کی تعمیر وساخت سے متعلق آداب

(41)...... گھروں کی چھتوں پر اردگرد دیوار یا کوئی اونچی چیز حائل کرنی چاہئے۔

ورنہ غفلت وبے خبری میں بچوں وغیرہ کے گرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(42)...... اگر کوئی مکان تعمیر کرنا ہو تو اس چیز کا لحاظ بہت ضروری ہے کہ پڑوسی یا راستہ و گزرگاہ کی کوئی جگہ مکان کی عمارت میں شامل نہ کریں اور نہ ہی راستہ وگزرگاہ کے حصہ میں اپنے مکان کا کوئی تھڑا یا سیڑھی وغیرہ اس طرح نکالیں، جس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو اور راستہ میں تنگی پیدا ہو۔

(43)......شہری آبادی میں گھر تعمیر کرتے یا گھر کا انتخاب کرتے وقت اس میں تازہ اور قدرتی روشنی اور ہوا کی آمد و رفت کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

(44)...... رہائش گاہوں میں روشن دان، کھڑکیاں وغیرہ رکھنی چاہئیں، ان راستوں سے تازہ ہوا کی آمد و رفت اور اندر جمع ہونے والی گیس کے مضر اثرات کا اخراج ہوتا رہتا ہے۔

(45)...... جن علاقوں میں قانونی طور پر اوپر کی دوسری، تیسری منزل تعمیر کرنے یا تہہ خانے بنانے کی ممانعت ہے، وہاں قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایسا نہیں کرنا چاہیئے، اور اس مقصد کے لئے رشوت دینے سے بھی بچنا چاہیئے۔

(46)...... قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مکان یا دوکان کے سائبان اور شیڈ کو راستہ کی طرف نکالنا شرعاً جائز نہیں، اس سے بچنا چاہیئے، بلکہ حتی الامکان، مکان وغیرہ کی تعمیر بھی قانونی طور پر نقشہ منظور کرائے بغیر نہیں کرنی چاہیئے، اور اس مقصد کے لئے رشوت دینے سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے، البتہ اگر قانونی تقاضے پورے کرنے کے باوجود رشوت کے بغیر نقشہ وغیرہ منظور نہ ہو رہا ہو، تو اس جائز مقصد کے لئے رشوت دینے والا گناہ گار نہیں ہوگا، البتہ رشوت لینے والا بہر حال گناہ گار ہوگا۔

(47)...... اگر کسی مکان یا عمارت میں ایک سے زیادہ افراد شریک ہوں تو ان کو اپنی اپنی ملکیت وغیرہ کی حیثیت کا تعین کر لینا ضروری ہے، تاکہ بعد میں مختلف قسم کے تنازعات و اختلافات سے حفاظت رہے۔

(48)...... کوئی دوکان یا پلازہ یا مارکیٹ تعمیر کرتے وقت اس جگہ کے حصہ میں گاڑیوں وغیرہ کے کھڑے کرنے کے لئے ''پارکنگ'' کا انتظام کرنا چاہیئے، ورنہ بعد میں گزرگاہوں میں گاڑیاں وغیرہ کھڑی کرنے سے لوگوں کو بہت تکلیف پیش آتی ہے۔

(49)......طبی و سائنسی اعتبار سے مکان تعمیر کرنے کے لئے سخت، اونچی اور ڈھلوان والی جگہ زیادہ موزوں ہوتی ہے، تاکہ وہاں بارش وغیرہ کا پانی اکٹھا نہ ہو، گیلی، سیلی اور نرم زمین

یا ایسی زمین جہاں پہلے گڑھا ہو، اور اس کو کوڑا ڈال کر بھر دیا گیا ہو، مکان کی تعمیر کے لئے ایسی جگہ موزوں شمار نہیں ہوتی، نشیبی اور نم دار زمین پر بنائے ہوئے مکان میں نمی رہتی ہے اور اس میں رہنے والوں کی صحت پر بُرے اثرات پڑتے ہیں، بھراؤ والی جگہ پر بنائے گئے مکان کی بنیادیں مضبوط نہیں ہوتیں، مگر یہ کہ پکی مٹی تک بنیادیں کھودی جائیں، کوڑے وغیرہ سے بھراؤ شدہ زمین میں دفن شدہ کوڑے سے گندے بخارات اٹھتے ہیں، جو وہاں کے رہائشی اور مکینوں کی صحت پر بُرے اثرات کا سبب بنتے ہیں۔

(50)...... درختوں کے جھنڈ میں اور تالاب اور جوہڑ کے کنارے پر مکان بنانا طبی اعتبار سے مناسب نہیں ہے، ایسے مکان میں نمی رہتی ہے، مچھروں کی پیدائش زیادہ ہوتی ہے، جن کے کاٹنے سے رات کو نیند اچھی نہیں آتی اور ملیریا، بخار میں مبتلا ہونے کی شکایت رہتی ہے۔

(51)...... اگرچہ تن درستی کی حفاظت کے لئے پختہ اینٹوں سے بنائے ہوئے مکان ہی بہتر ہوتے ہیں، لیکن دیہات میں اکثر لوگ ناداری کی وجہ سے اپنے مکانوں کو پختہ نہیں بنوا سکتے، اس لئے اگر وہ سلیقے سے بنوائیں تو کچے مکانوں کو بھی تن درستی کے لئے موزوں بنا سکتے ہیں۔

(52)...... جس جگہ بھی مکان بنوائیں کرسی دے کر یعنی فرش کی سطح اونچی کر کے بنوایا جائے، اگر مجبوراً کسی نشیبی زمین پر مکان بنانا ہو تو پہلے اس کو خشک مٹی وغیرہ سے بھر کر عام سطحِ زمین کے برابر کر دیا جائے اور کم از کم ایک سال کے لئے چھوڑ دیا جائے، تاکہ وہاں کی بھری ہوئی مٹی اچھی طرح جم کر زمین پختہ ہو جائے، اس کے بعد گہری بنیاد کھود کر اور کرسی دے کر مکان بنایا جائے۔

(53)...... مکان کا رخ اگر شمال کی طرف رکھا جائے، تو صحت کے اعتبار سے بہتر ہے، اس کے بعد مکان کا رخ مشرق اور مغرب کی طرف رکھنا بہتر ہے۔

(54)...... مکان کی دیواریں کم از کم بارہ فٹ تعمیر کر کے ان پر چھت ڈالنا مناسب ہے، چھت جس قدر اونچی ہوتی ہے، اسی قدر صاف ہوا اور روشنی آسانی کے ساتھ مکان میں آتی

ہے، مکان کا دروازہ بھی بڑا رکھنا مناسب ہے، اور اس کے آس پاس اور مکان کے دونوں پہلوؤں میں ہواداری کے لئے دو دو کھڑکیاں رکھنا بہتر ہے، اگر چھت پر بھی روشن دان رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہے، روشن دان سے صاف ہوا کی آمد کے ساتھ یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ اندر پیدا ہونے والے بخارات اور گیسز کا اخراج آسانی سے ہوتا ہے، کیونکہ بخارات اوپر کی طرف چڑھتے ہیں۔

(55)...... مکان کا صحن ڈھلوان کے ساتھ رکھنا چاہئے، اور صدر دروازے کی طرف دیوار میں نالی بنوا دینی چاہئے، تا کہ بارش وغیرہ کا پانی آزادی کے ساتھ نکل جایا کرے۔

(56)...... باورچی خانہ یا رسوئی مکان کے صحن میں الگ ایسی جگہ بنانا چاہئے کہ اس کا دھواں مکان کے اندر نہ آسکے، دھویں کی نکاسی کے لئے باورچی خانے کی چھت میں یا چھت کے ساتھ دیوار میں سوراخ یا روشن دان رکھا جائے تو بہتر ہے۔

(57)...... بیتُ الخلاء بھی مناسب جگہ ایک طرف بنانا مناسب ہے، جس میں بیٹھنے کا رخ یا پشت قبلہ کی طرف نہیں ہونی چاہیے۔

(58)...... بہت سے تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ عمارت کے در و دیوار پر اگر سردی کے موسم میں پلستر کرایا جائے، تو وہ گرمیوں کے موسم میں ٹھنڈا رہتا ہے، اور اگر گرمیوں کے موسم میں کرایا جائے، تو وہ گرم رہتا ہے، اس لئے بہت سے لوگ سردیوں کے موسم میں در و دیوار اور چھت وغیرہ کا پلستر کراتے ہیں، تا کہ گرمیوں کے موسم میں وہ ٹھنڈا رہے۔

(59)...... گائے، بیل، بھینس وغیرہ مویشی باندھنے کے لئے مکان سے الگ انتظام کرنا چاہئے، اسی طرح ایندھن اور مویشیوں کے بھوسے وغیرہ کے لئے بھی الگ مکان ہونا چاہئے، رہنے سہنے اور سونے، بیٹھنے کے لئے جو کمرہ بنایا گیا ہو، اس میں اس قسم کی چیزیں نہیں ہونی چاہئیں۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(باب نمبر 3)

راستہ اور گزرگاہ (Passage) کے آداب

راستہ وہ جگہ ہے جہاں لوگوں کا گزر ہوتا ہو، خواہ پیدل گزر ہوتا ہو یا سواری وغیرہ سے گزر ہوتا ہو، اس کے آداب ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

راستہ کے بنیادی حقوق و آداب

حدیث میں راستہ کے حقوق بیان کرتے ہوئے، نظر کی حفاظت کرنے اور دوسروں کو ایذاء رسانی سے بچانے، اور سلام کا جواب دینے، اور اچھی بات بتانے، اور بری بات سے منع کرنے کا ذکر آیا ہے (بخاری)

ایک حدیث میں ہے کہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کردینا صدقہ (کے ثواب) کا حکم رکھتا ہے (بخاری)

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ پر میری امت کے اچھے اور بُرے اعمال پیش کئے گئے، تو میں نے امت کے اچھے اعمال میں، راستہ کی تکلیف دہ چیز دور کردینے کو پایا (مسلم)

ایک اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک آدمی نے راستہ میں چلتے ہوئے کانٹے دار جھاڑی کو ہٹادیا، تو اللہ نے اس عمل کے نتیجے میں اس شخص کی مغفرت فرمادی (بخاری)

راستہ کے حقوق و آداب سے متعلق اور بھی اس طرح کی کئی احادیث ہیں۔

راستہ اور گزرگاہ کے کئی حقوق و آداب ہیں، جن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

www.idaraghufran.org

(1)...... راستہ میں جو مسلمان ملے اسے سلام کرنا چاہئے اور اگر دوسرا سلام کرے، تو اس کے سلام کا جواب دینا چاہئے۔

(2)...... راستہ سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے، لہٰذا راستہ میں کوئی ایسی چیز ہو، جو دوسرے کی تکلیف کا باعث ہو تو اسے وہاں سے دور کر دینا چاہئے۔

راستہ اور گزرگاہ سے متعلق متفرق آداب

(3)...... حتی الامکان راستوں اور گزرگاہوں کے درمیان یا کناروں پر بیٹھنے سے بچنا چاہئے، اس سے انسان کئی خرابیوں سے محفوظ رہتا ہے، اگر کبھی مجبوری ہو تو کسی ایک طرف بیٹھنا چاہئے، جہاں سے لوگوں کی آمد و رفت نہ ہو یا کم سے کم ہو۔

جو لوگ بلا ضرورت راستوں میں بیٹھتے ہیں وہ کئی قسم کے فتنوں اور خرابیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اور ان کو کئی بری عادتیں پڑ جاتی ہیں اور وہ عموماً دوسرے لوگوں کو ایذاء اور تکلیف پہنچانے کا بھی سبب بن جاتے ہیں، اور اسی طرح راستوں پر بیٹھنے والوں کی وجہ سے بے تکلف انداز میں لوگوں کو گزرنا بھی مشکل اور تکلیف کا باعث بنتا ہے۔

(4)...... ریل وغیرہ میں سفر کرتے وقت بھی لوگوں کی گزرگاہ اور راستہ والی جگہ سے بچ کر بیٹھنا چاہئے، بعض لوگ ریل کے اندر درمیان کے راستہ میں یا بیتُ الخلاء کے راستہ میں، یا نیچے اترنے اور چڑھنے والے راستہ کے درمیان میں بیٹھ یا کھڑے ہو جاتے ہیں یا ان جگہوں پر سامان وغیرہ رکھ دیتے ہیں، جس سے گزرنے والوں اور اترنے چڑھنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے، یہ طریقہ درست نہیں، اس سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

(5)...... راستہ کا ایک حق یہ ہے کہ اپنی نظروں کی حفاظت کی جائے، کیونکہ راستہ سے ہر قسم کے لوگوں اور عورتوں کا گزر ہوتا ہے، اور راستہ میں انسان کے بدنظری میں مبتلا ہونے اور دوسروں کے متعلق تجسس کرنے کی کثرت سے نوبت آتی ہے۔

اسی طرح دوسروں کے عیوب پر بھی نظر چلی جاتی ہے اور بعض اوقات دوسروں کے استہزاء کا بھی موقع میسر آجاتا ہے راستہ سے گزرنے اور بیٹھنے والے کو اس قسم کی خرابیوں سے اپنے آپ کو بچانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(6)...... کسی راہگیر کو راستہ صحیح صحیح بتلا دینا ثواب کا کام ہے، لہٰذا گر آپ کو صحیح راستہ معلوم ہو، تو صحیح راستہ بتلا دیجئے، اور صحیح راستہ معلوم نہیں، تو غلط راستہ بتلا کر دوسرے کو تکلیف میں ڈالنے اور غلط بیانی کے گناہ میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے، ایسی صورت میں لاعلمی کا اظہار کر دینا ہی درست طریقہ ہے۔

(7)...... انسان کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ عام گزرگاہیں کسی شخصِ واحد کی ذاتی ملکیت اور جاگیر نہیں ہوتیں، بلکہ گزرگاہوں سے عام لوگوں کے حقوق وابستہ ہوتے ہیں، جن میں امیر بھی شامل ہیں، غریب بھی، چھوٹے بھی اور بڑے بھی، اس لئے راستوں اور گزرگاہوں میں ایسا تصرف اور تغیر کرنا جس سے دوسروں کی حق تلفی ہو، جائز نہیں۔

(8)...... راستہ میں سامان رکھنا، خواہ گھر کا ہو یا دوکان کا، یا راستہ میں کوئی اور ٹھیا ٹھکانہ لگانا، جس سے گزرنے والوں کو تکلیف پہنچے، سخت گناہ کی بات ہے، آج کل بہت سے لوگ راستوں کو اپنی ذاتی جاگیر سمجھ کر نہ جانے کیا کیا حرکتیں کر گزرتے ہیں، خاص طور پر کسی خوشی یا غمی کے مواقع پر تو پورے راستے بند کر کے لوگوں کی ایذاء اور تکلیف کا باعث بنتے ہیں، کوئی جلسہ جلوس منعقد کرنا ہو، یا احتجاج کرنا ہو، اس موقعہ پر بھی راستے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور اسی طرح تعمیر اور صفائی وغیرہ کے موقعہ پر خوامخواہ لمبے عرصہ تک گھر کا سارا ملبہ اور کوڑا کرکٹ یا غیر ضروری میٹریل راستوں اور گلیوں میں ڈالے رکھتے ہیں، اور اسی طرح بعض لوگ اپنی تجارت یا مزدوری کا سامان گلیوں اور راستوں میں رکھ دیتے ہیں، بلکہ راستوں پر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر گاڑیاں اور دوسری مشینریاں ٹھیک کرتے ہیں، فرنیچر کا کام کرتے ہیں، اور ویلڈنگ وغیرہ جیسے کام بھی کرتے ہیں، اور بعض لوگ راستوں اور گزرگاہوں پر ریڑھیاں یا

ٹھیلے لگا کر کھڑے ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے گزرنے والوں کو تکلیف وایذاء کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اسلام میں اس طرح کی سب چیزوں کی ممانعت ہے، اس لئے اس قسم کی سب چیزوں کی اصلاح اور اپنے آپ کو ان سے بچا کر رکھنا ضروری ہے۔

(9)...... بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ پیدل یا گاڑی میں سوار چلتے چلتے کسی سے بات چیت کرنے یا کسی چیز کو دیکھنے یا سواری کو گاڑی میں بٹھانے کی غرض سے راستہ کے درمیان ٹھہر کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور گزرنے والوں کے لئے رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں، اس طرزِ عمل سے بچنا چاہئے، اور اپنی ضرورت راستہ سے ہٹ کر کنارہ پر کھڑے ہو کر پوری کرنی چاہئے۔

(10)...... بعض لوگ بلا سخت مجبوری کے خواہ مخواہ یا اپنی سہولت کی خاطر راستہ کے درمیان میں گاڑی کھڑی کر کے اپنے کام کاج میں مصروف ہو جاتے ہیں اور گزرنے والے پریشانی میں مبتلا ہوتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ راستہ میں کوئی ریڑھی وغیرہ کھڑی کر کے گزرنے والوں کی تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔

یہ طرزِ عمل بھی اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، لہٰذا جب کبھی گاڑی وغیرہ کھڑی کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اول تو کوشش کرنی چاہئے کہ راستہ سے ہٹ کر کسی ایسی جگہ کھڑی کریں جس سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے، پھر بے شک اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے کچھ دور پیدل چلنا پڑ جائے۔ اپنی جان پر تھوڑی سی مشقت برداشت کر لینا یہ دوسروں کو تکلیف وایذاء پہنچانے کے گناہ سے بہت ہلکی چیز ہے، اور اگر بالفرض کہیں راستے کے علاوہ کوئی جگہ گاڑی کھڑی کرنے کے لئے میسر نہ آئے اور راستہ میں ہی گاڑی کھڑی کرنا مجبوری بن جائے تو بھی یہ اہتمام کرنا ضروری ہے کہ راستہ سے ہٹ کر جتنا ممکن ہو کنارہ پر کھڑی کریں، اور ممکنہ حد تک ایسی جگہ تلاش کریں جہاں دوسروں کو کم از کم تکلیف کا سامنا ہو، اور اس کے باوجود جلد از جلد اپنی ضرورت پوری کر کے فارغ ہونے اور وہاں سے گاڑی ہٹانے کا اہتمام کریں اور

Idara Ghufran

فضول گپ شپ وغیرہ میں لگ کر دوسروں کو ایذاء نہ پہنچائیں۔

ریڑھی وغیرہ اگر کبھی کسی کام کی غرض سے راستہ میں کھڑی کرنی پڑ جائے تو گزرنے والوں کے راستہ سے ممکنہ حد تک الگ کر کے کنارہ پر کھڑی کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(11)...... بعض لوگ یہاں تک ظلم کرتے ہیں کہ راستوں اور گلیوں میں مستقل طور پر ناجائز تجاوزات کر لیتے ہیں، راستوں اور گلیوں کے کچھ حصہ کو اپنی رہائش گاہ وغیرہ میں شامل کر لیتے ہیں، عمارت کی دیوار کھڑی کر لیتے ہیں، یا دروازوں اور تھڑوں کو باہر نکال دیتے ہیں، یا باہر بیٹھنے کی جگہ بنا دیتے ہیں، اس قسم کے ناجائز تجاوزات قانون کی خلاف ورزی کے علاوہ سخت گناہ اور لوگوں کی ایذاء رسانی کا سبب ہیں، اور یہ گناہ کوئی وقتی یا انفرادی نوعیت کا نہیں، بلکہ مستقل جاری رہنے والا اور روزمرہ بے شمار گزرنے والوں کو تکلیف پہنچنے کا سبب بننے کی وجہ سے اجتماعی نوعیت کا ہے، جس میں ہر تکلیف پہنچنے والے شخص سے معافی تلافی کا معاملہ بھی مشکل ہے۔

(12)...... بعض لوگ شادی بیاہ یا کسی اور خوشی کے موقع پر راستوں اور گزرگاہوں میں فائرنگ اور آتش بازی سے آگ کا کھیل کھیلتے ہیں، جس کے شور شرابے کی وجہ سے دوسروں کے آرام وغیرہ میں بھی خلل آتا ہے اور بعض اوقات آگ وغیرہ کسی کے اوپر گرنے یا فائرنگ کی گولی لگنے سے مالی وجانی نقصان ہو جاتا ہے، اس طرح کے واقعات وقتاً فوقتاً پیش آتے رہتے ہیں، اس طرزِ عمل کی بھی اصلاح کرنی چاہیئے۔

(13)...... احتجاج اور ہڑتال کے عنوان سے راستوں میں رکاوٹیں پیدا کرنا یا ٹائر وغیرہ جلا کر گزرنے والوں کی ایذاء کا سبب بننا وسرکاری یا غیر سرکاری اشیاء واملاک کی توڑ پھوڑ کرنا، یہ سب چیزیں اسلام کی رو سے گناہ ہیں، اگرچہ رواج پا جانے اور ماحول کی وجہ سے ان کی برائی دل ودماغ سے نکل گئی ہے۔

(14)...... راستوں اور گزرگاہوں پر کرکٹ وغیرہ کھیلنا ناجائز اور گناہ ہے، کیونکہ اولاً تو یہ

گزرگاہوں کا بے جا استعمال ہے، دوسرے اس کی وجہ سے گزرنے والوں کو مشکلات بھی پیش آتی ہیں، بعض اوقات کسی کو چوٹ لگ جاتی ہے، یا کوئی گر پڑتا ہے، یا گیند نالی میں گرنے سے کسی کے کپڑے یا گاڑی وغیرہ خراب ہوجاتی ہے، یا گاڑی کا یا کسی پڑوسی کے گھر وغیرہ کا شیشہ ٹوٹ جاتا ہے، اور بعض اوقات خود کھیلنے والا بھی کھیل کود میں گم ہو کر بھاگتے دوڑتے ہوئے کسی گاڑی وغیرہ کی زَد میں آجاتا ہے۔

(15)......آبادی میں چلنے والی مسافر گاڑیوں اور ٹرانسپورٹ کے مسافروں یا سواریوں کو اتارنے اور بٹھانے کے لئے جو مقامات (Stop) قانونی طور پر متعین ہوتے ہیں ان کی پابندی کرتے ہوئے مقررہ مقامات پر ہی سواریوں اور مسافروں کو اتارنا اور بٹھانا چاہیے اوران کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی مرضی ومنشا کے مطابق کسی بھی جگہ گاڑی روک کر کھڑے ہوجانا شرعاً وقانوناً درست نہیں، اس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور راستوں اور ٹریفک کی روانی میں رکاوٹ اور خلل پیدا ہوتا ہے۔

خود مسافروں اور سواریوں کو بھی ان قوانین کے مطابق عمل کرنا چاہیے اوران کو مقررہ مقامات پر ہی اترنا اور بیٹھنا چاہیے، اور غیر متعلقہ مقامات پر گاڑی روکنے کی خواہش اوراس پر اصرار نہیں کرنا چاہیے، خود سے تھوڑی دور پیدل یا کسی اور طرح چل کر تکلیف برداشت کرلینا کسی قانون شکنی اور گناہ کا ارتکاب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔

(16)......بعض لوگ راستوں میں لگے ہوئے سرکاری یا غیر سرکاری بلب اتار لیتے ہیں، یا بجلی، ٹیلی فون وغیرہ کے تار چوری کرلیتے ہیں، شرعاً اور قانوناً اس طرح کی چیزیں چوری کے زمرہ میں داخل ہیں، اور گناہ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں، اور اگر گزرنے والوں کو اندھیرا ہونے کی وجہ سے تکلیف کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہو، تو اجتماعی تکلیف وایذاء رسانی کا سبب بننے کی وجہ سے سخت گناہ کی بات ہے۔

چند ٹکوں کے لالچ میں دوسروں کو تکلیف پہنچانا اور دوسروں کو جانی ومالی نقصان پہنچانا، کتنی خود

غرضی اور حماقت کی بات ہے، اور اس طرح کی چیزوں کو فروخت کر کے جو پیسہ حاصل کیا جائے گا، وہ بھی جائز اور حلال نہیں ہوگا۔

(17)...... دروازہ کے درمیان میں جو جگہ لوگوں کی آمدورفت کی ہو، وہ بھی راستہ اور گزرگاہ ہے، لہٰذا وہاں اس طرح کھڑا نہیں ہونا چاہئے کہ جس کی وجہ سے آنے جانے والوں کو گزرنے میں مشکل پیش آئے یا کسی کے اچانک تیزی سے آنے کی وجہ سے کوئی حادثہ پیش آجائے۔

راستوں کی صفائی ومرمت (Maintenance) کے آداب

(18)...... راستہ میں پیشاب پاخانہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(19)...... راستہ پر کوئی ایسی چیز نہ پھینکی جائے جس سے دوسروں کو تکلیف ہو اور کوئی راہ گیر پھسل کر گر پڑے، مثلاً کیلے اور آم کے چھلکے وغیرہ۔

(20)...... اگر راستہ میں کوئی گڑھا پڑ گیا ہو، جس میں پانی جمع ہوجاتا ہو، یا اس کی وجہ سے اچانک کسی آنے والے کے گرنے کا خطرہ ہو تو اس کی ممکنہ حد تک اصلاح کرادینی چاہئے، اور اگر اصلاح کرانا ممکن نہ ہو، تو کم از کم کوئی ایسی علامت لگا دینی یا کھڑی کردینی چاہئے، جس سے گزرنے اور وہاں پر آنے والوں کو آگاہی ہوجائے، اور گزرنے والا حادثہ سے بچ جائے، یہ بھی بڑے اجر وثواب والی بات ہے۔

(21)...... راستوں پر جو پانی کی ٹونٹیاں اور نلکے وغیرہ لگے رہتے ہیں، اگر وہ خراب ہوگئے ہوں تو ان کی اصلاح کرادینا ثواب کا کام ہے، ان کاموں میں شرکت کرنی چاہئے، اگر پانی بہہ رہا ہو تو اس کو ضائع ہونے سے بچانے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے۔

(22)...... راستوں پر لوگوں کے درودیوار پر اور گھروں وعمارتوں کے سامنے مالکان کی اجازت کے بغیر بینر لگانا، اشتہار آویزاں یا چسپاں کرنا جائز نہیں، اس سے لوگوں کی دیواریں

خراب اور گندی ہوتی ہیں، گزرنے والوں کو تکلیف پہنچتی ہے، اور جہاں قانونی طور پر ممانعت ہو وہاں آویزاں کرنا بھی جائز نہیں، البتہ مالک کی اجازت سے اس کی دیوار وغیرہ پر یا اس کی عمارت کے سامنے اس طرح آویزاں کرنا جائز ہے، جس سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے اور اس بینر یا اشتہار کا مضمون بھی جائز ہو۔

(23)...... اسی طرح کسی کی دیوار پر اس کی اجازت کے بغیر کچھ لکھنا بھی جائز نہیں۔

(24)...... سرکاری جگہوں میں حکومتی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی بورڈ یا اشتہار لگانا شرعاً جائز نہیں۔

(25)...... نالیوں وغیرہ میں ایسی چیز مثلاً کوڑا کرکٹ پھینکنا، جس سے نالیاں بند ہو جائیں اور لوگوں کو تکلیف پہنچے یا راستہ میں پانی جمع اور کھڑا ہو، یہ جائز نہیں اور گناہ ہے۔

(26)...... بعض لوگ راستوں اور گزرگاہوں پر بنی ہوئی نالیوں کے اوپر سے ڈھکن چوری کر کے ان کو چند ٹکوں کے عوض فروخت کر دیتے ہیں، اور اسی طرح ایک مدت تک نالی یا گٹر کے اوپر ڈھکن نہ ہونے کی وجہ سے پورے علاقہ کے لوگ ایذاء و تکلیف میں مبتلا رہتے ہیں اور بعض اوقات جانی نقصان اور حادثہ بھی ہو جاتا ہے، یا کوئی بچہ، بڑا گر کر زخمی یا فوت ہو جاتا ہے، اس طرح کے طرزِ عمل سے ہر انسان کو بچنا چاہیے۔

(27)...... بعض لوگ اپنی نالیوں یا پرنالوں اور گندے پانی کے پائپوں کے سوراخ راستوں میں اس طرح چھوڑ دیتے ہیں کہ یا تو وہ پانی راستہ میں گرتا ہے اور پانی گرنے یا جمع ہونے کی وجہ سے گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے، یا پھر لوگوں کے اوپر اس کی چھینٹیں پڑتی ہیں، اس طرزِ عمل سے بھی بچنا چاہئے۔

(28)...... بعض لوگ اپنی اوپر کی ٹینکی کے اوور فلو ''Overflow'' (یعنی اضافی پانی خارج ہونے) کا پائپ اور نالی باہر سڑک اور گلی کی طرف لوگوں کے گزرنے کی جگہ میں کر دیتے ہیں، اور پھر اوپر ٹینکی میں پانی کھینچنے اور چڑھانے والی موٹر چلا کر سوئے پڑے رہتے

ہیں یا کسی کام کاج میں مصروف ہو جاتے ہیں، اور ٹینکی بھر جانے کے بعد گزرگاہوں پر پانی گرتا رہتا ہے اور گزرنے والے بچے بڑے، نمازی وغیر نمازی، بیمار اور مریض سب پریشان رہتے ہیں۔

یہ لوگ ایک طرف تو پانی کے بے جا ضیاع کے گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں، دوسری طرف کسی کو تکلیف پہنچانے کا جرم بھی اپنے کندھوں پر ڈال لیتے ہیں، حالانکہ ذرا سے اہتمام سے یہ اس کی اصلاح کر سکتے ہیں، یا کوئی خودکار آلہ لگوا سکتے ہیں، تاکہ پانی بھرنے پر موٹر خود سے بند ہو جایا کرے، یا پھر اضافی خارج ہونے والے پائپ کا راستہ کسی ایسی جگہ رکھوا سکتے ہیں، جس سے لوگوں کو ایذاء و تکلیف نہ پہنچے۔

(29)......بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے گھر سے کوڑا کرکٹ جمع کر کے باہر گلی اور راستہ میں پھینک دیتے ہیں، یا کسی دوسرے کے گھر کے باہر ڈال دیتے ہیں، پھر بعض اوقات وہ کوڑا گزرنے والے لوگوں اور گاڑیوں کے نیچے آ کر دائیں بائیں پھیل جاتا ہے، یا وہیں پڑا پڑا سڑتا رہتا ہے، جس سے تعفن اور بدبو پھیلتی ہے، اور اس طرح پڑا ہوا یہ کوڑا دوسروں کی تکلیف کے علاوہ لوگوں کی بیماری کا بھی باعث بنتا ہے، جو کہ سخت گناہ کی بات ہے۔

دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے بعض اوقات دنیا میں بھی ایسے لوگوں کی جان و مال پر وبال آ سکتا ہے، اس لئے اس قسم کی حرکتوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

(30)......بعض لوگ دوسروں کے گھروں وغیرہ کے درو دیوار وغیرہ کے ساتھ پیشاب گاہ بنا لیتے ہیں، جس سے بدبو پھیلتی ہے اور وہاں کے مکینوں کو تکلیف پہنچتی ہے، یہ طرزِ عمل بھی درست نہیں، اور سخت بے شرمی کی بات ہے۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

(باب نمبر 4)

سفر (Journey) کے آداب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سفر، عذاب (یعنی تکلیف) کا ٹکڑا ہے، تمہارے کھانے اور پینے اور آرام میں رکاوٹ کا سبب بنتا ہے، اس لئے جب سفر کی ضرورت پوری ہو جائے، تو اپنے گھر جلدی واپس آنا چاہئے (بخاری)

سفر سے متعلق اور بھی احادیث ہیں۔

آگے سفر کے آداب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سفر سے متعلق مسنون دعاؤں کے آداب

(1)......سفر پر نکلنے سے پہلے مسافر کو دو رکعت سفر کی نیت سے پڑھ لینا بہتر ہے۔

(2)......گھر سے نکلتے وقت (خواہ سفر میں جا رہا ہو، یا قریب میں) یہ دعاء سنت ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ.

ترجمہ: اللہ کے نام سے باہر نکلتا ہوں، اللہ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں، کوئی نقل وحرکت اور قوت اللہ کے بغیر نہیں ہو سکتی (ترمذی)

(3)......سوار ہونے کے وقت یہ دعاء پڑھ لینا سنت ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ

ترجمہ: اللہ کے نام سے (سوار ہوتا ہوں) (مسند احمد)

(4)......مسافر کو رُخصت کرتے وقت سلام اور وداع کرنا چاہیے، اور اس کو خیر و عافیت سے پہنچنے اور اللہ کی حفاظت میں دینے کی دعاء دینی چاہئے۔

جب کسی کو سفر وغیرہ پر رخصت کیا جائے، تو یہ دعاء سنت سے ثابت ہے:

أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ.

ترجمہ: میں تمہارے دین، اور تمہاری امانت اور تمہارے عمل کے اختتام کو اللہ کے حوالہ کرتا ہوں (ابوداؤد)

(5)...... سفر میں کی جانی والی دعاء مقبول ہوتی ہے، لہٰذا مسافر کو رخصت کرنے والوں کے لیے بہتر ہے کہ مسافر سے اپنے حق میں دعاء کی درخواست کریں، اور مسافر کو بھی چاہیے کہ اپنے والدین، رشتہ داروں، اپنے تعلق والوں اور تمام مسلمانوں کے لیے دنیا وآخرت کی بھلائی وکامیابی کے لیے دعاء کرے؛ اسی طرح سفر میں ذکر واذکار میں مشغول رہنا بھی بہتر ہے۔

(6)...... سفر سے واپس آکر یہ دعاء پڑھنا سنت ہے:

آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ .

ترجمہ: ہم واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں (ترمذی)

سفر سے پہلے کے آداب

(7)...... سفر کسی اچھے کام کے لئے بھی ہوسکتا ہے اور بُرے کام کے لئے بھی اور جائز و مباح کام کے لئے بھی۔

گناہ کا کام کرنے کے لئے سفر کرنا منع ہے، اور اچھے یا جائز کام کے لئے سفر کرنا درست ہے۔

(8)...... جائز سفر شروع کرنے سے پہلے مشورہ اور پھر استخارہ کرلینا بہتر ہے، البتہ گناہ کے کام کے لیے سفر کرنا درست نہیں، اس لیے اس کے لیے مشورہ واستخارہ کرنا بھی درست نہیں، اور مشورہ اُس شخص سے کرنا چاہیے جو تجربہ کار، اپنا ہمدرد اور خیر خواہ ہو۔

(9)......جس مقصد اور غرض کے لیے سفر پر جانا ہو، اُس مقصد اور غرض سے متعلق شریعت کے احکام کا علم حاصل کر لینا چاہیے، مثلاً حج، یا رزق کی تلاش میں اگر سفر پر جانا ہو تو سفر شروع کرنے سے پہلے ان کے مسائل اور احکام سیکھ لینے چاہئیں اور بہتر ہے کہ متعلقہ موضوع پر کوئی مستند کتاب بھی سفر میں اپنے ساتھ رکھ لی جائے، اور اُس کا مطالعہ کیا جائے۔

(10)......سفر کی ضروری اشیاء اور اسی طرح جس سواری سے اور جس راستہ و ذریعہ سے سفر کرنا ہو، اُس کی ضروریات اور لوازمات اپنے ساتھ رکھ لینے چاہئیں۔

(11)......سفر پر جانے سے پہلے گناہوں سے توبہ کر لینی چاہیے، اور دوسروں کے ساتھ لین دین کے معاملات بے باق کر لینے چاہئیں، اگر لوگوں کا قرض ذمہ میں ہو تو اُس کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے، اور اگر فی الحال ادائیگی ممکن نہ ہو تو وصیت لکھ لینی چاہیے؛ اور اگر کسی قرض خواہ کے قرض کی ادائیگی کا وقت سر پر آچکا ہو تو اس سے اجازت حاصل کر کے سفر کرنا چاہئے، اور سفر سے واپسی تک اپنے زیرِ کفالت بیوی بچوں وغیرہ کے اخراجات کا انتظام کر کے سفر پر جانا چاہیے۔

(12)......اگر زیادہ عرصہ کے لئے سفر پر جانا ہو، اور پیچھے چلتا ہوا کاروبار ہو، تو اس کے لئے کسی ذمہ دار و امانت دار اور تجربہ کار متبادل شخص کا انتظام کر کے جانا چاہئے۔

(13)......سفر کے اخراجات حلال مال سے اداء کرنے چاہئیں، خاص طور پر حج، عمرہ، اور تعلیم و تبلیغ یا دوسرے نیکی کے کاموں کے لیے سفر حلال مال سے کرنا چاہیے؛ اور ممکن ہو تو سفر میں اخراجات سے کچھ زیادہ کا انتظام رکھنا چاہیے، تاکہ اگر کسی وقت ضرورت پیش آجائے، یا اللہ نہ کرے کوئی حادثہ ہو جائے، تو پریشانی نہ ہو۔

سفر کے وقت کے آداب

(14)......اسٹیشن، اڈہ یا ایئرپورٹ سے جس وقت روانگی ہو، اس سے کچھ پہلے پہنچنے کی

کوشش کیجئے، پہلے پہنچ کر کچھ دیر وہاں انتظار کر لینا، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ وقت گھر میں بیٹھ کر گزار دیا جائے اور پھر گاڑی یا سواری جس سے بھی سفر کرنا ہے، اس کے چھوٹ جانے یا ہاتھ سے نکل جانے کا خطرہ لاحق ہو جائے۔

(15)...... اگر اپنی گاڑی سے سفر کرنا ہے تو منزل پر پہنچنے کے وقت کے حساب سے کچھ پہلے ہی سفر شروع کر دیجئے، بعض اوقات راستہ میں کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے، یا ہجوم کی وجہ سے تاخیر ہو جاتی ہے اور پھر پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(16)...... رکشہ، ٹیکسی وغیرہ سے سفر کرنا ہو یا کسی جگہ جانا ہو، تو اجرت وکرایہ پہلے ہی طے کر لیجئے تا کہ بعد میں اختلاف ونزاع کی نوبت نہ آئے، بعض اوقات سفر کرنے والا اپنے ذہن میں کوئی اجرت ٹھہرا لیتا ہے اور رکشہ گاڑی والا اپنے ذہن میں کوئی اور اجرت ٹھہرا لیتا ہے، جس میں اختلاف ہونے پر جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے۔

(17)...... جب کسی رکشہ، ٹیکسی وغیرہ سے کہیں اجرت وکرایہ پر جانا طے کیا جائے، تو کرایہ واجرت طے کرتے وقت تمام معاملات صاف کر لیجئے، جس جگہ جانا ہے وہ جگہ متعین طور پر بتلا دیجئے، بعض لوگ کسی ایک جگہ کا کرایہ طے کر لیتے ہیں، اور جانا اس جگہ سے آگے چاہتے ہیں، جس کی وجہ سے اختلاف ونزاع کی نوبت آجاتی ہے۔

(18)...... جہاز یا ریل جس سے سفر کرنا ہو اور اس کا ٹکٹ پہلے حاصل کر چکے ہوں، تو گھر سے نکلنے سے پہلے ٹکٹ وغیرہ سنبھال لیجئے اور اپنے ہمراہ رکھ لیجئے، اور اگر پاسپورٹ اور ویزا وغیرہ لے کر جا رہے ہوں، تو یہ چیزیں بھی اہتمام سے ساتھ رکھ لیجئے، اس طرح کی چیزیں جلد بازی میں بھول جانے سے بڑی تکلیف پیش آسکتی ہے، اور بعض اوقات کسی دوسرے جانی ومالی نقصان کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔

(19)...... جہاں تک ممکن ہو، سفر تنہا نہیں کرنا چاہیے، بہتر ہے کہ تین افراد کی جماعت اکٹھی سفر کرے، لیکن اگر کوئی ساتھ سفر کرنے والا نہ ہو تو پھر سفر کے دوران کسی نیک ومعتمد

شخص کو ساتھی بنالینا چاہیے۔

(20)...... جب کئی افراد مل کر سفر کریں تو ایک کو امیر بنالیا جائے اور امیر ایسے شخص کو بنایا جائے جو علم، عمل، اور رائے کے اعتبار سے افضل ہو؛ اور سفر کے امیر کو چاہیے کہ اپنے آپ کو رُفقائے سفر کا حقیقی معنیٰ میں خادم سمجھے۔

(21)...... جس ملک کے سفر سے متعلق جو قوانین ہوں یا گاڑی وغیرہ کے مالکان و منتظمین کی طرف سے اصول وقواعد مقرر ہوں، ان کی حتی الامکان پابندی کرنا ضروری ہے، چنانچہ جتنی عمر کے بچوں کے لئے آدھا یا پورا کرایہ مقرر ہو، یا جتنے سامان کا جو محصول وکرایہ مقرر ہو، اس کی پاسداری ضروری ہے اور اس میں خیانت کرنا، ایک طرح کی چوری ہے اور اس سلسلہ میں غلط بیانی سے کام لینا جھوٹ کی وجہ سے دہرا گناہ اور جرم ہے۔

اگر کسی نے اس طرح کچھ پیسے بچالیے ہوں، وہ اس کے ذمہ قرض ہیں، جن کی حسبِ قاعدہ ادائیگی ضروری ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ریل وغیرہ میں مقررہ کرایہ ادا کئے اور ٹکٹ لئے بغیر سفر کرنا جائز نہیں، اور عملہ یا انتظامیہ کے کسی فرد سے پیسوں کی ساز باز کر کے جان چھڑا لینے میں رشوت کے لین دین کا گناہ ہے، جس کا وبال پورا کرایہ اور معاوضہ ادا کردینے سے کہیں زیادہ سخت ہے۔

(22)...... سفر کے دوران سگریٹ نوشی وغیرہ پر پابندی ہو تو اس کی خلاف ورزی کرنا اور دوسروں کی ایذاء کا سبب بننا دوہرا جرم ہے، ایک اصول کی خلاف ورزی کا اور دوسرے ایذاء رسانی کا، اس لیے اس طرزِ عمل سے اپنے آپ کو بچانے کا اہتمام کیجیے۔

(23)...... اگر کسی دوسرے ملک کے لئے سفر کرنا ہو تو اس کے لئے میڈیکل کے اعتبار سے جس حفاظتی دوا کا استعمال قانونی طور پر ضروری ہو، اس کو اختیار کرنا چاہئے اس اس غرض کے لئے جھوٹی میڈیکل رپورٹ یا جھوٹا سرٹیفکیٹ تیار نہیں کرانا چاہئے، کیونکہ جھوٹ گناہ ہے اور میڈیکل رپورٹ کے غلط ہونے یا بعض حفاظتی ادویہ کے استعمال نہ کرنے سے خود کو

بھی نقصان پیش آسکتا ہے۔

(24)...... ریل یا بس میں جب کئی افراد سفر کر رہے ہوں تو اس میں کوئی ایسی حرکت کرنا جائز نہیں، جس سے دوسرے مسافروں کو تکلیف پہنچے، مثلاً اونچی آواز سے بولنا، جس سے آرام کرنے والے کے آرام میں خلل آئے۔

(25)...... سفر میں طبیعت اور مزاج کے خلاف حالات پیش آتے رہتے ہیں، ان حالات سے پریشان ہو کر لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے؛ سفر میں نرمی اور خوش اخلاقی کو اختیار کرنا چاہیے، غصے، لڑائی جھگڑے اور گالی گلوچ سے بچنا چاہیے۔

(26)...... سفر کے دوران جس مسافر کو متعلقہ ادارہ یا محکمہ وغیرہ کی طرف سے ٹکٹ دے کر جو سیٹ نمبر مقرر کیا گیا ہو، اس پر بیٹھ کر ہی سفر کی کوشش کرنی چاہیئے، البتہ کسی ضرورت و مصلحت سے دوسرے مسافر کی خوشدلی کے ساتھ سیٹ نمبر کا تبادلہ کر لینے کی گنجائش ہے۔

(27)...... سفر کے لئے جو سیٹ کسی نے اپنے لئے انتظامیہ سے نامزد یعنی بک یا ریزرو (Reserve) کرائی ہے، اس پر اسی کا حق ہے، اس کی دلی رضامندی کے بغیر کسی دوسرے کو بیٹھنا یا قبضہ جمانا یا متعلقہ شخص کو تنگ جگہ بیٹھنے پر مجبور کرنا جائز نہیں۔

بعض لوگ اس سلسلہ میں دوسروں پر زیادتی کرتے ہیں، جو گناہ کی بات ہے۔

(28)...... اگر کوئی سیٹ بک نہیں ہے، تو اس پر جتنے افراد کے بیٹھنے کی قانونی طور پر تعیین کی گئی ہے، اس سے زیادہ جگہ گھیر کر بیٹھنا اور دوسروں کو بیٹھنے سے منع کرنا جائز نہیں۔

(29)...... سفر کے دوران سامان اور رقم کی اہتمام کے ساتھ حفاظت کرنی چاہیئے، آج کل جیب کتروں کی کثرت ہے، اس طرح کا حادثہ سفر میں پیش آنے سے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(30)...... سفر میں اجنبی شخص کوئی کھانے پینے کی چیز پیش کرے، تو اس کو استعمال کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیئے، بعض اوقات کھانے پینے کی چیز میں کوئی نشہ آور چیز ملا کر دے

دی جاتی ہے اور اس کے بعد چوری وغیرہ کی واردات کر دی جاتی ہے، اس سلسلہ میں آج کل بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

(31)...... سفر کے دوران جب ضروری تقاضوں کی وجہ سے درمیان میں اجتماعی سفر والی گاڑی روکی جاتی ہے اور مسافروں کو مقررہ وقت تک اپنے تقاضے پورے کر کے گاڑی میں واپس آنے کا انتظامیہ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے، تو حتی الامکان وقت کی پابندی ضروری اور خلاف ورزی گناہ ہے، اس سے دوسرے مسافروں اور انتظامیہ کو تکلیف پہنچتی ہے، اور مقررہ وقت پر منزل پر پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے، جس سے کئی خرابیاں اور نقصانات لازم آتے ہیں۔

ایسے موقع پر بعض لوگوں کا غلو کرنا یا لمبی اور طویل نماز وغیرہ میں مشغول رہنا یا کسی اور مشغلہ میں غیر ضروری وقت صرف کرنا درست نہیں۔

(32)...... سفر میں گناہوں اور خاص کر موسیقی سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اگر کچھ سننے کا تقاضا ہو تو تلاوت اور جائز اور مفید اشعار پڑھنے سننے میں حرج نہیں۔

(33)...... سفر کی حالت میں اگر عورت کو نماز کے لئے وضو کی ضرورت پیش آ جائے، اور پردے میں رہ کر وضو کرنے کا موقع نہ ہو، تو عورت کو اُسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ لینی چاہئے، ایسی صورت میں نامحرَم لوگوں کے ذمہ ہے کہ وہ اپنی نظروں کی خود سے حفاظت کریں۔

(34)...... فرض نماز کو بلا عذر چلتی سواری (مثلاً ریل، بس، جہاز وغیرہ) پر قیام، رکوع وسجدہ اور استقبالِ قبلہ ترک کر کے پڑھنا جائز نہیں۔

البتہ اگر عذر ہو، مثلاً سواری کا روکنا اختیار میں نہ ہو، یا رکنے کی وجہ سے جانی یا مالی نقصان کا یا ساتھیوں سے بچھڑنے کا اندیشہ ہو، یا سواری سے باہر بارش وکیچڑ کی وجہ سے نماز کی جگہ میسر نہ ہو، اور نماز قضاء ہونے کا اندیشہ ہو، تو پھر سواری پر فرض نماز کا پڑھنا جائز ہے، لیکن اگر سواری

پر نماز پڑھنے کی صورت میں قیام اور با قاعدہ رکوع وسجدہ اور قبلہ کی طرف رخ کرنا ممکن ہو، تو ان کی ادائیگی کا اہتمام کرنا یا ان میں سے جن چیزوں پر قدرت ہو، ان کی ادائیگی کا اہتمام کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے۔

البتہ چلتی سواری پر بیٹھ کر سنت ونفل نماز پڑھنا اور اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنا جائز ہے۔

اس صورت میں سجدہ کا اشارہ رکوع سے زیادہ جھک کر کرنا چاہئے، تا کہ رکوع وسجدہ کی حالتوں میں امتیاز ہو جائے۔

اور سواری پر سنت ونفل نماز پڑھنے کی صورت میں قبلہ کی طرف رُخ کرنا بھی ضروری نہیں، بلکہ جس طرف کو سواری جا رہی ہے، اور سفر کرنے والے کا رخ ہے، اسی طرف منہ کر کے اشارہ سے رکوع وسجدے کے ساتھ بیٹھ کر سنت ونفل نماز پڑھنا جائز ہے، کیونکہ ایسی صورت میں اسی سمت کو شریعت نے قبلہ کے حکم میں شمار کیا ہے۔

(35)...... سفر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے کاموں میں رعایت اور سہولت رکھی گئی ہے۔

چنانچہ جب کوئی شخص سفر میں ہو، تو چار رکعت فرض کو دو رکعت پڑھنے کی رعایت رکھی گئی ہے، اور اگر رمضان کے مہینہ میں سفر کی حالت میں روزہ کا وقت شروع ہو جائے، تو روزہ نہ رکھنے اور بعد میں اس کو قضاء کر لینے کی اجازت دی گئی ہے۔

اور جو نمازیں نفل ہیں، یا غیر مؤکدہ سنتیں ہیں، ان کو تو مقیم ہونے کی حالت میں بھی چھوڑنے اور نہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، جہاں تک مؤکدہ سنتوں کا تعلق ہے، تو سفر میں سنتوں کی وہ تاکید برقرار نہیں رہتی، جو مقیم ہونے کی حالت میں ہوتی ہے، اس لئے سفر میں سنتیں نہ پڑھی جائیں، تو کوئی حرج نہیں، اور اگر کوئی پڑھے، تو ثواب ہے۔

لیکن اگر کوئی ریل میں یا کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہو، جہاں اس کے نماز پڑھنے کی وجہ سے لوگوں کو اٹھنے بیٹھنے اور آمد ورفت وغیرہ میں تکلیف ہوتی ہو، تو ایسے موقع پر دوسروں کو تکلیف

سے بچانا سفر میں سنت ونفل نماز پڑھنے سے زیادہ اہم اور ضروری ہے، لہٰذا ایسے موقع پر مسافر کو اختصار کے ساتھ فرض اور واجب نمازوں کو ادا کرنے پر اکتفاء کرنا چاہئے، اور لمبی نماز پڑھ کر اور سنت ونفل نمازوں میں مشغول ہوکر دوسروں کو ایذاء وتکلیف نہیں پہنچانی چاہئے۔

سفر سے واپسی کے آداب

(36)...... جب سفر کا مقصد پورا ہو جائے تو اپنے گھر یا ٹھکانے پر واپس آنے میں جلدی کرنا چاہئے۔

(37)...... مسافر کے لیے بہتر ہے کہ گھر پہنچنے سے پہلے گھر والوں کو اپنی واپسی کی اطلاع کردے، اچانک گھر میں داخل نہ ہونا چاہیے، البتہ اگر پہلے سے واپسی کا وقت متعین ہو تو دوبارہ اطلاع کی ضرورت نہیں۔

(38)...... سفر سے واپسی پر گھر والوں اور اہل وعیال کے لیے کوئی مناسب حسبِ حال و حسبِ حیثیت ہدیہ وتحفہ لانا بہتر ہے۔

(39)...... شوہر کی سفر سے واپسی کے وقت بیوی کو چاہیے کہ صفائی اور زیب وزینت اختیار کرلے، اور اپنی پراگندگی کو دُور کرلے۔

سفر سے متعلق متفرق آداب

(40)...... بہتر ہے کہ سفر صبح سویرے شروع کرے، اگر چہ کسی ضرورت سے سفر کسی دوسرے وقت کرنا بھی جائز ہے۔

(41)...... کوئی مجبوری نہ ہو تو سفر جمعرات کے دن کرنا بہتر ہے؛ اور اگر جمعرات کو مشکل ہو تو پیر کے دن بہتر ہے، ویسے کسی دوسرے دن کرنا بھی گناہ نہیں۔

(42)...... جس شخص میں جمعہ کے دن جمعہ کی نماز فرض اور صحیح ہونے کی شرائط پائی جائیں، جن شرائط میں یہ شرط بھی داخل ہے کہ وہ جمعہ کے دن کسی جگہ مقیم ہو، اور وہ مرد ہو تو اسے جمعہ

کے دن زوال کے بعد جمعہ کی نماز چھوڑ کر سفر پر نکلنا جائز نہیں ہوتا۔

البتہ اگر راستہ میں یا منزل پر پہنچ کر جمعہ کی نماز ادا کرنا ممکن ہو، تو پھر زوال کے بعد سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔

اسی طرح اگر کسی مقیم شخص کو جمعہ کی نماز کا انتظار کرنے میں اپنے رفقاء سے بچھڑ جانے یا سواری چھوٹ جانے کا خوف ہو، جیسا کہ آج کل جہازوں اور ٹرینوں کی آمد و رفت کے متعین اوقات ہونے کی صورت میں ہوتا ہے، تو بھی جمعہ کے دن زوال کے بعد سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

جہاں تک ایسے شخص کا جمعہ کے دن زوال سے پہلے سفر کرنے کا تعلق ہے، تو زوال سے پہلے سفر پر نکلنے میں کوئی حرج نہیں۔

(43)...... جس شخص پر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز فرض نہ ہو، مثلاً یہ کہ وہ مسافر ہو، یا عورت ہو، جس پر جمعہ فرض نہیں، تو اس کو جمعہ کے دن زوال سے پہلے اور زوال کے بعد سفر کرنے اور سفر جاری رکھنے میں حرج نہیں، اور ظہر کے وقت حسبِ معمول اس کو ظہر کی نماز پڑھنا ضروری ہے۔

(44)...... جس ٹکٹ سے ایک مرتبہ سفر کیا جا چکا اس کو دوبارہ استعمال کرنا گناہ ہے۔

(45)...... سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ کی طرف سے غیر قانونی پاس بنوا کر دھوکہ دہی سے استعمال کر کے فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔

(46)...... جب پاسپورٹ اور ویزا کی بنیاد پر کسی دوسرے ملک کا سفر کر کے داخل ہوں، تو اس ملک کے جائز قوانین، خاص کر ویزا پالیسی کے تحت آنے والے قوانین اور معاہدات کی پاسداری ضروری ہے، اگرچہ وہ غیر مسلموں کا ملک ہی کیوں نہ ہو، اور غلط مقصد ظاہر کر کے یا اور کسی طرح کی دھوکہ دہی کا ارتکاب کر کے کسی ملک میں داخل ہونا اور رہنا سہنا جائز نہیں۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

www.idaraghufran.org

(باب نمبر 5)

قبر (Grave) اور قبرستان (Graveyard) کے آداب

میت کو دفن کرنے کے لئے افضل جگہ مسلمانوں کا قبرستان ہے۔
اور بغیر شدید مجبوری کے رہائش گاہ، گھر یا مسجد وغیرہ میں دفن کرنا منع ہے۔

قبرستان سے متعلق مسنون دعاؤں کے آداب

(1)...... میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعاء پڑھنا بہتر ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر (تمہیں قبر میں رکھتے ہیں) (مسنداحمد)

(2)...... قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ دعاء پڑھنا سنت ہے:

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ"

ترجمہ: "سلام ہو تم پر مومنوں کی قوم کے گھر والو، اور بے شک ہم ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں" (مسلم)

قبر اور قبرستان سے متعلق متفرق آداب

(3)...... مسلمان کو غیر مسلموں کے قبرستان میں یا غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا منع ہے، الّا یہ کہ سخت مجبوری اور ضرورت ہو۔

(4)...... جنازہ کے ساتھ جانے والے لوگوں کو میت کے قبر میں رکھے جانے سے پہلے بیٹھنا بعض فقہائے کرام کے نزدیک مکروہ ہے، البتہ کسی عذر کی وجہ سے بیٹھے، تو حرج نہیں۔

(5)...... میت کی قبر کی لمبائی میت کے قد کے برابر مناسب ہے، اور چوڑائی اتنی ہونی چاہئے کہ جس میں بآسانی میت کو لٹایا جاسکے۔

جہاں تک قبر کی گہرائی کا تعلق ہے، تو قبر کی گہرائی کی کم از کم مقدار یہ ہے کہ میت کی لاش سے اٹھنے والی بو باہر خارج نہ ہو، اور میت کی لاش درندوں وغیرہ سے محفوظ رہے، اور بعض حضرات نے قبر کی گہرائی کی کم از کم مقدار آدمی کے نصف قد کے برابر اور زیادہ سے زیادہ پورے قد کے برابر بتلائی ہے کہ اگر آدمی قبر میں کھڑا ہو، تو باہر کی سطح زیادہ سے زیادہ، اس کے سر تک پہنچ جائے۔

(6)...... میت کو قبر میں دفن کرتے وقت افضل یہ ہے کہ قبلہ کی طرف سے قبر میں اتارا جائے۔
اور اگر کسی ضرورت مثلاً جگہ کی تنگی وغیرہ کی بناء پر دوسری طرف سے اتارا جائے، تو بھی کوئی گناہ نہیں۔

(7)...... اگر ممکن ہو، تو میت کو قبر میں دائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف رخ کرکے لٹانا چاہئے۔

(8)...... میت کو قبر میں لٹانے کے بعد کفن کی گرہ کو کھول دینا چاہئے۔

(9)...... قبر میں میت کے نیچے کفن کے علاوہ کوئی اور چادر یا بوریا وغیرہ بچھانا منع ہے، الَّا یہ کہ کوئی مجبوری ہو، مثلاً نیچے کیچڑ وغیرہ موجود ہو۔

(10)...... میت کو قبر میں داخل کرنے اور قبر میں اتارنے والے افراد کے لئے شریعت کی طرف سے کوئی تعداد مقرر نہیں، بلکہ جتنے افراد کی ضرورت محسوس ہو، اتنے افراد کافی ہیں۔

(11)...... اگر قبر میں دفن کی جانے والی عورت ہو، تو دفن کے وقت نامحرم لوگوں سے پردہ کر لینا چاہئے، تاکہ عورت کا کوئی عضو دوسروں اور نامحرم لوگوں کے سامنے ظاہر نہ ہو۔

البتہ اگر فوت ہونے والی عورت کا شوہر ہو، یا کوئی اور محرم ہو، تو اسے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں، اور بعض لوگ جو فوت شدہ عورت کے لئے اس کے شوہر سے پردہ کو ضروری سمجھتے ہیں، یہ غلط فہمی ہے۔

(12)...... مسلمان میت کو بلاضرورت تابوت میں رکھ کر دفن کرنا مکروہ ہے، مگر جب ضرورت ہو، مثلاً زمین بہت کمزور ہو، اوراس کی مٹی کا خود سے ٹھہرے رہنا مشکل ہو، یا کوئی اور مجبوری وعذر ہو، تو پھر تابوت میں رکھ کر دفن کرنے کی گنجائش ہے۔

(13)...... میت کو قبر میں رات، دن کے کسی بھی وقت میں دفن کرنا جائز ہے، اور بعض لوگ جو آدھی رات میں دفن کرنے کو منع سمجھتے ہیں، یہ کم علمی وناواقفیت کی بات ہے۔

(14)...... بلاضرورت ایک وقت میں ایک قبر کے اندر ایک سے زیادہ افراد کو دفن نہیں کرنا چاہئے، البتہ ضرورت کے وقت مثلاً جگہ کی تنگی یا بہت زیادہ میتوں کے جمع ہونے اوران کے لئے الگ الگ قبر کھودنے میں دشواری وغیرہ کی وجہ سے اجتماعی طور پر تدفین جائز ہے۔

البتہ عورتوں اور مَردوں کو حتی الامکان الگ الگ ہی دفن کرنا چاہئے، اور اگر ضرورت کی وجہ سے ایک قبر میں دفن کرنا پڑ جائے، تو درمیان میں کوئی چیز حائل کر دینا مناسب ہے۔

(15)...... میت کو قبر میں رکھنے کے بعد مٹی ڈالتے وقت افضل یہ ہے کہ میت کے سرہانے کی طرف سے تین مرتبہ مٹھی بھر کر مٹی ڈالی جائے۔

(16)...... میت کو قبر میں دفن کے بعد قبر پر پانی چھڑک دینا جائز بلکہ بہتر ہے، ضروری یا واجب نہیں۔

(17)...... کسی فوت شدہ مسلمان کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر پر کچھ دیر کے لئے ٹھہرنا اور اس کی مغفرت اور حساب وکتاب کی آسانی کی دعاء کرنا بہتر ہے۔

لیکن کسی خاص دعاء کا پڑھنا ضروری یا واجب نہیں۔

(18)...... مسلمان اور خاص طور پر والدین اور اپنے عزیز واقارب اور بزرگوں کی قبر پر یا قبرستان میں کبھی کبھی جانا، جائز اور ثواب والا کام ہے، بشرطیکہ شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق جایا جائے، اوراس میں کوئی کام شریعت کے خلاف نہ کیا جائے۔

(19)...... قبر پر یا قبرستان جانے کا اصل اور بنیادی مقصد اپنی موت اور آخرت کو یاد کرنا،

اور ساتھ ہی میت کے لئے استغفار اور دعاء کرنا بھی ہے۔

(20)...... مسلمان اور خاص طور پر مسلمان والدین، اور اسی طرح بزرگوں اور نیک لوگوں کی قبر پر حاضری کے لئے سفر کر کے جانا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں غلو نہ کیا جائے۔

(21)...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر حاضری مرد و عورت سب کے لئے افضل و مستحب ہے، مگر وہاں جا کر کوئی کام خلافِ شریعت کرنا جائز نہیں۔

(22)...... عورتوں کو عام حالات میں قبرستان جانا مکروہ ہے، اور اگر بے پردگی، رونا دھونا، یا کسی اور گناہ کا بھی ارتکاب کریں، تو پھر گناہ ہونے میں شک نہیں۔

البتہ اگر کوئی عورت اتفاق سے جائے اور بے پردگی، رونے دھونے اور کسی بھی دوسرے گناہ کا ارتکاب نہ کرے، تو اس صورت میں بعض حضرات کے نزدیک گنجائش ہے۔

(23)...... بہتر طریقہ یہ ہے کہ قبر پر کھڑے ہو کر میت کے لئے دعاء واستغفار کیا جائے۔

اور میت کے منہ کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہونا اور قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہونا، دونوں طرح سے جائز ہے، اور قرآن مجید کی سورت یا آیات میں سے جو کچھ بآسانی میسر ہو، پڑھ کر میت کو ثواب پہنچانا مستحب اور افضل ہے، اور اس کی وجہ سے میت کو اور پڑھنے والے دونوں کو ثواب حاصل ہوتا ہے، بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ ہو، اور کسی گناہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

(24)...... اگر کوئی قبر کے قریب پہنچ کر کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھنا چاہے، تو اس میں کوئی گناہ نہیں، جب تک کہ کوئی کام خلافِ شریعت نہ کیا جائے۔

(25)...... اگر کسی غیر مسلم کی قبر پر کسی ضرورت کی وجہ سے جایا جائے، تو اس میں گناہ نہیں، لیکن اس کی قبر پر سلام نہیں کرنا چاہئے، اور نہ اس کے لئے مغفرت کی دعاء کرنی چاہئے۔

(26)...... قبر پر حاضری کے وقت اگر غیر اختیاری طور پر رونا آجائے، اور چیخنے، چلانے اور زبان سے نوحہ وغیرہ کرنے سے پرہیز کیا جائے، تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

(27)...... قبر پر سجدہ کرنا حرام ہے، اس سے بچنا چاہئے۔
اسی طرح قبر کو چومنے یا ہاتھ رکھنے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔
اور قبر پر چراغ اور اگربتی وغیرہ جلانے اور قبروں پر چادریں وغیرہ چڑھانے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، اس کے بجائے یہی روپیہ پیسہ کسی غریب و مستحق کو صدقہ کرکے اس کا میت کو ثواب پہنچادینا چاہئے۔

(28)...... قبر پر کوئی شاخ گاڑنا یا پودا اُگانا جائز ہے، اور بعض فقہاء مثلاً شافعیہ کے نزدیک قبر پر سبز یا تازہ ہرے خوشبودار پھول مثلاً گلاب کے تازہ پھول یا گلاب کی تازہ پتیاں ڈالنا جائز ہے، مگر بعض فقہاء مثلاً حنفیہ کے نزدیک یہ بھی مکروہ ہے۔

(29)...... قبروں پر بلا ضرورت چلنا اور ان پر بیٹھنا مکروہ ہے، البتہ اگر قبرستان میں چلنا ضروری ہو، مثلاً کسی قبر پر چل کر جانا ہو، اور وہاں تک پہنچنے کے لئے الگ سے راستہ میسر نہ ہو، تو اس طرح کی مجبوری میں قبر کے اوپر سے گزر کر جانے میں حرج نہیں، تاہم پھر بھی عین قبر کے اوپر پاؤں رکھنے کے بجائے، اس کے ساتھ دائیں بائیں پاؤں رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(30)...... قبروں پر بلا عذر ٹیک لگانا مکروہ ہے۔

(31)...... قبروں کو پختہ کرنا اور ان پر قبہ وغیرہ بنانا مکروہ ہے، البتہ ضرورت پڑنے پر قبر کے اوپر مٹی ڈالنے یا اس کی گارے وغیرہ سے لپائی کرنے کی گنجائش ہے۔

(32)...... بطورِ نشانی کے قبر پر کسی پتھر یا لکڑی وغیرہ کی علامت قائم کرنا جائز ہے۔

(33)...... قبر پر کوئی لکھائی کرنا مثلاً قرآن مجید یا حدیث یا شعر وغیرہ کی لکھائی کرنا مکروہ ہے۔
البتہ قبر کی نشاندہی کی ضرورت ہو، مثلاً بہت سی قبریں ہوں، جن میں کسی خاص قبر کو پہچاننا مشکل ہو، تو بقدرِ ضرورت نام لکھنے کی گنجائش ہے۔

(34)...... قبروں پر پیشاب، پاخانہ کرنا یا گندگی و غلاظت ڈالنا گناہ ہے، اور اسی طرح قبرستان میں چوپاؤں وغیرہ کو اس طرح چرنے کے لئے چھوڑ دینا بھی گناہ ہے کہ وہ جانور

قبروں پر چڑھ کران کی بے حرمتی کریں، یا پیشاب و پاخانہ اور غلاظت کریں۔

آج کل عام طور پر قبرستان کی بے حرمتی سے بچنے کی طرف توجہ نہیں کی جاتی، بہت سے غلط اور ناجائز کام قبرستان میں ہونے لگے ہیں، اس قسم کی چیزوں سے قبرستان کو پاک وصاف رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(35)...... بلاسخت ضرورت کے قبرستان میں مستقل رہائش رکھنا مناسب نہیں۔

(36)...... جب قبر پرانی اور بوسیدہ ہوجائے، تو اس میں دوسرے مردے کو دفن کرنا جائز ہے۔

(37)...... قبر اکھاڑ کر مردہ کا کفن چوری کرنا سخت گناہ اور وبال کا باعث ہے۔

(38)...... قبروں کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے، لیکن اگر سامنے قبر نظر نہ آرہی ہو، مثلاً دیوار یا عمارت حائل ہو، تو پھر مکروہ نہیں۔

(39)...... اگر کسی مسلمان کو نمازِ جنازہ پڑھے بغیر دفن کردیا گیا ہو، یا اس کو غسل دینا یاد نہ رہا ہو، تو دفن کے بعد اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے، جبکہ اتنی دیر نہ ہوئی ہو کہ جتنی دیر میں میت پھول اور پھٹ جاتی ہے، جس کی مقدار بعض اہلِ علم حضرات نے تین دن بیان کی ہے، اگر زیادہ وقت گزر گیا ہو، تو پھر نمازِ جنازہ کے بجائے دوسرے طریقوں سے میت کے لئے استغفار یا ایصالِ ثواب کرنا چاہئے۔

(40)...... بزرگوں کی قبر پر میلے ٹھیلے کا سماں پیدا کرنا جائز نہیں، اور اسی وجہ سے بزرگوں کے مزار پر عرس وغیرہ کے عنوان سے اجتماع منعقد کرنا اور پھر مختلف قسم کی بدعنوانیوں کا ارتکاب کرنا درست نہیں۔

(41)...... قبر کے نزدیک جانور ذبح کرنا یا قبر پر کھانے پینے کی چیز رکھنا یا وہاں برکت کے لئے کھانا لے جانا، یا وہاں جا کر برکت کے لئے صدقہ کرنا، ممنوع ومکروہ ہے۔

اس کے بجائے عام غریب غرباء اور ضرورت مندوں کو ضرورت کی اشیاء فراہم کرکے اخلاصِ نیت کے ساتھ صدقہ کرنا چاہئے۔

Idara Ghufran

(حصہ پنجم)

حفظانِ صحت اور علاج ومعالجہ سے متعلق آداب

Health & Treatment

Idara Ghufran

(باب نمبر1)

صحت و بیماری اور علاج و معالجہ کے آداب

(Health & Tratment)

صحت و بیماری سے متعلق بنیادی آداب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن سے اکثر لوگ لاپرواہی اختیار کرتے ہیں، ایک صحت (وتن درستی) اور دوسرے فراغت (وفرصت) (بخاری)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

صحت اور فراغت اللہ کی نعمتوں میں سے دو اہم نعمتیں ہیں کہ جن سے اکثر لوگ لاپرواہی اختیار کرتے ہیں (دارمی)

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے غنیمت سمجھو (حاکم)

مطلب یہ ہے کہ جب تک لوگ تندرست رہتے ہیں، عام طور پر وہ تندرستی کی حفاظت اور احتیاط سے بے پرواہ ہوتے ہیں، لیکن جب وہ اپنی بے احتیاطیوں سے بیمار ہو جاتے ہیں، تو پچھتاتے ہیں، جسمانی تکلیف اٹھانے کے علاوہ علاج معالجہ میں روپیہ پیسہ برباد کرتے ہیں، ان کے متعلقین کو الگ پریشانی ہوتی ہے، اگر مناسب کوششوں سے صحت یاب ہو جائے، تو خیر، ورنہ بصورتِ دیگر خاندان بھر کے لئے بڑی مصیبت ہوتی ہے۔

(1)...... ہماری جان دراصل اللہ کی ملکیت ہے، جو ہم کو امانت کے طور پر دی گئی ہے، اس

لئے اس کے حکم کے مطابق اس کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے، اور اس کی ایک حفاظت یہ ہے کہ اس کی صحت کی حفاظت کی جائے، دوسرے اس کی قوت کی حفاظت کی جائے، تیسرے اس کے سکون کی حفاظت کی جائے، یعنی اپنے اختیار سے کوئی ایسا کام نہ کیا جائے، جس کی وجہ سے جان کو پریشانی پیدا ہو جائے، کیونکہ ان چیزوں کی خلاف ورزی سے دین اور دنیا کے کاموں میں خلل پڑتا ہے، نہ دین کا کام صحیح طریقہ پر ہو پاتا، اور نہ دنیا کا کام صحیح طریقہ پر ہو پاتا، اور نہ تو اللہ کے حقوق کی صحیح ادائیگی ہو پاتی، اور نہ ہی بندوں کے حقوق کی صحیح ادائیگی ہو پاتی، نیز اس کے نتیجہ میں بعض اوقات ناشکری اور بے صبری بھی پیدا ہو جاتی ہے، جو کہ گناہ ہے اور کئی گناہوں اور خرابیوں کا سبب بھی ہے۔

اس لئے صحت و بیماری سے متعلق آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

(2)......صحت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت بھی ہے، اور عظیم امانت بھی، مشہور ہے کہ:

"تندرستی ہزار نعمت ہے"

تندرست آدمی ہی دنیا کی نعمتوں سے حصہ پاتا ہے، اور ان کو حاصل کر کے خوشی اور آرام کی زندگی بسر کرتا ہے، تندرستی خراب ہو جانے پر انسان زندہ ضرور رہتا ہے، لیکن وہ دنیا کی لذتوں اور مسرتوں سے محروم ہو جاتا ہے، نہ خود خوش رہتا ہے، اور نہ دوسروں کو خوش رکھ سکتا ہے، مال و دولت، جائیداد و املاک، آل و اولاد کوئی بھی چیز اس کے رنجیدہ دل کو مسرور نہیں کر سکتی، وہ ایک مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے، اس کے ساتھ اہل وعیال اور دوسرے عزیز آشنا بھی دُکھی رہتے ہیں، اگر وہ کنبے کی پرورش اور اس کی ضروریات کا ذمہ دار ہوتا ہے، تو خاندان بھر کو پریشانی اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، رنج وغم کے ساتھ فاقوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

اس لیے صحت کی قدر کرنی چاہیے، اور اس کی حفاظت میں لاپرواہی اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

انسان کی عادت یہ ہے کہ وہ صحت کے زمانہ میں بیماری سے غفلت اختیار کرتا ہے، اور بیمار ہونے کے بعد حسرت کرتا ہے، اس لئے بیماری سے پہلے صحت و تندرستی کے زمانہ میں حفظانِ

صحت کے اصولوں پر عمل کرنا چاہئے، تاکہ حتی الامکان بیماری سے محفوظ رہا جاسکے۔

(3)...... صحت اور تندرستی کے اللہ کی عظیم نعمت وراحت ہونے کے باوجود قدرت کی اس بیش بہا نعمت کی عام طور پر قدر نہیں کی جاتی، اس کی اہمیت نہیں سمجھی جاتی، اور اگر سمجھی بھی جاتی ہے، تو خواہشات کی دلفریبی میں مبتلا ہوکر اس کی حفاظت سے غفلت اختیار کی جاتی ہے۔

لوگ مال ودولت کی قدر و قیمت سے واقف ہیں، جائیداد واملاک کی اہمیت کو جانتے ہیں، لیکن تندرستی اور اس کو محفوظ رکھنے کے اصول وقواعد کی اہمیت کو نہیں جانتے، اور نہ ان سے واقفیت حاصل کرتے ہیں، روپیہ پیسہ کو محفوظ رکھنے کے لئے ہر قسم کی تدبیر اختیار کرتے ہیں، ایک ایک پیسہ کو بٹوے اور جیب میں رکھتے ہیں، لیکن جس تندرستی کے سبب سے یہ دولت حاصل ہوتی ہے، اس کی حفاظت کی تدابیر اختیار نہیں کرتے۔

(4)...... اگر یہ بات تسلیم کرلی جائے کہ بعض لوگ صحت مند وتندرست ہیں، تب بھی صحت وتندرستی کے اصولوں کو جاننا اور ان پر عمل کرنا فائدہ سے خالی نہیں، ان کی وجہ سے جسمانی ودماغی طاقتیں اور صلاحیتیں ترقی کرتی ہیں، اور اس کے نتیجہ میں دین ودنیا کے اعتبار سے باصلاحیت افراد تیار اور پیدا ہوتے ہیں، جن میں علماء، صلحاء، پروفیسر، وکیل، ڈاکٹر، طبیب، اور حکمران سب شامل ہیں۔

اس لئے ہر شخص کو اپنی تندرستی کی حفاظت کرنی چاہئے۔

(5)...... تندرست لوگوں کی اولاد بھی تندرست اور توانا ہوتی ہے، اور ظاہری اسباب کے درجہ میں تندرست آدمی کی عمر میں بھی اضافہ ہوتا ہے، اور اپنے آپ اور اس کے متعلقین کو بہت سی جانی ومالی مشکلات اور پریشانیوں سے حفاظت رہتی ہے۔

(6)...... مرض وبیماری اور اس کے مقابلہ میں صحت وتن درستی دونوں چیزیں اللہ کی مخلوق ہیں، اللہ کو یہ بھی قدرت حاصل ہے کہ اپنے بندہ کو بغیر دوا اور علاج کے صحت وتندرستی عطاء فرمادے، لیکن بندہ کو اپنی طرف سے ممکنہ حد تک جائز اسباب وتدابیر کو اختیار کرنے کا حکم

www.idaraghufran.org

ہے۔

(7)...... اللہ نے ہر طرح کے مرض و بیماری کے لئے علاج و دوا کا بھی انتظام فرمایا ہے، سوائے موت کے، جس میں بڑھاپا طاری ہو جانا بھی داخل ہے۔

پھر کسی کو کسی بیماری کی دوا و علاج کا علم ہو جاتا ہے، اور کسی کو نہیں ہوتا۔

(8)...... بعض غذاؤں میں اللہ تعالیٰ نے مختلف بیماریوں کے دفاع اور ان سے حفاظت کی تاثیر رکھی ہے، جن کا بعض لوگوں کو علم ہو جاتا ہے اور بعض کو علم نہیں ہوتا۔

(9)...... موت کا کوئی علاج اور دوا نہیں ہے، وہ اپنے مقررہ وقت پر آ کر رہتی ہے، لہٰذا اپنی طرف سے ممکنہ جائز تدابیر و اسباب اختیار کرنے کے باوجود بھی اگر کسی مریض کی موت واقع ہو جائے، تو اس کو اللہ کا فیصلہ سمجھ کر راضی رہنا چاہئے۔

حفاظتِ صحت کے آداب

(10)...... تندرست اور صحت مند رہنے کے لئے خوش و خرم رہنا، رنج و غم، پریشانی اور بے جا افکار سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا، اور جسمانی و دماغی محنت میں اعتدال کا خیال کرنا بہت ضروری ہے۔

اتنی محنت کرنا کہ بدن یا دماغ تھک کر چور ہو جائے، یا رات کو دیر تک جاگنا صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔

(11)...... صحت کے لیے مناسب غذا، مناسب نیند و بیداری، اور پیشاب پاخانے اور جسم سے دوسرے فضلات کا مناسب مقدار میں نکلنا اور صفائی ستھرائی اور ہوا خوری اور جسم کی مناسب حرکت بہت ضروری ہے، ان چیزوں کو اُصولی انداز میں اپنانا اور اختیار کرنا چاہیے۔

(12)...... محنت جفاکشی اور نقل و حرکت کا اپنے آپ کو عادی بنانا چاہیے، اِس سے صحت بہتر رہتی ہے۔

(13)...... پیدل چلنے اور ورزش کا مناسب معمول رکھنا چاہیے، جس کی آج کل کے مشینی دور میں بہت ضرورت ہے، خاص کران لوگوں کے لئے، جن کی نقل وحرکت اور چلنا پھرنا کم ہوتا ہے۔

(14)...... قدرتی وفطری ہواصحت بلکہ انسان کی بقاء وزندگی کے لئے بنیادی ضرورت ہے، صاف ستھری ہواصحت کے لئے مفید اور غیر صاف اور کثیف ہوا، جس میں گردوغبار اور دھوئیں وغیرہ کے اثرات شامل ہوں، وہ صحت کے لئے مضر ونقصان دہ ہے۔

اور مصنوعی مثلاً برقی پنکھوں کی ہوا اتنی مفید نہیں، جتنی قدرتی اور فطری ہوا کی افادیت ہے۔

اس لئے قدرتی وفطری ہوا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اگر رہائش گاہ میں روشن دان یا کھڑکیاں کھول کر یا صحن، یا باغیچہ وغیرہ بنا کر قدرتی ہوا حاصل کی جاسکتی ہوتو بہت اچھی بات ہے، ورنہ کھلی فضاء میں چہل قدمی کر کے یا کھلی فضاء میں کچھ وقت گزار کر حاصل کرنی چاہئے، جو لوگ یا عورتیں ہمیشہ تنگ وتاریک مکان میں رہتے سہتے ہیں اور قدرتی وفطری ہوا یا روشنی کو حاصل نہیں کر پاتے وہ مختلف قسم کی دماغی اور جسمانی بیماریوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔

(15)...... صحت وتندرستی باقی رکھنے کے لئے کثرتِ مباشرت جو غلو کی حد تک پہنچ جائے، اس سے پرہیز اور خیالات کو پاک صاف رکھنا بہت ضروری ہے۔

(16)...... صحت کی حفاظت کے لیے نشہ آور اشیاء (مثلاً ہیروئن، چرس وغیرہ) اور تمباکو پر مشتمل اشیاء، مثلاً پان وسگریٹ نوشی، نسوار وغیرہ سے پرہیز کرنا بھی بہت ضروری ہے، اگر بالکل نہ چھوڑ سکیں، تو کمی ضرور کرنی چاہئے۔

کھانے پینے سے متعلق تفصیل ''کھانے پینے کے آداب'' میں ذکر کر دی گئی ہے، وہاں ملاحظہ کر لی جائے۔

(17)...... صحت کی نعمت سے مستفید ہونے کے لیے اپنے مزاج، اور روزمرہ استعمال ہونے والی اشیاء کے اوصاف وخصوصیات سے واقفیت حاصل کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

بیماری (Illness) کی حالت کے آداب

(18)...... اللہ کی طرف سے جو بیماری آئے، تو اس میں بندے کے لئے بہت سی حکمتیں ہوتی ہیں، اگر اس پر صبر کیا جائے، تو بہت بڑا اجر وثواب حاصل ہوتا ہے، اور اس کے ذریعہ سے گناہ معاف اور درجات بلند ہوتے ہیں۔

(19)...... بیماری کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہونا چاہئے، اور نماز اور دوسرے فرائض اور واجبات کا حتی الامکان اہتمام رکھنا چاہئے، البتہ جن چیزوں میں اللہ کی طرف سے مریض کو چھوٹ اور سہولت دی گئی ہے، ان میں گنجائش کا راستہ خود اللہ کی طرف سے موجود ہے، جس کو اختیار کر لینے میں کوئی گناہ نہیں، مثلاً مریض و بیمار کا بیٹھ یا لیٹ کر نماز پڑھنا، اور وضو کی جگہ تیمّم کرنا وغیرہ وغیرہ، ان چیزوں میں شریعت کے قاعدہ کے مطابق سہولت سے فائدہ اٹھانا چاہئے، اور اگر شریعت کے کسی مسئلہ کا علم نہ ہو تو پھر کسی مستند و معتدل صاحبِ علم سے معلوم کرنا چاہئے۔

(20)...... ذرا ذرا سی بات پر اپنی بیماری کو نشر کرنا اچھی بات نہیں، اس سے بچنا چاہئے۔

(21)...... بیماری کے وقت ایسے الفاظ زبان سے نہیں نکالنے چاہئیں، جن سے بے صبری، ناشکری یا اللہ کی طرف ناانصافی یا ظلم کی نسبت لازم آئے۔

(22)...... بیماری کی حالت میں صبر کرنے سے بہت بڑا اجر وثواب حاصل ہوتا ہے، اور بے صبری سے اجر وثواب ضائع ہو جاتا ہے، انسان گناہ گار ہوتا ہے، صحت بھی بگڑتی ہے، اور بیماری میں اضافہ ہوتا ہے، اس لئے بیماری میں بے صبری کسی بھی طرح سے مفید نہیں۔

(23)...... بیماری سے شفاء پانے کے لئے یہ دعاء پڑھنی چاہئے:

رَبِّ أَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ.

ترجمہ: ”اے میرے رب! بے شک مجھے چھوا ہے، تکلیف نے، اور آپ رحم

کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں‘‘

(24)...... مرض و بیماری اور دوا یا علاج و معالجہ کی تحقیق اور معلومات کا حاصل کرنا شریعت کی نظر میں برا نہیں، بلکہ پسندیدہ عمل ہے، جس میں مختلف امراض کی تشخیص اور امراض کے اعتبار سے جائز و مفید دواؤں کی تعیین اور ان کے استعمال کی مقدار و کیفیات وغیرہ سب چیزیں داخل ہیں۔

(25)...... مرض و بیماری کا علاج سنت کے خلاف نہیں، بلکہ سنت سے ثابت اور جائز ہے، بشرطیکہ شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔

(26)...... بیماری کے وقت اگر سنت کی نیت سے بیماری کا علاج کیا جائے، تو خواہ بیماری کو افاقہ بھی نہ ہو، تب بھی یہ اجر وثواب کا ذریعہ ہے۔

(27)...... دوا وعلاج کو مرض و بیماری کی شفاء کا سبب اور ذریعہ سمجھنا اللہ پر توکل کے خلاف نہیں، البتہ یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ دوا اور علاج میں شفاء کی تاثیر اللہ کی طرف سے رکھی ہوئی ہے، اور وہ اللہ کے حکم سے شفاء کا سبب وذریعہ بنتی ہے، جیسا کہ کھانا پینا، اللہ کی طرف سے بھوک اور پیاس مٹانے کا سبب وذریعہ ہے۔

(28)...... بعض بیماریوں میں اللہ نے متعدی ہونے کی صلاحیت رکھی ہے، یعنی بعض جراثیم ایسے پیدا فرمائے ہیں کہ وہ جس کو لگتے ہیں تو وہ بیماری کا سبب بنتے ہیں، لیکن وہ بیماری یا جراثیم، خود سے کسی کی طرف منتقل نہیں ہوتے، بلکہ اللہ کے حکم سے منتقل ہوتے ہیں، اور اگر اللہ کا حکم نہ ہو تو وہ خود سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے، جیسا کہ دوسرے اسباب کے بارے میں بھی مسلمان کا یہی عقیدہ و معاملہ ہوتا ہے کہ کوئی سبب اللہ کے حکم کے بغیر کام یا اثر نہیں کرتا۔

متعدی امراض کا سبب خورد بینی جراثیم یا وائرس ہوتے ہیں، جو خاص ماحول میں پلتے، بڑھتے اور پیدا ہوتے ہیں، اور وہ جسم میں داخل ہو کر بیماری کا سبب بنتے ہیں۔

طب اور میڈیکل کے ماہرین کو تحقیق کے بعد پتہ چلا ہے کہ متعدی امراض کے مختلف ذرائع ہوتے ہیں، مثلاً ہوا، غذا و مشروبات، حشرات یعنی مکھی، مچھر وغیرہ اور باہمی ملاپ واختلاط۔

بہت سے جراثیم سورج کی روشنی اور حرارت یا بارش کے پانی وغیرہ سے مرجاتے ہیں، اور جب ایک عرصہ تک کسی جگہ سورج کی روشنی نہیں پہنچتی، یا فضا کی آلودگی بارش ہونے سے ختم نہیں ہوتی، تو یہ جراثیم پلتے، بڑھتے اور پھیلتے ہیں۔

چنانچہ کالی کھانسی، آشوبِ چشم کی مخصوص بیماری، انفلوئنزا، وبائی خسرہ، چیچک وغیرہ کے جراثیم زیادہ تر ہوا، وفضا کے واسطہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچتے اور بیماری کا سبب بنتے ہیں، اور ہیضہ، ٹائیفائیڈ اور پیٹ اور جلد کی بعض بیماریوں کے جراثیم دراصل خوراک، پانی اور دودھ وغیرہ میں شامل ہوکر بیماری کا سبب بنتے ہیں۔

اور طاعون، ملیریا وغیرہ جیسی بیماریوں کے جراثیم، حشرات، دراصل چوہوں، پِسو، مکھی، مچھر اور کھٹمل وغیرہ کے واسطہ سے پھیل کر بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

اور سوزاک، آتشک، ایڈز، ٹی بی وغیرہ جیسی بیماریوں کے جراثیم دراصل باہمی میل ملاپ کے واسطہ سے بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

متعدی امراض سے حفاظت کے لئے بنیادی چیز صفائی ستھرائی ہے، جس میں جسمانی صفائی بھی داخل ہے، اور لباس، مکان اور کھانے پینے وغیرہ کی تمام چیزوں کی صفائی بھی داخل ہے، بلکہ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانک کر رکھنے کی تعلیم بھی صفائی کا حصہ ہے، اور آپس کے اجتماع کے وقت احتیاط کا حکم ہے، شریعت نے خاص اجتماعات مثلاً جمعہ وعیدین وغیرہ کے مواقع پر صفائی وستھرائی کی خاص تاکید کی ہے، اور روزمرہ کے پانچ وقت مسجد میں اجتماع کے وقت وضو اور اس کے ساتھ مسواک کی تعلیم دی ہے، کھانے پینے سے پہلے ہاتھ دھونے، سونے، جاگنے کے وقت مسواک کرنے، وقتاً فوقتاً غسل کرنے، فاضل بال وناخن وغیرہ صاف کرنے اور میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لئے بطورِ خاص صفائی وزینت اختیار کرنے

اور مزید براں مختلف مواقع پر اللہ سے حفاظت کرنے کی دعاؤں کی تعلیم دی ہے۔

(29)...... دوا اور علاج معالجہ کے لئے اللہ کے پیدا کئے ہوئے جائز اور حلال طریقوں اور تدبیروں کو اختیار کرنا چاہئے، اور حرام چیزوں اور طریقوں سے بچنا چاہئے۔

(30)...... بیماری کے علاج معالجہ کی ایک صورت علاج بالغذاء ہے اور دوسری صورت علاج بالدواء ہے، دونوں طریقوں سے علاج کرنا شرعی حدود میں رہتے ہوئے جائز ہے۔

(31)...... معتبر احادیث میں بہت سی بیماریوں کے علاج کے لئے مختلف قدرتی چیزوں کی نشاندہی فرمائی گئی ہے، مثلاً شہد، کلونجی، عجوہ کھجور وغیرہ، ان کا اہتمام کرنا برکت اور فائدہ کا ذریعہ ہے، اور کئی قسم کی بیماریوں سے حفاظت کا ذریعہ بھی ہے۔

(32)...... اگر کسی مریض کی بیماری کے لئے کوئی خاص دوا موافق نہ آئے، تو اس میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔

طبیب ومعالج (Doctor) ہونے کے آداب

(33)...... طب وڈاکٹری کے پیشے سے انسان کی صحت کی حفاظت جیسے فریضے کا تعلق ہے، اس لئے اسلام نے طب وڈاکٹری کے پیشہ سے تعلق رکھنے والے ذمہ داروں پر بھاری اور نازک ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔

(34)...... طب وڈاکٹری کا شعبہ بنیادی طور پر خدمتِ خلق کا بہت اعلیٰ شعبہ ہے، اس کے ذریعے سے ایک انسان دوسرے مصیبت زدہ انسان کی بہت عمدہ طریقے پر مدد وتعاون کر کے خدمتِ خلق کے فضائل سے بہت آسانی کے ساتھ مستفید ہوسکتا ہے۔

(35)...... مریض کے ساتھ ہمدردی وخیر خواہی درحقیقت طبیب وڈاکٹر کے بنیادی فرائض میں داخل ہے، مریض چونکہ معالج کے پاس آکر اپنی جان ومال کو داؤ پر لگاتا ہے، اس لئے اُس کی جان ومال کا تحفظ معالج کی اولین ذمہ داری ہے۔

اس لئے ہر معالج، طبیب اور ڈاکٹر کو چاہئے کہ مریضوں کے ساتھ خیر خواہی و ہمدردی کا مظاہرہ کرے، خواہ مریض کے معائنے کا معاملہ ہو، یا معائنے کی اُجرت اور فیس وصول کرنے کا معاملہ ہو، یا مریض کو کوئی مشورہ دینے کا معاملہ ہو، یا اس کے لئے کسی دواء کو تجویز کرنے کا معاملہ ہو۔

(36)...... طبیب و ڈاکٹر کے سامنے مریض و بیمار کے جو عیب اور امراض ظاہر ہوں، یا مریض کی زبانی یا معائنے کی رپورٹ وغیرہ سے معلوم ہوں، ان کو کسی غیر متعلقہ شخص کے سامنے ظاہر کرنا جائز نہیں، مریض کی طرف سے ظاہر ہونے والی اس قسم کی چیزیں، معالج، طبیب اور ڈاکٹر کے پاس امانت ہوتی ہیں، اور ان کو غیر متعلقہ شخص تک پہنچانا اس امانت میں خیانت ہے۔

(37)...... معالج و ڈاکٹر کی طرف سے مریض کے لئے صرف دواء تجویز کر دینا ہی کافی نہیں، بلکہ مریض کو غذا اور پرہیز کے بارے میں بھی ہدایت دینا ضروری ہے۔

(38)...... معالج کی طرف سے مریض کے سامنے مایوسی کی باتیں کرنا درست نہیں۔

(39)...... ڈاکٹر کو جھوٹی میڈیکل رپورٹ تیار کرنا جائز نہیں، اور اگر اس کی جھوٹی میڈیکل رپورٹ کی وجہ سے کوئی حادثہ پیش آ گیا یا کسی غیر مجرم کو مجرم قرار دے دیا گیا، یا کسی پر ظلم کیا گیا، ان سب گناہوں اور جرائم میں جھوٹی میڈیکل رپورٹ تیار کرنے والے ڈاکٹر کا پورا پورا ہاتھ ہوگا، اور اگر ڈاکٹر نے اس جھوٹی رپورٹ کے تیار کرنے پر معاوضہ لیا، تو یہ بھی حرام کہلائے گا، جس سے اس ڈاکٹر کو اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ بھرنا جائز نہیں ہوگا۔

(40)...... اگر کوئی مریض تنگدست اور محتاج ہے تو ڈاکٹر اور معالج کو اُس کے ساتھ اُجرت اور فیس کے سلسلہ میں رعایت والا معاملہ کرنا چاہئے، اور اگر پہلے سے ہی مناسب اُجرت اور فیس مقرر کر لی جائے تا کہ غریبوں اور تنگدستوں کے لئے مشکلات پیدا نہ ہوں، تو اور بھی بہتر ہے۔

(41)...... مرد کو عورت سے اور عورت کو مرد سے علاج کرانا جائز ہے، جہاں تک معالج کے سامنے بے پردگی اور ستر کھولنے کے مسئلہ کا تعلق ہے تو مریض خاتون کے لئے اگر ستر کھولے بغیر علاج ممکن ہو، تو پھر ستر کھولنا جائز نہیں، اگر کوئی مسلمان خاتون معالج میسر ہو تو مریضہ کے جسم کے کسی حصہ کو کھولنے کے لئے اسی کی خدمات حاصل کرنی ضروری ہیں، اگر مسلمان خاتون ڈاکٹر میسر نہ ہو تو پھر کسی با اعتماد غیر مسلم خاتون ڈاکٹر سے علاج کرایا جائے اور اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو پھر کسی مسلمان مرد ڈاکٹر کی خدمات حاصل کرنے کی اجازت ہے، اگر مسلمان مرد ڈاکٹر بھی میسر نہ ہو تو اس صورت میں غیر مسلم مرد ڈاکٹر سے علاج کرایا جا سکتا ہے، لیکن مریضہ عورت کے لئے مرد سے علاج کرانے میں ضروری ہے کہ ڈاکٹر، مریضہ کے جسم کا صرف اتنا حصہ دیکھے جو مرض کی تشخیص اور علاج کے لئے ضروری ہو، اس سے آگے نہ بڑھے، نیز حتی الامکان نظر کی حفاظت کا بھی اہتمام کرے اور علاج کے دوران نامحرم مرد کے ساتھ خلوت لازم نہ آئے، اگر کوئی دوسرا موجود نہ ہو، تو مریضہ کا شوہر یا محرم یا کوئی قابلِ اعتماد دوسری خاتون وغیرہ موجود رہے، تاکہ نامحرم مرد و عورت کی باہم خلوت لازم نہ آئے۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

(باب نمبر 2)

ہواخوری، سیر وتفریح اور ورزش کے آداب

ہوا خوری، سیر وتفریح اور ورزش بھی انسان کی صحت کے لیے بڑی اہم چیز ہے، آگے ان چیزوں سے متعلق آداب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ہواخوری کے آداب

(1)...... زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ایک ضروری چیز ہوا اور روشنی ہے، آدمی بغیر کھائے پیئے کئی ہفتے زندہ رہ سکتا ہے، لیکن بغیر ہوا کے وہ پانچ سات منٹ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

(2)...... جب ہم سانس لیتے ہیں تو ہمارے پھیپھڑوں کو دو حرکتیں کرنی پڑتی ہیں، پہلی حرکت میں وہ سکڑ کر اندر کی خراب زہریلی ہوا کو نکال دیتے ہیں، اور اسی وقت دوسری حرکت میں سانس کے ذریعہ ہوا کو اپنے اندر کھینچ لیتے ہیں، یہ سانس کے ذریعے کھینچی ہوئی ہوا، خون کو صاف کرتی اور ہماری تن درستی کو قائم رکھتی ہے، بشرطیکہ یہ ہوا تازہ اور پاک صاف ہو۔

(3)...... اگر انسان ایک عرصہ تک تازہ، قدرتی ہوا اور سورج کی فطری روشنی سے محروم رہے، تو اس کی تندرستی خراب ہوجاتی ہے، وہ طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہوجاتا ہے، شہروں میں گنجان آبادی اور تنگ وتاریک مکانوں میں رہنے والی عورتوں اور بچوں کی رنگت زرد پڑجاتی ہے، اوران کی عام صحت خراب ہوجاتی ہے، ان میں بہت سے سِل ودق جیسی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں، کیونکہ قدرتی ہوا اور روشنی سے محروم ہوتے ہیں۔

(4)...... ہوا جس قدر پاک وصاف ہوگی اسی قدر صحت وتندرستی بہتر ہوگی، چنانچہ جو لوگ کھلی فضا اور تازہ یعنی قدرتی ہوا اور فطری روشنی میں رہتے ہیں وہ تندرست، مضبوط،

خوبصورت اور خوش اخلاق ہوتے ہیں، تازہ اور قدرتی ہوا سے انسان کا دل اور جگر، معدہ اور پھیپھڑے سب ہی صحت منداور تندرست وتوانا ہو جاتے ہیں۔

برخلاف اس کے کہ جو لوگ تنگ و تاریک مکانات اور کثیف ہوا میں رہتے ہیں وہ کمزور نحیف اور ضعیف ہوتے ہیں اور ان میں چونکہ قوتِ مدافعت کمزور ہوتی ہے، اور ان کے خون کے سفید ذرات مغلوب ہو جاتے ہیں، اس لیے ان پر جراثیم حملہ آور ہوتے ہیں، اور وہ مختلف قسم کی بیماریوں مثلاً سر کا درد، بھوک کی کمی، نزلہ، بخار، بے خوابی، اعصابی کمزوری، اور خون میں بگاڑ وغیرہ جیسی بیماریوں میں مبتلا رہنے لگتے ہیں۔

(5)...... جس طرح قدرتی ہوا صحت کے لئے ضروری اور مفید ہے، اسی طرح سورج کی فطری روشنی بھی صحت کے لئے ضروری اور مفید ہے۔

قدرتی ہوا میں ایسے قدرتی کیمیائی اجزا ہوتے ہیں جو جراثیم کُش دوا کا کام کرتے ہیں۔

اور سورج کی فطری روشنی میں بھی جراثیم کُش دوا کی خاصیت پائی جاتی ہے، بیماریوں کو پھیلانے والے زیادہ تر جراثیم سورج کی روشنی میں مر جاتے ہیں۔

ماہرین کے نزدیک سورج کی روشنی لینے سے دل کی شریانیں کھلی رہتی ہیں اور انسان کا بلڈ پریشر معتدل اور نارمل رہتا ہے، دن میں سورج کی روشنی کا استعمال اور رات کے وقت اندھیرے میں رہنے سے خطرناک بیماری الزائمرز کی شدت میں کمی آ جاتی ہے۔

قدرتی ہوا اور سورج کی فطری روشنی میں دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ ہڈیوں میں معدنیات کے بہتر تناسب کے لیے وٹامن ڈی بھی حاصل ہوتا ہے، وٹامن ڈی عمومی طور پر قدرتی غذائی اشیاء سے بہت کم مقدار میں حاصل ہو پاتا ہے اور سورج کی روشنی ہی اس کا سب سے بڑا مآخذ ہے، انسانی جسم پر سورج کی روشنی پڑنے سے جسمانی ضرورت کا نوے فیصد وٹامن ڈی حاصل ہوتا ہے۔

آج کل سورج کی فطری روشنی اور قدرتی ہوا کے بجائے، بجلی کے بلب وغیرہ کی مصنوعی روشنی

www.idaraghufran.org

اور بجلی کے پنکھوں وغیرہ کی مصنوعی ہوا سے ضرورت پوری کرنے کا مزاج بن گیا ہے، سورج کی فطری روشنی اور قدرتی ہوا کو حاصل کرنے کا اہتمام نہیں رہا، بلکہ کھڑکیاں بند کر کے قدرتی ہوا اور روشنی کو بند کر کے بجلی کی مصنوعی روشنی اور ہوا کے استعمال کا مزاج بن گیا ہے، جو کہ قابلِ اصلاح عمل ہے، اس لئے جب اور جہاں فطری روشنی اور قدرتی صاف ہوا حاصل ہو سکتی ہو، اس کو حاصل کرنے میں کوتاہی سے کام نہیں لینا چاہئے۔

(6)...... مناسب مقدار میں کھلی فضاء میں پیدل چل کر ہوا خوری کرنا صحت کی حفاظت کا اہم اصول ہے، اگر باغیچہ یا کھلا میدان میسر نہ ہو، تو گھر وغیرہ کی چھت کے اوپر جا کر بھی کسی حد تک یہ مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔

(7)...... انسان کی صحت کے لئے سب سے مفید ہوا وہ ہے، جو سورج طلوع ہونے سے پہلے چلتی ہے، کیونکہ اس وقت کی ہوا قدرے صاف ہوتی ہے، اس کے بعد سورج نکلنے کے وقت کی شعاعوں میں موذی جراثیم کو ہلاک کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے، اور یہ شعائیں صحت قائم رکھنے اور جسم میں قوتِ مدافعت پیدا کرنے میں معاون واقع ہوتی ہیں، اس وقت میں ہوا خوری، سیر، یا ورزش زیادہ مفید ہے۔

صبح کی سیر کو صحت کیلئے ہمیشہ سے اکسیر سمجھا جاتا ہے، خصوصاً گنجان آبادی اور ماحولیاتی آلودگی کے اس دور میں صبح کی صاف وشفاف ہوا ایک عظیم نعمت سے کم نہیں۔

(8)...... بیماریوں کی روک تھام کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ عمارتوں میں ایسا اِنتظام موجود ہو جس کے ذریعے تازہ قدرتی ہوا اور کسی قدر فطری روشنی عمارت کے ہر حصے میں داخل ہو سکے، ہسپتالوں میں خاص طور پر ہوا کی آمد ورفت کے مناسب اِنتظامات کیے جائیں، تا کہ بیماریوں کے پھیلنے کا اِمکان کم ہو جائے۔

(9)...... مکان یا عمارت میں پیدا ہونے والے خراب بخارات و گیسز اوپر کی طرف کو چڑھتے ہیں، اس لئے اگر گھر میں صحن وغیرہ رکھا جائے، تا کہ اوپر سے ہوا خارج ہونے کی جگہ

ہو، تو زیادہ بہتر ہے، بصورتِ دیگر کمروں میں چھت کے قریب روشن دان لگوانے چاہئیں۔

(10)...... رہنے سہنے اور خاص طور پر سونے کے کمروں کے کواڑ، کھڑکیاں اور روشن دان آر پار کھلے رکھنے چاہئیں تاکہ تازہ ہوا کی آمد و رفت باقاعدہ جاری رہے۔

(11)...... سگریٹ، بیڑی اور حقہ کا دھواں بھی ہوا کو خراب کرتا ہے، اور جس فضاء میں سگریٹ، بیڑی وغیرہ کا دھواں ہو، اس میں سانس لینے والا مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ سگریٹ، بیڑی وغیرہ کی زہریلی گیس سے دھواں سانس کے اندر جاکر کھانسی اور ضیق النفس پیدا کرتا ہے، اسی طرح کسی جگہ بدبو اور گندی چیزیں بھی وہاں کی ہوا کو خراب کرتی ہیں۔

(12)...... گندگی اور بدبو پھیلنے سے فضاء آلودہ ہو جاتی ہے، اور پھر وہ سانس کے ذریعہ سے اندر داخل ہو کر یا جسم اور اس کے اعضاء، بلکہ کھانے پینے، رہنے سہنے کی چیزوں سے ٹکرا کر مختلف بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔

(13)...... گرد و غبار وغیرہ بھی ہوا میں شامل ہو کر سانس کے ذریعہ سے پھیپھڑوں میں پہنچ کر مختلف قسم کے امراض کا سبب بنتا ہے۔

جو لوگ گرد و غبار اور دھویں والی جگہ میں کام کرتے ہوں، ان کو احتیاط کرنا بہت ضروری ہے۔ سنگ تراش اور اسی طرح ریت، بجری وغیرہ میں کام کرنے والوں اور اسی طرح روئی دُھننے والوں اور اینٹ وغیرہ تیار کرنے والے بھٹوں پر کام کرنے والوں کو کام کے دوران منہ، ناک پر کوئی کپڑا یا ماسک وغیرہ استعمال کرنا چاہیۓ، اس کے علاوہ آنکھوں پر پلاسٹک کے عدسوں والی عینک استعمال کرنا چاہیۓ، ایسے لوگوں کو کھانے کے بعد تھوڑا سا گڑ کھا لینا بھی مفید ہے۔

(14)...... جب موٹر سائیکل پر سوار ہوں، تو ہیلمٹ پہننے سے گرد و غبار سے کسی قدر حفاظت رہتی ہے، اسی طرح گرد و غبار والی جگہ گاڑی میں بیٹھ کر گزرتے وقت گاڑی کے شیشے بند کر لینے سے بھی گرد و غبار سے کسی حد تک حفاظت رہتی ہے۔

(15)...... رات کو دروازہ کے کواڑ اور کھڑکیاں بند کر کے نہ سوئیں، اور نہ گھر میں دھواں کریں، گھر کے باورچی خانہ یا کچن سے دھواں خارج ہونے کے لئے کھڑکی، روشن دان وغیرہ کھلا رکھیں، بیت الخلاء کی بدبو کے اخراج کے لئے بھی راستہ یا روشن دان وغیرہ رکھیں۔

(16)...... منہ ڈھک کر سونے کو بھی اسی لئے منع کیا جاتا ہے کہ اس صورت میں سانس کے ذریعے نکلی ہوئی خراب ہوا اوڑھے ہوئے کپڑے میں بند رہتی ہے، اور تازہ صاف ہوا میسر نہیں آتی، اور سانس کے ساتھ نکلی ہوئی خراب ہوا ہی دوبارہ سانس کے ساتھ اندر پہنچ کر صحت کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے، اسی طرح جس بند مکان یا کمرہ میں مویشی بندھے ہوئے ہوں یا زیادہ آدمی جمع ہوں، ان کے سانس لینے سے اس جگہ کی ہوا خراب ہوجاتی ہے، اور اس میں سانس لینے سے تندرستی میں خلل پڑتا ہے، لہٰذا وہاں دروازے، روشن دان یا کھڑکیاں کھول کر تازہ اور صاف وقدرتی ہوا کا انتظام رکھنا چاہئے۔

(17)...... آج کل گرمیوں کے موسم میں کمروں وغیرہ کو ہر طرف سے پوری طرح بند کر دیا جاتا ہے، اور کوئی سوراخ بھی خالی نہیں چھوڑا جاتا، تاکہ اندر کی ٹھنڈک باہر خارج ہو کر ضائع نہ ہو، ایسی صورت میں وہاں پر موجود لوگوں کے سانس سے نکلی ہوئی مضر ہوا، وہیں موجود رہ کر بیماری کا سبب بنتی ہے، اور ویسے بھی ایئر کنڈیشن (Air Condition) کی مصنوعی تیز ٹھنڈک، صحت پر بہت بُرے اثرات مرتب کرتی ہے، اس لئے اس سے حتی الامکان جہاں تک بچ سکتے ہوں، بہتر ہے، گرمی لگنے اور گرمی کی وجہ سے پسینہ آنے سے گھبرانا نہیں چاہئے، کیونکہ پسینہ کا اخراج صحت کے لئے انتہائی ضروری اور مفید ہے۔

(18)...... رات کے وقت درختوں سے زہریلی ہوا خارج ہوا کرتی ہے، اس لئے رات کو درختوں کے نیچے سونے سے منع کیا جاتا ہے، البتہ درختوں کو مناسب جگہ لگانے سے فضاء کی آلودگی میں کمی آتی ہے، کیونکہ درخت فضاء کی آلودگی کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں۔

(19)...... کوئی مکان مدت سے بند پڑا ہوا ہو، تو اس کے اندر کی ہوا بھی خراب ہوجاتی

ہے، اس میں داخل ہونے سے پہلے اس کے دروازوں کو کچھ دیر تک کھلا چھوڑ دینا چاہئے، اور مکان کو اچھی طرح پاک صاف کرنے کے بعد رہنے سہنے کے کام میں لانا چاہئے۔

اسی طرح جو کنویں اور تہہ خانے وغیرہ مدت تک بند پڑے رہتے ہیں، ان میں زہریلی ہوا بھر جاتی ہے، اور ان کی وجہ سے حادثات ہوتے رہتے ہیں، جوں ہی کوئی آدمی ان میں داخل ہوتا ہے، وہ اس زہریلی ہوا کے اثر سے مرجاتا ہے، یا بے ہوش ہوجاتا ہے، اس لئے جب تک ان کو کھول کر زہریلی ہوا کو باہر نہ نکال دیا جائے، ان میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔

(20)...... تہہ خانے اور نم دار جگہوں کی ہوا اور فضاء بھی خراب ہوتی اور جوڑوں کے درد اور سانس کی بیماری وغیرہ کا سبب بنتی ہے، اس لئے ایسے مقامات پر زیادہ وقت رہنے سہنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(21)...... شہری زندگی میں وقتاً وقتاً جسم کو دھوپ لگاتے رہنا چاہئے، جو لوگ یا بچے ہمیشہ سایہ میں رہتے سہتے ہیں، اور پھر ان کو سورج کی روشنی اور دھوپ میسر نہیں آتی، وہ مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

ماہرین کے مطابق دن میں کم از کم 10 یا 15 منٹ تک سورج کی روشنی میں رہنا صحت کے لیے مفید ہے۔

(22)...... استعمال ہونے والے بستروں اور دوسری چیزوں کو کبھی کبھی دھوپ لگادینے سے کئی طرح کے جراثیم کا خاتمہ ہوجاتا ہے، ورنہ ان بستروں میں مختلف مضرِ صحت جراثیم پیدا ہوجاتے ہیں، اور پھر ان کپڑوں پر لیٹنے اور اوڑھنے سے جسم کو لگتے اور سانس کے ذریعہ اندر داخل ہوتے ہیں۔

ورزش (Exercise) کے آداب

(23)...... جسمانی ورزش وریاضت کو بھی انتہائی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ

سے بے شمار بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے، اور جسم کو تن درستی وتوانائی حاصل ہوتی ہے۔

ورزش کرنے سے اعصاب، عضلات اور پٹھے مضبوط ہوتے ہیں، جسم میں طاقت اور طبعیت میں ہمت وچستی اور تازگی وخوش مزاجی آتی ہے، اور جسم میں تا دیر لچک قائم رہتی ہے، خون کا دوران تیز ہونے کی وجہ سے اعضاء مضبوط ہوتے ہیں، اور سر، دل، دماغ، معدہ اور جگر کے افعال میں بہتری پیدا ہوتی ہے، اور نیند اچھی آتی ہے۔

علاوہ ازیں ورزش کی وجہ سے مفید آکسیجن جسم میں زیادہ جذب ہوتی ہے، بدن کے مسامات کھلتے ہیں، اور پسینے وریاح اور پیشاب پاخانہ کی شکل میں جسم سے فاضل مواد خارج، اور موٹاپا دور ہوتا ہے، اور خون صاف ہوتا ہے۔

ورزش کرنے سے کھانا بہتر طریقہ پر ہضم ہوتا ہے، اور بھوک لگتی ہے، اور قبض کا علاج ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ تن درستی قائم رکھنے اور بیماریوں سے حفاظت کے لیے ہر شخص کو مناسب ورزش کی ضرورت ہے۔

جو لوگ ورزش نہیں کرتے، ان کے اعضاء سُست اور ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، طبیعت خوش وخرم نہیں رہتی، کام کاج کرنے کو دل نہیں چاہتا، بھوک کم لگتی ہے، جو کچھ کھایا جاتا ہے، وہ اچھی طرح ہضم نہیں ہوتا، قبض، ریاح اور بواسیر کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے، اور خاص کر بڑھاپے میں کئی بیماریاں گھیر لیتی ہیں۔

(24)...... جو لوگ کھلی میدانی ہوا میں محنت ومشقت کا کام کرتے ہیں (جیسے دیہات میں کھیتی باڑی کرنے والے لوگ) ان کی محنت اور کام ہی ان کے لیے ورزش بن جاتا ہے، لیکن جو لوگ اپنی گھریلو دست کاریوں اور دماغی کاموں میں مصروف رہتے ہیں، اور ان کو پیدل چلنے پھرنے اور جسمانی مشقت کا موقع نہیں ملتا، ان کے لئے ورزش بہت ضروری چیز ہے، وہ اپنے مکان کے صحن میں یا کسی دوسری کھلی جگہ میں روزانہ ورزش کیا کریں۔

پہلے زمانوں میں پیدل چلنے، بھاگ دوڑ کرنے اور جسمانی محنت کے کام کاج زیادہ ہونے کی

وجہ سے ورزش کی اتنی اہمیت نہیں تھی، اُس زمانہ میں چکی پیسنے، نَل اور ہل چلانے، وغیرہ جیسے بہت سے کام کاج ہاتھوں سے ہوتے تھے، جن کو انجام دینے میں جسم کی خوب ورزش ہوتی تھی، لیکن آج جبکہ زیادہ تر کام کاج مشینوں سے ہونے لگے ہیں، ایسے حالات میں انسانوں کے لیے ورزش بہت ضروری ہوگئی ہے۔

(25)...... ورزش کے لیے رفع حاجت سے فارغ ہوکر نمازِ فجر کے بعد صبح کا وقت سب سے بہتر ہے۔

(26)...... جو لوگ کسی وجہ سے صبح کو ورزش نہ کرسکیں، وہ شام کو ورزش کر سکتے ہیں، لیکن یہ بات یاد رکھیئے کہ پیٹ خالی ہو، یا بھرا ہوا، دونوں حالتوں میں ورزش کرنا مناسب نہیں ہے، کھانے کے تین گھنٹے بعد ورزش زیادہ موزوں ہے، صبح کو تھوڑا سا دودھ پینے کے آدھ گھنٹے بعد ورزش کرنا طبی لحاظ سے زیادہ مفید ہے۔

اسی طرح زیادہ تھکان کی حالت میں بھی ورزش مناسب نہیں۔

(27)...... ورزش ہمیشہ مقررہ وقت پر کرنا مناسب ہے، اور اتنی مقدار میں کرنی چاہیے کہ تھکن پیدا نہ ہو، اگر جسم سے زیادہ پسینہ نکلنے لگے، سانس پھول جائے، آنکھوں تلے اندھیرا چھا جائے، اور جسم تھک کر چور ہوجائے، تو سمجھ لینا چاہیے کہ ورزش ضرورت سے زیادہ کی گئی ہے، ایسی ورزش سے فائدے کے بجائے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، اس لیے ورزش میں اعتدال کا خیال رکھنا چاہیے، جو ورزش اعتدال سے کی جاتی ہے، اس میں ورزش کے آدھ گھنٹے بعد جسم میں سکون پیدا ہوجاتا ہے، اور تھکن دور ہوجاتی ہے۔

(28)...... جب کوئی شخص پہلے پہل ورزش کرے تو اس کو پانچ سات منٹ سے زیادہ ورزش نہیں کرنی چاہیے، روزانہ آہستہ آہستہ ورزش کی مدت بڑھاتے ہوئے آدھ گھنٹے تک پہنچادینا مناسب ہے۔

(29)...... ورزش کے کئی طریقے ہیں، مثلاً ہوا خوری کرنا، بھاگنا، دوڑنا، گھوڑے پر سواری

کرنا، ڈنٹ بیٹھک لگانا وغیرہ وغیرہ۔

(30)...... ہر انسان کو اپنے ماحول، جسمانی طاقت، اور ضرورت کے مطابق ورزش کا انتخاب کرنا چاہئے، سب لوگوں کے لئے ورزش کا یکساں طریقہ اور دورانیہ مقرر نہیں۔

(31)...... اچھی صحت کے لئے جسمانی و دماغی دونوں قسم کی ورزش کی ضرورت ہے۔

دماغی محنت کرنے والوں کو کھلے میدانوں، سبزہ زاروں میں جانا مفید ہوتا ہے، کیونکہ تھکے ہوئے دماغ کو تر و تازہ فضا و ماحول سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

(32)...... دیہاتیوں کے لیے ڈنٹ بیٹھک لگانا، مگدر ہلانا، پٹا کھیلنا، کودنا پھاندنا، بھاگنا دوڑنا، کُشتی لڑنا، تیرنا، اور کبڈی کھیلنا مناسب ورزشیں ہیں، ان میں سے کوئی ایک یا چند ورزشیں وہ اپنے حالات کے مطابق اختیار کر سکتے ہیں۔

(33)...... بوڑھے اور کمزور لوگوں کے لیے مذکورہ بالا ورزشیں مناسب نہیں ہیں، ان کے لیے مناسب تیل سے جسم کی مالش اور صبح و شام سرسبز کھیتوں یا کھلی فضا کی سیر و تفریح اور چہل قدمی اچھی ورزش ہے، اگر یہ بھی میسر نہ ہو، تو جتنی کھلی فضا میسر ہو سکے، اتنا بہتر ہے۔

حکومتِ وقت کو بھی چاہئے کہ وہ آبادی کے اندر مختلف جگہوں میں پارک اور میدان قائم کرے۔

(34)...... جن لوگوں کو دردِ سَر رہتا ہو، یا بینائی کمزور ہو، ان کے لیے ڈنٹ بیٹھک (Dip Exercise) کی ورزشیں مناسب نہیں ہیں۔

(35)...... گرمیوں کے موسم میں ورزش کی مقدار کم اور سردیوں کے موسم میں ورزش کی مقدار کو زیادہ کر دینا مناسب ہے۔

(36)...... ورزش شوگر کے مریضوں کے لئے بھی انتہائی مفید ہے۔

(37)...... ورزش کے بعد جسم کی کسی مناسب تیل سے مالش بھی مناسب ہے، اس سے تھکے ہوئے جسم کی تھکن دور ہو جاتی ہے، جبکہ قدیم اطباء نے جسم کی مالش کو بھی مستقل طور پر

جسم کی ورزش قرار دیا ہے۔

(38)...... ورزش کے فوراً بعد نہانا مناسب نہیں، کچھ وقفہ دے کر نہانا چاہیے، جبکہ جسم کی حرکات متوازن ہوجائیں اوراعتدال پر آجائیں۔

(39)...... بڑھاپے میں ہاتھ پاؤں ہلاتے اور چلاتے رہنا چاہئے، اس سے صحت بہتر رہتی ہے، اورآدمی اپاہج ہونے سے محفوظ رہتا ہے، ورنہ ہاتھ پاؤں جڑ جاتے ہیں۔

تفریح (Entertainment) کے آداب

(40)...... اسلام میں ہنسی، مزاح اور تفریح کی بعض شرائط کے ساتھ اجازت دی گئی ہے، لیکن تفریح کو مقصدِ زندگی بنالینے یا مقصدِ زندگی میں مخل بنالینے کی اجازت نہیں اور اسی طرح کھیل وتفریح کے عنوان سے شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی کرنا بھی جائز نہیں۔

(41)...... ایسے کھیل وتفریح کے کاموں میں شریک نہیں ہونا چاہئے، جن میں مشغول ہو کر غفلت وانہماک پیدا ہوجائے، یا کوئی گناہ اور شریعت کے حکم کی خلاف ورزی لازم آئے، یا غیر معمولی فضول وقت یا پیسہ ضائع ہو، یا اس کھیل میں جوا وغیرہ پایا جائے۔

(42)...... پتنگ بازی سے پرہیز کیجئے، کیونکہ اس میں کئی خرابیاں پائی جاتی ہیں، چنانچہ ایک تو اس کھیل کی وجہ سے جان کا خطرہ ہوتا ہے کہ پتنگ اڑانے یا پتنگ یا اس کی ڈور لوٹنے والا، اس میں منہمک ہو کر کسی حادثہ کا شکار ہوجاتا ہے، بعض اوقات چھت سے گر پڑتا ہے، اور بعض اوقات راستہ میں گاڑی وغیرہ سے ٹکرا جاتا ہے، دوسرے پتنگ کی ڈور سے بچوں اور بڑوں کے اعضاء کٹ جاتے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں بعض اوقات کوئی فوت بھی ہوجاتا ہے، تیسرے کسی دوسرے کی پتنگ اور ڈور کا لوٹنا اور مالک کی خوش دلی اور دِلی رضامندی کے بغیر اس پر قبضہ جمانا جائز نہیں، اور یہ غصب میں داخل ہے، اسی وجہ سے اس کو ''لُوٹنا'' کہا جاتا ہے، اور ظاہر ہے کہ لوٹ مار گناہ ہوتی ہے، چوتھے یہ کہ اس کھیل میں ہر ایک دوسرے کو

نقصان اور ایذاء پہنچانا اور دوسرے کی تحقیر کرنا چاہتا ہے، چنانچہ ہر پتنگ باز کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسرے کو زیر کرے، اس کو نیچا دکھائے، اور اس کی پتنگ کو کاٹے، اور یہ چیزیں شریعت کی نظر میں گناہ ہیں، پانچویں جب اس طرح سے چند لوگ آپس میں مقابلہ کرتے ہیں، تو ان کے درمیان بغض وعداوت بھی پیدا ہو جاتی ہے، چھٹے پتنگ کی ڈور بجلی کے تاروں اور دوسری جگہوں میں الجھ کر کرنٹ لگنے اور بجلی کے نظام میں خلل ڈالنے اور مختلف چیزوں کو خراب کرنے کا ذریعہ بنتی ہے، ساتویں پتنگ بازوں کی وجہ سے پڑوسیوں کو بھی ایذاء وتکلیف پہنچتی ہے، اور بے پردگی لازم آتی ہے، آٹھویں اگر اس پر جُوا کھیلا جائے، تو یہ مستقل گناہ ہے، نویں اگر پتنگ بازی پر قانوناً پابندی ہو، تو اس کی خلاف ورزی بھی شرعاً جائز نہیں۔

اس لیے پتنگ بازی سے خود بچنے اور دوسروں کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیے، اور حکومت کو بھی ایسے قوانین بنانا چاہیے، جس کی وجہ سے اس خونی اور مہلک کھیل کا خاتمہ ہو، اور قانون بنا ہوا ہو، تو سرکاری اہل کاروں کو اس پر عملدرآمد کرانے میں کوتاہی سے کام نہیں لینا چاہیے۔

(43)...... جانوروں کو آپس میں لڑانا بھی منع ہے، جس کی تفصیل جانوروں کے آداب میں آتی ہے۔

(44)......عوام کی سیر وتفریح اور ہوا خوری کے لئے جو پارک بنائے جاتے ہیں، ان کو گندا کرنے اور وہاں کے درخت اور پودوں کو خراب کرنے سے بچنا ضروری ہے اور پھول توڑنا بھی منع ہے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(باب نمبر 3)

غذائی اجزاء کے مآخذ اور اوصاف

غذائی اجزاء کے کون کون سے مآخذ اور ان کے کیا کیا اوصاف ہیں، صحت وتندرستی کے لیے ان کو جاننے کی بھی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا اب ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حیوانی، نباتی اور معدنی غذائیں

انسان کو جن غذاؤں کی ضرورت ہوتی ہے، ان غذاؤں کے بنیادی ذرائع و مآخذ یعنی جن سے یہ غذائیں حاصل ہوتی ہیں، وہ تین ہیں۔

ایک حیوانی غذائیں (Animal Foods) جو جانوروں سے حاصل ہوتی ہیں۔

دوسرے نباتی غذائیں (Plant Foods) جو نباتات سے حاصل ہوتی ہیں۔

تیسرے معدنی غذائیں (Mineral Foods) جو زمین کے اندر سے حاصل ہوتی ہیں۔

غذاؤں کے بنیادی اوصاف کی اقسام

غذاؤں کے بنیادی اوصاف کی ماہرین نے چھ قسمیں قرار دی ہیں۔

ایک اجزائے لحمیہ یا پروٹینز (Proteins) جس کو انگریزی زبان میں ''نائٹروجینس'' (Nitrogenous) بھی کہا جاتا ہے۔

دوسرے نشاستہ اور شکری دار اجزاء یا کاربوہائیڈریٹس (Carbohydrates) جن میں مٹھاس پائی جاتی ہے۔

تیسرے چکنائی یا فیٹس (Fats) جس سے مراد ''روغنی'' اور ''چربیلے'' اجزاء ہیں، جن کو ''اجزائے شحمیہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

www.idaraghufran.org

چوتھے حیاتین یا وٹامنز (Vitamins)

پانچویں دھاتیں یا میٹلز (Metals) جس کے عام استعمال ہونے والے اجزاء کو معدنی نمکیات یا مِنرل سالٹس (Mineral Salts) کہا جاتا ہے۔

چھٹے پانی یا واٹر (Water)

(1)......اجزائے لحمیہ

پہلے غذائی اجزاء، جن کو اجزائے لحمیہ یا پروٹینز (Proteins) یا ''نائٹروجینس'' (Nitrogenous) کہا جاتا ہے، اُن غذاؤں میں ہوتے ہیں، جن میں گوشت پیدا کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے، ایسی غذا کو پروٹین والی غذا کہتے ہیں، بچوں، جوانوں اور خاص کر محنت کش لوگوں کے رگ وریشہ، پٹھوں اور عضلات کی نشو ونما کے لئے اجزائے لحمیہ یا پروٹینز کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، یہ اجزاء جسم میں حرارت پیدا کرتے ہیں، اور یہ اجزاء حیوانی اور نباتی، دونوں قسم کی غذاؤں میں پائے جاتے ہیں، لیکن حیوانی غذاؤں میں ان اجزاء کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے، حیوانی غذاؤں میں اجزائے لحمیہ یا پروٹینز کے ذرائع اور مآخذ گوشت، انڈا، دودھ، دہی، پنیر اور مچھلی ہیں، اور نباتی غذاؤں میں گندم، لوبیا، ماش، مٹر، دالیں، سویابین، مغزیات ڈرائی فروٹ مثلاً بادام، اخروٹ، پستہ، مونگ پھلی وغیرہ ہیں، جن میں یہ اجزاء وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

اس قسم کی غذاؤں کا ضرورت سے زیادہ استعمال نقصان دہ ہے۔

(2)......نشاستہ دار اجزاء

دوسرے غذائی اجزاء، جن کو نشاستہ اور شکری دار اجزاء یا کاربوہائیڈریٹس (Carbohydrates) کہا جاتا ہے، یہ اجزاء ان غذاؤں میں ہوتے ہیں، جن میں نشاستہ اور شکر پائی جاتی ہیں، یہ اجزاء جسم میں حرارت پیدا کرتے ہیں، اور بہ نسبت دوسری غذاؤں کے دیر میں ہضم ہوتے

ہیں، کیونکہ نشاستہ جسم کے اندر جا کر شکر میں تبدیل ہوتا ہے، اور خون میں موجود آکسیجن سے مل کر حرارت پیدا کرتا ہے، اس لئے ایسی غذا کو ''مولدِ حرارت'' بھی کہا جاتا ہے، نشاستہ دار غذاؤں کی زیادتی سے ہاضمہ خراب ہوجاتا ہے، دست آنے لگتے ہیں، شہد، چینی وغیرہ جلد ہضم ہوکر گلوکوز میں تبدیل ہوجاتے ہیں، ایک عام آدمی کو چوبیس گھنٹوں میں 400 سے 500 گرام تک نشاستہ دار غذا کی ضرورت ہوتی ہے، نباتی غذاؤں میں اس کے ذرائع اور مآخذ ہر قسم کے غلے مثلاً مکئی، جوار، باجرہ، گندم اور چاول، ہر قسم کی دالیں مثلاً مٹر، مسور، مونگ اور زیرِ زمین نشو ونما پا کر تیار ہونے والی جڑ، سبزیاں مثلاً آلو، گاجر، مولی، شلجم، شکر قند اور اس کے علاوہ گنے اور میٹھے پھل وغیرہ ہیں۔

(3)......چکنائی والے اجزاء

تیسرے غذائی اجزاء، چکنائی یا فیٹس (Fats) کہلاتے ہیں، جن سے مراد ''روغنی'' اور ''چربیلے'' اجزاء ہیں، اور ان کو ''اجزائے شحمیہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

یہ اجزاء ان غذاؤں میں ہوتے ہیں، جو جسم میں حرارت پیدا کرتی اور جسم کو موٹا کرتی ہیں، عیش پسند اور آرام طلب آدمی کی نسبت محنتی اور جفاکش انسان کے لئے ان اجزاء کی زیادہ ضرورت ہے، روغنی غذا زیادہ استعمال کرنے سے ہاضمہ پر ناگوار اثر پڑتا ہے، روغنیات کی زیادتی انسان کو موٹاپے کی طرف مائل کرتی ہے، چکنائی سے نشاستہ دار غذاؤں کے مقابلہ میں تین گنا حرارے پیدا ہوتے ہیں، دیسی گھی، مکھن، بالائی، حیوانی چربی اور نباتی تیل مثلاً سرسوں کا تیل چکنائی یا فیٹس کے بنیادی ذرائع اور مآخذ شمار کئے جاتے ہیں۔

(4)......وٹامنز اور ان کی اقسام

چوتھے غذائی اجزاء حیاتین یا وٹامنز (Vitamins) کہلاتے ہیں، یہ نہایت اہم غذائی اجزاء ہیں، جسم کو صحیح کارکردگی کے لئے ان کی ضرورت ہوتی ہے، حیاتین یا وٹامنز جسم کے اندر

مرض کے خلاف قوتِ مدافعت پیدا کرتے ہیں، ان کی کمی مختلف امراض کا سبب بنتی ہے۔
حیاتین یا وٹامنز کی کئی اقسام ہیں، ان کی کچھ تفصیل ذیل میں ذکر کی جاتی ہے۔

وٹامن اے

حیاتین یا وٹامنز (Vitamins) میں ایک قسم حیاتین الف یا وٹامن اے (Vitamin-A) کہلاتے ہیں، جسم میں ان کی کمی ہونے سے رات کو اچھی طرح دکھائی نہیں دیتا، آنکھوں میں جلن پیدا ہوتی ہے، اور نظر کی کمزوری واقع ہوتی ہے، جلد کھُردری ہو جاتی ہے، اور پھیپھڑوں میں بھی خرابی پیدا ہوتی ہے۔

حیاتین الف یا وٹامن اے کی کمی ہونے سے بچوں کی نشو ونما رک جاتی ہے اور کساح (یعنی رکٹیس) کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے، جس میں ہڈیاں نرم اور ٹیڑھی ہو جاتی ہیں، کانوں سے پیپ بہنے لگتی ہے، اگر بدن پر کہیں زخم ہو جاتا ہے، تو وہ جلدی ٹھیک نہیں ہوتا۔

وٹامن الف یا اے کی کمی کا بچوں اور بوڑھوں پر جلدی اثر ہوتا ہے، اور جوانوں پر اس کا دیر سے اثر ہوتا ہے۔

جبکہ حیاتین الف یا وٹامن اے (Vitamin-A) کے پائے جانے سے جسم میں مرض کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، آنکھوں میں چمک پیدا ہوتی ہے، بینائی تیز ہوتی ہے، ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں، جلد میں ملائمت اور چکناہٹ پیدا ہوتی ہے، اور جسم کی عفونت اور بدبو دور ہوتی ہے، یہ حیاتین پھیپھڑوں کی بیماریوں میں خصوصی طور پر مفید ہیں، اور انسان کے جسم میں جست کی افادیت میں اضافہ کا باعث ہیں۔

حیاتین الف یا وٹامن اے کے بہترین ذرائع اور مآخذ نباتات کے سبز پتے، سبز ترکاریاں اور خاص کر گاجر ہے'' کدو، شلجم، آلو، پالک، مٹر، پھلیاں، ٹماٹر، سویابین، اور پھلوں میں آلو بخارا، خوبانی اور آڑو بھی حیاتین الف یا وٹامن اے کے بہترین ذرائع اور مآخذ ہیں۔

اس کے علاوہ اس کے حیوانی ذرائع اور مآخذ دودھ، بالائی، مکھن، پنیر، انڈے کی زردی، مچھلی کا تیل، گردے، کلیجی اور چربیاں ہیں۔

وٹامن بی

حیاتین یا وٹامنز کی دوسری قسم حیاتین ب یا وٹامن بی (Vitamin-B) کہلاتے ہیں، جسم میں ان کی کمی ہونے سے قبض، بدہضمی اور پیٹ میں ریاح وگیس، بے خوابی، اعصابی کمزوری اور تکان کی شکایت پیدا ہوتی ہے، اس کے علاوہ نظر کی کمزوری اور آنکھوں کے دیگر امراض پائے جاتے ہیں، اور ایسا شخص دُبلا پتلا اور کمزور نظر آتا ہے، اس کے علاوہ حیاتین ب یا وٹامن بی کی کمی مختلف دماغی امراض کا بھی سبب بنتی ہے۔

جبکہ حیاتین ب یا وٹامن بی کے پائے جانے سے اجابت کھُل کر آتی ہے، دل اور اعصاب طاقتور ہوتے ہیں، جگر کی اصلاح اور ہاضمہ کی خرابی دور ہو جاتی ہے، بھوک خوب لگتی ہے، بینائی مضبوط ہوتی ہے، جسم میں خون کی کمی دور ہوتی ہے، اور ان اجزاء کی وجہ سے انسان بڑھاپے کی طرف جلدی مائل نہیں ہوتا۔

حیاتین ب یا وٹامن بی کے بہترین ذرائع ومآخذ میں کالے چنے سرِ فہرست ہیں، اس کے علاوہ حیاتین ب یا وٹامن بی کے ذرائع ومآخذ زیادہ تر غلے اور مختلف قسم کے بیج مثلاً گندم، مٹر، خشک پھلیاں، سویابین، آلو، پالک، لوبیا، بند گوبھی، شلجم، چقندر، ٹماٹر، سرخ مرچ اور کاسنی وغیرہ ہیں، مونگ پھلی، سیب، اسٹابری، سنگترہ، انناس، آڑو، شکرقندی، چکوترہ وغیرہ بھی اس کے ذرائع ومآخذ شمار ہوتے ہیں۔

اور حیاتین ب یا وٹامن بی کے حیوانی ذرائع ومآخذ میں گوشت، گردے، کلیجی، انڈہ، دودھ، مچھلی، چوزہ، مرغ، پنیر وغیرہ شمار کئے جاتے ہیں۔

البتہ بند ڈبے میں پیک شدہ مچھلی کا خشک گوشت اور پالش کئے ہوئے چاول، حیاتین ب یا وٹامن بی سے خالی ہوتے ہیں۔

www.idaraghufran.org

حیاتین ب یا وٹامن بی کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ پانی میں حل ہوجاتے ہیں، اور آگ پر جلانے یا پکانے سے ضائع ہوجاتے ہیں۔

وٹامن سی

حیاتین یا وٹامنز کی تیسری قسم حیاتین س یا وٹامن سی (Vitamin-C) کہلاتے ہیں، جسم میں ان کی کمی ہونے سے چہرے اور جسم پر جھریاں پڑنے لگتی ہیں، ہڈیاں اور دانت خراب ہونے لگتے ہیں، مسوڑھوں سے خون نکلتا ہے، گٹھیا اور جوڑوں کے درد کی شکایت ہوتی ہے، قوتِ مدافعت کمزور ہوجاتی ہے، وزن گھٹنا شروع ہوجاتا ہے اور جسم کمزور ہوجاتا ہے، اور یہ عوارض ان افراد کو زیادہ لاحق ہوتے ہیں، جو ایسی غذاؤں کا استعمال کرتے ہیں، جو بند ڈبوں میں پیک ہوکر آتی ہیں، اسی وجہ سے جو بچے ڈبوں کے دودھ پر پلتے ہیں، یا جو بچے اُبلا ہوا دودھ استعمال کرتے ہیں، اور تازہ دودھ اور تازہ پھلوں سے محروم رہتے ہیں، یا جو لوگ صرف چاولوں اور چپاتی پر گزارہ کرتے ہیں، ان کے بھی مذکورہ عوارض کا شکار ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

جبکہ حیاتین س یا وٹامن سی کے پائے جانے سے جسم کے اعضاء تندرست رہتے ہیں، ہڈیاں مضبوط رہتی ہیں، متعدی اور وبائی امراض سے حفاظت رہتی ہے، اعصاب اور دانت مضبوط رہتے ہیں، چہرہ اور جلد خوش نما رہتی ہے۔

حیاتین س یا وٹامن سی تقریباً تمام تازہ پھلوں اور سبزیوں میں پایا جاتا ہے، وٹامن سی کے بہترین ذرائع و مآخذ آملہ، امرود، کینو، مالٹا اور لیموں ہیں، اس کے علاوہ آلو، بند گوبھی، پالک، شلجم، بینگن، بھنڈی، توری، سرخ مرچ، ٹنڈے، کدو کا حلوہ، کریلا، کدو (گھیا)، مٹر، مولی، میتھی، کچنار، خرفے کا ساگ، چولائی کا ساگ، اروی، سلاد، سرسوں کا ساگ اور باتھو وغیرہ بھی اس کے ذرائع اور مآخذ شمار ہوتے ہیں۔

اور پھلوں میں ترنجی پھل، چکوترہ، نارنگی، اسٹابری، انناس، میٹھا آلوچہ، آلو بخارہ، املی، انار، انگور، انجیر وغیرہ اس کے مآخذ شمار ہوتے ہیں۔

اور دالوں میں اس کے ذرائع و مآخذ سویابین، دال ارھر، دال اڑد، دال ماش، دال مسور، دال مونگ شمار ہوتے ہیں۔

حیاتین س یا وٹامن سی کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ جن چیزوں میں ہوتا ہے، اگر ان کو آگ پر پکایا جائے، یا سبزیوں وغیرہ کو فریج وغیرہ میں سٹور کرلیا جائے، یا سبزی کو پانی میں رکھا جائے، تو یہ وٹامن ضائع ہوجاتے ہیں، دودھ میں حیاتین س یا وٹامن سی بہت کم ہوتا ہے، اور وہ بھی دودھ کو اُبالنے سے ختم ہوجاتا ہے، البتہ اگر دودھ اُبالنے سے پھٹ جائے، تو اس میں مذکورہ حیاتین کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

وٹامن ڈی

حیاتین یا وٹامنز کی چوتھی قسم حیاتین د یا وٹامن ڈی (Vitamin-D) کہلاتے ہیں، جسم میں ان کی کمی ہونے سے دانت اور ہڈیاں کمزور ہوجاتی ہیں، اعصاب کمزور پڑ جاتے ہیں، جسم میں کیلشیم کے جذب کرنے کی قوت کم ہوجاتی ہے، عضلات ڈھیلے پڑجاتے ہیں، بینائی کمزور ہوجاتی ہے۔

جبکہ حیاتین د یا وٹامن ڈی کے پائے جانے سے جسم، دانت اور جسم کی ہڈیاں مضبوط رہتی ہیں، جسم میں کیلشیم کو جذب کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، جسم کی پرورش میں مدد ملتی ہے، اور آنتوں میں کیلشیم اور فاسفورس جمع ہوتا ہے۔

حیاتین د یا وٹامن ڈی کے بہترین ذرائع و مآخذ بادام اور ناریل ہیں، اس کے علاوہ اس کے ذرائع انڈا، دودھ، مکھن، چربی اور مچھلی کا تیل بھی ہے۔

روشنی اور دھوپ سے جسم میں وٹامن ڈی قدرتی طور پر غذاؤں کے مقابلہ میں زیادہ مقدار میں

www.idaraghufran.org

بنتا ہے، اور جن علاقوں میں سورج نظر نہیں آتا، وہاں کے لوگ وٹامن ڈی کی کمی کا شکار ہوجاتے ہیں، اور اسی طرح قدرتی دھوپ اور سورج کی روشنی سے الگ رہ کر عمارتوں کے اندر رہنے سہنے والے حضرات بھی خاص طور پر اس کی کمی کا شکار ہوجاتے ہیں۔

وٹامن ای

حیاتین یا وٹامنز کی پانچویں قسم حیاتین یا وٹامن ای (Vitamin-E) کہلاتے ہیں، جسم میں ان کی کمی ہونے سے دل کے امراض، اعصابی کمزوری، گنجا پن اور توالد و تناسل کی کمزوری لاحق ہوجاتی ہے، اور بعض اوقات یہ استعداد پوری طرح ختم ہوجاتی ہے، جس کے نتیجہ میں اولاد کے حصول سے محرومی رہتی ہے، اور بعض اوقات حمل قرار پاکر ضائع ہوجاتا ہے۔

جبکہ حیاتین یا وٹامن ای کے پائے جانے سے بڑھاپا جلدی طاری نہیں ہوتا، دل اور اعصاب طاقتور ہوتے ہیں، جلد نرم اور خوبصورت رہتی ہے، تولیدی و تناسلی غدود کو قوت حاصل ہوتی ہے، ذیابیطس اور شوگر کے لئے بھی یہ حیاتین مفید ہیں۔

حیاتین یا وٹامن ای کے بہترین ذرائع و مآخذ تل اور روغنِ زیتون ہیں، اس کے علاوہ غلوں اور بیجوں کے چھلکے، خاص کر گیہوں کے چھلکے اس کے عمدہ ذرائع و مآخذ ہیں۔

سلاد کا ساگ، آلو، بند گوبھی، ساگ سویا، چقندر، گاجر، گندم، لوبیا، پستہ، چلغوزہ، خوبانی، ناریل، مونگ پھلی، روغن السی، بنولہ اور چنے کی دال بھی وٹامن ای کے ذرائع و مآخذ ہیں۔

اور وٹامن ای کے حیوانی ذرائع و ماخذ انڈے کی زردی، کلیجی، مچھلی، اور مکھن شمار کئے جاتے ہیں۔

وٹامن کے

حیاتین یا وٹامنز کی چھٹی قسم حیاتین ک یا ٹامن کے (Vitamin-K) کہلاتے ہیں، جسم میں ان کی کمی ہونے سے آنکھوں اور جلد کی بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں، خون میں جمنے کی صلاحیت کم ہوجاتی ہے۔

www.idaraghufran.org

جبکہ حیاتین ک یا ٹامن کے، کے پائے جانے سے جلد اور آنکھوں کی تندرستی قائم رہتی ہے، بہتے ہوئے خون میں جمنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔

حیاتین ک یا ٹامن کے بہترین ذرائع سبز پتے والی سبزیاں مثلاً پالک، بند گوبھی، میتھی، ساگ، مولی وغیرہ شمار ہوتے ہیں۔

وٹامن ایچ

حیاتین یا وٹامنز کی ساتویں قسم حیاتین ہ یا ٹامن ایچ (Vitamin-H) کہلاتے ہیں، جسم میں ان کی کمی ہونے سے خارش، بدہضمی، متلی اور قے کی شکایت ہوتی ہے، اور انسان پست ہمتی کا شکار ہو جاتا ہے۔

جبکہ وٹامن ایچ کے پائے جانے سے جسم کی نشو ونما ہوتی ہے، اور بھوک بڑھتی ہے۔

وٹامن ایچ کے ذرائع پالک، چقندر، گاجر، پیاز، مکئی، مونگ، پھلی، گڑ، پھلوں میں کینو، مالٹا، سنگترہ، فروٹر، سیب وغیرہ شمار ہوتے ہیں، اور حیوانی ذرائع میں گائے کا گوشت، بھیڑ کا گوشت، مچھلی وغیرہ اس وٹامن کے ذرائع وماً خذ شمار ہوتے ہیں۔

(5)......دھاتیں یا میٹلز

پانچویں غذائی اجزاء دھاتیں یا میٹلز (Metals) کہلاتے ہیں، جس کے عام استعمال ہونے والے اجزاء کو معدنی نمکیات یا منرل سالٹس (Mineral Salts) کہا جاتا ہے۔

انسان کو چونکہ مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، اس وجہ سے زمین میں پائے جانے والے عناصر کی بھی انسان کو ضرورت ہوتی ہے، دھاتی اجزاء کو قدیم طبی زبان میں کشتہ جات کے نام سے جانا جاتا ہے۔

مثلاً کشتہ فولاد، کشتہ چاندی، کشتہ جست (زنک) وغیرہ۔

انسانی نشو ونما اور بقاء کے لئے نمکیات اور کسی قدر دھاتی اجزاء کا جسم میں ہونا ضروری ہے،

اوران دھاتی اجزاء کی کمی انسان میں مختلف امراض کا باعث بنتی ہے۔

لیکن دھاتی اجزاء اگر ضرورت سے زیادہ استعمال کئے جائیں تو وہ انسانی جسم کے لئے نقصان دہ بھی ہوسکتے ہیں، لہٰذا ان کے استعمال میں اعتدال واحتیاط کی ضرورت ہے۔

انسانی جسم میں اوسطاً سات پونڈ دھاتی اجزاء پائے جاتے ہیں، اور انسانی جسم میں دھاتی اجزاء کا ایک دوسرے کے ساتھ گہرا تعلق ہے، ایک دھاتی عنصر کی زیادتی دوسرے کی کمی کا باعث بن جاتی ہے، جس سے کیمیائی توازن بگڑ جاتا ہے۔

جدید تحقیق کے مطابق تقریباً 17 عناصر کا انسانی جسم میں پایا جانا ضروری ہے، جس میں سوڈیم، پوٹاشیم، کیلشیم، میگنیشیم، جست، تانبا، فولاد، آئیوڈین، کلورین، سلنیم، کوبالٹ، کرومیم، سکہ، آرسینک، مینگانیز، گندھک اور فاسفورس شامل ہیں۔

ان عناصر کی کمی انسان میں بہت سی بیماریوں کا باعث بنتی ہے، اگر ان کو غذا کے علاوہ استعمال کروایا جائے تو ان بیماریوں سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

اس کے علاوہ بہت سے عناصر بطور دوا کے مختلف امراض میں استعمال کئے جارہے ہیں، جس میں چاندی، سونا، قلعی، پلاٹینیم، پلاڈیم، جرمینم، بسمتھ، لیتھیم، ایلومینیم،، انٹی منی، بوران، وغیرہ شامل ہیں، ان میں سے کچھ دھاتی عناصر اینٹی بائیوٹک خصوصیات کے حامل قرار پاتے ہیں مثلاً چاندی، سونا، قلعی وغیرہ۔

چند عناصر انٹی ایسڈ کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں، جن میں ایلومینیم اور بسمتھ شامل ہیں۔

دھاتی اجزاء میں معدنی نمکیات یعنی منرل سالٹس انسانی غذا کا اہم جزو ہیں۔

معدنی نمک، ہڈی، گوشت اور خون کی ساخت وترکیب میں صرف ہوتا ہے، اور لحمی غذا کے ہضم کرنے اور جسم کے کیمیاوی اعمال میں کام آتا ہے، جسم میں نمک کی کمی سے ہاضمہ خراب اور دورانِ خون سست پڑجاتا ہے، جن لوگوں کا بلڈ پریشر زیادہ یا ہائی رہتا ہو، ان کے لئے نمک کو کم استعمال کرنا مفید ہوتا ہے۔

www.idaraghufran.org

عام نمک کے علاوہ نباتی نمک، سبزیوں اور پھلوں میں بھی پایا جاتا ہے، جولوگ مختلف قسم کی ترکاریوں، سبزیوں اور پھلوں کا استعمال نہیں کرتے، ان کے امراضِ معدہ، قبض اور تیزابیت وغیرہ میں مبتلا ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

معدنی نمک کے زیادہ استعمال سے جسم میں پانی کی مقدار بڑھ جاتی ہے، اور بلند فشارخون (یعنی ہائی بلڈ پریشر) کا خطرہ ہوتا ہے، اوراس کے برعکس متوازن غذا کے استعمال سے جسم میں نمک کی مقدار درست رہتی ہے۔

ذیل میں دھاتوں کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

کیلشیم

دھاتوں یا میٹلز(Metals) کی ایک قسم کیلشیم(Calcium) کہلاتی ہے۔

کیلشیم کی کمی سے جو علامات ظاہر ہوتی ہیں، ان میں عضلات یعنی پٹھوں کا درد، بے چینی، بائنٹے یعنی کڑول کا پڑنا، نیند کا نہ آنا، نسیان، سانس میں تنگی، اعصابی دباؤ، وقتی طور پر سردی کا احساس، اکثر وقت غنودگی کا رہنا، خواتین میں لیکوریا، اور غیر معمولی کمزوری اور مردوں میں جریان واحتلام، سینے کی جلن، دماغی دورے، وغیرہ کی شکایت پیدا ہونا شامل ہے۔

کیلشیم کی کمی سے جو عوارض لاحق ہوتے ہیں، ان میں بھوک نہ لگنا(Nnorexia) ہڈیوں کا کمزور ہونا(Osteoqorosis) بلڈ پریشر کا زیادہ ہونا، چھاتی اور آنتوں کا کینسر اور عضلات کی کمزوری کا ہونا ہے۔

جو چیزیں کیلشیم کی کمی کا سبب بنتی ہیں، ان میں وٹامن ڈی کی کمی، چائے، کافی اور کیفین پر مبنی مشروبات اور کولڈ ڈرنکس کا کثرت سے استعمال، زہریلے دھاتی مرکبات مثلاً کیڈیم کا استعمال، خاندانی منصوبہ بندی کی گولیوں کا استعمال، پیشاب آور ادویہ کا استعمال، ذیابیطس (شوگر) سفید چینی اور مٹھائی اور بازار کی میٹھی مصنوعات کا ضرورت سے زیادہ استعمال،

حیاتین (وٹامنز) کا بکثرت استعمال، خوردنی نمک کا بکثرت استعمال، چاکلیٹ کا بکثرت استعمال، اور چکنائی کا بکثرت استعمال وغیرہ جیسی چیزیں شامل ہیں۔

ننانوے فیصد کیلشیم ہڈیوں میں پایا جاتا ہے۔

ہڈیوں کی مضبوطی کو قائم رکھنے کے لئے 1500 سے 1800 ملی گرام یومیہ کے حساب سے انسان کو کیلشیم استعمال کرنا چاہئے، اور وہ خواتین کہ جن کی ماہواری ختم ہونے والی ہو، ان کے لئے 1500 ملی گرام کے حساب سے کیلشیم استعمال کرنا طبی اعتبار سے ضروری قرار دیا جاتا ہے، اس کے علاوہ خواتین کو حمل کے دوران کیلشیم کی ضرورت کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

جن اشیاء میں کیلشیم پایا جاتا ہے، ان میں مٹر، پالک، گوبھی، بند گوبھی، شلجم، چنے، لوبیا، سویابین، جو، باجرہ، بادام، تِل، خشک کیلا، سرخ مرچ، پنیر، تازہ اور خشک دودھ شامل ہیں۔

کیلشیم کی کمی کو پورا کرنے کا سستا طریقہ یہ ہے کہ مرغی کے انڈوں کے چھلکوں کو اوپر سے صاف کر کے نمک والے پانی میں اچھی طرح ابال کر خشک کر لیں، خشک ہونے پر اس کو پیس کر سفوف بنالیں، اور اس میں پانچ گنا لیمو کا رس ڈال لیں، اور پھر سایہ میں خشک کر کے رکھیں، یہ کیلشیم کا بہترین اور سستا ترین ذریعہ بلکہ ذخیرہ ہے، دوپہر کے کھانے کے بعد ایک گرام پانی کے ساتھ کھائیں۔

فولاد یا آئرن

دھاتوں یا میٹلز (Metals) کی ایک قسم فولاد یعنی آئرن (Iron) کہلاتی ہے۔

جب کسی شخص میں فولاد کی کمی ہوجاتی ہے تو خون ضرورت کے مطابق عضلات کو آکسیجن مہیا نہیں کرتا، جس کی وجہ سے عضلات اپنا کام پورا نہیں کر سکتے۔ فولاد کی کمی کا مریض تھکاوٹ کی شکایت کرتا ہے، ایسے مریض کو ضرورت سے زیادہ سردی محسوس ہوتی ہے اور ساتھ ہی بیماری حملہ آور ہونے لگتی ہے، زیادہ ورزش اور جسمانی محنت کرنے والے افراد کو عام طور پر فولاد کی

کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جبکہ خواتین بھی عموماً فولاد کی کمی کا شکار رہتی ہیں، اس بیماری کو قلتُ الدم (Anemia) بھی کہا جاتا ہے۔

فولاد کا ابتدائی کردار انسانی جسم میں آکسیجن کو دوسرے خلیوں تک پہنچانا ہوتا ہے، تاکہ خلیوں میں خوراک توانائی کی شکل اختیار کر لے، فولاد کا انسانی خون میں پروٹین ہیموگلوبن (Hemoglobin) کے حصہ کے طور پر موجود ہونا آکسیجن کی مقدار کو زیادہ کرتا ہے، سرخ خلیوں میں ہیموگلوبن کی موجودگی آکسیجن کے جذب ہونے کا سبب بنتی ہے۔

فولاد کے ذرائع میں چھوٹا اور بڑا گوشت، لوبیہ اور پالک کو شمار کیا جاتا ہے۔

9 ملی گرام فولاد یومیہ کی انسانی جسم کو ضرورت ہوتی ہے۔

ہفتہ میں دو دفعہ لوہے کی غیر زنگ آلود اور صاف ہنڈیا میں سالن پکا کر کھانے سے فولاد کی کمی واقع نہیں ہوتی، لوہے کی غیر زنگ آلود چھری سے پھل وغیرہ کو کاٹ کر کھانے سے بھی کسی درجہ میں فولاد کا حصول ممکن ہوسکتا ہے۔

جست یا زنک

دھاتوں یا میٹلز (Metals) کی ایک قسم جست یعنی زنک (Zinc) کہلاتی ہے۔

اس کی عورتیں خاص طور پر حمل کے زمانہ میں کمی کا شکار ہو جاتی ہیں۔

حاملہ عورتوں میں جست کی کمی بچے کی نشو ونما پر بہت بُرے اثرات مرتب کرتی ہے، بچے کی دماغی نشو ونما اور ڈھانچہ بُری طرح متاثر ہوتا ہے، دانتوں کی شکل پر بھی بہت بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں، طبی لحاظ سے ایسی عورتوں میں جن میں جست کی کمی ہوتی ہے، اسقاطِ حمل بہت دیکھنے میں آتا ہے، اسی طرح نرینہ اولاد سے محروم عورتوں میں بھی بظاہر جست کی کمی ہوتی ہے۔

بچوں میں جست کی کمی کی وجہ سے بچوں کے قد چھوٹے رہ جاتے ہیں، جنسی عوامل اور بلوغ کے اسباب دیر سے شروع ہوتے ہیں، ہضم کا نظام اکثر خراب رہتا ہے، بالوں میں جست کی

کمی ہونے سے گنجاپن ظاہر ہونا شروع ہوجاتا ہے، جسم پر طرح طرح کے نشانات ظاہر ہونا شروع ہوجاتے ہیں، بچوں کو بار بار پیشاب آتا ہے۔

وہ لوگ جن کے زخم ٹھیک ہونے میں زیادہ وقت لگتا ہو ان میں جست کی کمی ہوتی ہے، ناخنوں پر سفید دھبے بھی جست کی کمی ظاہر کرتے اور جست کی کمی کا شکار کہلاتے ہیں۔

ایسے افراد کو جست کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، جو ایلوپیتھی ادویات بکثرت استعمال کرتے ہیں، اسی طرح حاملہ عورتوں کو حمل کے دوران، اور بچے کی پیدائش کے بعد جتنا عرصہ ماں اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے، اس عرصہ میں اور اسی طرح ایسے بچوں کو جن کو ماں کا دودھ میسر نہیں ہوتا، اور اسی طرح ایسے مریض جن کے زخم جلد ٹھیک نہیں ہوتے، اور ایسے بچے جن میں جنسی حصوں کی نشو ونما معتدل نہ ہو رہی ہو، اور چہرے کے کیل مہاسوں کے مریضوں کو، جست کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

بیماری کے دوران جست کا استعمال بیماری کے عرصہ کو کم کرنے کا باعث بنتا ہے۔

نوجوانوں کو روزانہ بیس سے پچاس ملی گرام زنک یا جست کی ضرورت ہوتی ہے، تاہم 15 ملی گرام سے زیادہ جست استعمال نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ روزانہ کی خوراک کے اندر موجود قدرتی جست سے بھی اس کی کچھ مقدار جسم کو حاصل ہوتی رہتی ہے۔

جن اشیاء میں جست پایا جاتا ہے، ان میں جو، مکئی، چاول، چنا، گندم، آلو، لوبیا، مٹر، مونگ پھلی، سویابین، ناریل، گوبھی، لہسن، پیاز، مرچ، شلجم، ٹماٹر، انگور، مالٹا، بڑا اور چھوٹا گوشت، مرغی کا گوشت، انڈے کی سفیدی اور زردی، پنیر، امرود، پپیتا، اور اوسٹر فش وغیرہ شامل ہیں۔

جست کی کمی پورا کرنے کا آسان اور سستا طریقہ یہ ہے کہ جست کا ایک برتن لیں اس میں رات کو دوعدد لیموں کا رس ڈالیں، صبح اس میں تھوڑا سا پانی ڈال کر استعمال کرلیں، اس سے جست کی کمی پوری ہوجاتی ہے۔

Idara Ghufran

پوٹاشیم

دھاتوں یا میٹلز (Metals) کی ایک قسم پوٹاشیم (Potassium) کہلاتی ہے۔
پوٹاشیم کی کمی ہونے سے پٹھوں کی کمزوری، دماغی کمزوری، قبض قولنج وغیرہ کی شکایت ہوتی ہے۔
جو لوگ آنتوں کی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں، یا جن افراد کو متوازن غذا میسر نہیں آتی، یا جو لوگ کثرت سے شراب نوشی کرتے ہیں، یا پیشاب آور ادویات کا زیادہ استعمال کرتے ہیں، یا وہ بچے جو دستوں کا شکار رہتے ہیں، ان میں پوٹاشیم کی کمی ہو جاتی ہے۔
جب کہ جسم میں پوٹاشیم کے پائے جانے کی وجہ سے پٹھے اور اعصاب کا نظام درست رہتا ہے، بلڈ پریشر زیادہ نہیں ہوتا، بلکہ کم رہتا ہے۔
خلیوں میں مائع کا توازن برقرار رہتا ہے، انسانی جسم میں سوڈیم اور پوٹاشیم کے درمیان توازن ضروری ہے۔
پوٹاشیم کی بہترین قسم پوٹاشیم سائٹریٹ (potassium citrate) کہلاتی ہے۔
قدرتی پوٹاشیم کے ذرائع میں گاجر، مٹر، پالک، ٹماٹر، سرخ مرچ، پیاز، آلو، دھنیا، لہسن، ادرک، لیموں، مکئی، چاول، آٹا، شکرقندی، لوبیا، سویابین اور پھلوں میں انار، آلو بخارا، لوکاٹ، خوبانی، سیب، مالٹا، تربوز، ناریل اور کیلا وغیرہ شامل ہیں۔
اور حیوانی غذاؤں میں پوٹاشیم کا ذریعہ انڈا شمار کیا جاتا ہے۔

میگنیشیم

دھاتوں یا میٹلز (Metals) کی ایک قسم میگنیشیم (Magnesium) کہلاتی ہے۔
میگنیشیم کو اعصاب کے نظام کا بادشاہ اور دل کے امراض کا بہترین علاج شمار کیا جاتا ہے، اس کی کمی اعصاب کے نظام کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔
اس کے علاوہ میگنیشیم کی کمی سے نسیان یعنی بھولنے کی بیماری، اور خود کلامی یعنی اپنے آپ سے

باتیں کرنا، اور بچوں میں سر درد کا عارضہ، جس میں سر کو گرم رکھنے سے وقتی طور پر آرام آجاتا ہے، اور نظر کی کمزوری، آنکھوں کے سامنے کالے دھبے نظر آنا، اور جلد پر سرخ رنگ کے دھبے پڑنا، جو دبانے پر غائب ہوجاتے ہیں، اور اعصابی جذبات کا بڑھاؤ، اور منہ سے جھاگ اور لعاب وغیرہ کا نکلنا اور ایک طرف گرنے کا رجحان، اور جسم میں دردوں کا پیدا ہونا، فالج اور تشنج یعنی اعصاب میں کھچاؤ اور تناؤ کے عارضہ کا پیدا ہونا، آدھے سر کا درد، اور خودکشی کا رجحان جیسے عوارض لاحق ہوتے ہیں۔

جن لوگوں کو دستوں کا عارضہ ہو، یا جو افراد پیشاب آور ادویات کا بکثرت استعمال کرتے ہوں، یا ایسے افراد جن کو پیشاب کثرت سے آتا ہو یا جو لوگ ایسے بازاری آٹے کا کثرت سے استعمال کرتے ہوں، جس سے چوکر یعنی چھان کو نکال لیا گیا ہو، یا بھاری پانی کا بکثرت استعمال کرنے والے افراد، یا ایسے مریض، جن کا علاج بذریعہ سرجری کیا جاتا ہے یا شراب کا بکثرت استعمال کرنے والے افراد اور ذیابیطس اور بلڈ پریشر کے مریض اکثر میگنیشیم کی کمی کا شکار ہوجاتے ہیں۔

اس کے علاوہ کیلشیم کی زیادتی بھی میگنیشیم کی کمی کا باعث بن سکتی ہے۔

میگنیشیم انسانی جسم کے عضلات، پٹھوں، ہڈی، دماغ، ریڑھ کی ہڈی اور دانت کا لازمی جزو ہے۔

میگنیشیم انسانی جسم میں جذبات کی کمی، اعضاء کی کمزوری، بے چینی، غنودگی اور گھبراہٹ میں اعصابی اور عضلاتی نظام کو قابو میں رکھنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

میگنیشیم کے قدرتی ذرائع میں بادام، اخروٹ، پستہ، سویابین، سبز پتوں والی سبزیاں شمار کی جاتی ہیں۔

مغزیات یعنی ڈرائی فروٹ میں میگنیشیم کے علاوہ پوٹاشیم، کیلشیم اور پروٹین پائے جاتے ہیں۔

نوجوان مرد و عورت کے علاوہ بچوں کو اور خاص طور پر حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کو میگنیشیم کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

(6)...... پانی یا واٹر

غذا کا چھٹا اور آخری جزو پانی یا واٹر (Water) ہے، غذاؤں میں مختلف اقسام کے پانی پائے جاتے ہیں، پانی انسانی زندگی کا لازمی جزو ہے، انسانی جسم کا نصف سے زائد یا دو تہائی حصہ پانی پر مشتمل ہے، بچوں کے جسم میں پانی کی مقدار زیادہ، اور جوانوں میں بچوں سے کم اور بوڑھوں کے جسم میں جوانوں سے بھی کم ہوتی ہے، انسانی جسم میں پانی کی کمی خطرناک شمار کی جاتی ہے، انسانی جسم کو روزانہ کے حساب سے پانی کی ضرورت ہوتی ہے، جس کی مقدار جسم سے پانی کے اخراج کی مقدار کے زیادہ یا کم ہونے کی وجہ سے مختلف ہوسکتی ہے، انسانی جسم سے پانی کا اخراج، پیشاب، پاخانہ اور پسینہ اور سانس کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔

بخار اور جلاب وپیچش کی وجہ سے بھی انسانی جسم میں پانی کی قلت پیدا ہوجاتی ہے، جسم کی نقل و حرکت اور ورزش کرنے کی وجہ سے پسینہ وغیرہ آ کر، نیز سانس کی وجہ سے پانی کا اخراج بڑھ جاتا ہے۔

اسی وجہ سے جسم میں پانی کی غیر معمولی وقتی کمی کو پورا کرنے کے لئے ڈرپ (Drip) اور مختلف قسم کے ٹیکوں (Injections) کا استعمال کیا جاتا ہے، انسانی جسم میں پانی کی غیر معمولی کمی کے گردوں پر منفی اور مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے بعض اوقات گردے ناکارہ اور فیل بھی ہوسکتے ہیں۔

نوزائیدہ بچے اور حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین اور عمر رسیدہ افراد بہت زیادہ یا جلد پانی کی قلت کا شکار ہوسکتے ہیں۔

پانی کے اجزاء سادہ پانی کے علاوہ حیوانی اور نباتی غذاؤں میں بھی موجود ہوتے ہیں، خاص طور پر تَر غذاؤں میں پانی کے اجزاء موجود ہوتے ہیں۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

www.idaraghufran.org

(باب نمبر4)

جنسی خواہش اور مباشرت کے آداب

(1)......اس میں شک نہیں کہ بھوک پیاس کی طرح جنسی خواہش بھی ایک فطری تقاضا ہے، لیکن ہر خواہش کو پورا کرنے کے لئے شرعی اور طبی اعتبار سے کچھ قاعدے مقرر ہیں، ان کی رعایت رکھنی چاہئے۔

چنانچہ کھانے پینے کی بعض چیزیں ناجائز وحرام اور بعض چیزیں جائز وحلال ہیں، اسی طریقہ سے بعض چیزیں مُضر ونقصان دہ اور بعض چیزیں مفید اور فائدہ مند ہیں۔

(2)......لڑکا ہو یا لڑکی، اکثر وبیشتر بارہ تیرہ سال کی عمر سے ان میں جنسی خواہش پیدا ہونے لگتی ہے، یہ زمانہ ان کے لئے بڑا نازک ہوتا ہے، اس زمانہ میں برائی بھلائی کی تمیز نہیں ہوتی، اس لئے اس وقت ذمہ داروں، نگرانوں اور والدین وغیرہ کا فرض ہے کہ وہ بچوں پر کڑی نظر رکھیں، اور بچوں کی اس قسم کی باتوں کو دیکھتے رہیں، جن کی بناء پر وہ بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں بعض اوقات زندگی بھر کی خوشگواری اور سکون کو خراب اور دنیا وآخرت تک کو تباہ وبرباد کر لیتے ہیں۔

جنسی خواہش پوری کرنے کے صحیح وغلط طریقوں سے متعلق آداب

(3)......جنسی خواہش پوری کرنے کے بعض طریقے شرعاً جائز ہیں، اور بعض ناجائز ہیں۔

ناجائز طریقوں سے بچنا اور جائز طریقوں میں اعتدال کو اختیار کرنا اور مُضِر طریقوں اور صورتوں سے بچنا ضروری ہے، اس سلسلہ میں بے اعتدالی اختیار کرنے سے بے شمار مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور بعض اوقات انسان جلد ہی موت کا بھی شکار ہو جاتا ہے۔

(4)...... ذہن میں فاسد اور شہوانی خیالات پیدا کرنے یا بُری صحبت میں بیٹھنے اور فحش اور بے حیائی کے کاموں اور باتوں میں دلچسپی لینے اور اس طرح کے پروگراموں میں حصہ لینے، یا اس طرح کا لٹریچر پڑھنے یا بدنظری کا مرتکب ہونے یا عورتوں کے ساتھ گھل مل کر رہنے اور اسی طرح محرک اور مختلف منشیات کے استعمال سے، شہوت میں تحریک ہوکر مادۂ منویہ سوتے ہوئے احتلام کی شکل میں یا جاگتے ہوئے انزال کی شکل میں اور بعض اوقات پیشاب کے ساتھ ودی اور دھات وغیرہ کی شکل میں کثرت سے خارج ہونے لگتا ہے، جس کے نتیجہ میں کمر میں درد ہونے لگتا ہے، چکر آنے لگتے ہیں، مزاج چڑ چڑا ہو جاتا ہے، ہاضمہ میں خرابی پیدا ہوجاتی ہے، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑجاتے ہیں، چہرہ پر ویرانی، جسم میں کمزوری، سستی و کاہلی واقع ہوجاتی ہے، قوتِ حافظہ بھی کمزور ہوجاتی ہے، اور بعض اوقات نکاح کی قابلیت بھی نہیں رہتی، بعض اوقات اگر نکاح ہو بھی جائے، تو اولاد سے محرومی رہتی ہے، یا اولاد ناتواں وناقص پیدا ہوتی ہے، بعض اوقات مرگی کے دوروں کی شکایت ہوجاتی ہے۔

آج کل فحش پروگرام اور فحش لٹریچر کی بہتات اور نیٹ وموبائل پر اس قسم کی فحش چیزوں کی کثرت سے اس طرح کی خرابیاں لازم آرہی ہیں۔

اس لئے بچپن ہی سے اس قسم کی چیزوں سے بچنے بچانے کی پوری پوری کوشش اور اہتمام کرنا چاہئے۔

(5)...... فاسد اور شہوانی خیالات اور بُری صحبت میں بیٹھنے یا فحش اور بے حیائی کے کاموں اور باتوں میں دلچسپی لینے اور اس طرح کے پروگراموں میں حصہ لینے یا اس طرح کا لٹریچر پڑھنے یا بدنظری میں مبتلا رہنے یا عورتوں کے ساتھ گھل مل کر رہنے وغیرہ کے نتیجہ میں یا پھر بعض اوقات بچپن میں عضوِ مخصوص پر میل کچیل جمع ہوکر خراش پیدا ہونے کی وجہ سے بہت سے بچوں اور جوانوں کو جلق یعنی مشت زنی (Masturbation) یعنی ہاتھ وغیرہ سے شہوت پوری کرنے کی عادت پڑجاتی ہے۔

یہ افراد خواہشاتِ نفسانی کی آگ بجھانے کی خاطر اس بری عادت کا شکار ہوجاتے ہیں،

چونکہ ایسا کرنے سے انہیں لذت ملتی ہے، لٰہذا وہ ایسے فعل کے بار بار مرتکب ہوتے ہیں، بار بار کے اس عمل سے اعضاء اور قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں، اس حرکت کا اثر دل، دماغ، جگر، معدہ، گردوں اور اعضائے مخصوصہ پر یکساں پڑتا ہے، پیشاب بار بار اور جل کر آتا ہے، جسم سست اور کاہل ہو جاتا ہے، کام کاج میں دل نہیں لگتا، مریض پریشان اور غمگین رہنے لگتا ہے، کسی دوسرے سے بات کرنے سے گھبراتا ہے، تنہائی پسند ہو جاتا ہے، لوگوں کی مجالست سے نفرت اور تخلیہ سے رغبت ہو جاتی ہے، ایسے مریضوں پر خجالت اور شرمندگی اس قدر غالب آجاتی ہے کہ کسی سے آنکھ ملانے کی بھی ہمت نہیں ہوتی، جسمانی کمزوری کی وجہ سے رنگت زرد پڑجاتی ہے، آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے پڑ جاتے ہیں، اور بینائی رفتہ رفتہ کم ہوتی جاتی ہے، بعض اوقات قبض کی شکایت رہتی ہے، دماغی قوتیں، حافظہ، ذہن وغیرہ نہایت ضعیف ہو جاتے ہیں، سر میں درد ہونے لگتا ہے، اکثر چکر آتے ہیں، اور چہرے پر ہوائیاں اڑتی ہیں۔

اس کے علاوہ جنسی خواہش سست اور کمزور پڑ جاتی ہے، بعض اوقات اس کے نتیجہ میں جنسی خواہش ختم ہو جاتی ہے، پھر بعض اوقات نوبت موت تک بھی پہنچ جاتی ہے، یا کم از کم زندگی بد مزہ ہو جاتی ہے، بعض اوقات مریض کا روتے ہوئے وقت گزرتا ہے، اور مریض پیاری اور خوشگوار زندگی سے عاجز آکر موت کو ترجیح دیتا ہے، اس حرکت کے نتیجہ میں عضوِ مخصوص کے پٹھے کمزور ہو کر ماند پڑ جاتے ہیں، اور اس میں رطوباتِ فاسدہ جمع ہو کر اس کو فعلِ طبعی سے روکتی ہیں، ہاتھوں کی رگڑ سے عضوِ مخصوص کی رگیں کمزور ہو کر پھول جاتی ہیں، ہاتھ میں ایک قسم کی سختی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے عضوِ مخصوص کو لاغری اور کمزوری لاحق ہو جاتی ہے، اور اکثر عضوِ مخصوص میں ٹیڑھا پن پیدا ہو جاتا ہے، جو میاں بیوی کے خصوصی تعلقات میں ایک ناگوار صدمہ کا باعث ہوتا ہے، اور نکاح کے بعد عورت کے فمِ رحم تک سیدھے طور پر نہ پہنچنے سے استقرارِ حمل پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

بعض اوقات اس کے نتیجہ میں شادی بیاہ کی قابلیت ختم ہو جاتی ہے، اور اگر شادی بیاہ ہو بھی

جائے، تو بعد میں خجالت وشرمندگی اٹھانی پڑ جاتی ہے، میاں بیوی میں چند دن کے بعد جدائی ہوجاتی ہے، یا پھرلڑائی جھگڑے کی نوبت آتی ہے، بعض اوقات اولاد پیدا نہیں ہوتی، اور اگر ہوتی بھی ہے، تو ناقص وناتواں پیدا ہوکر زندگی بھر کے لئے مشکلات کا سبب بنتی ہے۔

یہ ایسی قبیح اور شنیع حرکت ہے کہ جس کی بدولت بہت سے خاندان تباہ ہوئے، اور ہور ہے ہیں، اس حرکت کے نتیجہ میں جوانوں کی جوانی خاک میں مل جاتی ہے، اور شباب کی امنگوں اور حوصلوں پر پانی پھر جاتا ہے، ترقی کے ولولے ملیامیٹ ہوجاتے ہیں۔

بعض اوقات کچھ وقت گزرنے کے بعد ایسے مریض مرگی کے دورے، رعشہ یا جنون میں مبتلا ہوکر جلد ہی دنیا سے رخصت ہوجاتے ہیں، یا پاگلوں والی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

اس لئے اس قسم کی حرکات واسباب سے بطورِ خاص بچنا اور بچوں کو بچانا اوران کے نقصانات سے آگاہ کرنا بہت ضروری ہے، جس کے لئے مریض کے خیالات کو پاک کرنا، نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، بُری صحبت سے بچنا بچانا، تخلیہ یا تنہائی میں رہنے اور اکیلے بیٹھنے سونے سے بچنے بچانے کا اہتمام کرنا چاہئے، اوراس حرکت سے سچے دل کے ساتھ توبہ واستغفار کرنا چاہئے، اور کسی ماہر معالج سے علاج بھی کرانا چاہئے، عضوِ مخصوص کو بچپن سے ہی میل کچیل سے دھوکر صاف رکھنا چاہئے، اوراس کو خارش سے بچانا چاہئے، گرم، تیز، دیرہضم اور کھٹی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(6)...... جلق یعنی مشت زنی کے علاوہ زنا شریعت کی نظر میں سنگین گناہ ہے، اور قرآن و سنت میں اس پر سخت عذاب کی وعیدیں آئی ہیں، اسی طرح ہم جنس پرستی اور اغلام بازی بھی اسلام میں سخت گناہ ہے، اور طبی لحاظ سے بھی یہ چیزیں سخت نقصان دہ ہیں، اوران چیزوں سے بھی مشت زنی والے نقصانات ظاہر ہوتے ہیں۔

اس قسم کی چیزوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے، جس کا بہترین طریقہ نکاح کرنا ہے، اور اگر نکاح پر قدرت نہ ہوتو کثرت سے روزے رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور اوپر ذکر کردہ

اسباب سے بچنا چاہئے، نیک اور اچھی صحبت کو اختیار کرنا چاہئے۔

(7)...... عام حالات میں ایک ماہ میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ سوتے ہوئے احتلام ہو جائے، تو اس کو طبی اعتبار سے مرض تصور نہیں کرنا چاہئے۔

البتہ اگر کثرت سے احتلام ہو، تو یہ بیماری کہلاتی ہے۔

ایسی صورت میں خیالات کو پاکیزہ رکھنا چاہئے، عشقیہ قصے کہانیوں، ناولوں اور پروگراموں اور عورت یا اس کی تصاویر کو دیکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، رات کا کھانا سونے سے دو تین گھنٹے پہلے کھانا چاہئے، دودھ، چائے پی کر فوراً نہیں سونا چاہئے، اور چت بھی ہرگز نہیں سونا چاہئے، بلکہ کروٹ کے بل سونا چاہئے، اور یہ خیال بار بار دھرانا چاہئے کہ مجھے احتلام ہرگز نہ ہوگا۔

صبح نہار منہ ایک گلاس ٹھنڈا پانی پینا بھی اس بیماری میں مفید ہے، جن نوجوانوں کا مزاج گرم ہو، ان کے لئے بطورِ خاص یہ عمل مفید ہے۔

خشک دھنیا ضرورت کے مطابق لے کر کوٹ چھان لیں، اور اس کے برابر چینی ملا کر روزانہ چند دن تک صبح نہار منہ ٹھنڈے پانی سے کھانا بھی احتلام کی زیادتی کی بیماری کے لئے مفید ہے۔

(8)...... احتلام کی کثرت اور جلق نیز جنسی شہوت سے پیدا ہونے والے عوارض کے لئے دھنیا نہایت مفید دوا ہے، چند دن رات کو ایک تولہ دھنیا پانی میں بھگو کر رکھیں اور صبح کو اس کا صاف پانی چھان کر پئیں، لیکن اس کا مسلسل ومتواتر زیادہ دنوں تک استعمال نہ کریں۔

اس کے علاوہ خشک دھنیا کے ساتھ ہم وزن چینی شامل کر کے سفوف بنا کر تین گرام صبح اور شام استعمال کرنا بھی مفید ہے۔ نیز املی کے بیج اور ملٹھی ہم وزن کا سفوف بنا کر ایک ایک گرام صبح اور شام پانی کے ساتھ استعمال کرنا بھی اس مرض میں مفید ہے۔

نکاح اور مباشرت سے متعلق آداب

(9)...... جب لڑکا، لڑکی نکاح کے قابل ہو جائیں، اور نکاح کی قدرت واستطاعت ہو تو

قاعدہ کے مطابق ان کا نکاح کر دینا چاہیئے، جس کی وجہ سے شہوت کو جائز طریقہ پر پورا کرنے کا راستہ حاصل ہو جاتا ہے، اسی کے ساتھ کئی قسم کے فتنوں سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

(10)...... نکاح ہونے کے بعد میاں بیوی کو اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا ضروری ہے کہ جس طرح زیادہ کھانے سے آدمی کو بدہضمی ہو جاتی ہے، جو کہ صحت کے لئے مضر اور بعض اوقات موت کا سبب بھی بن سکتی ہے، اسی طرح جنسی خواہش کی بے اعتدالیاں نظامِ صحت میں بگاڑ اور تن درستی کو گھن لگانے کا سبب بن جاتی ہیں، اور بعض اوقات جلد ہی موت کا سبب بن جاتی ہیں، اور اگر کوئی زندہ بھی رہے، تو سینکڑوں دُکھوں سے بھرپور زندگی گزارنے پر مجبور ہوتا ہے۔

(11)...... جنسی خواہش کی بے اعتدالی جس طرح مرد کے لئے نقصان دہ ہے، اسی طرح عورت کے لئے بھی نقصان دہ ہے، اور صحت وتندرستی کے لئے نقصان دہ ہونے کے علاوہ حسن اور شباب کے بھی وقت سے پہلے رخصت ہونے کا سبب ہے۔

(12)...... حیض یا نفاس کے زمانہ میں صحبت کرنا یا عورت کے پیچھے کے مقام سے صحبت کرنا شرعی اور طبی اعتبار سے سخت گناہ اور نقصان دہ ہے، حیض ونفاس کے خون میں اور اسی طرح پیچھے کے مقام پر گندگی اور جراثیم ہوتے ہیں، جو صحبت کرنے کے نتیجہ میں مرد کے پیشاب گاہ میں داخل ہو کر طرح طرح کی خطرناک اور مہلک بیماریوں کا باعث بنتے ہیں، لہٰذا اس سے زوجین کو مکمل اجتناب کرنا چاہیئے۔

(13)...... شرعی اعتبار سے اگرچہ حیض ونفاس کے علاوہ کسی بھی وقت مباشرت کرنا جائز ہے، لیکن طبی اعتبار سے زوجین کو اس وقت تک مباشرت نہیں کرنی چاہیئے، جب تک سچی شہوت پیدا نہ ہو، اور شہوت کا تقاضا کسی تخیل پر مبنی نہ ہو، اور خواہ مخواہ شہوت کو ابھارا نہ جائے، ورنہ یہ سچی شہوت ہونے کی نشانی نہیں کہلائے گا۔

پس جب تک زوجین میں سے کوئی ایک بغیر کسی تکلف کے ایک دوسرے سے تقاضا پورا کرنے کے لئے بھرپور طریقہ پر راغب اور طبعی طور پر مجبور نہ ہو، اور اس تقاضے کے بعد جسم

میں کسی طرح کی کمزوری محسوس نہ ہو، بلکہ اس کے بجائے جسم میں چستی اور طبیعت میں خوشی معلوم ہو، اس وقت تک زوجین کو طبی اعتبار سے مباشرت سے پرہیز کرنا مناسب ہے۔

پھر سب لوگوں کے لئے اس کا کوئی مخصوص عرصہ مقرر نہیں، بلکہ سچی شہوت پیدا ہونے کی یہ کیفیت خواہ تھوڑے وقفہ کے بعد حاصل ہو یا لمبے وقفہ کے بعد حاصل ہو، کیونکہ آب وہوا اور غذاء کے مختلف ہونے سے اس کیفیت میں اتار چڑھاؤ رہتا ہے، کبھی یہ کیفیت دوبارہ جلدی اور کبھی دیر سے حاصل ہوتی ہے۔

(14)...... طبی اعتبار سے مناسب ہے کہ مباشرت اس وقت کی جائے، جب غذا ہضم ہو جائے، اور بدن کی حرارت اعتدال پر ہو۔

(15)...... بیماری کے زمانہ میں اور بطورِ خاص نزلہ وزکام کے وقت مباشرت کرنا طبی اعتبار سے مناسب نہیں، اس حالت میں مباشرت کرنے سے بعض امراض پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(16)...... عورت کے حاملہ ہونے کے زمانہ میں شوہر کو صحبت کرنا شرعی اعتبار سے جائز ہے، خواہ شروع کا زمانہ ہو یا درمیان کا یا آخر کا، البتہ طبی اعتبار سے اگر عورت کو تکلیف محسوس ہو، خاص طور پر آخری چھ ہفتوں میں مباشرت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

(17)...... اگر شوہر کی جنسی شہوت کمزور ہو، اور اس کو مباشرت کرنے میں دشواری ہو، تو اس کا کسی ماہر معالج سے علاج کرانا چاہیئے۔

اس کے علاوہ پیاز کا پانی، ادرک کا پانی، دیسی گھی ایک ایک تولہ لے کر دو تولہ شہد اور دو عدد انڈے کی زردی ملا کر آگ پر رکھیں، اور چمچے سے ہلاتے رہیں، جب کچھ گاڑھا ہو جائے، تو آگ سے اتار کر کھائیں، اور اوپر سے دودھ پئیں، یہ نسخہ عورت اور مرد دونوں کی جنسی شہوت کی کمزوری کے لئے بہت کارآمد اور مفید ہے۔

(18)...... زوجین کو ایک دوسرے کے لئے صفائی ستھرائی کا عام حالات میں بھی حکم ہے، اور مباشرت کے وقت اس کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے، عضوِ تناسل کے صاف ستھرا نہ ہونے یا

عورت کی شرمگاہ کے صاف ستھرا نہ ہونے وغیرہ کی صورت میں جس طرح زوجین کی صحت پر بُرے اثرات پڑتے ہیں، اسی طرح ہونے والے حمل اور بچہ کی صحت پر بھی بُرے اثرات پڑ سکتے ہیں۔

(19)......میاں بیوی کو مباشرت کرنے سے قبل یہ دعاء پڑھ لینا سنت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا.

ترجمہ: اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہم کو شیطان سے محفوظ رکھئے، اور جو آپ ہمیں (اولاد کی شکل میں) رزق عطا فرمائیں، اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھئے (بخاری)

(20)...... مباشرت کے بعد اگر جلدی غسل نہ کیا جائے، تو وضو کرلینا یا کم از کم شرمگاہ کو دھو لینا سنت سے ثابت ہے، اور طبی اعتبار سے کئی قسم کی بیماریوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

(21)...... ایسی جگہ مباشرت کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، جہاں پر دوسروں کو زوجین کی نقل وحرکت کا علم ہو، خواہ وہ بچے ہی کیوں نہ ہوں۔

(22)......مباشرت کی باتیں دوسروں کو بتانا سخت گناہ ہے۔

(23)......مباشرت سے پہلے دواعیِ وطی یا کچھ چھیڑ چھاڑ اختیار کرنا مناسب ہے۔

(24)......بغیر کسی عذر کے خاوند کے تقاضے پر اس کو پورا نہ کرنا بیوی کے لیے گناہ ہے۔

(25)...... بیوی کے حیض ونفاس کے زمانہ میں صحبت کرنا جائز نہیں، البتہ مخصوص حصہ کے علاوہ جسم کے دیگر اعضاء سے قضائے شہوت جائز ہے۔

(26)...... مباشرت کے فوراً بعد غسل کرنا، ہوا میں نکلنا یا پانی وغیرہ پینا طبی اعتبار سے نقصان دہ ہے۔

(27)......زوجین کا آپس میں کسی عضو کا شرعاً پردہ نہیں، اس لیے زوجین کا آپس میں ایک دوسرے کے تمام بدن کو چھونا جائز ہے۔

(باب نمبر 5)

ماں، بچے اور حمل کی صحت ونگہداشت کے آداب

(1)...... جنسی تولید کی مثال نباتات کی طرح ہے، جس طرح نباتات کے لئے بیج کا صحیح ہونا اور زمین کا قابلِ کاشت ہونا، اور کاشت کو آفات اور مضر چیزوں سے بچانا ضروری ہے، اسی طرح انسان کی جنسی تولید کا بھی معاملہ ہے۔

(2)...... زوجین کی طرف سے جنسی خواہش کو پورا کرنے میں اگر اعتدال اور احتیاط کو اختیار نہ کیا جائے، تو جلدی جلدی حمل قرار پاتا ہے، جو اگرچہ شرعی اعتبار سے گناہ نہیں، لیکن طبی اعتبار سے آج کل صحت اور قویٰ کے کمزور ہونے کی وجہ سے عورت کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے، اس صورت میں اولاد بھی صحت مند اور تندرست کم ہی پیدا ہوتی ہے، اور پے در پے اولاد کی پرورش اور تعلیم وتربیت بھی مشکل ہوتی ہے۔

اس لئے اس سلسلہ میں میاں بیوی کو اعتدال اور احتیاط کا دامن سنبھال کر رکھنا ہی مناسب ہے۔

(3)...... اگر عورت کے کمزور یا بیمار ہونے یا پہلی اولاد کے بہت چھوٹا ہونے یا جلد ولادت ہونے کی صورت میں اولاد کے کمزور وبیمار وغیرہ ہونے کی وجہ سے حمل قرار پانے میں وقفہ کی ضرورت ہو، تو اس طرح کے جائز مقاصد کے لئے شرعاً عزل کرنا یعنی صحبت کے وقت شوہر کا نطفہ عورت کے رحم میں نہ جانے کی کوئی جائز تدبیر اختیار کرنا جائز ہے، مگر عام حالات میں مرد یا عورت کی تولید کی صلاحیت کو مستقل طور پر ختم کرنا جائز نہیں۔

(4)...... اگر حمل قرار پا جائے، اور اس کو قائم رکھنے میں عملی طور پر ایسی مشکلات ہوں، جن کا شریعت اعتبار کرتی ہو، تو حمل میں جان پڑنے سے پہلے اس کا اسقاط شرعاً جائز ہے، لیکن اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے، کیونکہ اسقاط سے عورت کی صحت کو سخت نقصان ہوسکتا ہے،

اس لئے کسی تجربہ کار معالج کی رہنمائی میں احتیاط کے ساتھ اور انتہائی مجبوری میں ہی اس پر اقدام کرنا چاہیئے۔

(5)...... عورت کو ماہواری شروع ہونے سے بیس دن پہلے سے لے کر، اس وقت تک جب تک کہ ماہواری شروع ہونے میں دس دن رہ جائیں، طبی طور پر اس عرصہ میں صحبت کرنے سے حمل قرار پانے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔

(6)...... اگر زوجین کے مباشرت کرنے کے باوجود حمل کا استقرار نہ ہوتا ہو، تو اس کے ظاہری سبب کو معلوم کر کے علاج کرنا چاہیئے، مرد یا عورت کی جو منی پانی میں ڈالنے کے بعد تہہ نشین نہ ہو، اور پانی میں تیرنے لگے، وہ طبی اعتبار سے ناقص اور کمزور منی ہونے کی علامت ہے، اس کی اصلاح کی تدبیر کرنی چاہیئے، بعض اوقات عورت کی ماہواری میں بے قاعدگی کی وجہ سے بھی حمل کا استقرار نہیں ہوتا، ایسی صورت میں ایامِ ماہواری کی باقاعدگی کی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔

ایسی صورت میں مرد وعورت کو زیادہ گرم اور کھٹی چیزوں اور بادی غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہیئے، اور ہلکی اور جلد ہضم ہونے والی غذا کا استعمال زیادہ رکھنا چاہیئے۔

(7)...... بعض اوقات جلق یعنی مشت زنی کی قبیح عادت کے باعث عضوِ تناسل میں ٹیڑھ پن پیدا ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے صحبت کرتے ہوئے شوہر کا مادۂ تولید عورت کے رحم کے منہ تک نہیں پہنچتا، اور اولاد سے محرومی رہتی ہے، اگر ایسا ہو تو کسی ماہر معالج و حکیم سے اس کا علاج کرانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(8)...... مرد حضرات کے منی کے جریان، احتلام اور منی کے پتلا ہونے اور جلدی انزال ہونے اور عورتوں کے لیکوریا کی بیماری میں املی کے بیج نہایت مفید ہیں۔

بقدرِ ضرورت املی کے بیج لے کر ان کو بھون لیں، اس کے بعد اوپر کا چھلکا اتار کر کُوٹ چھان کر سفوف بنالیں، اور اس کے برابر چینی ملا کر روزانہ چھ ماشہ صبح کے وقت گائے کے دودھ یا

تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

املی کے بیج اور ملٹھی ہم وزن کا سفوف بنا کر ایک ایک گرام صبح وشام پانی کے ساتھ استعمال کرنا بھی مفید ہے، اور مرغی کے انڈوں کا حلوا بھی اس مقصد کے لیے بہت مفید ہے۔

(9)...... جن عورتوں میں وٹامن ای کی کمی ہوتی ہے، ان عورتوں میں حمل ٹھہرنے کی صلاحیت کمزور ہوتی ہے اور بعض اوقات حمل ٹھہرنے کے بعد ساقط ہو جاتا ہے۔

ایسی عورتوں کو وٹامن ای کی کمی کو دور کرنے کی تدبیر کرنی چاہئے، جس کا پہلے ذکر گزرا۔

(10)...... جب حیض کھل کر نہیں آتا، تو عورت کو حمل ٹھہرنے کے امکانات کم ہوتے ہیں، ایسی صورت میں حیض کھل کر آنے کی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔

اور اگر حیض کھل کر آتا ہو، اور مرد کے مادۂ تولید میں بھی کسی طرح کی خرابی نہ ہو، تو پھر عورت کو مناسب علاج وتدبیر کرنی چاہئے۔

ایسی صورت میں ناگ کیسر اور چھالیا دونوں برابر ہم وزن لے کر کوٹ چھان کر سفوف بنائیں، اور حیض سے پاک ہونے کے بعد صبح نہار منہ تین ماشے یہ سفوف عورت دودھ کے ساتھ کھائے، چند روز کے استعمال سے امید ہے کہ حمل قرار پائے گا۔

(11)...... اگر ہر طرح کی تدبیر کرنے کے باوجود کسی وجہ سے مرد کی منی اور عورت کی منی کا مخصوص ملاپ نہ ہونے سے استقرارِ حمل نہ ہو سکے، تو اس کے لئے میاں اور بیوی کے نطفہ کو لے کر مخصوص طریقہ پر عورت کے رحم تک پہنچایا جاتا ہے، جس کو ''ٹیسٹ ٹیوب بے بی'' کا نام دیا جاتا ہے، ضرورت ومجبوری کے وقت اس کی بعض صورتوں کی شرعی اعتبار سے گنجائش ہے، بوقتِ ضرورت اس پر عمل کرنا جائز ہے، جس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ ''ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت'' میں ذکر کردی ہے، وہاں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

اگر تمام چیزیں درست ہونے کے باوجود بھی حمل نہ قرار پائے، تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھ کر صبر کیا جائے، اور نیک اولاد کی دعاء کی جائے، اور غیر شرعی حرکات سے بچا جائے۔

(12)...... اگر کسی عورت کا حمل ٹھہرنے کے بعد ساقط ہو جاتا ہو، تو آملہ کا مربہ ایک عدد گٹھلی نکال کر چاندی کے ورق میں لپیٹ کر برابر کھاتی رہیں، اس سے حمل ساقط ہونے سے حفاظت رہتی ہے۔

اگر بار بار حمل ساقط ہو، تو جب اسقاط کا وقت قریب ہو، تو کام کاج کرنے اور چلنے پھرنے سے بچ کر آرام کرنا چاہیئے، قبض نہ ہونے دی جائے، جلد ہضم ہونے والی غذاؤں کا استعمال کریں، جیسے شوربا، چپاتی، مونگ کی دال، دودھ چاول یا صرف دودھ اور تازہ پھل۔

اور قبض دور کرنے کے لئے ہڑ کا مربہ استعمال کریں۔

نیز جن عورتوں کا حمل بار بار گر جاتا ہو، ان کو انار کے تر و تازہ پھول دو تولے پانی میں پیس چھان کر میٹھا کر کے دو تین روز تک صبح وشام پلانے سے حمل ساقط ہونے سے حفاظت رہتی ہے۔

(13)...... نیک اور خوش اخلاق ہونے کے ساتھ ایک تندرست وتوانا بچہ ہی والدین کی آنکھوں کا نور اور دل کا سُرور ہوتا ہے، اور یہی تندرست وتوانا بچہ آگے چل کر ملک وملت کے لئے سودمند ثابت ہوسکتا ہے، اور کسی بھی قوم کی تعمیر وترقی کا انحصار صحت مند بچوں پر ہوتا ہے۔

(14)......صحت مند بچہ کا بنیادی مدار، اس کی ماں کے صحت مند ہونے پر ہے، ماں اور بچے کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے، ہونے والا بچہ اپنی ماں کے خون کے ذریعے تازہ ہوا، خوراک اور دوسری قوت حاصل کرتا ہے، اس وجہ سے حمل کے زمانہ میں ماں کے اعضائے رئیسہ دوگنا کام کرتے ہیں، ایک اپنے لئے اور دوسرا بچے کے لئے اور والدین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کا بچہ تندرست وتوانا اور خوبصورت پیدا ہو، اس خواہش کی تکمیل کے لئے بطور خاص ماں کو اپنی صحت وتندرستی کی جانب بھرپور توجہ کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ حمل کے دوران اکثر خواتین کیلشیم، میگنیشیم، فولاد اور جست کی کمی کا شکار ہو جاتی ہیں، اس کمی کو دور کرنے کی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں، اور رنج وغم کے اسباب سے بچنا بچانا چاہیے۔

حمل سے متعلق آداب

(15)...... چونکہ رحم کے اندر نشو ونما کے دوران بچہ کو جسمانی غذاء اس کی ماں ہی سے حاصل ہوتی ہے اس لئے حمل کے زمانہ میں ماں کی غذا اور حفظانِ صحت کے اصولوں پر عمل کرنا بچے کی صحت کے لئے ضروری ہوتا ہے، اس کے نتیجہ میں ماں کی صحت بھی برقرار رہتی ہے، ورنہ ماں اور بچے دونوں ہی ہمیشہ یا لمبی مدت کے لئے بیماری وکمزوری کا شکار ہو سکتے ہیں۔

(16)...... حمل کے دوران ایسی غذا کی حاملہ کو ضرورت ہوتی ہے، جس میں پروٹین، فولاد، جست، کیلشیم اور وٹامنز کی وافر مقدار موجود ہو۔

مثلاً دن بھر میں ایک مرتبہ گوشت، دودھ، لسی، انڈا، مکھن حسبِ ضرورت استعمال کیا جائے، اگر گوشت میسر نہ آسکے تو کالے چنے، دال مونگ، لوبیا، چاول یا دال روٹی کھا کر بھی طبی اعتبار سے گوشت کی کمی کو پورا کیا جاسکتا ہے۔

اور دن میں دو یا زیادہ مرتبہ تازہ پھل یا سبزی، ترکاری اور زیادہ مہنگے پھل میسر نہ ہوں تو ان کے بجائے عام موسمی اور سستے پھل استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

طبی ماہرین کے مطابق جن عورتوں میں جست کی کمی ہوتی ہے، ان کو طبی اعتبار سے حمل کے اسقاط کے زیادہ خطرات ہوتے ہیں، اور نرینہ اولاد پیدا ہونے کی صلاحیت بھی کمزور پڑ جاتی ہے، ''جست'' کی تفصیل، غذائی اجزاء کے اوصاف وآداب میں ذکر کردی گئی ہے۔

(17)...... عورت کو حمل کے دوران تندرست رہنے کا اہتمام کرنا چاہئے، جس کے لئے مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کیا جائے۔

ایک تو حاملہ عورت کو چاہئے کہ ورزش، یعنی چلنا پھرنا، کپڑے دھونا، گھر کا کام کاج کرنا، یہ سب معمول کے مطابق کرے، اکثر بستر پر پڑے رہنا ہرگز مناسب نہیں، البتہ جب عورت تھکاوٹ محسوس کرے تو آرام کرلینا بھی ضروری ہے۔

دوسرے حاملہ عورت کو چاہیے کہ اپنے آپ کو قبض نہ ہونے دے، اگر وقت پر حاجت نہ ہو تو حاملہ عورت کو سبز پتوں والی سبزیوں کا استعمال کرنا چاہیے، اس غرض کے لئے اسپغول کا چھلکا بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

تیسرے حاملہ عورت کے دورانِ حمل پستانوں کے نپل کے اردگرد میل جمع ہو جاتی ہے، اس کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ نپل کو صاف کرنے کے بعد اس پر سرسوں کا تیل لگا دینا مناسب ہے۔

چوتھے حاملہ عورت کو چاہیے کہ دانتوں اور اپنے جسم کی صفائی کا خاص خیال رکھے۔

پانچویں حاملہ عورت کو ابتدائی ایام میں خصوصاً بھاری وزن اٹھانے، اور اچھلنے کودنے اور بار بار زینے پر اُترنے چڑھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

چھٹے اگر حمل کے دوران عورت مباشرت میں کوئی تکلیف یا دقت محسوس کرے تو مباشرت سے پرہیز کرنا چاہیے، آخری چھ ہفتوں میں خصوصی طور پر اس سے پرہیز کیا جائے تو طبی اعتبار سے زیادہ اہم ہے، اگرچہ شرعی اعتبار سے گناہ نہیں۔

ساتویں حاملہ عورت کو آرام کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا اسے کم از کم آٹھ گھنٹے سونا چاہیے اور دوپہر کو بھی خاص طور پر گرمیوں کے موسم میں کچھ وقت کے لئے آرام کرنا چاہیے۔

ہمارے معاشرہ میں بہت سے گھرانوں میں حمل کے دوران بعض حاملہ عورتوں سے بہت زیادہ کام کاج لیا جاتا ہے، دن کو بھی آرام نہیں دیا جاتا، جو حاملہ عورت اور خود اس کے بچہ کے لئے نقصان دہ اور ایک طرح سے ظلم ہے۔

آٹھویں حاملہ عورت کو خوش وخرم رہنا چاہیے اور رنج وغم، فکر وتردد اور غصہ وخوف سے بچانا چاہیے، شوہر اور دوسرے عزیزوں اور متعلقین کی طرف سے ایسی حرکات نہیں ہونی چاہئیں، جس سے عورت کو رنج وغم یا صدمہ پہنچے۔

اگرچہ ہمارے معاشرے کے بہت سے گھرانوں میں ان چیزوں کا خیال نہیں کیا جاتا، اور

لڑائی جھگڑے کے ماحول میں عورت کو حمل کا زمانہ گزارنے پر مجبور کیا جاتا ہے، جس کی اصلاح کرنی چاہیئے۔

نویں حاملہ عورت کو زیادہ مرغن غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہیئے، ورنہ سینے کی جلن پیدا ہو جاتی ہے، جو کہ دراصل تیزابیت کی زیادتی کی علامت ہے، نیز حاملہ عورت کو چاہیئے کہ کھانا تھوڑا تھوڑا کر کے دن میں کچھ وقفہ وقفہ سے تین چار مرتبہ کھائے۔

دسویں حاملہ عورت کو صبح کے وقت متلی کی شکایت عام معمول ہے، ایسی صورت میں حاملہ عورت کو صبح بیدار ہوتے ہی کوئی خشک میٹھی چیز گڑ وغیرہ استعمال کرنی چاہیئے۔

اس کے علاوہ کھانا کھانے کے بعد ادرک کا پانی 1/2 چمچ پانی میں حل کر کے پی لینا چاہیئے، اس سے متلی کی شکایت اکثر ختم ہو جاتی ہے، یا پھر سونٹھ کا سفوف ایک گرام دن میں دو تین مرتبہ استعمال کرنا چاہیئے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ حاملہ عورت کی حفاظت سے ہی حمل محفوظ رہ سکتا ہے، بے احتیاطی کی وجہ سے نہ حمل کی حفاظت صحیح طرح ہو سکتی ہے اور نہ ہی حاملہ عورت کی، بلکہ بعض اوقات حمل کے ساتھ ساتھ حاملہ عورت کی جان بھی خطرہ میں پڑ جاتی ہے، ورنہ بعض ناگہانی بیماریوں کی وجہ سے پورے گھر کو پریشانی لاحق ہو جاتی ہے۔

(18)...... حمل کے زمانہ میں کھوپرا اور مصری کھانے سے حاملہ کی عام جسمانی کمزوری دور ہوتی ہے، تندرست اور خوبصورت بچہ پیدا ہونے میں مدد ملتی ہے۔

(19)...... بعض حاملہ عورتوں کا پیٹ بہت لٹک جاتا ہے، اور یہ بھدا پن ہمیشہ کے لئے باقی رہ جاتا ہے، ایسی صورت میں حمل کے دوران اگر فلالین یا کھدّر کے کپڑے کی تین چار گرہ چوڑی پٹی لے کر اس کے ذریعہ پیٹ کو سہارا دے کر پشت پر گرہ لگا دیا کریں، تو اس سے پیٹ زیادہ نہیں لٹک پاتا۔

(20)...... بہت سی حاملہ عورتوں کے پیٹ پر دھاریاں اور چتّیاں سی پڑ جاتی ہیں، جو بری

معلوم ہوا کرتی ہیں، اگر حاملہ عورت حمل کے دوران روزانہ بلا ناغہ اپنے پیٹ پر ہلکے ہاتھ سے سرسوں کا تیل مَل لیا کرے، تو عام طور پر یہ دھاریاں نہیں پڑتیں، اگر دن میں یہ عمل مشکل ہو، تو رات کو سونے سے پہلے بھی کیا جا سکتا ہے۔

(21)...... بچہ کی ولادت سے چند ہفتے قبل یا کم از کم ایک ماہ قبل رات کو سونے سے پہلے ایک چمچ بادام روغن کا استعمال کرنے سے ولادت یا وضعِ حمل میں سہولت و آسانی رہتی ہے۔

(22)...... اگر بچہ کی پیدائش میں دشواری ہو، اور وضع حمل کا وقت پورا ہو گیا ہو، تو خالص زعفران 2 ماشہ، کیوڑہ کے عرق 5 تولہ میں پیس کر پلائیں، اس سے اکثر فوراً بچہ کی ولادت ہو جاتی ہے۔

(23)...... بچہ کی ولادت کے بعد بھی ماں کی صحت کی حفاظت بہت ضروری ہے، ورنہ اس زمانہ کی بے احتیاطی عمر بھر اور آئندہ ولادت کے لئے کئی قسم کے مسائل ومصائب کا سبب بن سکتی ہے۔

نومولود کو دودھ پلانے سے متعلق آداب

(24)...... اس دنیا میں آنے کے بعد گھُٹّی دے کر بچے کی ابتدائی خوراک ماں کا دودھ ہے، ماں کے دودھ میں وہ تمام اجزاء موجود ہوتے ہیں جو اس بچے کی نشو ونما کے لئے ضروری ہوتے ہیں، ماں کا دودھ بچے کے لئے سب سے زیادہ موزوں اور طاقت بخش غذا ہے، بشرطیکہ ماں کی اپنی خوراک متوازن ہو۔

نومولود کی آنتوں میں ہرے اور سیاہی مائل رنگ کا ایک لیس دار مادہ ہوتا ہے، ماں کا دودھ ہی اس مادے کو خارج کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے، اگر یہ مادہ دو دن تک خارج نہ ہو تو تیسرے روز شہد اور عرق گلاب نیم گرم کر کے دیں یا پھر کسٹر آئیل اور روغنِ زیتون دس دس قطرے پلا دیں۔

یاد رہے کہ بچے کی پیدائش کے چھ سات گھنٹے بعد ماں کا دودھ دے دینا چاہئے، تین ماہ تک

ماں کے دودھ کے علاوہ کوئی چیز نہ دیں، تو اچھا ہے۔

(25)......طبی اعتبار سے پیدائش کے بعد بچے کو چوبیس گھنٹے میں چھ چھ گھنٹے کے وقفہ سے صرف تین بار دودھ پلانا چاہیئے اور دوسرے دن چار گھنٹے کے وقفے سے دودھ پلانا چاہیئے۔ تیسرے دن تین گھنٹے کے وقفے سے دودھ پلانا چاہیئے اور تین ماہ کی عمر تک چار گھنٹے کے وقفے سے پانچ مرتبہ دودھ پلانا چاہیئے اور تین مہینے کے بعد چھٹے مہینے تک تین تین گھنٹے بعد دودھ پلانا چاہیئے۔

اور کوشش کرنی چاہیئے کہ دودھ ہمیشہ وقت مقررہ پر پلایا جائے، یہ طریقہ مناسب نہیں کہ جب بھی بچہ روئے، فوراً اس کے منہ میں دودھ دے دیا جائے، بعض اوقات بچہ کسی اور وجہ سے روتا ہے، اور اس طرح وقت بے وقت دودھ پلانے سے اس کا ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے اور بچہ کی نشو ونما پر غلط اثر پڑتا ہے۔

رات کو سوتے ہوئے بھی بار بار بچہ کو دودھ پلانا مناسب نہیں، جہاں تک ہو سکے بچہ کو ایسی عادت ڈالنی چاہیئے کہ بچہ کو دودھ پلا کر سلا دیا جائے اور پھر اس وقت تک اس کو دوبارہ دودھ نہ پلایا جائے، جب تک وہ گہری نیند سو کر خود بخود نہ جاگ جائے۔

(26)......طبی اعتبار سے دودھ پلانے والی عورت کے لئے مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنا چاہیئے۔

ایک تو ماں کو کوئی مہلک مرض نہیں ہونا چاہیئے۔

دوسرے ماں کی چھاتی پر کوئی خراش یا زخم نہ ہو۔

تیسرے ماں کوئی نشہ آور چیز استعمال نہ کرے، مثلاً تمباکو، بھنگ، افیون وغیرہ۔

چوتھے ماں کو عمدہ اور زود ہضم غذا استعمال کرنی چاہیئے۔

پانچویں ماں کو اپنی جسمانی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

چھٹے ہو سکے تو دودھ پلانے سے پہلے اور بعد میں ماں اپنی چھاتی کو گرم پانی سے دھو لے اور

دودھ پلانے کے بعد بچہ کا منہ بھی صاف کردیا جائے۔
ساتویں محنت ومشقت کرنے ،جنسی میل جول کرنے اور دھوپ میں چلنے پھرنے کے فوراً بعد دودھ پلانا مناسب نہیں، جب تک جسمانی حرارت اعتدال پر نہ آجائے۔
آٹھویں دونوں چھاتیوں سے باری باری بیٹھ کر دودھ پلانا چاہیئے۔
نویں دودھ پلانے کے زمانہ میں عورت کو مباشرت میں کمی کرنی چاہیئے، گرمی کے موسم میں آگ کے قریب زیادہ وقت نہیں ٹھہرنا چاہیئے، غم وغصہ سے پرہیز کرنا چاہیئے، ان چیزوں کی وجہ سے عورت کے دودھ کی افزائش میں کمی آجاتی ہے۔

(27)...... ماں کی چھاتی میں دودھ کم ہو، تو ماں کو اپنی غذا کو بہتر کرنا چاہیئے، مثلاً غذا میں حریرہ، کھیر، فیرنی کھائیں، دودھ، مکھن، بالائی کا استعمال کریں، چھاتیوں پر تِلوں کے تیل کی آہستہ آہستہ مالش کریں، ماں کو سفید زیرہ کوٹ چھان کر چینی ہم وزن ملا کر روزانہ صبح شام ایک ایک تولہ دودھ کے ساتھ کھلائیں۔

(28)......بعض اوقات ماں یا دودھ پلانے والی عورت کا دودھ خراب ہوتا ہے، جس کی پہچان یہ ہے کہ دودھ نیلا اور بہت پتلا پھٹا ہوا سا ہوتا ہے، بچہ دودھ پینے کے باوجود روز بروز دبلا اور کمزور ہوتا جاتا ہے، بچہ کو بدہضمی ہوتی ہے، ایسی صورت میں یہ دودھ نہ پلایا جائے، بلکہ بکری یا گائے کا دودھ پلایا جائے، اور بصورتِ مجبوری آخری درجہ میں بھینس کا دودھ پلایا جائے۔
اگر بچہ دودھ کو اچھی طرح ہضم نہ کرسکے، دودھ پینے سے اسے دست آنے لگیں، یا الٹی ہوجایا کرے، اور اس سے کھٹی کھٹی بو آئے، یا پیٹ پھول جایا کرے، تو دودھ میں چونے کا پانی ملا کر پلائیں، یا پھر دودھ پلانے کے بعد سہاگے کی کھیل باریک پسی ہوئی ذرا سی کسی شربت میں ملا کر یا چھوٹے چمچے میں پانی کے ساتھ گھول کر بچہ کو پلادیا کریں۔
سُہاگہ مشہور دوا ہے، اس کی چھوٹی چھوٹی ڈلیاں بنا کر توے وغیرہ پر ڈالیں، اور اس کو آگ پر رکھیں، تھوڑی دیر آگ پر رکھے رکھیں، اور ڈلیاں اِدھر اُدھر کرتے رہیں، تھوڑی دیر میں

سہاگے کی سفید کھیل بن جائے گی، یہی سہاگے کی کھیل ہے۔

(29)...... ماں کے دودھ کے علاوہ بچہ کو دوسرا دودھ پلانے کی صورت میں اس کا اچھا طریقہ بوتل میں ڈال کر دودھ پلانا ہے۔

جب بچہ ایک سال کا ہو جائے، تو مناسب یہ ہے کہ اس کو بوتل کے بجائے چمچہ سے دودھ پلایا جائے، اور اگر پیالی وغیرہ سے منہ لگا کر پی سکتا ہو، تو اس سے منہ لگا کر پلانا بھی مناسب ہے۔

بچہ کو دودھ پلانے کے لئے سب سے اچھی بوتل وہ ہے، جو آسانی کے ساتھ صاف ہو سکے۔

دودھ پینے کی بوتل کے ساتھ لگی ہوئی چوسنی کا سوراخ نہ اتنا بڑا ہو کہ ایک دم بہت سا دودھ بچہ کے منہ میں پہنچ جائے، اور نہ اتنا باریک ہو کہ اس کے ذریعہ سے بچہ کا دودھ چوسنا مشکل ہو جائے۔

بوتل میں کچھ دودھ باقی رہ جائے، تو اس کو زیادہ وقت گزرنے کے بعد دوبارہ نہیں پلانا چاہئے، خاص طور پر جب دودھ سڑ کر خراب ہو چکا ہو، اس کا بچہ کو پلانا زیادہ نقصان دہ ہے۔

اور بچہ کو جب بھی دودھ پلایا جائے، گرم کر کے پلایا جائے، ٹھنڈا دودھ پلانے سے بچہ کی صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔

دودھ کی بوتل کی صفائی بہت ضروری ہے، جب بچہ کو دودھ پلانا چاہیں، تو بوتل کو گرم پانی سے دھو کر اچھی طرح صاف کریں، اس کے کناروں سے میل کچیل کو دور کریں۔

بچہ کے لئے جس برتن میں دودھ گرم کریں، وہ برتن بھی صاف ستھرا ہونا چاہئے۔

(30)...... ایک سال کے بعد عموماً ماں کی چھاتیوں میں دودھ کی پیدائش کم ہو جاتی ہے، اور بچہ کی بھوک بڑھ جاتی ہے، اور اس کے دانت نکل آتے ہیں، جو اس بات کی علامت ہے کہ اب اس بچہ کو دودھ کے علاوہ دوسری غذائیں بھی دی جا سکتی ہیں، ایسی صورت میں بچہ کو ماں کے دودھ کے ساتھ کچھ مقدار بکری یا گائے وغیرہ کا دودھ پلایا جائے، یا دودھ میں اراروٹ یا ساگودانہ پکا کر یا ڈبل روٹی یا بسکٹ وغیرہ بھگو کر کھلائیں، یا نرم کھچڑی پکا کر دیں۔

(31)...... دودھ پیتا بچہ اگر چار پانچ مہینہ کا ہو، اور گرمی کا موسم ہو، اور اس کے ہونٹ خشک نظر آئیں، تو اس کو چمچہ سے تھوڑا تھوڑا پانی پلانا چاہیئے، ایسی حالت میں بچہ کی پیاس بجھانا ضروری ہے، اور اس حالت میں اسے پانی سے محروم رکھنا ظلم ہے۔

(32)...... عام طور پر اکثر بچوں کے چھ مہینے کی عمر میں دانت نکلنے لگتے ہیں، اور دو ڈھائی سال کی عمر تک پورے بیس دانت نکل آتے ہیں، یہ "دودھ کے دانت" کہلاتے ہیں، اور یہ عارضی ہوتے ہیں، جو کہ چھ سات سال کی عمر میں گرنے لگتے ہیں، اور ان کے بعد پکے دانت نکلتے ہیں۔

دودھ کے دانت نکلتے وقت عام طور پر بچوں کو تکلیف ہوتی ہے، مسوڑھوں اور جبڑوں میں بے چینی ہوتی ہے، منہ سے رال بہتی ہے، پیاس زیادہ لگتی ہے، بعض اوقات دست آنے لگتے ہیں، ہضم خراب ہوجاتا ہے، بھوک کم ہوجاتی ہے، بھوک کی رغبت میں کمی آجاتی ہے، قے ہونے لگتی ہے، بعض کو بخار بھی ہونے لگتا ہے، بعض کو کھچاؤ کے ساتھ دورے بھی پڑنے لگتے ہیں، بعض کی آنکھیں دکھنے لگتی ہیں، اور بچے کمزوری کا شکار ہوجاتے ہیں۔

اس زمانہ میں جہاں تک ہوسکے بچہ کے ہضم کو درست رکھا جائے، دیر میں ہضم ہونے والی چیز نہ دی جائے، ملٹھی اور ذرا سا نمک شہد میں ملا کر، دن میں کئی بار مسوڑھوں پر ملنا مفید ہے۔

بچہ کی نگہداشت سے متعلق آداب

(33)...... بچہ کو جو کپڑا پہنایا جائے، وہ صاف ستھرا اور ڈھیلا ہونا چاہیئے، تنگ کپڑا ہرگز نہ پہنائیں، سردیوں میں سر اور کانوں کو اور پاؤں کو اچھی طرح ڈھانک کر رکھنا چاہیئے، جب بچہ پاؤں چلنے لگے، تو اس کے پاؤں میں کچھ ڈھیلا اور نرم جوتا پہنایا جائے۔

بچہ کے نیچے نرم بستر بچھانا چاہیئے، بچہ کو گیلے سیلے کپڑوں میں نہ رکھا جائے۔

(34)...... چھوٹے بچوں کو زیادہ نیند کی ضرورت ہوتی ہے، اور عمر کے ساتھ ساتھ نیند کی مقدار میں کمی ہوجاتی ہے، سردیوں میں نیند کے وقت بچہ کو سردی سے بچانے کا خاص خیال رکھا جائے، اور کسی کے ساتھ اس طرح نہ لٹایا اور سلایا جائے کہ بچہ دوسرے کی کروٹ کے

نیچے دب جائے، جب بچہ ایک بار سو جائے، تو اسے جگانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے، جہاں تک ہو سکے، بچہ کو شور وشغب والی جگہ سے بچا کر سُلایا جائے، کچی نیند جگانے یا جاگنے سے بچہ کی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے، بچہ کو منہ ڈھانک کر نہ سلایا جائے، مکھیوں، مچھروں وغیرہ سے حفاظت کے لئے ململ کا یا جالی دار کپڑا اڑھا دیا جائے، تاکہ بچہ کو سانس لینے کے لئے صاف ہوا میسر آئے، اور بچہ مکھی، مچھر وغیرہ سے بھی محفوظ رہے۔

(35)......بعض اوقات بچہ نیند میں کوئی ڈراؤنا خواب دیکھنے کی وجہ سے چونک پڑتا ہے، اور چیخ مار کر رونے لگتا ہے، جس سے والدین سمجھتے ہیں کہ بچہ پر بھوت پریت کا اثر ہے، حالانکہ بچہ کی یہ حالت عام طور پر ہضم کی خرابی کی وجہ سے ہوا کرتی ہے، اور بعض اوقات دانتوں کے نکلنے یا پیٹ میں کیڑے ہونے کی وجہ سے بھی ہوتی ہے، جس کے لئے بچہ کے ہضم کو درست کرنا چاہئے، مقررہ اوقات پر دودھ پلائیں، بچہ کے دانت نکل رہے ہوں، تو ان کے جلدی نکلنے کی تدبیر وعلاج کریں، پیٹ میں کیڑے ہوں، تو ان کو مار کر نکالنے کی تدبیر کریں، ہضم کی اصلاح ودرستگی کے لئے سہاگا بھنا ہوا 6 ماشہ باریک پیس کر 4 تولہ شہد میں ملائیں، اور صبح، دوپہر، شام دن میں تین مرتبہ تھوڑا تھوڑا چٹائیں۔

اگر بچہ کو دودھ پلانے کے بعد صرف بھنا ہوا سہاگا ایک رتی چٹا دیا کریں، تو بچہ کے ہاضمہ کی بہت سی شکایتیں دور ہو جاتی ہیں، اگر کوئی بچہ الٹی کرتا ہو، تو اس کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

(36)......بعض بچے نیند میں سوتے ہوئے دانت پیسا کرتے ہیں، اس کا سبب عام طور پر ہضم کی خرابی اور پیٹ کے کیڑے ہوا کرتے ہیں۔

ہضم کی درستگی کے لئے بچے کو سونف اور ہڑ باریک پیس کر اس کا سفوف ذرا سا نمک ڈال کر ایک ایک ماشہ صبح وشام دیں، اگر پیٹ میں کیڑے ہوں، تو ان کا مناسب علاج کریں۔

(37)...... بچہ اپنی بھوک یا کسی تکلیف کا احساس رو کر ظاہر کیا کرتا ہے۔

جب بچہ اپنے ہاتھ پاؤں کو اِدھر اُدھر مارتا، اپنے سَر کو دائیں بائیں ہلاتا ہے، تو وہ گویا دودھ کو

تلاش اور طلب کرتا ہے، اور ایسی صورت میں دودھ پینے سے فوراً چپ ہو جاتا ہے۔
اور اگر دودھ پینے سے چپ نہ ہو، تو وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے، ایسی صورت میں ممکن ہے کہ اس کے بدن کے کسی حصہ میں درد ہو، یا کپڑے سے بدن کا کوئی حصہ دبا ہوا ہو، یا کوئی چیز چبھ رہی یا کاٹ رہی ہو، ایسی صورت میں اس کے احتیاط سے کپڑے اتار کر دیکھنا چاہئے۔
یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر بچہ کسی تکلیف کے بغیر بھوک یا ماں کی جدائی کی وجہ سے روئے، تو اس کو تھوڑی بہت دیر رونے دینا چاہئے، کیونکہ رونا بھی بچہ کے لئے ورزش ہے، رونے سے گلے اور پھیپھڑوں کی ورزش ہوتی ہے، رگیں کھلتی ہیں، نیز روتے وقت بچہ ہاتھ پاؤں اور جسم کو حرکت دیتا اور مارتا ہے، جس سے اس کے ہاتھ پاؤں کے عضلات مضبوط ہوتے ہیں، جسم کا دورانِ خون تیز ہوتا ہے، اور بچہ کی نشو ونما میں اضافہ ہوتا ہے۔
لیکن بچہ کا بہت زیادہ روتے رہنا بھی ٹھیک نہیں۔

(38)...... بچہ کو رونے سے بچانے کے لئے افیون اور نشہ و نیند آور ادویات یا شربت پلانے کی عادت مناسب نہیں، اس سے بچہ کی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

(39)...... بچہ کو چُوسنی کی عادت ڈالنا بھی مناسب نہیں، اگر کسی وقت ضروری محسوس ہو، تو چُوسنی کا صاف ستھرا ہونا ضروری ہے، اگر چُوسنی نیچے یا اِدھر اُدھر گرتی رہے، اور اسی حالت میں اسے بچہ کے منہ میں ڈالا جاتا رہے، یا اس کے گلے میں لٹکا دیا جائے، مگر اس کو ہر مرتبہ منہ سے نکلنے کے بعد صاف نہ کیا جائے، تو یہ بچہ کے لئے کئی قسم کی بیماریوں کا سبب بن جاتی ہے۔
اسی طرح بچہ کے کسی دوسری چیز یا انگلی وانگوٹھا منہ میں ڈال کر چوسنے کی عادت بھی اچھی نہیں، اس سے بچہ کے منہ میں گندگی داخل ہوتی ہے، اس لئے اس طرح کی عادتوں سے بچہ کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(40)...... بچہ کو چھ مہینہ کی عمر ہونے تک گود میں لینا مناسب نہیں، بلکہ اس وقت تک بچہ کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر پکڑنا چاہئے، بچہ کو اٹھاتے وقت، ہاتھ اس کی بغلوں میں دے کر

اٹھانا مناسب ہے، اور پھر بچہ کے سر کو سہارا دے کر ہاتھوں پر رکھنا چاہئے، جب بچہ بیٹھنے لگے، تو اس کو گود میں لینے اور کندھے سے لگانے میں حرج نہیں، مگر اس صورت میں بھی اس کے ہاتھ یا گردن وغیرہ کو جھٹکا لگنے سے بچانا ضروری ہے۔

(41)...... بچہ کے جسم کو صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، بچہ کے ناخن وغیرہ احتیاط کے ساتھ کاٹتے رہنے چاہییں، نہلاتے وقت بچہ کے سر اور بالوں کو اچھی طرح دھونا چاہئے۔

(42)...... بچوں کا رونا دھونا اور بھاگنا دوڑنا، اچھلنا، کودنا، سب ہی ان کی ورزش ہے، ان چیزوں سے گھبرانا نہیں چاہئے، البتہ ساتھ ہی بچوں یا کسی دوسری چیز کو نقصان نہ پہنچے، اس کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

(43)...... جب تک بچہ کھڑا ہونے کے قابل نہ ہو جائے، اور اس کی نرم ہڈیوں میں سختی نہ آ جائے، اس کو زبردستی کھڑا کرنے اور چلانے سے پرہیز کرنا چاہئے، ایسا کرنے سے ہمیشہ کے لئے بچہ کی ٹانگیں ٹیڑھی اور بھدی ہو سکتی ہیں۔

(44)...... جب بچہ زمین پر رینگنے اور چلنے لگتا ہے، تو وہ ہر چیز اٹھا کر اپنے منہ میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے، جس سے اس کو نقصان پہنچ جاتا ہے، یا کوئی چیز حلق میں پھنس جاتی ہے، اس لئے چھوٹے بچوں کی نگہداشت بہت ضروری ہے، جہاں بچہ چلے پھرے، اس جگہ کی صفائی کا خیال رکھنا چاہئے۔

مناسب یہ ہے کہ ایسی چیزیں بچہ کی پہنچ سے دور رکھی جائیں، جو وہ خوامخواہ اٹھا کر منہ میں ڈالے۔

(45)...... جب بچہ بڑا ہونے لگتا ہے، تو اس کو کھلونوں سے دلچسپی ہونے لگتی ہے، اور وہ ان سے خوش ہوتا ہے، اور خوش ہونے سے بچہ کی صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے، اس لئے بچہ کے لئے حسبِ حیثیت مناسب کھلونوں کا انتظام کرنا چاہئے۔

البتہ کھلونوں کو بچہ کے منہ میں ڈالنے سے بچانا چاہئے، اسی طرح کوئی ایسا چھوٹا کھلونا بچہ کو نہ دیں، جو وہ اپنے حلق یا کان وغیرہ میں پھنسا لے، اس کی بہت زیادہ احتیاط اور نگرانی کرنی چاہئے۔

www.idaraghufran.org

(باب نمبر 6)

ابتدائی طبی امداد(First Aid)کے آداب

ابتدائی طبی امداد(First Aid) سے مراد وہ امداد ہے، جو باضابطہ یا مکمل علاج کے مہیا ہونے سے پہلے فوری طور پر بیمار یا متاثرہ مریض کو عام آدمی یا طب سے وابستہ کوئی شخص مہیا کرے، ہر شخص کو ابتدائی طبی امداد کے علم سے آگاہ ہونا بہت اہم اور مفید ہے، جس کی وجہ سے بڑی تکلیف، حادثہ یا ہلاکت سے کافی حد تک حفاظت رہتی ہے، ابتدائی طبی امداد دینے کے بعد مریض کو بغرضِ معائنہ کسی ماہر معالج یا قریبی ہسپتال سے رجوع کرنا مناسب ہے۔

اس کے علاوہ بعض عام پیش آنے والی بیماریوں کے علاج کے مجرب، سادہ اور آسان طریقے اور نسخے بھی ہیں اور طبی امداد میں دوسرے کی مدد وتعاون کرنا اور دوسرے کی تکلیف کو دور کرنا، یا اپنی تکلیف کا ازالہ پایا جاتا ہے، اس لئے یہ بھی حسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی کا اعلیٰ شعبہ ہے۔

اس لئے اب آگے ان چیزوں کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کرنا

بعض اوقات کسی حادثہ مثلاً پانی میں ڈوبنے، زہروں کے استعمال یا بجلی وغیرہ کے کرنٹ سے انسان کا سانس عارضی طور پر رُک جاتا ہے، کسی گہرے صدمہ کی وجہ سے بھی یہ عارضہ پیش آسکتا ہے، ایسی صورت میں مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کرنے کی فوری ضرورت ہوتی ہے، جس سے مریض کی جان بچنے کے امکانات روشن ہوتے ہیں، ورنہ انسان کے فوت ہو جانے کا قوی خدشہ ہوتا ہے۔

مصنوعی سانس جاری کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو پیٹھ کے بل چت لٹائیں اور اس کے کندھوں کے نیچے تکیہ یا کوئی کپڑا تہہ کر کے رکھ دیں، جو شخص مصنوعی سانس جاری کرائے وہ مریض کے سر کے پیچھے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ذرا آگے کی طرف جھک جائے، اگر مریض کے ناک اور منہ میں کوئی چیز ہو تو اسے نکال کر صاف کردے، اور مریض کی زبان باہر کی طرف کھینچے، اس کے بعد مریض کی کلائیوں کو نیچے سے پکڑ کر اس کے بازوؤں کو دائیں بائیں طرف لاتے ہوئے اپنی طرف اس طرح کھینچے کہ مریض کی کہنیاں زمین سے چھوتی ہوئی آئیں، اس عمل سے ان شاء اللہ تعالیٰ پھیپھڑوں میں ہوا بھر جائے گی، اس کے بعد ان مڑے ہوئے بازوؤں کو دھیرے دھیرے سامنے نیچے اور اندر کی طرف لا کر کہنیوں اور بازوؤں کو مریض کی چھاتی پر زور سے دبائیں، اس عمل سے ہوا پھیپھڑوں سے نکل جائے گی، بار بار یہی عمل کرتے رہیں، یہاں تک کہ سانس کی آمدورفت باقاعدہ جاری ہو جائے اور مناسب یہ ہے کہ کسی معالج وڈاکٹر وغیرہ سے اس طریقہ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

اگر مریض کی ریڑھ کی ہڈی یا پسلی وغیرہ ٹوٹ گئی ہو، تو مذکورہ بالا طریقہ مناسب نہیں، کیونکہ ہڈیوں پر دباؤ پڑنے سے نقصان ہوسکتا ہے۔

ایسے حالات میں منہ پر منہ رکھ کر سانس بحال کرنے کا طریقہ بہتر ہوتا ہے۔

منہ پر منہ رکھ کر سانس بحال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مریض کے حلق کی نالی میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو ایک لمبی سانس لیں اور روک لیں، پھر مریض کے منہ سے منہ لگا کر سانس کو آہستہ آہستہ چھوڑیں، اس دوران مریض کے نتھنے مضبوطی سے پکڑے رکھیں، اس عمل کو ایک منٹ میں پندرہ سے بیس مرتبہ کریں۔ یہ عمل چھوٹے بچوں کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔

مریض کی زبان پر انگلی سے ضرب لگانا بھی سانس جاری کرنے کے لئے مفید ہے۔

سانس جاری کرنے کے لئے بعض اوقات کافی دیر بھی لگ سکتی ہے، جس سے گھبرانا نہیں چاہئے۔

دل کی حرکت بند ہو جانا

اتفاقی طور پر دل کی حرکت بند ہو جانے کی حالت میں مریض کو چت لٹا کر اس کے دل پر آہستہ آہستہ تھپکیاں دیں۔

اگر مریض کا سانس کلوروفارم یا اسی قسم کی کسی دوسری دوا کے اثر سے بند ہو گیا ہو، تو مریض کو اس طرح چت لٹایا جائے کہ اس کا سر نیچے کی طرف جھکا رہے پھر اوپر ذکر کردہ طریقہ کے مطابق سانس یا دل کی حرکت جس کی بھی ضرورت ہو، جاری کرنے کی کوشش کی جائے۔

آگ سے جلنا

اگر اللہ نہ کرے کپڑوں میں آگ لگ جائے تو اس حادثہ کے رونما ہونے پر مریض کو بھاگنے دوڑنے نہ دیں، اس حالت میں اگر کوئی شخص بھاگتا ہے تو ہوا لگنے سے شعلے اور زیادہ بھڑک اٹھتے ہیں، اس حادثے سے نمٹنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایسے شخص کو زمین پر لٹا دیں اور اوپر سے موٹی چیز کمبل، دری، شال یا قالین وغیرہ ڈال کر پوری طرح لپیٹ دیں اس طرح آگ آکسیجن حاصل کرنے سے محروم ہو کر خود سے بجھ جاتی ہے اور اگر ایسی صورت پر عمل مشکل ہو تو متاثرہ شخص کو چاہئے کہ وہ فوراً زمین پر لیٹ کر پلٹیاں کھائے، اس سے بھی آگ بجھ جاتی ہے۔

آگ بجھ جانے کے بعد اگر متاثرہ شخص کا کوئی حصہ جل گیا ہو تو اس پر سے کپڑا ہٹا کر یا کاٹ کر کھانے کا سوڈا تھوڑا پانی میں ملا کر جلے ہوئے مقام پر لگائیں، یا نیم گرم پانی دھار کی صورت میں متاثرہ مقام پر ڈالیں، چونے کا پانی اور السی کا تیل برابر وزن ملا کر متاثرہ مقام پر لگانا بھی مفید ہے، نیز گھیکوار کا گودا متاثرہ مقام پر لگانا جلی ہوئی جلد کا بہترین علاج ہے۔

انڈے کی سفیدی لگانے سے بھی جلے ہوئے مقام کی تکلیف میں آرام آتا ہے، اور اگر جلے ہوئے مقام پر فوری شہد لگا دیا جائے، تو چھالے نہیں پڑتے۔

جلے ہوئے مقام پر کچا آلو لگانا یا برنال لگانا بھی مفید ہے، زیادہ جل جانے کی صورت میں کسی ماہر معالج یا قریبی ہسپتال سے رجوع کرنا چاہئے۔

آسمانی بجلی کا گرنا

جب آسمانی بجلی کڑک رہی ہو تو مکان یا عمارت کے اندر رہنے کی کوشش کریں، کسی اونچے مکان یا درخت پر نہ چڑھیں، کسی درخت کے نیچے بھی نہ بیٹھیں، لوہے کی کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھیں، مشہور ہے کہ آسمانی بجلی عام طور پر سیاہ رنگ والی چیز کے اوپر گرتی ہے، اس لئے آسمانی بجلی کے کڑکنے کے وقت کوئی سیاہ چیز، سیاہ کپڑا وغیرہ پہن یا اوڑھ کر باہر نہ نکلیں، بارش کے لئے چھتری بھی سیاہ رنگ کی استعمال نہ کریں، تو بہتر ہے۔

اگر کسی کے اوپر آسمانی بجلی گر جائے تو مریض کو فوراً ٹھنڈے پانی سے نہلائیں، سر پر ٹھنڈا پانی گرائیں اور پیچھے ذکر شدہ آگ سے جلنے والی تدابیر اختیار کریں، اگر مریض بے ہوش ہو گیا ہو تو ہوش میں لانے کی تدبیر اختیار کریں، سانس رُک گیا ہو تو مصنوعی طور پر سانس جاری کرنے کی کوشش کریں اور پھر کسی ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کریں۔

بجلی کا کرنٹ لگنا

شہری ہو یا دیہاتی کوئی بھی شخص بجلی کے کرنٹ کے حادثے کا شکار ہو سکتا ہے، جب کسی شخص کا ہاتھ یا جسم کا کوئی حصہ بجلی کی تار یا کرنٹ والی چیز سے چھوتا ہے تو اس کو فوراً سخت صدمہ پہنچتا ہے، جس سے اس کی حرکت کی قوت جاتی رہتی ہے، وہ اپنے ہاتھ یا جسم کے دوسرے حصے کو جو کرنٹ کی زد میں ہو، اس سے الگ نہیں کر سکتا، اور بے بس ہو کر رہ جاتا ہے، ایسے شخص کو فوری امداد کی ضرورت ہوتی ہے، ایسی حالت میں فوری طور پر پیچھے سے بجلی کا سوئچ بند کر دینا چاہئے، اگر سوئچ تک رسائی نہ ہو تو اس آدمی کے جسم کو تار سے الگ کرنے کی کوشش کرنا چاہئے، لیکن مدد کرنے والے فرد کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ خود بجلی کی گرفت میں نہ

آجائے۔خشک لکڑی، خشک کپڑے، پلاسٹک یا ربڑ کی بنی ہوئی اشیاء، خشک گھاس، بان کی رسی اور خشک سرکنڈے وغیرہ میں سے کرنٹ نہیں گزر پاتا۔

اس لئے مدد کرنے والے شخص کو اس قسم کی مذکورہ اشیاء کی مدد سے بجلی کی تار کو انسانی جسم سے الگ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر مذکورہ اشیاء گیلی ہوں یا ان میں نمی ہو تو ان میں بھی کرنٹ آجاتا ہے، اسی طرح لوہے، تانبے، اور پیتل جیسی دھاتوں سے بھی کرنٹ چھڑانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔

مدد کرنے والے شخص کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ وہ متاثرہ شخص کے جسم سے نہ چھو جائے، ورنہ وہ خود بھی کرنٹ کی پکڑ میں آسکتا ہے۔

جو شخص کرنٹ کی زد میں آجائے، تو اسے کرنٹ سے الگ کرکے خشک مٹی یا خشک ریت پر لٹا کر خوب دبایا جائے، اور اس کا جوتا وغیرہ اتار دیا جائے، سینے اور گلے وغیرہ کی بندشیں کھول دی جائیں، ہاتھ اور پاؤں کو ریت میں دبادیں تو زیادہ بہتر ہے۔

اگر بجلی کے کرنٹ سے مریض بے ہوش ہوگیا ہو، تو اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنی چاہئے، جس کا طریقہ آگے ''بے ہوشی اور اس کا ازالہ'' کے ضمن میں آتا ہے، اگر سانس بند ہوگیا ہو تو اس کو مصنوعی طریقہ پر جاری کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پانی وغیرہ میں ڈوب جانا

پانی میں ڈوبنے سے جو موت واقع ہوتی ہے، اس کا ظاہری سبب زیادہ تر منہ اور ناک وغیرہ کے ذریعہ پانی اندر جاکر سانس بند ہونا ہوا کرتا ہے، یہ بات یاد رکھیے کہ طبی اعتبار سے پانی میں ڈوبے ہوئے انسان کا سانس جاری کرکے اس کی جان ڈوبنے کے دو گھنٹہ بعد تک بھی بچنے کا امکان ہوتا ہے، اس لئے ایسے انسان کو جو ڈوبنے کے بعد بظاہر مُردہ نظر آئے اس کا مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، پانی سے نکالنے کے بعد اسے فوراً

www.idaraghufran.org

اوندھا لٹا کر پشت پر ہاتھ رکھ کر دبائیں، اس طرح اس کے منہ سے پانی خارج ہوجاتا ہے، اس کے بعد اسے پیٹھ کے بل لٹا کر منہ کو ریت اور کیچڑ وغیرہ سے صاف کر دیں، اگر جسم پر تنگ کپڑے ہوں تو ڈھیلے کر دیں، گلے وغیرہ کے بٹن اور بندشیں کھول دیں، اس کے بعد مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کریں، جب تک مریض قدرتی طور پر سانس نہ لینے لگے یا معالج میسر نہ آجائے اس عمل کو جاری رکھیں، اگرچہ ڈوبا ہوا شخص مردہ ہی کیوں نہ نظر آئے، بعض اوقات سانس جاری کرنے میں ایک گھنٹہ تک مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کرنے کا عمل کرنا پڑتا ہے، جب سانس کی باقاعدہ آمدورفت شروع ہوجائے تو اس کے جسم کو حرارت وگرمی پہنچانے کے لئے گرم چادر، کمبل وغیرہ میں لپیٹیں، ٹانگوں اور بازوؤں کو نیچے سے اوپر کی طرف ملیں، تاکہ خون کو رگوں کے واسطہ سے دل کی طرف جانے میں مدد ملے، گرم پانی کی بوتلیں بغل میں رکھیں، تھوڑا قہوہ یا چائے پلائیں۔

اس کے بعد ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کریں۔

کیل، کانٹا یا سوئی وغیرہ کا چبھ جانا

اگر کسی کو پاؤں وغیرہ میں کیل، کانٹا یا سوئی وغیرہ چبھ جائے تو اس کو عام چیز سمجھ کر نظر انداز نہ کریں، بلکہ فوراً پاؤں کو صاف ستھرے پانی سے دھو کر کیل کانٹا یا سوئی وغیرہ کو پاؤں سے نکالنے کی کوشش کریں، جسم میں چبھی ہوئی چیز کو نکالنے کے لئے کوئی میلی کچیلی، زنگ آلود اور جراثیم زدہ یا دوسرے کی استعمال شدہ چیز جلد میں ہرگز داخل نہ کریں اور زخم کو کھلا نہ چھوڑیں، ہلدی میں تھوڑا سا گھی یا تیل ملا کر متاثرہ مقام پر لگا دیں۔

اگر کانٹا گہرائی میں ہو تو گھیکوار (یعنی ایلوویرا) کا گودا، دو دن تک زخم پر باندھیں، اس سے عموماً جلد نرم ہو کر کانٹا باہر نکل آتا ہے۔

یہ بات یاد رکھیے کہ زنگ اور جراثیم زدہ چیز کے زیادہ دیر جسم میں رہنے سے بڑا خطرہ لاحق

ہوسکتا ہے۔
اگر تکلیف دور نہ ہو تو معالج یا ہسپتال سے رجوع کرنا چاہیے۔

شیشے کے ریزوں کا چبھ جانا

عموماً گھروں میں شیشے کا گلاس، شیشے کی بوتل یا کوئی برتن، بلب وغیرہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے ریزے پاؤں وغیرہ میں چبھ جاتے ہیں، اگر شیشہ سفید رنگ کا ہو اور اس کے ذرے بڑے ہوں تو آسانی سے دکھائی دے جاتے ہیں اور انہیں نکالنا آسان ہوتا ہے، انہیں کسی صاف اور غیر زنگ آلودہ چیز سے پکڑ کر نکالنا چاہیے، شیشہ کا ریزہ نکالنے کے بعد زخم کو اچھی طرح صاف کر دینا چاہیے، اور ہلدی میں گھی یا تیل ملا کر اوپر پٹی باندھ دینی چاہیے۔
اگر شیشے کے ذرے چھوٹے ہوں اور وہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیں تو ایسی صورت میں آتشی شیشے (یعنی عدسہ) وغیرہ سے دیکھنے کی کوشش کرنی چاہیے، ورنہ فوراً کسی ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کرنا چاہیے۔

زخم سے خون کا بہنا

جسم کے کسی بھی حصے پر کسی تیز دھار چیز مثلاً چاقو، چھری، شیشے، پتھر وغیرہ لگنے سے جلد زخمی ہوجاتی ہے، اور اس سے خون بہنا شروع ہوجاتا ہے، اگر خون کو روکا نہ جائے تو زیادہ خون بہہ جانے سے مریض کے بے ہوش ہوجانے یا مرجانے کا بھی خدشہ ہوجاتا ہے۔
اگر خون آہستہ آہستہ بہہ رہا ہو تو جس عضو سے خون بہہ رہا ہو، اس کو جسم کے باقی حصہ سے اونچا کریں، مثلاً ہاتھ پر زخم ہو، تو اس کو جسم سے اوپر اٹھا دیں، اور پاؤں میں زخم ہو، تو زخمی کو لٹا کر ٹانگ کو اونچا کردیں، اس کے بعد زخم پر ٹھنڈا پانی گرائیں یا برف لگائیں، یا بجھا ہوا چونا لگائیں، اگر اس تدبیر سے خون بند نہ ہو تو صاف کپڑے کی گدی زخم پر رکھ کر پٹی سے کس کر باندھ دیں، یا کسی صاف کاغذ کو جلالیں اور اس کی راکھ زخم پر رکھ کر اس پر پٹی باندھ دیں۔

یا پھر کوئی صاف ریشمی یا سوتی کپڑا جلا لیں اور اس کی راکھ زخم پر رکھیں اور پٹی باندھ دیں، ان تدبیروں میں سے کسی پر عمل کر لینے سے عموماً خون رُک جاتا ہے۔

اگر خون نکلنے والی جگہ کو کچھ دیر دبا کر رکھا جائے، یا زخم کے اوپر کی طرف نرم حصہ کو دبا کر رکھا جائے، تو بھی خون بند ہو جاتا ہے، تھوڑی دیر دبا کر رکھنے کے بعد صاف پٹی، گدی وغیرہ رکھ کر کچھ کَس کر باندھ دیں۔

زخم کے متعلق احتیاطی تدابیر

جب جسم میں کوئی زخم لگ جائے تو زخم کو مٹی، گرد و غبار یا کسی دوسری غلاظت اور جراثیم والی چیزوں سے محفوظ رکھنا چاہیئے اور زخم والی جگہ کو زیادہ ہلانے جُلانے اور کام کاج کرنے سے بھی ممکنہ حد تک بچنا چاہیئے، زخم کے دونوں سروں کو آپس میں ملا کر صاف پٹی وغیرہ کے ذریعہ باندھنے سے زخم کئی قسم کی گندگیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے، تازہ زخم میں خالص شہد بھرنے سے وہ بہت جلد جڑ جاتا ہے۔

بدن کے کسی جوڑ میں موچ کا آنا

کسی جوڑ کے اچانک ٹیڑھا ہو جانے اور مڑ جانے یا جھٹکا اور دباؤ پڑنے سے اس جوڑ کے بندھن پھٹ جاتے ہیں، یا اس جوڑ کے پٹھے اور رگیں کھنچ جاتی ہیں، تو اس کو ’’موچ آنا‘‘ کہا جاتا ہے، جب کسی جوڑ میں موچ آتی ہے، تو اس جوڑ میں سخت درد ہوتا ہے، اس جگہ ورم آ جاتا ہے، اور اس جگہ کو ہلانا جلانا مشکل ہو جاتا ہے۔

ایسی صورت میں اس عضو کو آرام دیں، ہلانے جلانے سے پرہیز کریں، اور اس حصہ کو کچھ تیز گرم پانی میں تقریباً آدھا گھنٹہ ڈبو کر رکھیں یا متاثرہ مقام پر گرم پانی ڈال کر ٹکور کریں، اس کے بعد گرم روئی رکھ کر کپڑے کی پٹی سے کَس کر باندھیں، پٹی موچ کے نیچے سے باندھنا شروع کریں، اور اوپر کی طرف ختم کریں، دوسرے دن پٹی اُتار دیں، اور موچ والے عضو کو

پندرہ بیس منٹ تک گرم پانی میں رکھیں، اوراس کو آہستہ آہستہ نیچے سے اوپر کی طرف مَلیں۔
اگر پاؤں میں موچ آجائے، تو اس کی گرم پانی سے ٹکور کرنے کے بعد انڈے کی زردی میں تھوڑا گیرو ملا کر ہلکا گرم لیپ کریں، اور آگ سے ہلکی سکائی یعنی ٹکور کریں، یہاں تک کہ دوا خشک ہوجائے۔
آرام نہ آنے کی صورت میں ماہر معالج یا ہسپتال سے رابطہ کریں۔

سخت ضرب یا چوٹ کا لگنا

چھت یا دیوار یا کسی اور بھاری چیز کے کسی کے اوپر گرنے سے اگر کوئی شخص دب جائے تو اس کو کھینچ کر نکالنے سے پرہیز کریں، اور سب سے پہلے منہ کی طرف سے ملبہ وغیرہ فوری اٹھانے کا بندوبست کریں، اس ضرورت کے لئے آواز دے کر اپنے قریبی لوگوں کو بھی بلا لینا چاہئے، تاکہ فوری طور پر ملبہ، بوجھ وغیرہ اٹھایا جاسکے، اور اگر کسی دوسرے طریقہ سے سخت چوٹ لگی ہو تب بھی اور مندرجہ بالا صورت میں بھی متاثرہ شخص کو آرام سے سیدھا لٹائیں، سر کے نیچے تکیہ یا کوئی کپڑا وغیرہ رکھ کر سر کو باقی جسم سے اونچا کردیں، اگر ٹانگ میں چوٹ لگی ہو تو اس کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اس کو سر سے کچھ اونچا رکھیں، اگر چوٹ ہاتھ یا کلائی پر لگی ہو تو رومال، یا کسی کپڑے سے باندھ کر گردن میں لٹکائیں، تاکہ اس پر دباؤ نہ پڑے۔
اگر مریض بے ہوش ہو، تو گلے اور سینے کے بٹن اور بندھن کھول دیں، ازار بند یا دھوتی (لنگی) وغیرہ کو بھی ذرا ڈھیلا کردیں، ہاتھ اور پاؤں کے تلووں کو ہاتھوں سے رگڑیں، ہلکا سا پانی لے کر منہ پر چھینٹا دیں، اگر ان تدابیر سے مریض ہوش میں نہ آئے تو فوری قریبی ہسپتال یا ماہر معالج سے رجوع کریں۔

معمولی چوٹ کا لگنا

اگر چوٹ معمولی ہو اور متاثرہ شخص ہوش میں ہو، اور بیرونی جلد پر زخم کا نشان نہ ہو، البتہ جلد

کے نیچے خون جم کر نیل پڑ گیا ہو، تو اسپرٹ اور پانی ملا کر یا سرکہ اور پانی ملا کر، اور اگر یہ چیزیں دستیاب نہ ہوں تو صرف ٹھنڈے پانی میں کپڑا بھگو کر چوٹ پر رکھیں، اور ایسا بار بار کریں، اندرونی چوٹ کے لئے 3 گرام ہلدی کا سفوف، دودھ کے ساتھ مریض کو پلائیں، چونا اور ہلدی ملا کر ذرا سا گرم کر کے متاثرہ مقام کو سینکنے یا باندھنے سے بھی سُوجن اور چوٹ کے درد کو آرام ملتا ہے۔

اگر چوٹ ہاتھ یا کلائی پر لگی ہو تو کلائی کو رومال وغیرہ سے باندھ کر گردن میں لٹکائیں، تاکہ اس پر دباؤ نہ پڑے۔

ہڈی کا ٹوٹنا

بعض اوقات ہڈی ٹوٹ کر باہر نکل آتی ہے، لیکن اکثر و بیشتر ہڈی ٹوٹ کر اندر ہی رہتی ہے، اور اس جگہ ورم ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے ہڈی ٹوٹنے کی نشانیوں کو جاننے میں دشواری پیش آتی ہے، ہڈی ٹوٹنے کی عام نشانیوں میں اس جگہ درد ہوتا ہے، یا اس عضو کی حرکت کی قوت ختم ہو جاتی ہے، یا عضو کی شکل بگڑ جاتی ہے، یا اس عضو کو ہلانے سے ٹوٹی ہوئی ہڈی کے سروں کے آپس میں رگڑ کھانے کی آواز پیدا ہوتی یا محسوس ہوتی ہے، یا عضو سکڑ جاتا ہے یا اس کی لمبائی کم ہو جاتی ہے۔

ان میں سے ایک یا زیادہ نشانیاں موجود ہوں تو سمجھ لینا چاہئے کہ ہڈی ٹوٹ گئی ہے، ایسے افراد جن کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو، ان کے بارے میں چند احتیاطیں اختیار کرنی چاہئیں۔

ایک تو یہ کہ متاثرہ شخص جس جگہ پڑا ہو، شدید ضرورت کے بغیر وہاں سے اس وقت تک نہ ہٹائیں جب تک کہ اُس کے متاثرہ مقام پر کھپچیاں نہ باندھ لیں، یا کسی دوسرے طریقے سے نہ سنبھال لیں۔ ریڑھ کی ہڈی ٹوٹنے پر اس اصول کو خصوصاً پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

دوسرے یہ کہ کھپچیاں مضبوط اور اتنی بڑی ہوں کہ شکستہ اوپر اور نیچے کے جوڑ حرکت نہ کر سکیں۔

تیسرے یہ کہ نہایت نرمی سے اور آہستہ آہستہ ٹوٹے ہوئے عضو کو سیدھا کر دیں۔

چوتھے یہ کہ متاثرہ شخص کو کپڑا اوڑھا دیں، تاکہ اس کا جسم گرم رہے۔
پانچویں پٹی کس کر باندھیں، لیکن اتنا زیادہ نہ کسیں کہ دورانِ خون بند ہو جائے۔
چھٹے جب معمولی سا بھی شک ہو کہ ہڈی ٹوٹ گئی ہے تو متاثرہ شخص کو فوراً ماہر معالج یا قریبی ہسپتال لے جانے کا بندوبست کریں۔
ساتویں متاثرہ شخص کو آرام پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں، اور گھبراہٹ کا علاج کریں۔

ہڈی کا جوڑ اتر جانا

بعض اوقات جھٹکا وغیرہ لگنے سے ہڈی کا جوڑ اپنی جگہ سے اتر جاتا ہے، جس کی عام نشانیاں یہ ہیں۔
جوڑ یا اس کے قریب سخت درد ہوتا ہے، عضو میں حرکت نہیں ہو پاتی، عضو کی جگہ اور شکل تبدیل ہو جاتی ہے، اور جوڑ کے قریب ورم ہو جاتا ہے۔
اس طرح ایک یا چند نشانیاں موجود ہونا، جوڑ اترنے کی علامت شمار ہوتی ہے۔
اس طرح کا مریض اگر گھر سے باہر ہو تو اسے اس طرح سہارا دیں کہ جس سے متاثرہ شخص کو ہر ممکن آرام ملے، شدید درد کی صورت میں جوڑ پر بار بار ٹھنڈے پانی کا کپڑا رکھیں، ٹھنڈے پانی سے آرام نہ ہو تو کپڑا اگرم پانی میں بھگو کر رکھیں، اور اس کے بعد کسی قابل معالج یا ہسپتال سے رجوع کریں۔

کان میں کسی چیز کا پھنس جانا

بعض اوقات بچے کھیلتے کھیلتے کسی اناج کے دانے، کانچ کے موتی یا کسی دوسری چیز کو کان میں ڈال لیتے ہیں، اور اپنی نا سمجھی کی وجہ سے اس کو انگلی سے دھکیل کر کان میں دور تک پھنسا لیتے ہیں، بعض اوقات کسی بڑے کے کان میں بھی کسی طرح سے ایسی چیز جا سکتی ہے، خاص طور پر اگر کوئی حادثہ، ایکسیڈنٹ وغیرہ ہو جائے۔

اگر کان میں پھنسی ہوئی چیز قریب میں ہو تو وہ گرفت میں آسکتی ہے، اس کو موچنے، چمٹی یا باریک سلائی وغیرہ سے آہستہ آہستہ باہر نکال لینا چاہئے۔

اگر کان میں پھنسی ہوئی چیز گرفت میں نہ آسکے تو پہلے کان میں دو بوند تلوں کا یا سرسوں کا تیل ٹپکائیں، پھر باریک سلائی سے پھنسی ہوئی چیز کو باہر کی طرف سرکائیں اور پھر موچنے یا چمٹی وغیرہ سے اس چیز کو باہر نکال لیں، ان تمام کوششوں میں یہ خیال رکھیں کہ کان زخمی نہ ہونے پائے، زیادہ گہرائی تک کوئی چیز نہ پہنچائیں، تاکہ کان کا پردہ متاثر نہ ہو، اگر معاملہ قابو میں نہ آئے، تو متاثرہ مریض کو کسی ماہر معالج یا قریبی ہسپتال میں پہنچائیں۔

کان میں کسی کیڑے کا گھُس جانا

بعض اوقات سوتے ہوئے کوئی کیڑا یا مچھر وغیرہ کان میں گھس جاتا ہے، اور کان میں زہر سے سوزش یا ورم پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے، اگر وہ مچھر یا کیڑا نظر آئے تو موچنے یا چمٹی وغیرہ سے آرام سے باہر نکال لیں، اور اگر صرف رینگنے کی سرسراہٹ محسوس ہو تو کان میں سرسوں کا تیل تین چار قطرے ڈالنے سے وہ مرجاتا ہے، اس کے بعد نیم گرم پانی کی پچکاری کرنے اور کان کو نیچے کی طرف جھکا کر رکھنے سے مرا ہوا کیڑا پانی کے ساتھ بہہ کر بحمداللہ تعالیٰ باہر آجاتا ہے۔

کان میں پانی چلا جانا

کسی وجہ سے اگر کان میں پانی چلا جائے تو کان کو نیچے کی طرف جھکا دیں یا روئی یا اخبار وغیرہ کے کاغذ کی بتی بنا کر آہستہ آہستہ کان میں داخل کریں، اس سے وہ پانی روئی، یا کاغذ میں جذب ہو کر خارج ہو جاتا ہے۔

اگر کان میں خالی پچکاری داخل کر کے اس کو پیچھے سے دبائیں، اور دستہ والی پچکاری ہو، تو اس کا دستہ باہر کی طرف کھینچیں، تو اس سے بھی کان سے پانی نکل آتا ہے، اگر پچکاری موجود نہ

ہو، تو کوئی بھی نلکی یا گیہوں یا جو کے پودے کی نالی کا ایک حصہ کان میں آہستہ سے داخل کریں، اور دوسرے سرے سے منہ سے احتیاط کے ساتھ اپنی طرف تھوڑا سا چوسیں، اس سے بھی کان میں جمع شدہ پانی نکل آتا ہے۔

آنکھ میں کسی چیز کا پڑ جانا

راہ چلتے یا بیٹھے بٹھائے کسی بھی وقت آنکھ میں کوئی چھوٹا سا مچھر یا تنکا وغیرہ پڑ جاتا ہے، پھر بعض اوقات یہ مچھر یا تنکا وغیرہ پپوٹے کی جھلی میں جا کر چپک جاتا ہے، اس کے نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھ کا پپوٹا آہستگی سے الٹا کر روشنی میں کسی کو دکھائیں، یا آئینہ میں خود غور سے دیکھیں، اور جس جگہ وہ نظر آئے، تو صاف روئی یا کپڑے کو تھوڑا سا بھگو کر اس کو آنکھ کے متاثرہ حصہ پر آہستہ آہستہ پھیریں، جس سے وہ مچھر یا تنکا وغیرہ روئی یا کپڑے سے چپک کر باہر نکل آئے گا، اگر آنکھ میں کوئی چیز نظر نہ آئے تو ایک صاف کھلے برتن میں صاف، شفاف پانی ڈال دیں، اور اس میں اپنا چہرہ ڈبو کر کچھ دیر کے لئے آنکھوں کو کھولیں اور بند کریں، اس دوران ناک میں پانی چڑھنے سے احتیاط رکھیں۔

اگر وہ چیز اس طرح بھی نہ نکلے تو رات کو آنکھ میں ذرا سا گھی لگائیں اور اوپر روئی رکھ کر پٹی باندھ دیں، اس سے عموماً وہ چیز صبح کو میل کچیل کے ساتھ باہر نکل آتی ہے۔

اگر آنکھ میں بارود کا جلتا ہوا ذرہ یا آگ کی چنگاری گر جائے تو آنکھ میں دو چار قطرے کسٹر آئیل (Castor Oil) یعنی ارنڈی کا تیل ڈال کر اوپر روئی رکھ کر پٹی باندھ دیں، اس عمل کے ذریعہ چند گھنٹے بعد ذرہ نکل آتا ہے، اور تکلیف دور ہو جاتی ہے، اگر ذرہ نظر آئے تو پہلے اس کو نکال لینا چاہئے، پھر آنکھ میں تیل، گھی یا انڈے کی سفیدی ٹپکانی چاہئے، اگر آنکھ میں لوہے کا ذرہ گر جائے تو اس کو صاف شفاف، مقناطیس کی مدد سے با آسانی نکالا جا سکتا ہے، ذرہ نکالنے کے بعد خراش کو تسکین پہنچانے کے لئے کسٹر آئیل (Castor Oil) آنکھ

میں ڈالیں، اور خالص شہد کا ڈالنا زیادہ مفید ہے۔

اگر آنکھ میں چونے کی چھینٹ پڑ جائے تو بہت تکلیف دیتی ہے، ایسی صورت میں آنکھ کو ہرگز نہ ملیں، بلکہ صاف پانی میں دھوئیں اور پھر انڈے کی سفیدی، گری کا تیل یا گلیسرین یا شہد دو تین قطرے ڈالیں۔

اگر آنکھ میں گرم گھی یا تیل کی چھینٹ گر جائے تو ناریل کا تیل اور چونے کا پانی ہم وزن ملا کر آمیزہ سا بنالیں اور اس میں روئی کا ٹکڑا بھگو کر بار بار آنکھ کے اوپر رکھیں۔

یاد رکھیں کہ یہ تمام طریقے ابتدائی طبی امداد کے ہیں، ابتدائی طبی امداد پہنچانے کے بعد کسی ماہر معالج سے آنکھوں کا معائنہ کرانا چاہئے، بعض اوقات وقتی طور پر آرام آ جاتا ہے، مگر کوئی نقص رہ جاتا ہے، جو بعد میں پریشانی کا باعث بنتا ہے۔

حلق میں کسی چیز کا پھنس جانا

چھوٹے اور بڑے سب ہی طرح کے لوگ حلق میں کسی چیز کے پھنسنے کے حادثہ کا شکار ہو سکتے ہیں، تاہم چھوٹے بچے خاص طور پر اس حادثہ کا شکار ہو جاتے ہیں، بچے کھیلتے ہوئے کوئی چیز، مثلاً زمین پر گرا ہوا بٹن، کوئی سکہ، یا ٹھوس چیز منہ میں ڈال لیتے ہیں، اگر یہ اشیاء نگلی نہ جا سکیں تو حلق میں پھنس کر رہ جاتی ہیں، اور بچے کا چہرہ تکلیف سے سرخ ہو جاتا ہے، آنکھیں باہر کی طرف نکل آتی ہیں، منہ سے جھاگ نکلتا ہے۔ ایسی صورت میں بچے کے منہ میں انگلی ڈال کر آہستگی سے حلق میں پھنسی ہوئی چیز کو نکالنے کی کوشش کرنی چاہئے، اگر اس طرح وہ چیز نکالنے میں کامیابی نہ ہو تو بچے کو احتیاط کے ساتھ دونوں پاؤں سے پکڑ کر الٹا لٹکائیں اور دوسرے شخص کو بچے کی پشت اور گردن پر آہستہ آہستہ تھپکی دینے کے لئے کہیں، اس طرح پھنسی ہوئی چیز عموماً باہر نکل آتی ہے، اگر اس طرح سے بھی وہ چیز باہر نہ نکلے تو اگر وہ چیز حلق سے اندر جا سکتی ہو تو اسے آہستہ سے اندر دھکیلیں، تاکہ وہ چیز معدے میں پہنچ کر بعد میں

پاخانہ کے راستہ باہر نکل جائے، ایسی چیز کے پاخانہ کے راستہ باہر آنے میں چار، پانچ گھنٹے سے لے کر تین چار ہفتہ تک کا وقت بھی لگ سکتا ہے۔

اگر مذکورہ بالا تدبیروں کے باوجود وہ چیز کھانے کی نالی میں پھنسی رہے، اور نیچے نہ اُترے، تو بچوں کو چند کیلے اور بڑوں کو چھ سے بارہ کیلے کھانے سے وہ چیز پیٹ میں چلی جاتی ہے، اور بعد میں پاخانہ کے راستہ سے خارج ہو جاتی ہے، اگر اس کے باوجود تکلیف دور نہ ہو، تو فوراً کسی ماہر معالج یا قریبی ہسپتال میں مریض کو لے جانا چاہئے۔

اگر حلق میں مچھلی کا کانٹا یا ہڈی کا ٹکڑا وغیرہ پھنس جائے تو ایسی صورت میں روٹی کے ٹکڑے کو گھی سے تر کر کے کچھ بڑا نوالہ بنا کر نگلنے کی کوشش کریں، یا چند کیلے کھالیں، اس طرح عموماً کانٹا یا ہڈی کا ٹکڑا معدے میں پہنچ جاتا ہے اور بعد میں پاخانے کے ساتھ خارج ہو جاتا ہے۔

بے ہوشی اور اس کا ازالہ

اگر کوئی بے ہوش ہو جائے اور اس کے بے ہوش ہونے کی وجہ معلوم ہو، تو اس کے مطابق عمل کر کے ہوش میں لانے کی کوشش کرنی چاہئے، جس کا ذکر آگے آتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی جگہ بے ہوش پڑا ہوا ملے، اور اس کے بے ہوش ہونے کی وجہ معلوم نہ ہو، تو وجہ اور سبب معلوم کرنے کے کچھ قرائن اور آثار ہوتے ہیں، جن سے بے ہوشی کا سبب معلوم کرنے میں مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔

جب کوئی شخص کسی جگہ بے ہوش پڑا ہوا ملے تو سب سے پہلے اپنی یادداشت میں یہ باتیں محفوظ کرلی جائیں کہ وہ کس وضع پر پڑا ہوا ہے اور اس کے آس پاس کون سی چیز پڑی ہوئی ہے، مثلاً کوئی شخص درخت سے گرا ہو یا کسی دیوار یا سیڑھی یا کھمبے سے گر کر بے ہوش ہوا ہو، تو ماحول کا جائزہ لینے سے اس کی بے ہوشی کا سبب معلوم ہو سکتا ہے یا اس کے آس پاس زمین پر دوسرے آدمی کے قدموں کے بے ترتیب نشان ہوں اور بے ہوش آدمی کے جسم خصوصاً سر پر

چوٹ کے نشانات بھی ہوں تو سمجھ لینا چاہئے کہ کسی دوسرے آدمی سے اس کا مقابلہ ہوا ہے، اگر کوئی بے ہوش آدمی گلی کوچے یا سڑک پر بے ہوش پڑا ہوا ہے اور اس کے منہ سے شراب یا بھنگ یا چرس وغیرہ کی بُو آتی ہے، اس کا چہرہ سرخ پھولا ہوا ہے، آنکھیں سرخ ہیں، تو اس کو شراب وغیرہ کے نشے سے بے ہوش سمجھا جاسکتا ہے، اسی طرح اگر بے ہوش آدمی کے پاس افیون دستیاب ہو یا اس کے سانس سے افیون کی بُو آئے، اور وہ آہستہ آہستہ سانس لے رہا ہو، تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ افیون کھا کر بے ہوش ہوا ہے۔

بہرحال جوں ہی ایسے بے ہوش سے واسطہ پڑے، تو اس کی ٹانگیں سیدھی کر کے اس کے دونوں ہاتھ اس کے پہلو میں رکھ کر آرام سے چت لٹا دیں، اگر اس کے گلے میں رومال یا مفلر وغیرہ لپٹا ہوا ہو، یا گلے اور سینے پر کوٹ وغیرہ کے بٹن لگے ہوں تو ان کو کھول دیں، کمر اور پیٹ پر پیٹی، پٹکا، کمر بند، لنگی وغیرہ ہو تو اس کو بھی ذرا ڈھیلا کر دیں اور اس کے چہرے کو غور سے دیکھیں۔ اگر چہرہ سرخ ہو تو اس کے سر کے نیچے تکیہ یا کوئی کپڑا تکیے کی جگہ رکھ دیں تا کہ سر اونچا رہے اور اس کا خون نیچے کی طرف آسانی سے آتا رہے، لیکن اگر چہرے کا رنگ کملایا یعنی مرجھایا ہوا، یا زرد ہو، تو اس کا سر جسم کے باقی حصہ سے کچھ نیچا کر دیں، تا کہ دماغ کی طرف خون کی آمد ورفت آسانی سے ہوتی رہے، اگر قے آنے کے آثار نظر آئیں تو مریض کی گردن کسی ایک طرف کو کر دیں، تا کہ قے کے ذریعے جو رطوبات وغیرہ خارج ہوں، وہ آسانی سے نکل جائیں اور ہوا کی نالی میں جا کر یا پھنس کر سانس کی آمد ورفت میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔

اس کے بعد بے ہوش آدمی کے سر اور دوسرے اعضائے جسم کا بہ غور معائنہ کریں۔ پس اگر سر پر چوٹ کا نشان ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ دماغی صدمے سے بے ہوش ہوا ہے، اگر آنکھوں کی پتلیاں پھیلی ہوئی ہوں اور سانس خرّاٹے سے آرہا ہو، چہرہ ایک طرف کھنچا ہوا ہو، تو سمجھ لینا چاہئے کہ بے ہوشی دماغ پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے ہوئی ہے، اگر بے ہوش آدمی کی ناک اور کان سے خون آرہا ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ دماغ کے پیندے والی ہڈی ٹوٹ گئی ہے، اور اگر

دوسرے اعضائے جسم پر چوٹ لگی ہوئی ہو تو اس چوٹ کو بے ہوشی کا سبب سمجھا جا سکتا ہے۔
اگر بے ہوش آدمی کی کسی رگ کے کٹ پھٹ جانے سے بہت خون نکل گیا ہو تو اس سے زیادہ خون نکل جانے ہی کو بے ہوشی کا سبب خیال کیا جائے۔
لیکن اگر جسم کے کسی بھی حصے پر نہ چوٹ کا نشان ہو اور نہ کوئی زخم ہو، اس کے باوجود مریض کا چہرہ سرخ ہو، اس کا بدن گرم ہو، آنکھوں کی پُتلیاں پھیلی ہوئی ہوں، روشنی کے اثر سے سکڑتی نہ ہوں، سانس خرّاٹے سے آرہا ہو اور مریض بالکل بے ہوش ہو، بے حس وحرکت پڑا ہو تو اس کا سبب مرضِ سکتہ سمجھنا چاہئے۔

مرگی کا دورہ

مرگی کا مریض گھر میں، اور سڑک، بازار، محلّہ یا گلی میں اور چھت پر کسی بھی جگہ چلتے چلتے گر پڑتا ہے، منہ سے جھاگ آتا ہے، آنکھوں کی پتلیاں اوپر چڑھ جاتی ہیں، ہاتھ پاؤں اکڑ جاتے ہیں، اور مریض کی شکل انتہائی خوفناک محسوس ہوتی ہے۔
جب ایسا واقعہ پیش آئے تو مریض کو کھلی فضا میں لٹائیں، گلے اور سینے وغیرہ کی بندشوں کو ڈھیلا کر دیں، سر کو باقی جسم سے کچھ اونچا رکھیں، اور سر کے نیچے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ دیں۔
مرگی کے مریض کی دورہ کے وقت عموماً زبان دانتوں سے کٹ جاتی ہے، لہٰذا زبان کو کٹنے سے محفوظ رکھنے کے لئے مریض کے منہ میں رومال کا چھوٹا سا گولہ بنا کر رکھ دیں، دورے کی شدت کم کرنے کے لئے چہرے پر سرد پانی کے چھینٹے ماریں، سر پر برف یا ٹھنڈے پانی کی گدی بھگو کر رکھیں، جب مریض بے ہوش ہو جائے تو اس کو آرام سے لیٹا رہنے دیں، فوراً ہوش میں لانے کی کوشش نہ کریں، مریض کچھ دیر بعد خود بخود ہوش میں آجاتا ہے۔
مرگی کے دورہ کی بیماری کو ہلکا نہیں سمجھنا چاہئے، یہ خطرناک بیماری ہے، اگر زیادہ وقت گزر جائے اور باقاعدہ کسی ماہر معالج سے علاج نہ کرایا جائے، تو پھر اس مرض سے عمر بھر کے

لئے نجات پانا مشکل ہوجاتا ہے، اس لئے ایسا ہونے پر جلدی ماہر معالج سے رجوع کرنا چاہیے۔

مریض کو رنج وغم سے محفوظ اور خوش وخرم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے، صاف ستھری اور کھلی فضا فراہم کرنی چاہیے۔

لہسن کو پیس کر تِل میں ملا کر کھلانے سے مرگی کے مریض کو فائدہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ بعض دیسی خمیرے بھی مرگی کے مریض کے لئے مفید ہوتے ہیں۔

مریض کو قبض نہ ہونے دیں، اس کا نظامِ ہضم درست رکھنے کی کوشش کریں، اس مقصد کے لئے سادہ اور جلد ہضم ہونے والی غذائیں کھانے کے لئے دیں، مثلاً مونگ کی دال، چپاتی، بکرے، تیتر، بٹیر وغیرہ کے گوشت کا شوربہ، آشِ جو، دلیہ، ساگودانہ وغیرہ۔

ہر قسم کی قابض، بادی اور دیر ہضم غذاؤں سے پرہیز کریں، اروی، آلو، کچالو، چنے، اُڑد کی دال، شراب، چائے وغیرہ استعمال نہ کریں، تمباکو نوشی سے پرہیز کرائیں۔

اختناقُ الرحم کا دورہ یا ہسٹیریا

اختناقُ الرحم کا دورہ، جس کو ہسٹیریا بھی کہا جاتا ہے، عموماً عورتوں کو پڑتا ہے، جب کسی کو اس مرض کا دورہ پڑتا ہے، تو مریض چیخ کر بے ہوش ہوجاتا ہے، مگر مکمل بے ہوشی طاری نہیں ہوتی، مریض کے ہاتھ پاؤں اکڑنے لگتے ہیں، بعض لوگ اس مرض کو کسی آسیب اور جن کا سایہ سمجھ کر کسی عملیات والے کا سہارا لیتے ہیں، جو کہ غلط فہمی پر مبنی ہے۔

متاثرہ مریض کو ہوادار جگہ آرام سے لٹائیں، گلے اور سینے کی بندشیں ڈھیلی کردیں، سر کے نیچے تکیہ رکھ دیں، مریض کو ہوش میں لانے کے لئے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ماریں، اگر عرقِ گلاب یا کیوڑہ میسر ہو، تو مریض کے منہ پر اس کے چھینٹیں ماریں، بغیر بجھا چونا اور نوشادر ہر ایک پانچ پانچ گرام لے کر ایک کھلے منہ کی بوتل میں ڈالیں اور اس بوتل میں تھوڑا پانی

ڈال کر متاثرہ مریض کو سونگھائیں، یا کوئی بھی تیز خوشبو عطر وغیرہ سونگھائیں، جس سے مریضہ ہوش میں آجاتی ہے، اس کے بعد کسی ماہر معالج سے اس کا باقاعدہ علاج کرانا چاہئے۔

یاد رکھیں کہ اس مرض میں عام طور پر مریض مکمل بے ہوش نہیں ہوتا، اور وہ باتوں کو سنتا اور سمجھتا ہے، مزید تفصیل آگے ''چند عام بیماریاں اور ان کا آسان علاج'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

شدید کمزوری کی وجہ سے بے ہوشی

اگر کوئی شخص شدید کمزوری کی وجہ سے بے ہوش ہوجائے، تو مریض کو فرش یا بستر پر چت لٹا دیں، گلے اور سینے وغیرہ کی بندشیں کھول دیں، نوشادر اور چونا باہم ملا کر سونگھائیں، تازہ ہوا میسر آنے دیں، جب مریض کچھ نگلنے کے قابل ہوجائے تو پانی کے ایک دو گھونٹ پلائیں یا ایک دو چمچ نیم گرم دودھ یا شہد یا چائے کے پلائیں، گلوکوز یا چینی پانی میں حل کر کے پلانا یا اگر کوئی جوس میسر ہو، تو وہ پلانا بھی مفید ہے۔

سکتہ کی وجہ سے بے ہوشی

بعض اوقات کوئی شخص سکتہ کی وجہ سے بے ہوش ہوجاتا ہے۔

ایسے مریض کی علامات یہ ہیں کہ مریض بے ہوش ہوتا ہے، اور سانس تنگی سے خراٹے دار آواز میں آتا ہے، سانس کی رفتار سست ہوتی ہے، ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے ہیں، آنکھیں پتھرا جاتی ہیں، پیشاب پاخانہ بے خبری میں نکل جاتا ہے۔

ایسے مریض کو آرام سے ہوادار کشادہ کمرے میں لٹائیں، اس کے سر کو باقی جسم سے اونچا رکھیں، گلے اور سینہ کی بندشیں ڈھیلی کردیں، مریض کے اردگرد کھڑے لوگوں کو ہٹادیں، سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھیں، مریض کے دونوں بازوؤں اور پنڈلیوں پر دوپٹہ یا کوئی کپڑا لپیٹ دیں، پانی کی گرم بوتلیں مریض کی بغلوں میں رکھیں، ہاتھ کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کو آہستہ آہستہ خوب ملیں۔

اگر ان تدابیر سے بھی مریض کو ہوش نہ آئے تو فوراً کسی ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کریں۔

زہریلی گیسوں کی وجہ سے بے ہوشی

بعض اوقات سردی سے بچنے کے لئے اور کمرے کو گرم رکھنے کے لئے اس میں کوئلوں یا کسی اور دھوئیں دار چیز کی انگیٹھی جلائی جاتی ہے، یا سوئی گیس کا ہیٹر وغیرہ لگا کر کمرے کے تمام دروازے کھڑکیاں بند کردی جاتی ہیں، جس سے کمرے میں زہریلی گیس بھر جاتی ہے، اور اس کے نتیجہ میں کمرے میں موجود افراد بے ہوش ہوسکتے ہیں، یا ان کا دم گھٹنے سے موت واقع ہوسکتی ہے، اگر بروقت پتہ چل جائے تو متاثرہ افراد کو ناگہانی آفت سے بچایا جاسکتا ہے۔

بعض اوقات کسی کمرے میں چراغ یا لالٹین جلتی چھوڑ کر لوگ سوجاتے ہیں، جب کہ روشن دان، کھڑکیاں اور دروازے بھی بند ہوں، تو کمرے میں کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس بھر جانے سے انسان دم گھٹ کر مرسکتا ہے، ایسی صورت میں کھڑکیاں، روشن دان اور دروازے سب کو بند نہیں رکھنا چاہئے۔

نیز اس قسم کے حادثات سے بچنے کے لئے کمرے میں انگیٹھی، سوئی گیس کا ہیٹر، چراغ یا لالٹین جلتی ہوئی چھوڑ کر نہیں سونا چاہئے، بلکہ سونے سے پہلے ان تمام اشیاء کو بجھا دینا چاہئے۔

بعض اوقات بند کنویں، گٹر، یا تہہ خانے میں زہریلی گیس موجود ہوتی ہے اور ان میں اترنے والا شخص بے ہوش ہوجاتا ہے، بعض اوقات دم گھٹ کر مر بھی جاتا ہے۔

اگر ایسے ہی کسی بند کنویں، گٹر یا تہہ خانے میں اترنا ضروری ہو، تو پہلے چند گھنٹوں کے لئے ان کے منہ کھول دیں، تاکہ ان میں تازہ ہوا کا گزر ہوسکے، مزید تسلی کے لئے ان مقامات پر آرام سے رسی وغیرہ میں باندھ کر کوئی لالٹین یا چراغ یا موم بتی وغیرہ جلا کر اندر لٹکائیں، اگر یہ جلتی

ہوئی چیز وہاں کے ماحول سے بجھ جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ ان جگہوں پر زہریلی گیس موجود ہے، ایسی صورت میں ان جگہوں پر بغیر بجھا چونا ڈال کر اس پر پانی چھڑک دیا جائے، تو زہریلی گیس کا تدارک ہو جاتا ہے۔

اگر غلطی سے کوئی شخص زہریلی گیس کی وجہ سے بے ہوش ہو جائے تو اس کو فوراً باہر نکال کر تازہ ہوا میں لٹائیں اور اس کے چہرے اور سینہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ماریں، اگر سانس بند ہو تو مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کر کے ہوش میں لانے کی کوشش کریں۔

گرمی کی شدت یا لُو لگنے کی وجہ سے بے ہوشی

سخت دھوپ میں نکلنے سے پہلے سر پر کپڑا رکھیں یا چھتری استعمال کریں، سخت گرمی کے موسم میں حتی الامکان بھوک لگے ہونے کی حالت میں اور خالی پیٹ گھر سے باہر نہ نکلیں۔

سخت گرمی میں گھر سے باہر نکلنے سے پہلے پانی پی لیں اور اگر لمبا سفر ہو، تو پانی ساتھ رکھ لیں، جس کو راستے میں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے پیتے رہیں۔

بعض لوگ گرمی کی شدت یا لو کو برداشت نہیں کر پاتے اور بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ ایسے متاثرہ افراد کو فوراً ٹھنڈی اور ہوادار جگہ پر لٹائیں، چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹیں ماریں، تولیہ وغیرہ ٹھنڈے پانی میں بھگو کر مریض کے جسم کو پونچھیں۔ مریض کے ہوش میں آ جانے کے بعد کچا آم آگ میں رکھ کر بھلبھلائیں اور اس کا گودا پانی میں ملا کر چینی سے میٹھا کر کے پلائیں، نیز لیموں کی سکنجبین، یا شربتِ صندل یا نمک چینی ملا ہوا پانی وغیرہ بھی دے سکتے ہیں، اس کے علاوہ فوری طور پر مریض کو دوسری غذا نہ دیں، اس کے باوجود ضرورت محسوس ہو، تو ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کریں۔

پھانسی لگنے کی وجہ سے بے ہوشی

بعض اوقات کوئی خود کشی کی نیت سے اپنے گلے میں پھانسی کا پھندا لٹکا کر کسی درخت یا مکان

کی چھت سے لٹک جاتا ہے، یا کوئی دوسرا کسی کو مارنے کی غرض سے پھانسی پر لٹکا دیتا ہے۔
جب اس طرح کے فرد کو دیکھا جائے، تو فوراً چاقو یا کسی دوسری دھاردار چیز سے رسی کو کاٹیں، اگر کوئی دھاردار چیز میسر نہ ہو، تو پھانسی پر لٹکنے والے فرد کے پاؤں پکڑ کر اوپر کی طرف اٹھائے رکھیں، تاکہ متاثرہ شخص کے حلق سے پھندے کا دباؤ ہٹ جائے، اگر ضرورت ہو تو مدد کے لئے کسی دوسرے کو طلب کریں، تاکہ وہ آ کر اس کے پھندے کو کاٹ دے یا پھندا گلے سے بآسانی نکال دے، پھندا کاٹ دینے یا گلے سے نکال دینے کے بعد مریض کو آہستہ سے زمین پر لٹا دیں، اگر متاثرہ فرد نے کوٹ وغیرہ پہن رکھا ہو، تو اس کو اتار دیں، اور اس کے گلے اس کے سینے کی بندشوں کو کھول دیں، اگر متاثرہ فرد کا سانس جاری نہ ہو، تو مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کرنے کی کوشش کریں، اور سانس جاری ہو، تو اس کے چہرے اور سینہ پر ٹھنڈے پانی کی چھینٹیں ماریں، ہاتھ پاؤں کو اوپر کی طرف ملیں، اور کسی ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کریں۔
اگر خودکشی کی غرض سے کسی نے اپنے آپ کو پھندہ یا پھانسی لگائی ہو، تو آئندہ کے لئے اسے اس حرکت سے باز رہنے کی تلقین کریں، مایوسی سے نجات دلانے اور امید پیدا کرنے کی کوشش کریں، ہمت اور حوصلہ بڑھائیں اور خودکشی کے عذاب اور وبال سے ڈرائیں، خوش و خرم رہنے اور رکھنے کی کوشش کریں۔

زہروں کی حقیقت اور ان کی اقسام

ایسی شے جو جسم میں داخل ہوکر یا خون میں جذب ہوکر صحت کو نقصان پہنچائے یا زندگی کا خاتمہ کردے، اس کو زہر کہا جاتا ہے۔
زہر تین طریقوں سے جسم میں داخل ہوسکتا ہے۔
ایک تو کھانے پینے کی اشیاء سے منہ کے ذریعے۔

دوسرے پھیپھڑوں کے ذریعے۔
تیسرے جلد میں داخل ہو کر۔
بعض زہر جلانے والے شمار ہوتے ہیں، وہ جس جگہ لگتے ہیں، اس جگہ کو جلا دیتے ہیں، اس جگہ سخت درد، سوزش، خراش وغیرہ ہوتی ہے، اس طرح کے زہر نہایت تیز تیزاب اور کھاروں وغیرہ سے بنتے ہیں۔
بعض زہر ہیجان پیدا کرنے والے شمار ہوتے ہیں، یہ زہر جس مقام پر لگتے ہیں، وہاں سوزش اور جلن پیدا ہو جاتی ہے، جب کوئی شخص ایسا زہر کھالے، تو حلق اور معدہ میں سوزش اور جلن ہو جاتی ہے، پیچش اور دست کے ساتھ سوزش اور جلن محسوس ہوتی ہے، معدنی یا فلزی زہر اور گلی سڑی ہوئی غذاؤں کے زہر اس میں شامل ہیں۔
بعض زہر خواب آور کہلاتے ہیں، ان زہروں کا اثر نظامِ عصبی اور دماغ پر ہوتا ہے، جو خون میں جذب ہو کر دماغ کو متاثر کرتے ہیں، اور فوراً نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے، ان کے کھانے سے غنودگی بڑھ کر جزوی یا کلی بے ہوشی ہو جاتی ہے، ان زہروں میں افیون اور اس کے مرکبات اور وہ دوائیں شامل ہیں جو درد ختم کرنے اور نیند لانے کے لئے استعمال ہوتی ہیں، ان کے غیر معتدل استعمال کے بعد متاثرہ شخص کی نبض سست اور کمزور ہو جاتی ہے، چہرہ نیلگوں، جلد سرد اور سانس گہرا اور تیز ہو جاتا ہے۔
بعض زہر ہذیان یعنی بہکی بہکی باتیں پیدا کرنے والے شمار ہوتے ہیں، ان زہروں سے متاثرہ شخص میں پہلے بے خبری اور بعد میں ہذیان پیدا ہو جاتا ہے، اس کے بعد بے ہوشی کا درجہ ہوتا ہے، نبض تیز ہو جاتی ہے، آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں۔ ان زہروں میں بھنگ، دھتورہ، شراب، کلوروفارم اور بیلاڈونا وغیرہ شامل ہیں۔
بعض زہر تشنج یعنی جسم میں اینٹھن پیدا کرنے والے شمار ہوتے ہیں، ان زہروں سے جسم میں اینٹھن اور تشنج پیدا ہوتا ہے، دم گھٹتا اور بدن نیلا پڑ جاتا ہے۔

ان زہروں میں کچلہ، میٹھا تیلیہ (بیش) وغیرہ شامل ہیں۔
آخر کے تینوں اقسام کا زہر خون میں شامل ہو کر نظامِ عصبی پر اثر انداز ہوتا ہے۔

زہر کھا لینے کی طبی امداد

زہر سے متاثرہ شخص کے علاج میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔
سانس آتا ہوا محسوس نہ ہو تو فوراً مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کرنا چاہئے، جس کا طریقہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔
اگر زہر سے ہونٹ یا منہ جل گیا ہو تو قے آور ادویہ استعمال نہیں کرانا چاہئے۔
اگر زہر خوردہ شخص کا ہونٹ یا منہ نہ جلا ہوا ہو تو پسی ہوئی رائی یا نمک پچیس گرام، پانی دو سو پچاس ملی لٹر میں ملا کر پلانا چاہئے، اور اسے بار بار دینا چاہئے، تاکہ متاثرہ شخص قے کر دے، اگر اس تدبیر سے قے نہ آئے تو حلق میں دو انگلیاں ڈال کر قے کرانے کی کوشش کرنی چاہئے۔
مریض کی کوئی قے کا مادہ ضائع نہ کریں، بلکہ معالج کے معائنہ کے لئے محفوظ رکھیں۔
اگر کسی نے زہر کھا لیا ہو یا غلطی سے کوئی زہریلی چیز پی لی ہو تو فوراً کسی معالج کو بلائیں یا مریض کو قریبی ہسپتال میں لے جائیں، اور فوری طور پر یہ ممکن نہ ہو، تو آگے آنے والی ہدایات پر عمل کریں۔

تیزاب اور سوڈے کے زہر کی طبی امداد

اگر تیزاب کا زہر ہو تو چاک یا چونے کی بجھی ہوئی مٹی اور یہ دستیاب نہ ہو، تو دیوار کی چونے والی سفیدی کھرچ کر پانی میں گھول کر پلائیں یا کھانے کا سوڈا پانی میں گھول کر دیں۔
اگر کاسٹک سوڈا وغیرہ کھا لیا ہو تو سرکہ کو پانی میں ملا کر یا لیموں کا رس پانی میں حل کر کے پلائیں۔
ان تمام صورتوں میں پانی خوب پلائیں اور انڈے کی سفیدی پھینٹ کر متاثرہ مریض کو دیں۔
زہر کھا لینے کی صورتوں میں مریض کو کسی بھی طرح سے قے کرائیں۔

اگر مریض بے ہوش ہو تو نیم گرم پانی کا حقنہ کریں، یعنی نیم گرم پانی مقعد کے اندر داخل کریں، اگر سانس وقفہ اور مشکل سے آتا ہو تو گرم پانی میں کپڑا بھگو کر گلے پر رکھیں۔

اگر سانس بند ہو جائے تو مصنوعی سانس جاری کریں، جس کا طریقہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

سنکھیا کے زہر کی طبی امداد

سنکھیا کھانے سے متاثرہ شخص کو پندرہ منٹ سے ایک گھنٹہ میں شدید سوزش اور جلن شروع ہو جاتی ہے، خون آور قے اور دست آتے ہیں، جسم میں تشنج اور اینٹھن پیدا ہوتی ہے، اور بالآخر غشی طاری ہو جاتی ہے۔

ایسے شخص کے حلق میں انگلیاں ڈال کر قے کرائیں، آنتوں کی خراش کم کرنے کے لئے روغنِ زیتون یا گھی یا دودھ یا انڈے کی سفیدی استعمال کرائیں، دل کی طرف گرم پانی کی بوتلیں رکھیں، زیادہ گھبراہٹ کی صورت میں خمیرہ گاؤزبان یا گاجر کا جوس وغیرہ استعمال کرائیں۔

افیون کے زہر کی طبی امداد

اگر کوئی شخص دوائی کی مقدار سے زیادہ افیون کھا لے تو افیون کھانے کے نصف سے ایک گھنٹہ بعد تھکان، سستی، اور دردِ سر شروع ہو جاتا ہے، آنکھوں کی پتلیاں سکڑ جاتی ہیں، سانس آہستہ چلنا شروع ہو جاتا ہے، نیند آنا شروع ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ گہری نیند کے دوران ہی مریض کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔

افیون کے زہر سے متاثرہ مریض کو ہرگز سونے نہ دیں، سانس بند ہونے لگے تو مصنوعی سانس جاری کریں، حلق میں انگلی ڈال کر قے کروائیں، اس کے بعد دودھ، گھی یا تیز چائے یا تیز قہوہ پلائیں، اس صورت میں پوٹاشیم پرمیگنیٹ (لال دوائی) 60 گرام پانی میں حل کر کے بار بار پلانا بھی مفید ہے۔

دھتورہ کے زہر کی طبی امداد

دیہات میں دھتورہ عام ملتا ہے، اور جرائم پیشہ افراد دھتورہ کھلا کر لوگوں سے مال لوٹنے کا پیشہ اختیار کرتے ہیں، دھتورہ کھائے ہوئے شخص کو چکر آتے ہیں، حلق خشک ہوجاتا ہے، پیاس لگتی ہے، بہکی بہکی باتیں زبان سے نکلتی ہیں، اور بالآخر مریض بے ہوش ہوجاتا ہے، آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں۔

دھتورہ کے زہر سے متاثرہ مریض کو قے کرائیں، اگر مریض کا سانس تنگی سے آرہا ہو، یا مریض بے ہوش ہو، تو مصنوعی سانس جاری کریں، ہاتھ پاؤں گرم رکھیں، قے کروانے کے بعد گرم اور تیز چائے پلائیں۔

بھنگ کے زہر کی طبی امداد

زیادہ مقدار میں بھنگ استعمال کرنے سے انسان بہت بولنے اور فضول بکواس کرنے لگتا ہے، بعض اوقات بے تحاشا ہنستا ہے، بعض اوقات زاروقطار روتا ہے، اور پھر بے ہوش ہوجاتا ہے۔

بھنگ سے متاثرہ مریض کو سب سے پہلے قے کرائیں، پھر لیموں کا اچار یا املی یا خشک آلو بخارا کھلائیں، سر کو ٹھنڈے پانی سے دھوئیں، ہاتھ پاؤں گرم رکھیں، بھنگ کے زہر میں کھٹی چیزوں کا استعمال مفید اور موثر ہوتا ہے۔

بیش (میٹھا تیلیہ) کے زہر کی طبی امداد

بیش جس کو میٹھا تیلیہ بھی کہا جاتا ہے، اس زہر سے متاثرہ شخص کے جسم پر چیونٹیاں سی رینگتی محسوس ہوتی ہیں، سانس تنگی سے آتا ہے، سر چکراتا ہے۔

ایسے مریض کو قے کروائیں، جسم کو گرم رکھیں، زہر مہرہ سائیدہ ایک گرام صبح، دوپہر، شام دیں، ایسے مریض کو دودھ اور گھی پلانا بھی فائدہ مند ہے۔

پارہ، رسکپور، دار چکنا، شنگرف کے زہر کی طبی امداد

پارہ، اور جن چیزوں میں پارہ شامل ہوتا ہے، مثلاً رسکپور، دار چکنا اور شنگرف، ان تمام چیزوں کے کھانے سے قے اور متلی ہوتی ہے، سانس تکلیف اور مشکل سے آتا ہے، غشی اور تشنج ہوتا ہے، خونی دست آتے ہیں، آخر کے تینوں زہروں میں پارہ کی بڑی مقدار ہوتی ہے۔

مذکورہ چیزوں سے متاثرہ شخص کو انڈے کی سفیدی یا اسپغول کا چھلکا یا اور کوئی لعاب دار چیز پانی میں ملا کر دینی چاہیئے، اس کے بعد قے کروانی چاہیئے۔

زہر ملا ہوا کھانا کھانے کی طبی امداد

زہر ملا ہوا کھانا کھانے سے قے اور دست ہوتے ہیں، نبض تیز ہو جاتی ہے۔

ایسے مریض کو قے کروائیں، گرم دودھ پلائیں، ہاتھ پاؤں گرم رکھیں، روغن بیدا نجیر (یعنی کسٹرائیل) سے جلاب دیں، سانس بند ہو جائے، تو مصنوعی سانس جاری کریں۔

مٹی کا تیل پینے والے کی طبی امداد

مٹی کا تیل پی لینے سے منہ اور حلق میں خراش اور جلن ہونے لگتی ہے، سانس اور قے میں مٹی کے تیل کی بو ہوتی ہے، پیاس لگتی ہے، اور بالآخر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

ایسے مریض کو قے کرائیں، گرم دودھ پلائیں، پیٹ کو گرم رکھیں۔

کانچ کے ٹکڑے کھانے والے کی طبی امداد

کانچ کے ٹکڑے کھا لینے سے پیٹ میں سخت درد ہوتا ہے، پتلے پتلے خون آمیز دست آتے ہیں، بعض اوقات خون آلود قے آتی ہے، جس میں کانچ کے ٹکڑے خارج ہوتے ہیں۔

ایسے مریض کو کیلے یا کھچڑی، چاول یا آلو کھلا کر قے کرانی چاہیئے۔

www.idaraghufran.org

یہ بات یاد رکھیے کہ مذکورہ تمام صورتوں میں ابتدائی طبی امداد دینے کے بعد مشورہ یا علاج کے لئے ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کرنا چاہئے۔

جو مرد یا عورت خودکشی کی غرض سے زہر وغیرہ استعمال کرے، اسے آئندہ کے لئے زندگی سے مایوس ہونے سے بچائیں، امید اور حوصلہ پیدا کریں، خودکشی کے عذاب اور وبال سے ڈرائیں، خوش وخرم رکھنے کی کوشش کریں، اگر نشہ کی غرض سے اس طرح کا حادثہ پیش آیا، تو منشیات کے نقصان اور گناہ سے آگاہ کریں، اور اس بری عادت کو چھڑوانے کی کوشش کریں۔

شہد کی مکھی یا بھڑ کا کاٹنا

جسم پر شہد کی مکھی یا بھڑ کے ڈنک مارنے سے شدید درد اور جلن ہوتی ہے، سوجن پیدا ہوتی ہے، اگر شہد کی مکھی یا بھڑ زیادہ تعداد میں کاٹ لیں، تو خطرناک اور تکلیف دہ علامات بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

سب سے پہلے مکھی یا بھڑ کا متاثرہ مقام سے ڈنک نکال دیں، اس کے بعد اس جگہ سرکہ ٹپکائیں، یا ذرا سی افیون چند قطرے پانی میں حل کر کے متاثرہ مقام پر لگائیں۔

کھانے کا میٹھا سوڈا (سوڈیم بائی کاربونیٹ) پانی میں حل کر کے مکھی یا بھڑ کی کاٹی ہوئی جگہ پر لگانا بھی مفید ہے۔

اس کے علاوہ گیندے کے پتے چھ گرام پانی میں رگڑ کر چھان کر مریض کو پلانا، اور انہیں پانی میں پیس کر متاثرہ مقام پر لیپ کرنا بھی انتہائی مفید اور زود اثر ہے۔

بچھو کا کاٹنا

عموماً بچھو کے کاٹنے سے موت واقع نہیں ہوتی، تاہم کمزور افراد، بوڑھوں اور بچوں کو بچھو کاٹنے کے سبب موت واقع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے، جس مقام پر بچھو کاٹے، وہاں سخت درد اور سوزش ہوتی ہے، بعض مریضوں کا سر چکرانے لگتا ہے، بعض کو قے اور دست شروع

ہوجاتے ہیں، بعض کو جسم میں تشنج یعنی اینٹھن ہونے لگتی ہے۔
جس جگہ بچھو نے کاٹا ہو، اگر بچھو نے اس جگہ اپنا ڈنک چھوڑ دیا ہو، تو سب سے پہلے اس ڈنک کو نکالیں، مگر اس سے پہلے ڈنک کی جگہ سے دو تین انچ اوپر کس کر بند باندھ دیں۔
ڈنک نکالنے کے بعد اس جگہ پر مٹی کا تیل یا لہسن پیس کر یا اجوائن پانی میں پیس کر لگادیں، یا چونا شہد میں ملا کر لیپ کریں، بچھو کی کاٹی ہوئی جگہ پر بچھو کو کچل کر باندھ دینے سے بھی ماہرین کے بقول زہر جذب ہوجاتا ہے، درد اور سوزش ختم ہوجاتی ہے۔
علاوہ ازیں سات دفعہ سورت فاتحہ پڑھ کر دم کرنا بھی بچھو کے کاٹنے میں موثر اور سنت سے ثابت ہے۔

سانپ کا ڈسنا

سانپ کی سینکڑوں قسمیں ہیں، ان میں سے بعض اقسام کے سانپ بے ضرر شمار کیے جاتے ہیں، اور کچھ اس قدر زہریلے شمار کیے جاتے ہیں کہ ان کا کاٹا پانی نہیں مانگتا، زیادہ تر لوگ سانپ کی دہشت ہی سے نیم جان ہوجاتے بلکہ بعض اوقات مر بھی جاتے ہیں۔
زہریلے سانپ کے ڈسنے کی پہچان یہ ہے کہ زخم میں سخت جلن اور سوزش ہوتی ہے، خون بہتا ہے، جسم کا متاثرہ حصہ فوراً نیلا ہوجاتا ہے، ڈسے ہوئے شخص کا جی متلاتا ہے، ٹانگوں میں کمزوری محسوس ہوتی ہے، بعض دفعہ قے بھی ہوتی ہے، اور آہستہ آہستہ بولنے اور نگلنے کی قوت ختم ہوتی جاتی ہے، اور آخر کار انسان مر بھی جاتا ہے۔
بعض اقسام کے سانپ کے کاٹنے سے جسم کے مسامات سے خون رسنے لگتا ہے۔
اگر سانپ نے ہاتھ یا پاؤں پر کاٹا ہو، تو فوراً زخم سے تقریباً تین انچ اوپر دل کی طرف اس قدر کس کر پٹی باندھیں کہ اس طرف سے دورانِ خون بند ہوجائے، اس کے بعد زخم پر صاف بلیڈ (Blade) یا کسی اور نشتر سے پون انچ گہرا شگاف کر کے اس میں پوٹاشیم پر میگنیٹ یعنی

لال دوائی بھر دیں، اگر یہ نہ مل سکے تو لوہے کو آگ میں سرخ کر کے زخم کو داغ دیں، مریض کو گرم رکھیں، گرم دودھ یا چائے پلائیں، دل کے اوپر رائی کا پلستر کریں، اگر سانس رک رہا ہو، تو مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کریں، اگر زہر بدن میں پھیل رہا ہو تو ارنڈی کی کونپل بارہ گرام پانی میں پیس چھان کر پلائیں، پھوک زخم پر لیپ کریں، اس کے پینے سے تھوڑی دیر بعد قے اور دست آتے ہیں، جس سے سانپ کا زہر خارج ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ پوست ریٹھا پیس کر باریک سفوف بنا کر، چھ گرام ہر دو گھنٹہ بعد مریض کو دینا بھی مفید ہے، جس سے قے اور دست کے ذریعے سانپ کا زہر خارج ہو جاتا ہے۔

دیسی لہسن بیس گرام پیس کر شہد کے ساتھ چاٹنے سے سانپ کے زہر میں بہت فائدہ ہوتا ہے، سانپ کے کاٹنے پر جو بند باندھا جائے، وہ آدھا گھنٹہ سے زیادہ نہیں باندھنا چاہئے، ورنہ اس عضو کے مردار ہونے کا خدشہ ہوتا ہے، اس لئے بند باندھنے کے بعد آدھے گھنٹے کے اندر اندر علاج و تدبیر کر کے بند کھول دینا چاہئے۔

جس کو سانپ کاٹے، اس کو غنودگی اور اونگھ آتی ہے، مگر مریض کو سونے نہیں دینا چاہئے، مریض کو گرم کمرے میں رکھنا چاہئے، سردیوں میں انگیٹھی چلا کر رکھیں، تاکہ مریض کو پسینہ آئے اور پسینہ کے راستہ سے بھی زہر خارج ہو، مریض کو پانی پینے کے لئے نہ دیں، اگر پیاس لگے، تو عرق گاؤزبان تھوڑا تھوڑا پلاتے رہیں، دودھ پلانا بھی مفید ہے۔

تاہم یہ تدابیر ابتدائی طبی امداد کے طور پر ہیں، ابتدائی امداد پہنچانے کے بعد مریض کو کسی ماہر معالج کے پاس یا ہسپتال میں لے جانا چاہئے۔

باؤلے کتے کا کاٹنا

باؤلے کتے کی آنکھیں سرخ ہوتی ہیں، زبان باہر نکلی رہتی ہے، وہ سر جھکائے ہوئے اپنی دُم کو پیچھے لٹکائے ہوئے لڑکھڑاتا ہوا چلتا ہے، بعض اوقات چلتے چلتے گر پڑتا ہے، جو شخص اس

www.idaraghufran.org

کے سامنے آتا ہے، اس پر حملہ کرتا ہے، بھونکتا نہیں ہے، اگر بھونکتا ہے، تو آواز بیٹھی ہوئی محسوس ہوتی ہے، اس سے دوسرے کتے خوف کھا کر بھاگتے ہیں، باؤلا کتا نہ کچھ کھاتا ہے، نہ پانی پیتا ہے، بلکہ پانی کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔

باؤلے کتے کے کاٹنے کے بعد زہر جسم کے حصہ سے اعصاب کے ذریعے دماغ اور حرام مغز تک سرایت کر کے مرکزی نظامِ عصبی کو متورم اور شدید متاثر کر دیتا ہے۔

باؤلے کتے کے کاٹنے کے بعد علامات کے ظہور میں عموماً دو ہفتہ سے آٹھ ہفتہ کا وقفہ ہوا کرتا ہے، بیماری کی علامتوں کو سہولت کے لئے تین درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

ابتدائی درجہ میں کتے کے کاٹنے کے مقام پر درد اور سوزش ہوتی ہے، طبیعت بے چین اور مضطرب رہتی ہے، مریض کو ہلکا بخار اور بے خوابی کا عارضہ ہو جاتا ہے، یہ حالت بعض اوقات چھ گھنٹوں سے تین دن تک رہتی ہے، اس کے بعد دوسرا درجہ شروع ہو جاتا ہے۔

دوسرے درجہ میں مریض کے اندر باؤلہ پن پیدا ہو جاتا ہے، وہ دوسروں کو کاٹتا ہے، وہ جس کو کاٹتا ہے، اس میں بھی یہ کیفیت منتقل ہو جاتی ہے، اپنے اور پرائے کی تمیز ختم ہو جاتی ہے، بے چینی بے حد بڑھ جاتی ہے، نگلنے اور سانس لینے میں سخت تکلیف ہوتی ہے، پانی دیکھنے بلکہ اس کا نام اور آواز سننے ہی سے مریض پر تشنج اور اینٹھن و کھچاؤ طاری ہو جاتا ہے، پھر اکثر و بیشتر ایک دو دن بعد تیسرا درجہ شروع ہو جاتا ہے۔

تیسرے درجہ میں بدن کے اعضاء تشنج اور اینٹھنے سے اس قدر تھک جاتے ہیں کہ ان میں حرکت کی طاقت نہیں رہتی، وہ ڈھیلے پڑے رہتے ہیں، اس حالت میں عموماً چوبیس گھنٹوں کے اندر حرکتِ قلب بند ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

باؤلے کتے کے کاٹے کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے، اس کے علاج میں ہرگز دیر نہیں کرنی چاہئے، اگر کاٹنے والے کتے کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ باؤلا ہے یا نہیں، تو اس کتے کو ہلاک ہرگز نہ کریں، بلکہ اسے محفوظ جگہ پر باندھ دیں، باؤلا کتا کاٹنے کے بعد زیادہ سے زیادہ

دس دن تک مرجاتا ہے، عموماً پانچویں دن میں ہی اس کی موت واقع ہوجاتی ہے، اگر کاٹنے والا کتا دس دن کے اندر اندر نہ مرے، تو وہ باؤلا نہیں ہے۔

اگر باؤلے کتے نے ہاتھ یا پاؤں پر کاٹا ہو، تو زخم سے چار یا پانچ انچ اوپر کس کر پٹی باندھ دیں، تاکہ زہر مزید نہ پھیل سکے، اس کے بعد زخم کو صاف بلیڈ وغیرہ سے تھوڑا سا گہرا کریں، تاکہ خون کے ساتھ زہر بھی نکل جائے، آدھے گھنٹہ سے زیادہ بند باندھ کر نہیں رکھنا چاہئے، جیسا کہ سانپ کے کاٹنے کے بیان میں گزرا۔

اگر متاثرہ شخص کا جسم سرد ہونے لگے، تو گرم دودھ پلائیں، سانس رُک رہا ہو، تو مصنوعی سانس جاری کریں۔

پوست ریٹھا کو پیس کر باریک سفوف بنائیں، اور چھ گرام یہ سفوف ہر دو گھنٹہ بعد دیں، اس سے قے اور دست کے ذریعے زہر خارج ہوجاتا ہے۔

یا ارنڈ کی کونپل بارہ گرام پانی میں رگڑ کر پلائیں، اور پھوک کا زخم پر لیپ کریں، اس کے نتیجہ میں زہر قے اور دستوں وغیرہ کے ذریعے خارج ہوجاتا ہے۔

فوری علاج کے بعد مریض کو ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کر کے متعلقہ ٹیکے وغیرہ لگوانا چاہییں۔

عام کتے کا کاٹنا

اگر عام کتے نے کاٹا ہو، تو لال مرچ سرسوں کے تیل میں ملا کر متاثرہ زخم والی جگہ پر لیپ کریں یا پیاز اور نمک پیس کر متاثرہ مقام پر لیپ کریں، ابتدائی طبی امداد کے بعد مریض کو ماہر معالج یا ہسپتال لے جا کر کتے کے کاٹنے کے ٹیکے لگوانا مفید ہے۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

(باب نمبر7)

چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج

جب انسان بیمار ہوجاتا ہے، تو خود بھی تکلیف اٹھاتا ہے، اور اس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو بھی تکلیف اٹھانا پڑ جاتی ہے، اور اپنے بھی کئی معمولات اور ضروریات متاثر ہوتی ہیں، اور بعض اوقات اس کی وجہ سے دوسروں کے بھی کئی قسم کے معمولات اور ضروریات متاثر ہوجاتی ہیں، نیز آج کل کے علاج ومعالجہ میں وقت اور پیسہ بھی غیر معمولی خرچ ہوتا ہے، اور بعض اوقات آج کل کے مہنگے اور مشکل علاج معالجہ کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے پریشانی اور بیماری میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔

لہٰذا مختلف بیماریوں اور ان کے آسان علاج ومعالجہ کا تعلق بھی آدابِ زندگی اور حسنِ معاشرت کے مفہوم میں داخل ہے، اس لئے آخر میں چند عام بیماریاں اور ابتدائی طبی امداد کے طور پر مستند کتب سے استفادہ کرکے ان کی آسان تدابیر اور علاج کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بیماریوں کے علاج کے طور پر جو دوائیں لکھی گئی ہیں، وہ عام طور پر گھر یا پنساری وغیرہ کے یہاں سے بآسانی دستیاب ہوجاتی ہیں۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ ایک ''ماشہ'' کی مقدار ایک ''گرام'' کے برابر اور ایک ''تولہ'' کی مقدار ساڑھے گیارہ ''گرام کے برابر اور ایک ''رتی'' کی مقدار ایک سو پچیس (125) ''ملی گرام'' کے برابر ہوتی ہے۔

آگے جن دواؤں کے ساتھ چینی، شکر، کھانڈ اور مصری وغیرہ شامل کرنے کا ذکر آیا ہے، ذیابیطس یا شوگر کے مریض اس کو شامل نہ کریں، اور اگر چاہیں تو اس کے متبادل کے طور پر شوگر فری (Sugar Free) کوئی چیز شامل کرلیں۔

یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ بیماری کا علاج جتنی جلدی کیا جاتا ہے، اتنا ہی زیادہ مفید ہوتا ہے، تاخیر کرنے پر مشکل اور دیر سے علاج ہوتا ہے، نیز بیماری کے دیر تک باقی رہنے سے بعض دوسری بیماریاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

دماغ کی کمزوری (Mental Weakness)

دماغ کے کمزور ہو جانے کی صورت میں سر میں ہلکا ہلکا درد ہونے لگتا ہے، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے، طبیعت سست رہتی ہے، تھوڑی سی دماغی محنت کرنے، اور کتاب وغیرہ پڑھنے سے سر میں درد ہونے لگتا ہے، شور وغل اور چیخ وپکار برداشت نہیں ہوتا، آنکھیں بند کر کے لیٹ جانے سے آرام ملتا ہے، ذہن اور حافظہ کمزور ہو جاتا ہے، کسی بات میں غور وفکر کرنے سے گھبراہٹ ہونے لگتی ہے، باتوں کو یاد رکھنا مشکل ہو جاتا ہے، بعض لوگوں کو اکثر نزلہ وزکام کی شکایت بھی رہنے لگتی ہے۔

اس مرض کا سبب مشت زنی، جریان، احتلام کی کثرت، آرام کی کمی، زیادہ دماغی محنت، دائمی قبض یا نزلہ یا عورتوں میں سیلانُ الرحم یا لیکوریا، جسمانی کمزوری اور خون کی کمی وغیرہ کو شمار کیا جاتا ہے۔

اس مرض کے اسباب کو معلوم کر کے ان کو دور کرنا چاہئے۔

خشک دھنیا اور سونف ہم وزن ملا کر سفوف بنائیں، اور بقدرِ ضرورت شکر ڈال کر استعمال کریں۔

بادام نو عدد، سونف پانچ گرام، خشک دھنیا پانچ گرام، سیاہ مرچ سات عدد، مغز کدو شیریں پانچ گرام میں بقدرِ ضرورت مصری شامل کر کے، پیس کر سفوف بنائیں، اور چھان کر پانچ پانچ گرام صبح وشام دودھ کے ساتھ استعمال کریں، یہ نسخہ دماغی کمزوری کے لئے مفید ہے۔

بھُول اور کُند ذہنی (Amnesia)

بعض لوگ سنی ہوئی باتیں اور دیکھی ہوئی صورتیں بہت جلد بھول جاتے ہیں، بعض بچوں کو

سبق یاد نہیں رہتا، استاد جو کچھ پڑھاتا ہے، اس کو اچھی طرح نہیں سمجھتے اور اگر کچھ سمجھتے ہیں تو اس کو جلد ہی بھول جاتے ہیں، اس بیماری کو بھول اور کند ذہنی کہا جاتا ہے، ایسی صورت میں کلونجی تین ماشے (تقریباً تین گرام) خالص شہد ایک تولے (یعنی ساڑھے گیارہ گرام) میں ملا کر چٹائیں (چھوٹے بچوں کے لئے ایک ماشہ یعنی تقریباً ایک گرام کلونجی کافی ہے)

یا پانچ تولے برہمی بُوٹی کو کُوٹ چھان کر اس میں پانچ ماشے کالی مرچیں باریک پیس کر ملائیں اور تین تین ماشے صبح وشام پانی یا دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

ایسے مریض کو بدہضمی اور قبض نہ ہونے دیں، تیز کھٹی چیزیں، مثلاً اچار، سرکہ اور کولڈ ڈرنکس وغیرہ کھانے پینے سے پرہیز کرائیں، تمباکو نوشی سے اجتناب کریں۔

سر چکرانا یا چکر آنا (Amnesia)

سر چکرانے یا چکر آنے کی شکایت زیادہ تر جسمانی کمزوری، خاص طور پر دماغ کی کمزوری کی وجہ سے ہوا کرتی ہے، بعض اوقات ہضم کی خرابی اور قبض وغیرہ کے سبب بھی سر چکرانے لگتا ہے۔

عام جسمانی کمزوری کی صورت میں روزانہ موسمی فروٹ کھائیں، دودھ پئیں، مکھن اور اَدھ پکے یعنی ہاف بوائل انڈے کھائیں یا روزانہ صبح وشام ملائی تین تین تولے تھوڑی کھانڈ یا شکر یا اصلی شہد ملا کر کھائیں۔

اس کے علاوہ آملہ خشک، دھنیا خشک، ہر ایک چھ ماشے کو رات کے وقت پانی میں بھگو کر رکھیں، اور صبح کو پانی چھان کر کھانڈ یا مصری یا پھر سرخ شکر یا شہد سے میٹھا کر کے پئیں۔

اگر ہضم کی خرابی اور قبض کی وجہ سے سر چکراتا ہو تو ہرڑ کا مربہ ایک عدد لے کر اس کی گٹھلی نکال لیں، اس کے ساتھ دھنیا خشک تین ماشے، چھوٹی الائچی ایک ماشہ باریک پیس کر شامل کریں، اور صبح وشام دونوں وقت استعمال کریں۔

نیند نہ آنا(Insomnia)

اگر دماغی خشکی کی وجہ سے نیند نہ آتی ہو، تو روزانہ صبح کو بکری کا دودھ تازہ بہ تازہ لے کر کھانڈ یا سرخ شکر ملا کر پئیں یا میٹھے بادام کی گریاں سات عدد، تخمِ خشخاش تین ماشے کو پانی میں پیس چھان کر کھانڈ یا شکر سے میٹھا کر کے پئیں، تخمِ خشخاش، بھنگ ہر ایک چھ ماشے کو دودھ یا پانی میں پیس کر ہاتھ کی ہتھیلی اور پاؤں کے تلووں پر لگائیں۔

اس کے علاوہ تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ سوئے کا ساگ سرہانے رکھنے سے بھی نیند آجاتی ہے، اس میں نیند آور خوشبو اور نیند لانے کی تاثیر ہوتی ہے۔

اگر بخار کی وجہ سے نیند نہ آتی ہو، تو ہاتھ کی ہتھیلیوں یا پاؤں کے تلووں کو کانسی کے کٹوروں سے سہلائیں، مریض کو گاؤ تکیے کے سہارے بٹھا کر اس کی پنڈلیوں پر نیم گرم پانی گرائیں، دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں کو نیچے کی طرف سُوتتے اور مَلتے رہیں، پندرہ بیس منٹ ایسا کرنے کے بعد پاؤں کا پانی خشک کر کے مریض کو آرام سے لٹادیں، اس سے بھی عام طور پر مریض کو نیند آجاتی ہے۔

نظر یا بینائی کی کمزوری(Amblyopia)

جب آنکھوں کی بینائی کمزور ہو جاتی ہے، تو دُور کی چیزیں صاف دکھائی نہیں دیتیں، باریک حروف اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے، جب یہ شکایت بڑھ جاتی ہے تو قریب کی چیزوں کو دیکھنا اور اُن کو پہچاننا بھی مشکل ہو جاتا ہے، اور کتابوں کے موٹے حروف بھی صاف طور پر نظر نہیں آتے۔

ایسے حالات میں آنکھوں سے زیادہ کام لینے، ٹی وی، کمپیوٹر اور موبائل کی سکرین پر دیکھنے، خاص طور پر قریب سے ان چیزوں کو دیکھنے اور زیادہ دیر تک لکھنے پڑھنے اور سینے پرونے کے باریک کام کرنے سے احتیاط کرنی چاہئے، آنکھوں کو دن میں کئی بار تازہ صاف ٹھنڈے پانی سے دھونا چاہئے، زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے بچنا چاہئے، جلد ہضم

ہونے والی مقوی غذا کھانی چاہئے، قبض نہ ہونے دیا جائے، جنسی میل ملاپ میں کمی اور احتیاط رکھنی چاہئے، روزانہ صبح وشام ورنہ حسبِ امکان جب بھی وقت ملے، سرسبز میدانوں اور ہرے بھرے کھیتوں کی سیر کرنی چاہئے، شراب، تمباکو اور دوسری نشے والی چیزوں اور چائے، کافی، کولڈ ڈرنک سے پرہیز کرنا چاہئے۔

روزانہ بلا ناغہ رات کے وقت آنکھوں میں صاف سلائی سے سرمہ لگانا چاہئے، خاص طور پر ''اثمد'' سرمہ اس سلسلہ میں بہت مفید ہے۔

سونف چھ ماشہ روزانہ صبح اور شام کھانا نظر اور بینائی کی تقویت کا ذریعہ ہے۔

سونف اور دھنیا دونوں برابر وزن لے کر کوٹ چھان لیں، اور بقدرِ ضرورت شکر یا مصری ملا کر ایک تولہ صبح اور شام کھانا بھی نظر و بینائی کی تقویت کا باعث ہے۔

سفید دکھنی مرچ ایک تولہ اور بادام کی گری پانچ تولہ دونوں کو باریک پیس کر ڈیڑھ پاؤ شکر یا مصری اور آدھ پاؤ دیسی گھی میں ملا کر رکھیں، اور دو دو تولہ روزانہ صبح اور شام کھائیں، یہ نظر و بینائی کی کمزوری دور کرنے کے لئے مفید نسخہ ہے۔

اس کے علاوہ ہڑ کا مربہ دو عدد رات کو نیم گرم دودھ کے ساتھ استعمال کرنا بھی نظر کی کمزوری میں فائدہ مند ہے۔

اگر آنکھ میں ''جالا'' یا ''پھولا'' پیدا ہو جائے، تو ہلدی کی ایک گرہ لے کر ایک کاغذی لیموں کے اندر داخل کر کے لٹکا دیں، جب لیموں خشک ہو جائے، تو ہلدی کی گرہ کو نکال لیں، اور چند قطرے، پانی میں گِھس کر سلائی سے روزانہ آنکھ میں لگائیں، یہ نسخہ آنکھ کے جالا، پھولا کاٹنے اور دور کرنے میں مفید ہے۔

آشوبِ چشم یا آنکھیں دُکھنا (Ophthalmia)

بعض اوقات گرد وغبار یا دھوپ یا سخت گرمی یا سخت سردی کی وجہ سے یا چمکدار چیز پر نظر ڈالنے

یا مضرِ صحت غذا کے استعمال کرنے یا کسی اور سبب سے آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں، کبھی سوج بھی جاتی ہیں، جن میں جلن، درد اور چُبھن کا احساس ہوتا ہے، آنکھوں سے پانی بہتا ہے، روشن چیز کو دیکھنے میں تکلیف ہوتی ہے۔

ایسی صورت میں پھٹکری دو رتی کی مقدار کو پیس کر عرقِ گلاب آدھی چھٹانک میں حل کر کے بوتل میں رکھیں، اور اس کے چند قطرے دکھتی آنکھ میں ٹپکائیں۔

اس کے علاوہ ہلدی پیس کر پانی میں جوش دیں، اور اس کے بعد چھان کر یہ پانی دو دو چار چار قطرے آنکھوں میں ٹپکانا بھی مفید ہے۔

خالص گلاب کے عرق کا آنکھوں میں ڈالنا، یا نمکین پانی کو آنکھوں میں ڈالنا اور ٹھنڈے پانی سے دن میں دو تین مرتبہ آنکھوں کو دھونا، رات کے وقت سونے سے پہلے صاف سلائی سے سُرمہ لگانا بھی مفید ہے، اگر سلائی کو دوسرے نے استعمال کیا ہو، تو اس کو دھو کر استعمال کرنا بہتر ہے۔

آنکھ دکھنے کی بیماری میں مبتلا ہونے کی حالت میں تیز روشنی اور تیز دھوپ سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے، ہاضمہ کو درست رکھنا چاہئے، وَبا کے دنوں میں سیاہ چشمہ استعمال کرنا چاہئے، کسی دوسرے کا تولیہ اور رومال وغیرہ استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، آنکھوں پر بلا ضرورت ہاتھ وغیرہ نہیں لگانا چاہئے۔

آنکھوں کی گوہانجی (Eyes Allergy)

بعض اوقات خراب سوداوی غذا کے استعمال یا گندی جگہ رہنے سہنے یا بدہضمی وغیرہ کی وجہ سے آنکھوں کی پلکوں کے کنارہ پر پھنسی یا ورم پیدا ہو جاتا ہے، جس میں خارش اور درد اٹھتا ہے۔

ایسی صورت میں متاثرہ جگہ پر سفید مرچ پانی میں رگڑ کر لیپ کرنا مفید ہے۔

املی کی گٹھلی پانی میں گھِس کر ایک ایک گھنٹہ بعد متاثرہ مقام پر لگانا بھی مفید ہے۔

لونگ اور ہلدی ہم وزن لے کر باریک سفوف بنائیں، اور اس کو پانی میں ملا کر متاثرہ مقام پر لیپ کرنا بھی مفید ہے۔

ایسی صورت میں تیز دھوپ، تیز روشنی سے بچنا چاہیئے، ثقیل، بادی اور محرک اشیاء مثلاً چائے، تمباکو نوشی وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہیئے، گرد وغبار وغیرہ سے بچنے کے لئے عینک کا استعمال کرنا چاہیئے۔

آنکھ پر چوٹ لگنا(Eyes Injury)

کبھی آنکھ پر چوٹ لگنے سے آنکھوں کا پپوٹا زخمی ہوجاتا ہے، کبھی زور کی چوٹ لگنے سے آنکھ کا ڈھیلا بھی پھٹ جاتا ہے، اور آنکھ خراب ہوجاتی ہے، لیکن کبھی ڈھیلا پھٹتا تو نہیں، البتہ اس میں خون بھر آتا ہے، اور درد پیدا ہوجاتا ہے۔

اگر آنکھ پر زور کی چوٹ لگے، جس سے آنکھ کی بھوں اور پپوٹا زخمی ہوجائے، یا آنکھ کا ڈھیلا پھٹ جائے، تو فوراً ماہر معالج کے پاس یا ہسپتال جا کر علاج کرانا چاہیئے۔

ہلکی چوٹ لگنے کی صورت میں اگر چوٹ لگنے سے آنکھ میں خون بھر جائے، سرخی پیدا ہوجائے، تو انڈے کی زردی اور سفیدی باہم حل کر کے، روغنِ گل ملا کر آنکھ میں ٹپکائیں، اور اسی میں روئی لتھیڑ کر آنکھ پر رکھیں۔

اگر آنکھ میں درد ہو، تو ہلدی اور پھٹکری دو دو ماشے کو باریک پیس کر دو تولے حلوے میں ملائیں، اس سے آنکھ کو سینکیں، اور اسی کو ہلکا گرم آنکھ پر باندھیں۔

اگر درد زیادہ ہو، تو پوست خشخاش ایک تولہ کو پانی میں خوب جوش دیں، اس کے بعد ہلکے گرم پانی میں کپڑے کی گدّی بھگو کر آنکھ کو سینکیں۔

دانت اور ڈاڑھ کا درد(Toothache)

بعض اوقات دانتوں کی صفائی نہ رکھنے، کھٹی اور میٹھی یا زیادہ گرم یا زیادہ سرد اشیاء کا بکثرت

استعمال کرنے، یا معدے میں خرابی کی وجہ سے دانت یا داڑھ میں شدید درد ہو جاتا ہے، بعض اوقات مسوڑھوں پر وَرم آ جاتا ہے، دانتوں یا ڈاڑھ میں درد کی شدت سے بعض اوقات متاثرہ حصہ کی طرف چہرہ پر ورم بھی آ جاتا ہے، اور سر میں بھی یہ درد پہنچ جاتا ہے۔

اس مرض سے بچنے کے لئے مسواک کا مسلسل اور بلا ناغہ متواتر اہتمام کرنا چاہئے، خاص طور پر سونے سے پہلے اور صبح نہار منہ مسواک کا اہتمام کیا جائے، اس کے علاوہ کھٹی، میٹھی اور زیادہ گرم وسرد اشیاء سے پرہیز کرنا چاہئے۔

جب دانت یا ڈاڑھ میں درد محسوس ہو، تو لونگ کو باریک پیس کر تھوڑا سا گرم کر کے درد والے دانت یا ڈاڑھ میں رکھیں۔

لہسن کو تھوڑا سا بھون کر درد کے مقام پر رکھنا بھی دانت یا داڑھ کے درد میں مفید ہے۔

خشک تمبا کو بارہ گرام، سیاہ مرچ بارہ گرام اور کھانے والا نمک چھ گرام کو ملا کر باریک سفوف کی شکل میں منجن بنا کر روزانہ دانتوں میں مَلنے سے اس مرض میں فائدہ ہوتا ہے، جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ روزانہ اہتمام سے مسواک کرنا اس طرح کی بیماری سے نجات کے لئے مؤثر ہے۔

مسوڑھوں کا پائیوریا (Jaws Swelling)

بعض اوقات دانت اور مسوڑھوں کے درمیان پیپ یعنی پس پڑ جاتی ہے، منہ سے بدبو آتی ہے، مسوڑھے سوج کر موٹے ہو جاتے ہیں، بعض اوقات دانتوں کو چھوڑنے لگتے ہیں، دانتوں کی جڑیں ننگی ہو جاتی ہے، اور بالآخر دانت گرنے لگتے ہیں۔

اس مرض کو ''ماسخورہ'' یا ''پائیوریا'' کہا جاتا ہے۔

اس کی وجہ دانتوں کی صفائی میں لاپرواہی اور وٹامن سی کی کمی، بدہضمی یا سکہ یا سیسہ کے زہریلے اثرات کا جسم کے اندر پہنچنا ہوتی ہے۔

پائیوریا کے مرض میں آم کے درخت کی چھال 24 گرام لے کر پانی میں جوش دے کر کلیاں

کرنی چاہئیں۔

اس کے علاوہ نیلا تھوتھا بھنا ہوا، پھٹکری بھنی ہوئی، ہر ایک دو ماشہ اور نمک تین ماشہ کو پیس کر ایک گلاس نیم گرم پانی میں حل کر کے روزانہ صبح وشام کلیاں کرنا بھی اس مرض میں مفید ہے۔

لونگ، بابڑنگ، سفید پھٹکری ہم وزن لے کر باریک سفوف بنا کر مسوڑھوں پر لگانا بھی اس مرض میں فائدہ مند ہے۔

پائیوریا کے مرض میں زیادہ کھٹی میٹھی چیزیں کھانے، زیادہ ٹھنڈا پانی پینے اور اسی طرح سرد اشیاء کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے، دانتوں کو خاص طور پر رات کو سونے سے پہلے اور صبح نہار منہ مسواک یا عمدہ منجن سے صاف کرنا چاہئے۔

زبان کی تتلاہٹ (Lisping)

بعض اوقات کسی وجہ سے زبان میں تتلاہٹ پیدا ہوجاتی ہے، چھوٹے بچوں کو عام طور پر یہ شکایت لاحق ہوجاتی ہے، جس کی بناء پر بولنے اور بات کرنے خاص طور پر بعض حروف کو ایک مرتبہ سہولت سے ادا کرنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ایسی صورت میں کالی مرچ چھ ماشہ، نوشادر چھ ماشہ باریک پیس کر پانچ تولہ خالص شہد میں ملا کر رکھیں، اور روزانہ صبح شام تین ماشہ لے کر زبان پر ملیں، یا عاقر قرحا اور دارچینی ملا کر زبان پر مَلیں۔

دارچینی منہ میں رکھ کر چبانا، یا مکھن آدھی چھٹانک لے کر چینی کے ساتھ ملا کر چاٹنا یا چٹانا بھی اس بیماری میں مفید ہے۔

منہ آنا یا منہ میں زخم یا چھالے ہونا (Mouth ulcer)

بعض اوقات منہ میں چھالے یا خراشیں یا زخم پڑ جاتے ہیں یا منہ کے اندر کی جھلی سرخ یا سفید ہوکر متورم ہوجاتی ہے، یا چھوٹے چھوٹے دانے نکل آتے ہیں، جس کو منہ کا آنا کہا جاتا ہے،

اس کی عام وجہ معدہ اور ہضم کی خرابی یا معدہ کی گرمی ہوتی ہے، اس لئے ہضم ومعدہ کی اصلاح ودرستگی اور معدہ کی گرمی دور کرنی چاہئے۔

بعض اوقات اس کی وجہ پان، تمبا کونوشی اور سگریٹ نوشی وغیرہ بھی ہوتی ہے، اور بعض اوقات گرم اور مصالحہ دار اور کھردری اشیاء مثلاً چھالیا کا زیادہ استعمال کرنا بھی اس کا سبب ہوتا ہے۔

منہ آنے کا جو سبب ہو، اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

معدہ کی خرابی ہو تو اس کا علاج کریں، تمباکو اور سگریٹ نوشی کرتے ہوں تو اس کو ترک کریں، گرم اور مصالحہ دار غذاؤں کا استعمال ختم یا کم کریں۔

زیادہ نمک اور ترش وکھٹی چیزوں اور گڑ تیل وغیرہ کی چیزوں سے نیز مچھلی کے گوشت، آلو بینگن، میتھی کے ساگ اور مسور کی دال وغیرہ سے احتیاط رکھیں۔

بدہضمی اور قبض وغیرہ ہو تو اس کو رفع کریں، جلد ہضم ہونے والی اور ٹھنڈی وسادہ غذائیں، مثلاً پالک اور بغیر مرچ کی ترکاری کا استعمال کریں۔

خراب، ردی اور باسی غذاؤں سے پرہیز کریں، دانتوں کو صاف ستھرا رکھیں، اہتمام سے روزانہ مسواک کریں، سوتے وقت دانت صاف کرنا نہ بھولیں۔

کتھا منہ کے اندر لگانے سے منہ کے چھالوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

چھالیا اور بڑی الائچی کو جلا کر اور باریک چھان کر منہ میں چھڑکنا اس بیماری میں مفید ہے۔

اس کے علاوہ برگ گاؤزبان جلا کر اس کی راکھ کو زبان پر چھڑکنا بھی مفید ہے۔

حلق میں درد، ورم یا غدود (Tonsils) ہونا

بعض اوقات حلق میں درد یا ورم آجاتا ہے، جس کو گلا خراب ہونا کہا جاتا ہے، جبکہ بعض اوقات گلے میں غدود یعنی ٹانسلز (Tonsils) بھی ہوجاتے ہیں۔

ایسی صورت میں گرم پانی کے غرارے مفید ہیں، اور ارہر کی پتیاں یا ارہر کی دال پانی میں جوش دے کر اس پانی سے غرارے کرنا بھی بہت مفید ہے، تلوں کا تیل ہلکا گرم کر کے کان میں ٹپکانا ٹانسلز (Tonsils) کے ورم میں مفید ہے۔

ہلدی اور شہد ملا کر چاٹنا بھی اس مرض میں فائدہ مند ہے۔

کان کا درد (Earache)

بعض اوقات نزلہ، زکام ہونے یا سردی لگنے، یا کان میں میل کچیل جمع ہونے، یا کان میں زخم یا پھنسی وغیرہ ہونے یا مزاج میں کسی اور خرابی کے سبب سے کان میں درد ہوتا ہے، کان میں ٹیس لگتی ہے، ایسی صورت میں پیاز کا پانی یا مولی کے پتوں کا پانی تھوڑا سا گرم کر کے چند قطرے کان میں ڈالنا مفید ہے۔

کان میں درد ہو تو اجوائن کو تلوں کے تیل میں پکا کر نیم گرم ٹپکانے سے کان کا درد ٹھیک ہو جاتا ہے، کان میں پھنسی ہو تو وہ بھی اس کے ذریعہ جلد پھوٹ کر ٹھیک ہو جاتی ہے۔

کم سنائی دینا (Amblyacousia)

اگر کسی کو کم سنائی دیتا ہو تو اسے کاموں میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، دوسرے سے بات چیت کرنے اور دوسروں کی بات سننے میں مشکل پیش آتی ہے۔

ایسی صورت میں چند روز تک پیاز کا رس ہلکا گرم کر کے کان میں ٹپکائیں، جس سے کم سنائی دینے کی بیماری میں افاقہ ہوتا ہے، اگر کان بہتا ہو یا کان میں درد ہو تو اس کو بھی اس نسخہ سے فائدہ ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ اگر کڑوے بادام کا تیل کان میں ٹپکایا جائے تو اس سے بھی قوتِ سماعت میں بہترائی آتی ہے۔

ناک سے نکسیر بہنا (Nosebleeding)

بعض اوقات خون کی زیادتی یا خون کے پتلا ہونے یا گرم چیزوں کے زیادہ استعمال کرنے، یا دھوپ میں زیادہ دیر تک رہنے سہنے یا یا ناک پر چوٹ لگ جانے سے، یا عورتوں میں حیض کی خرابی یا کسی اور سبب سے، ناک سے خون بہنے لگتا ہے، جس کو نکسیر بہنا یا نکسیر پھوٹنا کہا جاتا ہے۔

ایسی صورت میں فوری طور پر مریض کی ناک بند کر کے منہ آسمان کی طرف کریں، سر پر پانی گرائیں، یا پانی میں تر کر کے پٹیاں سر پر رکھیں، پاؤں ٹھنڈے پانی میں رکھیں۔

خشک دھنیا توے پر رکھ کر کچھ بھون لیں، پھر اس کو خوب باریک پیس کر بطور نسوار مریض کو ناک کے ذریعہ سونگھانے سے بھی نکسیر بند ہوجاتی ہے۔

اور تازہ لیموں کے رَس کی ناک میں پچکاری کرنے سے بھی نکسیر فوراً بند ہوجاتی ہے۔

اس کے علاوہ پھٹکری ایک ماشہ پانی میں حل کر کے اس کی ناک میں پچکاری کرنے یا پھٹکری پیس کر ناک میں پھونکنے سے بھی نکسیر بند ہوجاتی ہے۔

خالص سرسوں کا تیل دو قطرے اور اس مقدار میں پانی کے قطرے باہم یکجا کر کے صبح اور رات کو ناک میں ٹپکانا بھی نکسیر کی بیماری سے نجات کے لئے مفید ہے۔

اگر کسی شخص کو بار بار نکسیر پھوٹے اور کسی تدبیر سے بند نہ ہو تو خشک آملے پانچ تولہ لے کر ایک مٹی کی کوری ٹھلیاں یا کٹوری میں ڈال کر پانی بھر کر رکھ چھوڑیں اور مریض کو یہ پانی پلائیں، آملوں کو پانی میں پیس کر پیشانی، تالو اور ناک پر لیپ کریں۔

اگر پیشاب یا پاخانہ کے راستہ سے خون آتا ہو، تو اس سے نجات کے لئے بھی ایک تولہ آملہ پانی میں پیس چھان کر مصری یا شکر میں ملا کر پلانے کی حیرت انگیز تاثیر ہے۔

ہچکی آنا (Hiccups)

بعض اوقات کسی کو ہچکی آنا شروع ہوجاتی ہے، جو بند ہونے کا نام نہیں لیتی، ایسی صورت میں

رائی ایک تولہ کو پانی میں جوش دے کر یعنی رائی کا جوشاندہ بنا کر پلانے سے فائدہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ کلونجی 3 ماشے پیس کر مکھن میں ملا کر کھلانے سے بھی ہچکیاں رُک جاتی ہیں۔

دودھ میں مکھن ملا کر پینا اور ناف میں تیل ڈالنا بھی اس مرض کے لئے مفید ہے۔

فلو یا نزلہ وزکام (Influenza)

اگر ناک کے راستے سے مواد بہے تو اس کو زکام کہا جاتا ہے اور سینے پر بلغمی مواد وغیرہ گرے، تو اس کو نزلہ کہا جاتا ہے۔

نزلہ، زکام کو عام بیماری سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

اگر یہ مرض زیادہ مدت تک رہے اور پرانا ہو جائے تو زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے۔

سردی لگنے، پانی میں بھیگنے، گرما گرم کھانے کے بعد ٹھنڈا پانی یا کولڈ ڈرنکس پینے، کھٹی اور ٹھنڈی چیزوں کے زیادہ کھانے پینے، یا گرد وغبار اور دھویں وغیرہ کے ناک میں پہنچنے وغیرہ سے نزلہ وزکام کی شکایت ہو جاتی ہے۔

جن لوگوں کے دماغ اور اعصاب یعنی پٹھے کمزور ہوتے ہیں، وہ نزلہ وزکام کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔

زکام ہوتے ہی ٹھنڈی ہوا کے لگنے اور ٹھنڈا پانی پینے سے پرہیز کریں، زیادہ گرم چیزیں، مثلاً بڑا گوشت، گرم مصالحہ، مرچ اور تیز چائے کے استعمال سے بھی پرہیز کریں۔

بہنے والی رطوبتوں کو شروع میں ہی بند کرنے کے لئے تیز گرم چیزوں کے استعمال سے طرح طرح کی خطرناک بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لئے نزلہ وزکام ہوتے ہی فوراً رطوبت کو روکنے کی تدبیر نہیں کرنی چاہئے۔

نزلہ وزکام کے شروع ہونے پر ایک دو وقت کھانا نہ کھائیں، تو بہتر ہے، اور اگر کھائیں تو جلد ہضم ہونے والی اور سادہ غذاؤں کا استعمال مناسب ہے۔

نزلہ وزکام کے دوران دودھ، گھی، دہی، چھاچھ اور ہر قسم کی کھٹی اور ٹھنڈی چیزوں سے پرہیز کریں، قبض کرنے والی اور بادی چیزیں نہ کھائیں۔

نزلہ وزکام کی حالت میں دن کے وقت سونا، کھانا کھانے کے بعد فوراً سو جانا، ٹھنڈے پانی سے نہانا، ٹھنڈی ہوا میں سر کھلا رکھنا، نیز تیز دھوپ میں چلنا پھرنا، اور خوشبودار چیزوں کا سونگھنا نقصان دہ ہوتا ہے۔

اسی طرح دماغی محنت سے اس حالت میں بچنا چاہیئے ،نزلہ وزکام کی حالت میں جنسی میل ملاپ سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے، ورنہ سخت خطرناک امراض میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔

نزلہ وزکام کی حالت میں قبض رہنا اچھا نہیں، اگر قبض ہو، تو اس کو دور کرنے کی تدبیر اختیار کرنی چاہیئے۔

اگر زکام کی حالت میں تھوڑی سویّاں پانی میں پکائیں، اور چینی یا شہد سے میٹھا کر کے سویوں سمیت گرما گرم بھاپ لیں، اور چادر یا لحاف اوڑھ کر لیٹ جائیں، تا کہ پسینہ آئے تو زکام بہت جلد پک کر خارج ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ گل بنفشہ سات ماشے اور کالی مرچیں سات عدد کو تھوڑی چینی ڈال کر پکائیں، پھر چھان کر گرم گرم چائے کی طرح پی کر کوئی موٹا کپڑا یا لحاف اوڑھ کر لیٹ جائیں، تو اس سے پسینہ آ کر بدن کی سستی اور درد دُور ہو جاتا ہے، اور زکام پک جاتا ہے۔

چنے بھُنوا کر کپڑے میں پوٹلی باندھ کر سونگھیں، اور اسی سے پیشانی ،کنپٹیوں اور ناک کو سینکیں، پھر چنے چبائیں، یہ عمل زکام کے لئے مفید ہے۔

ناک کے نتھنوں میں سرسوں کا تیل لگانا بھی نزلہ وزکام میں مفید ہے۔

گیہوں کے آٹے کی بھوسی ایک تولہ، لونگیں پانچ عدد، قدرے نمک پانی میں جوش دے کر چھان لیں، اور نیم گرم پئیں، یہ بھی نزلہ وزکام میں مفید ہے، چند بار کے استعمال سے نزلہ پک کر خارج ہو جاتا ہے، جب زکام کچھ بہہ چکے، تب یہ نسخہ استعمال کریں۔

www.idaraghufran.org

پرانے نزلہ وزکام میں ہضم کی خرابی اور قبض کو دور کرنا ضروری تدبیر ہے۔
جب زکام میں ناک سے رطوبت کئی دن تک بہتی رہے اور ٹھیک نہ ہو تو ہلدی کو جلا کر اس کا دھواں ناک اور حلق میں پہنچانے سے پانی بہنا بند اور زکام جاتا رہتا ہے۔
سر کو ٹوپی، رومال وغیرہ سے چھپانا ہر قسم کے نزلہ میں مفید ہے۔

کھانسی (Cough)

بعض اوقات نزلہ، زکام ہونے، سردی لگنے، یا گرد وغبار حلق میں پہنچنے یا حلق میں ورم ہو جانے، یا تمباکو وسگریٹ نوشی کرنے یا کسی اور سبب سے پھیپھڑوں میں غیر طبعی حرکت ہوتی ہے، جو کسی فاسد مادے کو رفع کرنے کے لئے ہوتی ہے، اسی کو کھانسی کہا جاتا ہے۔
اگر کھانسی بلغمی ہو، تو بلغم خارج ہوتا ہے، کبھی گاڑھا اور کبھی پتلا، کبھی آسانی سے اور کبھی مشکل سے، یا بلغم کی خرخراہٹ کی آواز آتی ہے، اور اگر خشک کھانسی ہو، تو اس میں بلغم نہیں نکلتا اور نہ ہی بلغم کی خرخراہٹ کی آواز آتی ہے۔
کھانسی ہونے کی صورت میں منہ میں ملٹھی رکھ کر چباتے رہیں، اور اس کا لعاب چوستے رہیں۔
سفید پھٹکری کو تھوڑا سا توے پر بھون لیں، اور صبح وشام اور دوپہر ڈیڑھ گرام کھائیں، یہ بلغمی کھانسی کے لئے مفید ہے۔
تخم السی کا سفوف دو گرام، شہد خالص چوبیس گرام ملا کر چٹنی بنا کر استعمال کرنا بھی کھانسی میں مفید ہے۔
کھانسی ہونے کی صورت میں کھٹی اور سرد مزاج والی چیزوں اور ٹھنڈے پانی اور آئسکریم وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہئے، سردی نیز ماحولیاتی آلودگی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

متلی اور قے (Vomiting)

اگر کسی کو ابکائی، متلی یا قے آرہی ہو، اور بند نہ ہو رہی ہو، تو لیموں پر نمک چھڑک کر چاٹنا مفید ہے۔

سوکھے ہوئے ادرک یا سونٹھ کا سفوف ایک گرام صبح، دوپہر اور شام کھانے کے بعد استعمال کرنے سے بھی اس بیماری میں افاقہ ہوتا ہے۔

ادرک کا عرق اور لیموں کا عرق ملاکر، نمک شامل کر کے بقدرِ ضرورت پینے سے بھی قے اور متلی بند ہوجاتی ہے۔

6 ماشہ پودینہ، اور 3 ماشہ چھوٹی الائچی کو پانی میں جوش دے کر تھوڑا تھوڑا پانی کئی مرتبہ پلانے سے بھی قے آنا بند ہوجاتی ہے۔

6 ماشہ رائی لے کر پانی میں پیسیں، اور معدہ کے منہ پر لیپ کردیں، اور دس منٹ کے بعد صاف کردیں، اس سے بھی عام طور پر قے اور ابکائیاں بند ہوجاتی ہیں۔

ناف میں تیل لگانا بھی اس بیماری میں مفید ہے۔

اس بیماری کے دوران کھٹی، ثقیل اور تیل یا چکنائی والی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے، ہلکی اور جلدی ہضم ہونے والی غذا کا استعمال کرنا چاہئے۔

بدہضمی (Indigestion)

بدہضمی میں کھائی ہوئی غذا معدے میں ہضم نہ ہوکر خراب ہوجاتی ہے، کھانا کھانے کے تقریباً تین گھنٹے بعد معدے میں تناؤ اور بوجھ سا محسوس ہونے لگتا ہے، طبیعت بے چین ہوجاتی ہے، جی متلاتا ہے، کبھی قے ہوجاتی ہے، جس میں کھائی ہوئی غذا نکلتی ہے، جو بدبودار ہوتی ہے، کبھی قے کے ساتھ دست بھی آنے لگتے ہیں، کبھی کھٹی اور خراب ڈکاریں آتی ہیں، بعض دفعہ منہ میں بار بار کھٹا پانی بھر جاتا ہے، دل دھڑکنے لگتا ہے، کلیجہ جلتا ہے، اور اس میں دھیما دھیما درد ہوتا ہے، پیشاب سفید آتا ہے۔

اگر جی متلاتا ہو اور قے نہ ہوتی ہو، یا پورے طور پر نہ ہوتی ہو، تو گرم پانی میں نمک ملا کر پلائیں، حلق میں انگلی ڈال کر قے کرائیں، جب معدہ خراب غذا سے صاف ہوجائے، تو

سفید زیرہ تین ماشے، نمک ایک ماشہ باریک پیس کر سرکہ ایک تولہ میں ملا کر چٹائیں۔

اگر بار بار قے آئے، تو پودینہ چھ ماشے، چھوٹی الائچی تین ماشے کو پانی میں جوش دے کر تھوڑا تھوڑا پانی کئی بار پلائیں۔

کھانے کا سوڈا ایک ماشہ، دو تین گھونٹ پانی میں ملا کر استعمال کرنا بھی مفید ہے۔

اگر بدہضمی کی حالت میں بُسی ہوئی اور خراب ڈکاریں آئیں، تو قے لانے کے بعد ادرک کا رَس ایک تولہ ذرا سا شہد ملا کر پلائیں، یا سونٹھ، اجوائن ایک ایک تولہ، اور سیاہ نمک تین ماشے کو باریک پیس کر دو دو ماشے پانی سے کھلائیں۔

بدہضمی کی صورت میں چوبیس گھنٹے تک کوئی غذا نہیں کھانی چاہئے۔

بھوک کی کمی (Anorexia)

اگر بھوک نہ لگتی ہو، کھانا کھانے کی طرف رغبت نہ ہوتی ہو، تو اجوائن پانچ تولہ کو لیموں کے رس میں اچھی طرح بھگو دیں، پھر خشک کر لیں، اس کے بعد تھوڑے کالے نمک کے ساتھ ملا کر پیس چھان کر رکھیں اور تین تین ماشے صبح اور شام کھائیں۔

اس کے استعمال سے بھوک خوب لگتی ہے، کھائی ہوئی غذا جلدی ہضم ہوتی ہے، پیٹ کی ریاح اور گیس نکل جاتی ہے اور پیٹ میں درد ہو تو وہ بھی دور ہو جاتا ہے۔

کلونجی پانچ تولے کو ایک رات سِرکہ میں بھگو کر رکھیں، اس کے بعد سائے میں خشک کر کے سفوف بنائیں اور پندرہ تولے شہد خالص میں ملا کر چھ چھ ماشے صبح و شام چاٹیں، اس کے استعمال سے بھی بھوک خوب لگتی ہے اور پیٹ کی ریاح و گیس نکل جاتی ہے۔

ادرک کا رس، لیموں کا رس ہر ایک پانچ تولے اور نمک لاہوری ایک تولہ، تینوں کو ملا کر تین دن تک باریک کپڑے یا جالی میں ڈھک کر دھوپ میں رکھیں، اس کے بعد ایک ایک چمچہ کھانا کھانے کے بعد پیئیں، یہ بھی بھوک لگانے اور غذا کو جلد ہضم کرنے میں مفید ہے۔

Idara Ghufran

سونٹھ اور اجوائن دو دو تولہ، نوشادر چھ ماشے کو باریک پیس چھان کر لیموں کے رس میں بھگو کر خشک کریں اور بوقتِ ضرورت دو دو ماشے کھائیں، یہ بھی بھوک لگانے کے لئے مؤثر ہے۔

تبخیرِ معدہ یا گیس و اپھارہ (Gas - flatulence)

اس مرض میں کھانے کے دو تین گھنٹہ بعد پیٹ پھول جاتا ہے، بعض اوقات پیٹ میں قراقر کی آواز اور درد بھی ہوتا ہے، بعض اوقات کھٹی ڈکاریں آتی ہیں، بعض اوقات ریاح اور گیس سر کی طرف چڑھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے، سر بھاری ہوتا ہے، بعض اوقات سر درد سے پھٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے، اگر اس گیس کا زور دل کی طرف ہو، تو دل بیٹھتا ہوا محسوس ہوتا ہے، دل میں دھڑکن یا خفقان ہوتا ہے، کمزوری بڑھ جاتی ہے، اس مرض کو ''تبخیرِ معدہ'' یا گیس اور اپھارہ کہا جاتا ہے، اس مرض کی وجہ سے نیند بھی بہت کم اور مشکل سے آتی ہے، بھوک نہیں لگتی، پسلیوں کے نیچے کھچاؤ اور ہلکا درد محسوس ہوتا ہے، پیشاب سرخ یا تیز زرد برآمد ہوتا ہے، قبض رہتی ہے، دن میں دو تین دفعہ اِجابت یا فراغت ہونے سے مرض میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

اس بیماری کے اسباب میں بادی، دیر ہضم اور ٹھنڈی اشیاء کا استعمال، غذائی بے اعتدالی، کھانے کے فوراً بعد سو جانا، کھانے کی زیادتی، خوب تیز بھوک لگنے سے پہلے کھانا، یا لمبے وقفہ کے بغیر کھانا پینا، زیادہ وقت بیٹھے رہنا، معدہ اور آنتوں کی خرابی، جگر اور رحم کے امراض شمار ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ گرم گرم کھانے کے بعد یا کھانے کے ساتھ ساتھ یخ ٹھنڈے پانی یا دیگر مشروبات کا استعمال، نیز چائے کا بکثرت استعمال اور صبح ناشتہ میں پراٹھا یا کھانے میں تلی ہوئی غذاؤں کا زیادہ استعمال بھی اس مرض کے اسباب میں سے ہے۔

اس مرض میں پودینہ 5 گرام ایک کپ پانی میں جوش دے کر نمک یا شہد ملا کر پلانا مفید ہے۔

رات کو سونے سے پہلے گلقند 50 گرام، تازہ پانی کے ساتھ کھانا بھی مفید ہے۔

اس کے علاوہ اس مرض کے ازالہ کے لئے سونف، اور چھوٹی الائچی برابر مقدار میں لے کر سفوف بنائیں، اور 2 گرام پانی کے ساتھ کھانے کے بعد استعمال کریں۔

سفید زیرہ 3 گرام کھانے کے بعد پانی کے ساتھ استعمال کرنے سے بھی گیس اور ریاح وغیرہ تحلیل اور ختم ہو جاتی ہے۔

ایک گرام سونٹھ کا سفوف صبح دوپہر شام کھانے کے بعد پانی کے ساتھ استعمال کرنا بھی اس مرض میں مفید ہے۔

اس مرض میں گائے کے گوشت، کھٹی، ثقیل اور بادی اشیاء اور مٹھائی وغیرہ سے اور دودھ، دہی، لسی اور چکنائی والی اشیاء سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اس مرض میں مریض کا خالی معدہ رہنا نقصان دہ ہے، اس لئے مریض کو ہلکی اور جلدی ہضم ہونے والی غذا استعمال کرانی چاہئے۔

کھانا شدید بھوک لگنے پر اور مقررہ وقت پر کھانا چاہئے۔

اس کے ساتھ ساتھ آدھا سے پون گھنٹہ تک، اپنے حسبِ حال مناسب پیدل چلنے کا بھی معمول بنانا چاہئے۔

سینہ میں جلن (Chest burning)

بعض اوقات سینہ میں جلن ہوتی ہے، جس کی وجہ معدہ میں تیزابیت ہوتی ہے، گرم مسالوں سے بنی اشیاء کا کثرت سے استعمال، چکنی غذاؤں کی زیادتی، ہضم اور معدہ کی کمزوری اس بیماری کے عام اسباب ہیں۔

بعض اوقات ردی اور خراب اخلاط کے معدہ پر گرنے سے بھی جلن شروع ہو جاتی ہے۔

اس مرض میں انسان کو بھوک کم لگتی ہے، ہاتھ پاؤں میں گرمی محسوس ہوتی ہے، سینہ جلتا ہے، پیٹ میں ہوا محسوس ہوتی ہے، پیاس کا غلبہ ہوتا ہے، خراب ڈکاریں آتی ہیں، پیٹ اور معدہ

میں ہلکا ہلکا درد بھی محسوس ہوتا ہے، خالی معدہ میں ریاح وگیس جمع ہو جاتی ہے۔
اس مرض میں اسپغول کی بھوسی کا ایک بڑا چمچ، دودھ یا پانی میں ڈال کر استعمال کرنا مفید ہے۔
سونٹھ 100 گرام، اور ملٹھی 10 گرام کا سفوف بنا کر ایک گرام کی مقدار کھانا کھانے کے بعد تھوڑے سے پانی کے ساتھ استعمال کرنا بھی مفید ہے۔
بادیان سفوف 1 گرام، صبح، دوپہر، شام پانی کے ساتھ استعمال کرنا بھی مفید ہے۔
اس مرض میں تیل، ترشی اور چکنائی والی غذاؤں سے، نیز برف سے اور برف سے بنی ہوئی اشیاء مثلاً آئس کریم وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔
غذا ہلکی اور جلد ہضم ہونے والی استعمال کرنی چاہئے، پھیکا دودھ 4 مرتبہ تھوڑی تھوڑی مقدار میں پینا بھی اس مرض میں مفید ہے۔
اس کے علاوہ روزانہ آدھا سے پون گھنٹہ اپنے حسبِ حال پیدل چلنے کا معمول بنانا چاہئے، جو دیگر بہت سے امراض کے لئے بھی مفید ہے۔

معدہ کا السر (Stomach Ulcers)

معدہ کے السر کا مطلب ''معدہ میں زخم کا ہو جانا ہے''۔
آج کل یہ مرض بھی عام ہونے لگا ہے، جس کی وجہ کھانے پینے میں بے اعتدالی، یعنی ضرورت سے زیادہ کھانا پینا، غیر صاف اور غیر معیاری کھانوں کا کھانا، خاص طور پر بازار اور ہوٹلوں اور تیز مسالہ جات والے چٹپٹے کھانے کھانا ہے، بعض اوقات یہ مرض رنج وغم وغیرہ کی وجہ سے بھی پیدا ہو جاتا ہے۔
اس مرض کے دوران معدہ اور خاص کر سینے کی ہڈی اور ناف کے درمیان میں جلن، خارش اور درد ہوتا ہے، اس مرض کے دوران غذا صحیح طرح بدن کا جزو نہیں بنتی، بعض اوقات خون کے ساتھ قے بھی آ جاتی ہے، اس مرض کے ابتدائی دنوں میں معدہ میں جکڑن محسوس ہوتی ہے،

پھر پیٹ کے اوپر پسلیوں کے درمیان درد محسوس ہونے لگتا ہے، معدہ کو دبانے سے درد اور دکھن میں اضافہ ہوتا ہے، بعض اوقات قے آنے سے درد میں افاقہ محسوس ہونے لگتا ہے۔

کھانا کھانے کے بعد معدہ کے درد کی شکایت میں کمی محسوس ہوتی ہے، اور خالی پیٹ ہونے پر تکلیف میں اضافہ محسوس ہوتا ہے، اس مرض کے دوران بدہضمی کی علامات ظاہر ہوتی ہیں، بھوک نہیں لگتی یا کم لگتی ہے، کھانے کے بعد پیٹ پھول جاتا ہے، کھٹی ڈکاریں آتی ہیں، متلی کے ساتھ منہ میں پانی بھر آتا ہے، سینہ پر بوجھ محسوس ہوتا ہے، پیٹ میں درد اور کبھی مروڑ بھی اٹھتا ہے، بعض اوقات منہ میں دانے بھی نکل آتے ہیں، معدہ کی خرابی سے بعض اوقات دردِ سر، آدھے سر کا درد، نظر کی کمزوری، قبض، بواسیر، آنتوں اور پٹھوں کی کمزوری کی شکایت بھی پیدا ہوسکتی ہے۔

شہد کا استعمال اس مرض میں نہایت مؤثر سمجھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ سینے میں جلن کا جو نسخہ پہلے ذکر کیا گیا، یعنی سونٹھ اور ملیٹھی کا سفوف ہم وزن روزانہ کھانے کے بعد بقدرِ ضرورت استعمال کرنا بھی اس بیماری میں مفید ہے۔

بعض ماہرین نے گوبھی کا جوس آنتوں کے السر کے لیے مفید دوا قرار دیا ہے۔

''جو'' کا دلیہ اس مرض کے دوران مؤثر ترین نسخہ ہے۔

اس کے علاوہ سوتے وقت زیتون کا ایک بڑا چمچہ استعمال کرنا اس مرض کا عمدہ علاج شمار کیا گیا ہے۔

کھانا خوب بھوک لگنے پر کھائیں، تیز گرم چیزوں اور بادی اشیاء مثلاً بڑا گوشت، انڈہ اور تلی ہوئی چیزوں اور غیر معیاری اور غیر صاف خاص طور پر بازاری کھانوں سے حتی الامکان پرہیز رکھیں، روزانہ چہل قدمی کا معمول بنائیں۔

اپنڈکس (Appendix)

اپنڈکس دراصل چھوٹی آنت کے آخری اور بڑی آنت کے نچلے سرے کے قریب ایک

کیچوے نما آنت ہوتی ہے، اسے اندھی آنت بھی کہا جاتا ہے۔

اپنڈکس نام کی آنت پیدائشی طور پر ہر انسان کے جسم میں موجود ہوتی ہے، عام طور پر اس آنت کے بند ہوجانے سے اس میں جراثیم کی افزائش شروع ہوجاتی ہے، جو بعد میں سوزش اور درد کا سبب بنتی ہے، اسی کو اپنڈکس کہہ دیا جاتا ہے۔

یہ بیماری کسی بھی عمر میں، مرد یا عورت کسی کو لاحق ہوسکتی ہے، البتہ ابھرتی ہوئی جوانی میں اور اسی طرح خواتین کے مقابلہ میں مرد حضرات اس بیماری میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔

اس بیماری کی ابتدا میں ناف کے گرد، پیٹ کے نچلے حصہ میں دائیں طرف درد محسوس ہوتا ہے، پھر جس طرح وقت کے ساتھ ساتھ اپنڈکس میں سوزش اور تکلیف بڑھتی ہے، اسی کے ساتھ اس کا سائز بھی بڑھتا جاتا ہے، اس بیماری کے دوران یادداشت پر بھی اثر پڑتا ہے، اور متلی اور قے بھی ہوسکتی ہے، اور ہلکا یا درمیانہ بخار بھی ہوسکتا ہے، پیشاب کا جلن کے ساتھ آنا اور بھوک کا ختم ہوجانا بھی، اس مرض کی علامت ہے۔

اگر درد ناف کے گرد شروع ہو، اور پیٹ کے دائیں اور نچلے چوتھائی حصہ میں منتقل ہوجائے، تو یہ اپنڈکس کی اہم علامت ہے۔

لیکن بعض اوقات اسی طرح کے درد کی وجہ سے دائیں گردہ کے درد، بڑی اور چھوٹی آنت کی سوزش بھی ہوسکتی ہے، جس کو اپنڈکس کی بیماری سمجھا جاسکتا ہے، اپنڈکس کی جگہ کو دبانے سے اس میں سخت درد اور تکلیف کا ہونا، اس مرض کی اہم علامت ہے، خون کے ٹیسٹ سے بھی اپنڈکس کا پتہ چلایا جاسکتا ہے، اگر خون میں سفید ذرات یا سیلز معمول سے زیادہ ہوں، تو یہ اپنڈکس کی علامت شمار ہوتی ہے۔

موودہ دور میں اس مرض کا پتہ چلانے کے لیے الٹرا ساؤنڈ کرایا جاتا ہے، پیشاب میں پیپ اور جراثیم ہونے کا ٹیسٹ کرایا جاسکتا ہے۔

اگر یہ مرض زیادہ وقت تک باقی رہے، تو اپنڈکس کے پیٹ میں پھٹ جانے کا خطرہ ہوتا ہے،

جس کے بعد اس مرض کو کنٹرول کرنے میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، اگر مریض کو پیٹ میں شدید درد ہو، اور سوجن ہو جائے، پھر اچانک درد میں افاقہ ہو جائے، تو یہ اپنڈکس کے پھٹنے کی علامت ہو سکتی ہے۔

آج کل اپنڈکس کا موثر علاج آپریشن سمجھا جاتا ہے، اور آپریشن کے بجائے دواؤں پر اکتفا کرنا اور بار بار معالج کو بدلنا، اپنڈکس کے پھٹنے کا سبب بن سکتا ہے۔

اپنڈکس کے پھٹنے کا سبب اس میں پیپ کا بھرنا اور مسلسل ورم آ کر انتہا کو پہنچ جانا ہے، اپنڈکس کے پھٹنے سے پیٹ کے اندر موجود قرب وجوار کے حصے، اس کے زہر سے متاثر ہو جاتے ہیں، جس کے بعد علاج میں مشکل پیش آ سکتی ہے۔

قبض (Constipation)

اگر کسی کو قبض ہو، پاخانہ کھل کر نہ آتا ہو، یا روزانہ نہ آتا ہو یا مشکل کے ساتھ آتا ہو، زور لگانا پڑتا ہو، تو اس مرض کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے اور اس کا علاج کرنا چاہئے۔

قبض ہونے کی صورت میں لال شکر گڑ والی پانچ تولہ رات کو آدھ سیر دودھ میں ملا کر پئیں، یا گل قند چار تولہ رات کو سونے سے پہلے دودھ کے ساتھ کھائیں۔

پوست ہلیلہ زرد کو پیس چھان کر تھوڑا سا نمک ملا کر چھ ماشہ نیم گرم پانی کے ساتھ کھانا بھی قبض دور کرنے کے لئے مفید ہے۔

اندرائن کا گودا تین ماشہ دودھ میں جوش دے کر اور چھان کر پینے سے بھی قبض دور ہو جاتا ہے۔

ثابت اسپغول دس گرام یا اسپغول کا چھلکا پانچ گرام رات کو سونے سے پہلے نیم گرم دودھ یا تازہ پانی کے ساتھ پینے سے بھی قبض کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔

ہڑ کا مربہ دو عدد، رات کو سونے سے پہلے نیم گرم دودھ کے ساتھ استعمال کرنا بھی قبض دور کرنے کے لئے مفید ہے۔

قبض کے مریضوں کو چاہئے کہ بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھائیں، سیب اور دوسرے پھل چھلکے سمیت کھائیں، امرود اور سیب صبح نہار منہ کھانا بھی قبض دور کرنے کے لئے مفید ہے۔

قبض کے مریض کو ثقیل اور بادی اشیاء سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہئے، ہلکی اور جلدی ہضم ہونے والی غذاؤں کو زیادہ استعمال کرنا چاہئے، نقل وحرکت، پیدل چلنے اور حسبِ حال ورزش کا مستقل مزاجی کے ساتھ معمول بنانا چاہئے۔

دائمی قبض کے لئے چھلکا اسپغول، بادام روغن میں ملا کر کھانے کے ایک چمچہ کی مقدار رات کو نیم گرم دودھ کے ساتھ استعمال کرنا انتہائی مفید ہے۔

دست یا موشن (Loose Motion)

بعض اوقات غذاؤں کی بے احتیاطی یا کسی اور سبب سے دست آنے لگتے ہیں، ایسی صورت میں ثقیل اور بادی اشیاء، گڑ، تیل، کھٹی چیزوں اور مٹھائیوں سے پرہیز کرنا چاہئے، ہلکی اور جلدی ہضم ہونے والی غذائیں استعمال کرنی چاہئیں۔

دستوں میں انار دانہ، دو گرام پانی میں گھوٹ کر پینا مفید ہے۔

جامن کی گٹھلی تین گرام کو پیس کر تازہ پانی کے ساتھ پینا بھی دستوں کو روکنے کے لئے مفید ہے۔

آم کی پرانی گٹھلی کا مغز اور بھُنی ہوئی سونف برابر وزن لے کر اور کُوٹ چھان کر سفوف بنائیں، چھ چھ ماشہ یہ سفوف پانی کے ساتھ کھائیں، دستوں کے لئے مفید ہے۔

اگر دست پرانے ہوگئے ہوں تو چھوٹی ہڑ دو تولہ اور پوست خشخاش ایک تولہ کو الگ الگ گھی میں بھُونیں، اس کے بعد باریک پیس کر ان کے برابر کھانڈ یا شکر ملا کر رکھیں اور روزانہ نو ماشہ پانی کے ساتھ کھائیں۔

پیچش (Dyschezia)

بعض اوقات آنتوں میں جراثیم ہونے سے یا تیز گرم اور محرک اشیاء بکثرت استعمال کرنے

سے، یا خراب غذاؤں کے استعمال سے یا کسی اور سبب سے پیچش ہو جاتی ہے، جس میں پاخانہ تھوڑا تھوڑا خون کے ساتھ برآمد ہوتا ہے، مقعد میں جلن اور وَرم وغیرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

پیچش اور دست آ رہے ہوں تو انار کے چھلکے کا جوشاندہ بنا کر پینے سے آرام آتا ہے۔

اسپغول کا چھلکا پانچ گرام دہی یا شربتِ انجبار میں ملا کر دن میں دو تین مرتبہ استعمال کرنا بھی پیچش کو فائدہ دیتا ہے۔

اس مرض کے دوران سرخ مرچ، تیز مصالحہ ، گڑ، تیل، ترشی، بڑا گوشت، میٹھی اشیاء، اور ثقیل وبادی غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہیے، اور نرم اور ٹھنڈی غذائیں، مثلاً مونگ کی دال کی کھچڑی، ساگودانہ، دلیہ، دہی وغیرہ استعمال کرنی چاہیے۔

پیٹ کے کیڑے (Intestinal Worm)

خراب اور گندے پانی یا گندی وناقص غذا، یا گلے سڑے پھل یا خراب میوہ جات اور خراب سبزیوں وغیرہ کے استعمال سے یا برف کا پانی بکثرت استعمال کرنے یا ثقیل اور بادی غذاؤں کے کثرتِ استعمال سے یا قبض کے زیادہ رہنے سے، اسی طرح ننگے پاؤں رہنے اور پھرنے سے، بیت الخلاء (یعنی باتھ روم) ننگے پاؤں جانے سے، پیٹ اور آنتوں میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں، جس کے نتیجہ میں پیٹ میں ہلکا درد رہتا ہے، بھوک زیادہ لگتی ہے، پیٹ میں ہوا زیادہ جمع ہوتی ہے، بھوک کے وقت کوئی چیز اوپر کو چڑھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور درد ہوتا ہے، منہ سے رال بہتی ہے، ایسا مریض رات کو سوتے وقت دانت پیستا ہے، مٹی، کوئلہ وغیرہ کھانے کا تقاضا ہوتا ہے، پاخانہ کی جگہ چھوٹے چھوٹے کیڑے ہونے پر سر میں درد ہوتا ہے، چہرہ زرد ہوتا ہے، پیٹ میں مروڑ ہوتی ہے، بچے اپنی ناک نوچتے ہیں، پیشاب اور پاخانہ والی جگہ خارش کرتے ہیں۔

نیم کا تیل بچے کے پاخانہ کی جگہ لگانے سے یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے مر جاتے ہیں۔

لاہوری نمک پانی میں گھول کر بچے کے پاخانہ کی جگہ لگانے سے بھی یہ کیڑے مرجاتے ہیں۔
ہلدی کو پانی میں جوش دے کر یا ہلدی کا سفوف بنا کر نیم گرم پانی کے ساتھ پلانے سے پیٹ کے کیڑے مرکر خارج ہوجاتے ہیں۔
کمیلہ تین گرام کو پینتیس گرام گل قند یا مصری میں ملا کر نیم گرم دودھ کے ساتھ پلانا بھی پیٹ کے کیڑوں کو مار کر خارج کرنے میں مفید ہے۔
مذکورہ دواؤں کو رات کو سوتے وقت کھانے کے تین گھنٹے کے بعد استعمال کرنا مناسب ہے۔
چونے کا پانی دن میں تین دفعہ دس چمچ پانی میں ملا کر پینا بھی پیٹ کے کیڑوں میں مفید ہے۔
اس مرض کے دوران ثقیل بادی اور بلغم پیدا کرنے والی اشیاء سے پرہیز کرنا چاہئے۔

پیشاب کا بند ہونا (Urinary retention)

بعض اوقات وقتی طور پر پیشاب کی آمد بند ہوجاتی ہے، مریض کو سخت تکلیف ہوتی ہے، ایسی صورت میں رائی اور شورہ قلمی دونوں ایک ایک ماشے، کھانڈ یا مصری یا سرخ شکر دو ماشے میں ملا کر، دو دو ماشے دو دو گھنٹے کے وقفے سے پانی کے ساتھ کھلائیں، اور شورہ قلمی چھ ماشے کو پانی میں گھول کر اس میں کپڑے کی گدّی بھگو کر پیڑو اور مثانہ پر رکھیں، اس سے عام طور پر پیشاب جاری ہوجاتا ہے۔
مکئی کے بھٹے کے اوپر جو بال ہوتے ہیں، دو تولے کو پانی میں جوش دے کر پلانے سے بھی پیشاب کھل کر آجاتا ہے۔
اس کے علاوہ خربوزہ خوب کھانے اور سرخ شکر کا شربت پینے سے بھی پیشاب کھل کر آجاتا ہے۔

پیشاب کی جلن (Gonorrhea)

بعض اوقات پیشاب میں سخت جلن ہوتی ہے، مریض کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ایسی صورت میں دودھ پاؤ سیر میں پاؤ سیر پانی ملا کر کھانڈ یا سرخ شکر سے میٹھا کر کے پینے سے

پیشاب کی جلن دور ہو جاتی ہے۔

شورہ قلمی اور بڑی الائچی ایک ایک تولہ باریک پیس کر چار ماشے پانی یا دودھ کی لسّی کے ساتھ کھانے سے بھی پیشاب کی جلن دور ہو جاتی ہے۔

رتن جوت بوٹی ایک تولہ، سیاہ مرچ پانچ عدد، پانی میں پیس چھان کر مصری یا شکر ملا کر پینے سے بھی پیشاب کی جلن دور ہو جاتی ہے۔

بستر پر پیشاب نکل جانا (Bedwetting)

بعض اوقات سمجھدار بچے یا کبھی بڑی عمر کے افراد کا سوتے ہوئے بستر پر پیشاب نکل جاتا ہے، جس کی وجہ سے بستر خراب اور بدبودار ہو جاتا ہے، بدبو پھیل کر کوفت کا سبب بنتی ہے، ایسے مریض کو پیشاب کر کے سلانا چاہئے، سوتے وقت دودھ، چائے وغیرہ پلانے سے احتیاط کی جائے، اگر پیٹ میں کیڑے ہوں یا قبض رہتا ہو، تو ان چیزوں کا علاج کرنا چاہئے۔

ایسی صورت میں تل دو تولے اور اجوائن ایک تولہ کو لے کر کُوٹ لیں اور سفوف بنالیں اور اس کے برابر گڑ ملا کر چھ چھ ماشہ اور بچہ کو اس سے کچھ کم مقدار صبح اور شام استعمال کرائیں۔

خولنجان پانچ تولہ کو باریک پیس چھان کر پندرہ تولہ شہد میں ملا کر نو نو ماشہ اور بچہ کو اس سے کچھ کم مقدار میں صبح اور شام استعمال کرانا بھی اس بیماری میں مفید ہے۔

علاوہ ازیں بیسن کی روٹی اور پکوڑوں کا استعمال بھی اس بیماری میں مفید ہے۔

پیشاب کے ساتھ خون آنا (Blood in urine)

بعض اوقات پیشاب کے ساتھ خون شامل ہو کر آنے لگتا ہے، اور بعض اوقات پیشاب سے پہلے یا بعد میں خالص خون آتا ہے، جبکہ بعض اوقات پیشاب کے بجائے خالص خون برآمد ہوتا ہے۔

اگر پتھری وغیرہ ہونے کی علامت نہ ہو تو مریض کو آرام سے بستر پر لیٹے رہنے کی ہدایت کریں، اور ہلدی، نیم گرم دودھ میں ملا کر دیں۔

سفید دوب نام کی گھاس ایک تولہ اور سفید مرچیں پانچ عدد، پانی میں پیس چھان کر مریض کو پلائیں۔
خشک آملہ ایک تولہ، ہلدی تین ماشہ دونوں کو تھوڑا سا کوٹ کر رات کے وقت پانی میں بھگو دیں، صبح کو اوپر کا صاف پانی نتھار کر مریض کو پلائیں۔
اگر پیشاب یا پاخانہ کے راستہ سے خون آتا ہو، تو اس سے نجات کے لئے ایک تولہ آملہ پانی میں پیس چھان کر مصری یا شکر میں ملا کر پلانے کی حیرت انگیز تاثیر ہے۔

گردہ و مثانہ کی پتھری (Cystolith)

بعض اوقات گردہ یا مثانہ میں پتھری پیدا ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے درد اور چبھن ہوتی ہے، بعض اوقات آرام کرنا اور سونا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔
مولی کا پانی آدھا چھٹانک لے کر اس میں ''جوا کھار'' چار رتی ملا کر چند دن صبح شام پینے سے گردہ یا مثانہ کی پتھری نکل آتی ہے۔
اس کے علاوہ اجوائن کے متواتر استعمال سے بھی گردے اور مثانے کی پتھری نکل آتی ہے۔

پتّہ کی پتھری (Gallstone)

چکنائی والی اشیاء کے زیادہ استعمال، موٹاپے، زیادہ بیٹھنے یا مانع حمل ادویات وغیرہ کے استعمال سے جسم میں کولیسٹرول بڑھ جاتا ہے، جو پتّہ میں پتھری کا باعث بنتا ہے، پتّہ میں پتھری پیدا ہونے کے بعد چکنی غذاء کے استعمال سے تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔
جدید میڈیکل سائنس میں پتّہ کی پتھری کی تکلیف میں آپریشن کر کے پتّہ کو نکال دینا ہی کامیاب علاج سمجھا جاتا ہے، حالانکہ پتّہ کو نکال دینے کے بعد ہضم کے نظام میں خلل واقع ہو جاتا ہے، اور بھی کئی قسم کے مسائل جنم لینا شروع کر دیتے ہیں۔
مگر تجربہ کار اطباء نے پتّہ نکالے بغیر بعض علاج تجویز کئے ہیں، جن سے پتّہ کی پتھری کا اخراج ممکن ہوتا ہے۔

انجیر کے متواتر استعمال کو پتّہ کی پتھری کے اخراج میں بہت مؤثر پایا گیا ہے، اسی طرح زیتون کے تیل کے استعمال کو بھی پتّہ کی پتھری کو خارج کرنے میں مؤثر سمجھا گیا ہے، اور بعض دوسرے دیسی نسخوں کو بھی پتّہ کی پتھری کو خارج کرنے میں موثر پایا گیا ہے۔

انجیر کا سادہ طریقہ پر اور بطورِ خاص صبح نہار منہ کچھ عرصہ تک استعمال پتّہ کی پتھری کے اخراج میں مؤثر ہے۔

اگر انجیر کو سرکہ میں بھگو کر کھایا جائے، تو بھی پتّہ کی پتھری برآمد ہونے میں مؤثر ہے۔

اس کے علاوہ صبح نہار منہ شہد کے شربت کے ساتھ تھوڑی سی کلونجی شامل کر کے کھانا پتّہ کی پتھری کا مؤثر نسخہ قرار دیا گیا ہے، زیتون کے تیل کا مسلسل پینا بھی پتّہ کی پتھری کو خارج کر دیتا ہے۔

جو کا دلیہ بھی پتّہ کی پتھری کے لئے مفید ہے۔

پتّہ کی پتھری کے مریض کو ایک چمچہ خالص شہد اور ایک چمچہ روغنِ زیتون ملا کر استعمال کریں، خربوزہ کا کثرت سے استعمال کریں۔

ایک کلو لیموں کا رس نکال کر چھ سات عدد کوڑیاں (یعنی سیپیاں) لے کر یہ پانی ان کوڑیوں میں ڈال دیں اور لیموں کے رس کو دو تین گھنٹے بعد ہلا کر رکھ دیا کریں، دو تین دن تک یہ عمل جاری رکھیں، اس رس کو جالی دار کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ کر رکھیں، جب کوڑیاں لیموں کے رس میں اچھی طرح حل ہو جائیں، تو اوپر سے صاف پانی نتھار کر رکھ لیں اور اس میں تھوڑی مقدار رس لے کر اس میں تھوڑا سا پانی شامل کر کے صبح اور شام دو وقت استعمال کریں، یہ نسخہ پتّہ کی پتھری کو توڑنے میں مؤثر ہے۔

پتّے کی پتھری سے محفوظ رہنے کے لئے چکنائیوں کا استعمال کم کیا جائے، غذا، ریشہ دار سالم اناج پھلوں اور سبزیوں کی صورت میں زیادہ استعمال کریں، پروٹین (گوشت) روزانہ ڈیڑھ دو چھٹانک سے زیادہ استعمال نہ کریں، وزن کو کم کرنے اور کم رکھنے کی کوشش کریں، ہلکی پھلکی ورزش یا پیدل چلنے کا معمول بنائیں، کولیسٹرول والی غذائیں کم کھائیں، اس طرح

بلڈ پریشر کے بڑھنے اور امراض قلب سے بھی محفوظ رہا جا سکتا ہے، سبزیوں اور پھلوں کا غذا میں اضافہ کریں، ڈبل روٹی، آلو اور چاول سے حتی الامکان پرہیز رکھیں، کھانے کے درمیان پانچ چھ گھنٹے سے زیادہ وقفہ نہ رکھیں، حیاتین بھی کولیسٹرول کو کم کرنے میں معاون ہے، دودھ، مکھن، کیلا اور انڈے کا استعمال کم رکھیں، اس بیماری میں سبزیاں اور پھل زیادہ مفید ہیں، ذہنی سکون قائم رکھنے کا بھی خیال رکھیں۔

کمر کا درد (Back Pain)

کمر میں درد ہونے کی صورت میں پانچ تولہ سونٹھ کو پیس کر دس تولہ خالص شہد میں ملائیں اور صبح و شام تین تین ماشہ کھائیں، اس کی وجہ سے کمر کا درد ٹھیک ہونے کے علاوہ بھول ہونے کی بیماری اور باہ یعنی مرد یا عورت کی مخصوص مردانہ یا زنانہ کمزوری بھی دور ہو جاتی ہے۔
اس بیماری کے دوران تیل، کھٹی، بادی اور ثقیل اشیاء سے پرہیز کرنا چاہئے، متاثرہ جگہ کو ہوا اور ٹھنڈک سے بچانا چاہئے۔

جوڑوں کا درد (Arthritis Pain)

بعض اوقات اور خاص طور پر عمر زیادہ ہونے پر جسم کے جوڑوں (مثلاً گھٹنے، انگلیوں وغیرہ) میں درد اور ورم ہو جاتا ہے، یہ بیماری زیادہ تر کھانے پینے کی بے احتیاطیوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، جب گوشت یا ثقیل اور بادی غذائیں زیادہ کھائی جاتی ہیں، نقل وحرکت کم کی جاتی ہے، تو جوڑوں کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے، سردی لگنے، پانی میں بھیگنے، گیلے سیلے کپڑے دیر تک پہنے رہنے، گیلی و نم دار جگہ میں رہنے سہنے سے بھی یہ بیماری پیدا ہو جاتی ہے، کبھی کسی جوڑ سے زیادہ کام لیتے رہنے سے بھی اس میں درد ہو جاتا ہے۔
اس مرض میں سردی سے بچنے کا اہتمام بہت ضروری ہے، اسی طرح ہر قسم کی بادی، قابض اور کھٹی چیزوں سے پرہیز بھی بہت ضروری ہے۔

اس بیماری میں گھیکوار (یعنی ایلوویرا) کا گودا بہت مفید ہے، جس کو سادہ طریقہ پر کھانے کے علاوہ سالن بنا کر بھی کھایا جا سکتا ہے، تین عدد صاف وعمدہ انجیر روزانہ صبح نہار منہ کھانا بھی اس بیماری میں مؤثر ہے۔

اس کے علاوہ ہالون، کلونجی، میتھی اور اجوائن، ان چاروں چیزوں کو ہم وزن لے کر رکھیں اور روزانہ ایک چٹکی (یعنی تقریباً تین ماشہ) صبح کے وقت پانی کے ساتھ کھانا جوڑوں کے درد اور خاص طور پر کمر کے درد میں مفید ہے۔

لہسن پچیس گرام لے کر دیسی گھی پچاس گرام میں جلا کر اس تیل کی نیم گرم متاثرہ مقامات پر ہلکے ہاتھ سے مالش کریں۔

اس بیماری سے بچاؤ کے لئے ادرک اور دیسی لہسن کا کثرت سے استعمال مفید ہے۔

اعصابی کمزوری، کھچاؤ اور تناؤ (Neurological Disorder)

بعض اوقات اعصاب میں کھچاؤ اور تناؤ ہوتا ہے، جو کہ بعض اوقات اتنا شدید ہوتا ہے کہ پاؤں اور پنڈلی وغیرہ کا پٹھا ایک جگہ کھچ کر اور اکڑ کر رہ جاتا ہے، جس سے مریض کو شدید تکلیف ہوتی ہے، اس مرض کو ''بائیٹے آنا'' بھی کہا جاتا ہے۔

اعصاب میں کھچاؤ، تناؤ یا اکڑاہٹ کا سبب اعصابی کمزوری ہوا کرتا ہے، جس کے دور کرنے کے لئے روزانہ سات عدد بادام کی گری رات کو پانی میں بھگو دیا کریں اور صبح کے وقت ان کو چھیل کر نیم گرم دودھ یا پانی کے ساتھ استعمال کیا کریں۔

یا پھر تل ایک چمچ تھوڑی سی شکر کے ساتھ ملا کر صبح اور شام چبا لیا کریں۔

کلونجی 50 گرام کو پیس کر روغنِ زیتون 50 گرام اور شہد 200 گرام میں حل کر کے محفوظ رکھیں، یہ محلول ایک چمچ دن میں تین مرتبہ نیم گرم پانی یا دودھ کے ساتھ استعمال کریں، اور جسم میں درد اور اعصابی کھچاؤ والے مقام پر اس کی مالش بھی کریں۔

مذکورہ نسخہ اعصابی کھچاؤ اور تناؤ کے لئے انتہائی مفید ہے۔

بادام، کھجور، کالی مرچ برابر عدد لے کر خوب چبا کر کھائیں، رات کو روزانہ بادام کی گری پانچ عدد، کھجور تین عدد اور سیاہ مرچ تین عدد دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

رعشہ (Parkinsonism)

رعشہ اس مرض کو کہا جاتا ہے، جس میں عام طور پر مریض کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگتے ہیں، بعض اوقات گردن بھی کانپنے اور ہلنے لگتی ہے، یہ مرض اکثر و بیشتر بڑھاپے میں ہوتا ہے، بعض اوقات کسی کو اس سے پہلے بھی ہو جاتا ہے۔

رعشہ کے مریض کو رنج و غم اور غصہ سے محفوظ رکھنا ضروری ہے، کیونکہ یہ چیزیں اس بیماری کے پیدا ہونے اور بڑھنے کا سبب بنتی ہیں، اس کے علاوہ ہضم کی خرابی اور قبض کو دور کرنا بھی بہت ضروری ہے، اسی طرح مشت زنی اور کثرت سے مباشرت کرنا بھی اس مرض کا سبب ہوتا ہے، ایسے مریض کو ادھ پکے یعنی ہاف بوائل انڈے روزانہ صبح کو کھلانا چاہئے۔

دودھ، دیسی گھی اور بادام کا استعمال کرنا چاہئے۔

کالا دانہ تین ماشے روزانہ صبح کو دو تین گھونٹ پانی سے اکیس دن تک استعمال کرتے رہنے سے رعشہ کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔

بالچھڑ ایک تولہ کو تھوڑا سا کوٹ کر دس چھٹانک پانی میں رات کو بھگولیں، اور صبح نتھار کر بوتل میں محفوظ رکھیں، پانچ تولہ یہ مشروب دن میں تین بار پئیں، رعشہ کے لئے مفید ہے۔

سر کا درد (Headache)

سر کا درد بعض اوقات گرمی کی وجہ سے ہوتا ہے اور بعض اوقات سردی کی وجہ سے، کبھی نزلے کے بند ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے، اور کبھی دماغ کی کمزوری کی وجہ سے اس کی شکایت ہو جاتی ہے، بعض اوقات معدے اور آنتوں وغیرہ اعضاء کے امراض، مثلاً بدہضمی، قبض وغیرہ دردِ

سر کا سبب ہوا کرتے ہیں، کبھی بخار کی شدت سے سر میں درد ہونے لگتا ہے، کبھی ناک میں کیڑے پیدا ہونے کی وجہ سے بھی سر میں درد ہوتا ہے، بعض اوقات سر میں اتنا شدید درد ہوتا ہے کہ مریض اس کی تاب نہ لاکر اپنا سر دیوار سے ٹکرانے لگتا ہے۔

اگر دردِ سر گرمی کی وجہ سے ہو تو ٹھنڈے پانی سے نہائیں، ٹھنڈی جگہ جہاں روشنی نہ ہو، آنکھیں بند کر کے آرام سے لیٹ جائیں۔

خشک دھنیا کو ہرے دھنیا کے پانی میں یا سادہ پانی میں پیس کر پیشانی اور کنپٹیوں پر لیپ کرنے سے بھی گرمی سے ہونے والے سر کے درد کو فائدہ ہوتا ہے۔

اگر دردِ سر سردی کی وجہ سے ہو تو گرم جگہ پر لیٹ جائیں، جہاں سرد ہوا کے جھونکے نہ لگیں اور گرم گرم دودھ یا چائے پئیں۔

سردی کی وجہ سے ہونے والے سر کے درد میں گیہوں کے آٹے کی بھُوسی اور نمک دو دو تولے لے کر باریک کپڑے میں پوٹلی باندھ لیں، پھر اس کو توے پر گرم کر کے پیشانی اور کنپٹیوں کو سینکیں۔

اگر دردِ سر نزلہ وزکام کی شدت کی وجہ سے ہو تو لوہے کی کڑاہی یا توے کو آگ پر تپا کر اس میں پانی اور تھوڑا سا نمک ڈالیں، اس کے بعد یہ پانی نیم گرم پئیں۔

اگر دردِ سر نزلہ کے بند ہوجانے کی وجہ سے ہو تو چونا بغیر بُجھا ہوا اور نوشادر چھ چھ ماشہ لے کر باریک پیسیں اور بوتل میں ڈالیں اور اس میں چند قطرے پانی ڈال کر تھوڑی دیر بعد سونگھیں۔

اگر دردِ سر ناک میں کیڑے پیدا ہونے کی وجہ سے ہو، تو ناک کے کیڑوں کا علاج کرنا چاہئے۔

اگر دردِ سر بدہضمی کی وجہ سے ہو تو ایک دو وقت کھانا نہ کھائیں۔

اگر دردِ سر قبض اور ریاح وگیس پیدا ہونے کی وجہ سے ہو، تو قبض اور گیس وریاح کو دور کرنے کی تدابیر اختیار کریں۔

پیدل چلنے پھرنے، چہل قدمی اور ہلکی پھلکی ورزش کا اہتمام کریں، بلکہ روزانہ اس کا معمول بنائیں۔

سر میں شدید درد کے وقت سرخ پھٹکری توے وغیرہ پر تھوڑی سی بھون کر اور چھوٹی الائچی کے بیج اتنی ہی مقدار میں لے کر الگ الگ کوٹ لیں اور سفوف بنا کر دونوں کو ایک ساتھ ملا کر ایک گرام کی مقدار تازہ پانی کے ساتھ کھائیں، کالی مرچ کا کثرت سے استعمال کریں۔

آدھے سر کا درد (Migraine)

آدھے سر کا درد عام طور پر سر میں دائیں یا بائیں طرف ہوتا ہے، جو دورے کے ساتھ ہوا کرتا ہے، یہ درد بہت شدید ہوتا ہے، اس کا دورہ شروع ہونے سے پہلے انسان کی طبیعت سست اور نڈھال ہوجاتی ہے، سر چکرانے لگتا ہے، کنپٹی اور بھوؤں میں ہلکا ہلکا درد ہونے لگتا ہے، جو آہستہ آہستہ بڑھ کر اتنا تیز ہوجاتا ہے کہ سر پھٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے، بعض اوقات آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے، اور چنگاریاں سی اڑنے لگتی ہیں، آواز اور روشنی کی برداشت نہیں رہتی، جی متلانے لگتا ہے، اُبکائیاں آنے لگتی ہیں، اور آخر کار درد ایک طرف کی کنپٹی میں ٹھہر جاتا ہے، یہ درد تین چار گھنٹے سے لے کر چوبیس گھنٹے تک قائم رہ سکتا ہے، اس کے بعد مریض کو نیند آجاتی ہے، تو جاگنے کے بعد درد غائب ہوجاتا ہے، اچھا ہوجانے کے چند روز بعد اور کبھی تین چار ہفتے کے بعد اور کبھی اس سے بھی زیادہ وقفہ کے بعد پھر اس درد کا دورہ شروع ہوجاتا ہے۔

جب کسی کو اس طرح آدھے سر کے درد کا دورہ پڑے، تو مریض کو آرام سے کسی ایسے کمرے میں لیٹنے کی ہدایت کریں، جس میں روشنی کم ہو، اس کے پاس شوروغل نہ ہونے دیں، کھانے کے لئے کوئی غذا نہ دیں، اگر سر کا درد شروع ہونے سے پہلے کوئی غذا کھالی ہو، تو ایک گلاس نیم گرم پانی میں نمک ملا کر پلائیں، اور حلق میں انگلی ڈال کر قے کرائیں، اگر قبض ہو، تو اس کو دور کرنے کے لئے پوست ہلیلہ زرد کو پیس چھان کر ذرا سا نمک ملا کر چھ ماشے رات کو پانی کے ساتھ دیں۔

سونٹھ کا سفوف دن میں دو تین مرتبہ استعمال کرنے سے بھی آدھے سر کے درد میں افاقہ ہوتا ہے۔

ریٹھے کا چھلکا پانی میں گِھس کر ناک میں ٹپکائیں، اس سے چھینکیں آکر اور ناک سے پانی بہہ کر سر کا درد دُور ہو جاتا ہے۔

کالی مرچ کا کثرت سے استعمال کریں، جب آدھے سر کے درد کا دورہ پڑے، تو کالی مرچ منہ میں خوب چبا کر اس کا عرق چوستے رہیں۔

اس کے علاوہ نوشادر ایک تولہ، کافور ایک ماشے کو باریک کھرل کر کے بوتل میں بند کر کے رکھیں، آدھے سر میں درد کے وقت ایک چٹکی ناک میں چڑھائیں۔

رائی تین ماشے کو پانی میں پیس کر کنپٹی پر لیپ کریں، اس سے بھی آدھے سر کا درد دور ہو جاتا ہے۔

کبھی کبھی آدھے سر کا درد عام جسمانی کمزوری، خاص کر دماغی کمزوری سے بھی ہوا کرتا ہے، ایسی صورت میں صبح سویرے پاؤ سیر (1/4) دودھ میں دو تولے خالص گھی ملا کر پئیں، یا مکھن دو تین تولے میں چینی ملا کر کھائیں، یا دودھ میں چار پانچ چھوارے جوش دیں، پھر اس دودھ میں خالص گھی بقدرِ ضرورت ملا کر پئیں۔

اس بیماری سے بچنے کے لئے ہضم کو درست رکھیں، روزانہ پیدل چلنے، چہل قدمی کرنے اور اپنے حسبِ حال ورزش اور نقل وحرکت کا معمول بنائیں، کھانا زیادہ مقدار میں نہ کھائیں۔

صبح نہار منہ بادام کی گری اور کالی مرچ خوب چبا کر کھائیں، اور بعد میں یہی دونوں پانچ پانچ عدد دودھ کے ساتھ کھائیں۔

سر میں چوٹ اور برین اٹیک (Brain Attack)

انسانی جسم کے اعضاء میں سر کا عضو انتہائی شرافت وعظمت کا حامل اور نازک عضو ہے، جس کے ساتھ انسان کے بولنے، دیکھنے اور سمجھنے وغیرہ کی صلاحیت وابستہ ہے، اسی وجہ سے سر میں چوٹ لگنا بہت خطرناک شمار ہوتا ہے، خاص طور پر جبکہ غیر معمولی چوٹ لگ جائے، موجودہ

میڈیکل سائنس کی رُو سے بھی سر کا عضو جسم کے اعضاء میں ایک نازک اور انتہائی اہم عضو شمار ہوتا ہے، سر کی چوٹ یا سر میں کوئی صدمہ پہنچنے سے دماغی موت واقع ہوکر زندگی کو ظاہری اسباب میں سنگین خطرات لاحق ہوسکتے ہیں، کسی حادثے، حملے یا سر کے بل گرنے کے نتیجے میں سر میں لگنے والی چوٹ کو موجودہ میڈیکل کی زبان میں ٹرامیٹک برین انجری (traumatic brain injury) کہا جاتا ہے۔

کسی حادثے میں سر کو زوردار جھٹکا لگنے سے دماغ (یعنی بھیجا) سر کی کھوپڑی کی سخت ہڈی سے ٹکرا جاتا ہے، جس سے سر میں ورم پیدا ہوکر دورانِ خون میں خلل پیدا ہوسکتا یا خون کی شریانیں پھٹ سکتی ہیں، ایسی صورت میں یادداشت مختصر وقت کے لیے جاسکتی ہے، جسے ٹھیک ہونے میں چند ماہ سے لے کر چند سال تک لگ سکتے ہیں، اگر اس طرح کے حادثہ کے نتیجے میں دماغ کے کسی حصے میں خون جم جائے تو جان جانے کا خطرہ بھی لاحق ہوسکتا ہے۔

بعض اوقات سر پر زَد پڑنے یا جھٹکا لگنے سے دماغ کے اردگرد موجود ٹشوز پر ورم آ جاتا ہے، جس کی وجہ سے سر میں سیال جمع ہونے لگتا ہے، اور ورَم کی وجہ سے خون دماغ کے اہم حصّوں تک نہیں پہنچ پاتا، دواؤں کے استعمال سے صورتِ حال پر قابو پایا جاسکتا ہے، اگر دوائیں مؤثر نہ ہوں، تو کھوپڑی میں سوراخ کر کے کچھ سیال باہر نکالا جاتا ہے تاکہ ورم پر قابو پایا جاسکے۔

بعض اوقات کسی حادثہ کے نتیجہ میں دماغ کے اندر فریکچر ہوجاتا یا دماغ کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے، دماغ کی ہڈی عام طور پر کافی مضبوط ہوتی ہے، جو آسانی سے نہیں ٹوٹتی، لیکن سخت ضرب سے اس کے ٹوٹنے کے خطرات ہوتے ہیں۔

بعض اوقات دماغی حادثہ یا صدمہ سے برین ہیمریج (Brain Hemorrhage) ہوجاتا ہے، یعنی رَگ پھٹ کر دماغ میں خون جاری ہوجاتا ہے، جس سے دماغ کے خلیات مرنے لگتے ہیں۔

www.idaraghufran.org

دماغ کے حادثہ میں سب سے زیادہ خطرناک یہی صورت شمار ہوتی ہے، جس سے جان کے خطرات لاحق ہوجاتے ہیں، برین ہیمرج سے قبل عام طور پر جسم کے دائیں یا بائیں جانب فالج کا حملہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ اُلٹی آنا، سر درد، سر چکرانا اور بے ہوش ہونا، کانوں میں شور سنائی دینا، زبان کی لڑکھڑاہٹ، بولنے اور سمجھنے میں دشواری، جسم کا سُن ہوجانا، نظر کی کمزوری واقع ہونا بھی اس کی علامات ہیں۔

بعض اوقات اس مرض کے حملہ کے دوران مریض بے ہوش ہوجاتا ہے، حس اور حرکت ختم ہوجاتی ہے، دورانِ خون اور تنفس کا نظام چلتا رہتا ہے، مریض خراٹوں سے سانس لینے لگتا ہے، جس جانب کی رگ پھٹی ہو، اس کی مخالف جانب فالج کا حملہ ہوتا ہے۔

صحت مند شخص کی آنکھ میں اگر ٹارچ کی روشنی ڈالی جائے، تو پتلیاں سکڑ کر چھوٹی ہوجاتی ہیں، اگر دماغ کی رگ پھٹ جائے، تو پتلیاں روشنی سے متاثر نہیں ہوتیں۔

پیشاب اور اجابت پر کنٹرول نہیں رہتا۔

مریض کی آنکھیں اس جانب مڑ جاتی ہیں جس جانب کی رگ پھٹی ہو۔

برین ہیمرج اور دماغی شریانیں پھٹنے کے اسباب میں سر پر سخت ضرب کے علاوہ جگر کی بیماری، ہائی بلڈ پریشر یا خون کے دباؤ میں اضافہ ہوجانا، شریانوں کی دیواروں کا کمزور ہوجانا، دماغ کے بعض حصوں کا کمزور ہوجانا، مختلف بیماریوں کی وجہ سے شریانیں دبیز ہوجانا اور ان کی قدرتی لچک کا ختم ہوجانا ہے، چنانچہ شوگر، ہائی بلڈ پریشر، گردے کے امراض وغیرہ، شراب نوشی، سگریٹ اور تمباکو کا استعمال، خون کی رگوں کو سخت کردیتا ہے، بعض خاندانوں میں دماغی شریان کا پھٹنا موروثی مرض کے طور پر بھی پایا جاتا ہے، بسیار خوری یعنی زیادہ کھانے کی عادت، آرام طلبی، موٹاپا، ذہنی دباؤ بھی دماغی شریانوں کی لچک کو متاثر کرنے کے اسباب ہیں، اگر دماغ کی شریان کمزور ہو، تو بعض اوقات جوش وجذبہ سے زیادہ غصہ آنے، یا زور سے چھینک مارنے کی وجہ سے بھی شریان پھٹ جاتی ہے۔

بعض اوقات دماغ کو خون پہنچانے والی کسی رَگ میں رکاوٹ اور بلاکنگ (Blocking) پیدا ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے دماغ کو خون کی سپلائی میں تعطل پیدا ہوجاتا ہے، اس کو موجودہ میڈیکل کی زبان میں برین سٹروک (Brain Stroke) کہا جاتا ہے۔

دماغی شریان بلاک ہونے Ischemic Stroke کا سٹروک اس وقت ہوتا ہے جب دماغ کو خون پہچانے والی کسی شریان میں کوئی کلاٹ (Clot) پیدا ہونے سے یا چربی جمع ہونے سے شریان بلاک ہوجائے یا کوئی کلاٹ (Clot) گھومتا ہوا دماغی شریان میں پہنچ کر شریان کو بند اور بلاک کردے، شریان بند ہونے سے دماغ کو خون (یعنی اکسیجن، نیوٹرینٹ) کی سپلائی معطل ہوجاتی ہے، جس سے دماغ کے سیل ختم ہونے لگتے ہیں۔

اس قسم کے دماغی حادثہ کی علامات کی شناخت ہونے کے بعد جتنی جلدی مناسب علاج کیا جائے گا، اتنا ہی مریض کی زندگی کو لاحق خطرہ اور معذوری کا خطرہ کم کیا جاسکتا ہے، ماہرین کے مطابق اس قسم کے دماغی حادثہ کے دوران علاج کے سلسلہ میں ابتدائی تین چار گھنٹے بہت اہم ہوتے ہیں۔

سر میں چوٹ اور دماغی حادثہ سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں:

فطری اور صحت بخش طرزِ حیات اپنائیں، آرام طلبی اور بے کاری سے پرہیز کریں، روزانہ تقریباً ایک گھنٹہ پیدل چلنے اور ہلکی ورزش کرنے کا معمول بنائیں۔

بسیار خوری سے پرہیز کریں، سادہ اور قدرتی، صاف ستھری، خوراک استعمال کریں، مرغن اور چکنی غذائیں کم اور تازہ سبزیوں اور پھلوں کا استعمال زیادہ کریں۔

اگر شوگر، بلڈ پریشر یا گردوں کے امراض میں مبتلا ہوں، تو ان کے علاج میں سستی نہ کریں۔

روزانہ 7 یا 8 گھنٹے نیند کا اہتمام کریں۔

اعصابی دباؤ، ذہنی الجھنوں اور پریشانیوں خاص کر غصہ سے حتی الامکان بچنے کا اہتمام کریں۔

کسی بھی قسم کے حادثے سے بچنے کے لیے جب گاڑی وغیرہ میں سوار ہوں، تو سیٹ بیلٹ

باندھیں۔

جب موٹر سائیکل پر سوار ہوں تو ہیلمیٹ پہننا نہ بھولیں، اور اس میں سُستی ہرگز نہ کریں۔

گھر میں اونچائی پر ایسی جگہ کوئی چیز نہ رکھیں، جس کے سر پر گرنے سے چوٹ لگنے کا خطرہ ہو۔

اپنا بلڈ پریشر پابندی سے چیک کراتے رہیں۔

بچوں کو ایسی جگہ نہ کھیلنے دیں، جہاں سے گرنے کا خطرہ ہو۔

چھتوں پر اردگرد حائل بنوا کر رکھیں، تاکہ وہاں سے بچے بڑے نیچے نہ گرسکیں۔

سر پر کیپ، ٹوپی، پگڑی، رومال وغیرہ پہن کر رکھیں۔

عرق النساء کا درد (Sciatica)

عرق النساء عربی زبان کا نام ہے، جس کو انگریزی زبان میں ''سیاٹیکا'' (Sciatica) کہا جاتا ہے۔

عرق النسا کا درد سُرین یعنی کولہے کے نیچے سے چلتا ہے، اور ران کی پچھلی اور بیرونی طرف سے ہوتا ہوا گھٹنے کے جوڑ تک یا اس سے بھی نیچے پاؤں یا انگوٹھے تک پہنچا کرتا ہے۔

عام طور پر یہ درد ہلکا ہلکا شروع ہوتا ہے اور پھر تیز ہوتا جاتا ہے، جس سے مریض بے چین ہو کر رہ جاتا ہے اور چیخ تک نکلنے لگتی ہے۔

حدیث میں عرق النساء کے درد کا یہ علاج آیا ہے کہ:

> مینڈھے کی چکتی (یعنی دُم والی چربی) لے لی جائے، جو نہ زیادہ چھوٹی ہو، اور نہ زیادہ بڑی ہو، پھر اس کو پگھلا کر روغن نکال لیا جائے، پھر اس روغن کے تین حصے کر لیے جائیں، اور ہر دن نہار منہ ایک ایک حصہ کو تین دن تک پی لیا جائے (مسند احمد)

عرق النساء کے علاج کے لئے حرمل کا سفوف بنا کر تین گرام روزانہ رات کو بارہ دن تک پانی

کے ساتھ کھانا بھی مفید ہے۔
ہینگ پچاس ملی گرام کو صبح، دو پہر اور شام کے وقت پانی کے ساتھ کھانا بھی عرق النساء میں مفید ہے۔
اس کے علاوہ دیسی لہسن کی تین تُریاں روزانہ پانی کے ساتھ کھائیں اور لہسن پچیس گرام کو پچاس گرام گھی یا تلوں کے تیل میں جلا کر متاثرہ مقام پر ہلکے ہاتھ سے مالش کریں۔
مہندی کی تازہ پتیاں ایک پاؤ لے کر ایک پاؤ پانی میں اتنا جوش دیں کہ نصف پانی باقی رہ جائے، اسے چھان کر تل کا تیل ایک پاؤ ملا کر آگ پر اتنی دیر پکائیں کہ پانی کا حصہ جل کر صرف تیل باقی رہ جائے، عرق النسا اور گنٹھیا میں اس تیل کی مالش مفید ہے، نیز کچھ عرصہ تک بالوں پر اس تیل کے لگانے سے بالوں میں سیاہی بھی آتی ہے۔
عرق النسا کے درد میں کسی مستند ماہر سے حجامہ یا سینگی Cupping Therapy کا عمل کرالینا بھی انتہائی مفید ثابت ہوتا ہے۔
اس بیماری میں ٹھنڈی، ثقیل، بادی اور تَر چیزوں سے جن سے کہ ریاح اور بلغم زیادہ پیدا ہو، پرہیز کرنا لازم ہے، چاول، دہی، بھنڈی، پالک وغیرہ اور تُرش اشیاء آڑو، نارنگی وغیرہ اس مرض میں مضر ہوتی ہیں، برف کا ٹھنڈا پانی پینے اور سرد پانی سے غسل کرنے سے بھی پرہیز رکھنا چاہئے۔
اس مرض میں دودھ، خربوزہ، کدو، بکری کا شوربہ، چپاتی، مرغ کا بھنا ہوا گوشت، مونگ یا ارہر کی دال، انڈوں کی زردی وغیرہ حسبِ عادت استعمال کرنا نفع بخش ہے۔

چوٹ کا درد یا تکلیف (Injuring)

اگر کسی جگہ چوٹ لگنے سے جلد یعنی کھال کے نیچے خون جم گیا ہو یا چوٹ لگنے سے درد ہو رہا ہو، تو ہلدی تین ماشہ باریک پسی ہوئی نیم گرم دودھ کے ساتھ پھانکیں یا دودھ میں گھوٹ کر پئیں۔

www.idaraghufran.org

یا بینگن کو آگ میں یا توے پر تھوڑا سا بھون کر اس کا پانی نچوڑ کر پانچ تولہ میں تھوڑا گڑ ملا کر پئیں۔

یہ اوپر کے دونوں نسخے اندرونی اور بیرونی چوٹ اور اس سے پیدا ہونے والی تکلیفوں کو دور کرنے میں مؤثر ہیں۔

اس کے علاوہ چونا اور ہلدی ملا کر ذرا گرم کر کے متاثرہ مقام پر سینکنے یا باندھنے سے بھی چوٹ کے درد میں افاقہ ہوتا ہے۔

دل کی تیز دھڑکن (Tachycardia)

دل کے تیز دھڑکنے اور اس کے دھڑکنے کی آواز سنائی دینے کا سبب یا تو چائے، تمباکو اور نشہ آور اشیاء کا ایک مدت تک استعمال ہوتا ہے، خون کی کمی، اعصابی کمزوری، دماغی محنت کی کثرت، مشت زنی، دل کی کمزوری، خوف، فکر، غم وغصہ، بدہضمی، جگر کی بیماری، اور عورتوں میں حیض کی کثرت یا اس کا بند ہو جانا بھی اس کا سبب ہوتا ہے۔

ایسے مریض کا دل زور سے دھڑکتا ہے، دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوتا ہے، کبھی سانس میں تنگی بھی محسوس ہوتی ہے، جمائیاں اور انگڑائیاں آتی ہیں۔

دل کی دھڑکن کو معمول پر لانے کے لئے دھنیے کو کُوٹ چھان کر اس کے برابر کھانڈ یا مصری ملا کر صبح وشام چھ چھ ماشے کئی روز تک کھانا مفید ہے۔

اس کے علاوہ بارہ گرام لیموں کے چھلکوں کا جوشاندہ بنا کر پینا دل کی تقویت کا ذریعہ ہے۔

گاجر کا جوس اور گاجر کا مربہ بھی مفید ہے۔

تخمِ ریحان بارہ گرام رات کو عرقِ گلاب میں بھگو کر صبح کو مصری ملا کر پینا بھی اس مرض میں مفید ہے۔

آملہ کا مربہ یا اچار بھی دل کی تیز دھڑکن بلکہ دماغ اور معدہ کی کمزوری کے لئے مفید ہے۔

اس مرض سے بچنے کے لئے مندرجہ بالا اسباب اور نشہ آور اور محرک اشیاء، چائے، تمباکو وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

سینہ کا درد (Chest Pain)

بعض اوقات سینے کے بائیں طرف دل کی جگہ درد معلوم ہوتا ہے، بعض مریضوں میں درد کی شکایت پہلے پہل معدہ کے منہ پر ہوتی ہے، جب دل کا درد بہت سخت ہوتا ہے، تو اس کی ٹیسیں بائیں کندھے تک پہنچتی ہیں، دل زور سے دھڑکنے لگتا ہے، چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے، پیشانی پر پسینہ آ کر ٹھنڈا پڑ جاتا ہے، بعض مریضوں کو درد کی شدت سے غشی بھی آ جاتی ہے۔

جب مریض کو دل کے درد کا دورہ پڑے، تو ابتدائی طبی امداد کے طور پر اس کو آرام سے بستر پر لٹا دیں، اگر میسر ہو، تو عطرِ گلاب سنگھائیں، اور اس کو دل کی جگہ مَلیں، گلاب کے پھولوں کو سنگھانا بھی مفید ہے۔

پوست خشخاش دو تولے کو تین پاؤ پانی میں پکائیں، اس کے بعد آگ سے اتار لیں، پھر اس میں روغنِ تارپین چھ ماشے ملائیں، اور اس میں صاف کپڑے کی دو گدیاں بار بار بھگو کر درد کی جگہ سینکیں۔

جدوار، ایک ماشے، عرقِ گلاب میں گھِس کر پلائیں، یہ غشی کو دور کرنے کے لئے مفید ہے۔

ہیرا ہینگ ایک رتی منقّا میں اس کے بیج کی جگہ گولی بنا کر رکھیں، اور نیم گرم پانی سے کھلائیں۔

مگر یہ تدابیر ابتدائی طبی امداد کے طور پر ہیں، مکمل علاج کے لئے ماہر معالج یا متعلقہ ہسپتال سے رجوع کرنا چاہئے۔

بعض اوقات جسمانی کمزوری کی وجہ سے یا دل کے پٹھے کھنچ جانے کی وجہ سے سینہ میں یا دل کے قریب درد سا محسوس ہونے لگتا ہے، ایسی صورت میں کمزوری یا پٹھے کھنچنے کا علاج کرنا چاہئے۔

کبھی ٹھنڈ لگنے سے کوئی پٹھا اکڑ جاتا ہے، ایسی صورت میں متاثرہ مقام کی سکائی کرنا اور گرم قہوہ پینا مفید ہوتا ہے، بعض اوقات ریاح اور گیس بھی چبھنے لگتا ہے، ایسی صورت میں ریاح اور گیس کو دور کرنے کا علاج کرنا چاہئے۔

مذکورہ شکایت میں اجوائن، پودینہ کا قہوہ، شہد میں شامل کر کے استعمال کرنا مفید ہے۔

اختناق الرحم، بائو گولہ (Hysteria)

اختناق الرحم، جس کو بائو گولہ اور انگریزی زبان میں ''ہسٹیریا'' (Hysteria) کہا جاتا ہے، اس مرض میں زیادہ تر جوان عورتیں مبتلا ہوتی ہیں، بعض اوقات دوسرے افراد بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اس مرض میں پہلے سر میں درد ہوتا ہے، آنکھوں سے پانی بہنے لگتا ہے، طبیعت سست اور نڈھال ہو جاتی ہے، اور پیٹ میں ایک گولہ سا اٹھ کر اوپر کی طرف چڑھتا ہوا اور حلق میں آکر اٹکتا ہوا محسوس ہوتا ہے، جس کو مریض نگلنے کی کوشش کرتا ہے، مگر نگل نہیں پاتا، اس مرض میں مبتلا ہونے کی حالت میں مریض کبھی ہنستا ہے، کبھی روتا ہے، کبھی بہت زیادہ بولتا اور فضول بکواس کرتا ہے، کبھی چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتا ہے، اور بے ہوشی کی حالت میں مریض اِدھر اُدھر اور چھاتی پر ہاتھ پاؤں مارتا ہے، اس مرض کی عجیب بات یہ ہے کہ اکثر و بیشتر دورہ کی بے ہوشی کے باوجود، مریض باتوں کو سنتا، سمجھتا ہے، جس کو دیکھ کر بعض لوگ جن بھوت کا سایہ سمجھنے لگتے ہیں، اور مختلف عاملوں کے پاس جا کر پریشان ہوتے ہیں، حالانکہ یہ ایک جسمانی بیماری ہے، جو زیادہ تر عورتوں میں حیض کی گڑبڑ یا شہوت کے غلبہ یا شادی میں تاخیر یا عشق و محبت کے قصے کہانیاں، پڑھنے سننے اور اس طرح کے پروگرام دیکھنے، ان میں حصہ لینے سے اور بعض اوقات آرام طلبی، قبض یا رنج وغیرہ کی وجہ سے لاحق ہو جاتی ہے۔

اگر مریض دورہ کی وجہ سے بے ہوش یا نیم بے ہوش محسوس ہو، تو کسی صاف اور کھلے کمرے

میں آرام سے لٹائیں، گلے اور سینے کے بٹن کھول دیں، سر کے نیچے اونچا تکیہ رکھ دیں، اگر گلاب یا کیوڑے کا عرق ملے، تو مریض کے منہ پر اس کے چھینٹے لگائیں، بازوؤں اور پنڈلیوں کو کپڑے سے کچھ دیر کے لیے کسی قدر کس کر باندھ دیں، ہاتھوں کی ہتھیلی اور پیروں کے تلووں کو ملیں، ناک کے نتھنوں کو ایک منٹ کے لئے بند کریں، یا مریض کو ہینگ یا لہسن سونگھائیں، یا نوشادر اور بغیر بجھا چونا چھ چھ ماشے باریک پیس کر ایک بوتل میں ڈالیں، اور اس میں چند قطرے پانی ڈال کر بے ہوش مریض کی ناک کے سامنے رکھیں، ان تدبیروں پر عمل کرنے سے عام طور پر مریض کے جلد ہی ہوش بحال ہو جاتے ہیں۔

جب اس مرض کا دورہ ختم ہو جائے، تو اس کا سبب معلوم کر کے اس کو دور کرنے کی کوشش کریں، اگر مریض کنوارا ہو، تو اس کی جلد شادی کرنے کی کوشش کریں، اس کو فحش و بے حیائی کے کاموں اور باتوں سے بچانے کی کوشش کریں، اگر عورت میں حیض کی خرابی ہو، تو اس کو دور کریں، اگر عورت کی بچہ دانی میں ورم ہو، تو اس کا علاج کریں، مریض کا ہضم خراب رہتا ہو، یا قبض کی شکایت رہتی ہو، تو ان بیماریوں کا علاج کریں۔

کسی طرح کا رنج وغصہ یا خوف اس کا سبب ہو، تو اس کو دور کریں، اور آئندہ کے لئے اس قسم کا دورہ روکنے کے لئے اسرول (یعنی سرپ گندھا) باریک پیس کر ایک ایک ماشہ صبح وشام دودھ کے ساتھ کھلائیں۔

مریض کو دودھ اور دیسی گھی کا استعمال زیادہ کرائیں۔

خشک پودینہ کا قہوہ پلانا بھی اس بیماری میں مفید ہے۔

پاگل پن (Insanity)

پاگل پن یا دیوانگی کے مرض میں خیالات بگڑ جاتے ہیں، عقل خراب ہو جاتی ہے، مریض بکواس کرتا ہے، لوگوں سے نفرت کرتا یا مارنے لگتا ہے۔

یہ مرض عام طور پر کسی صدمہ مثلاً کسی عزیز کے فوت ہونے یا اور کوئی جانی یا مالی نقصان ہونے یا اپنی کسی خواہش کے خلاف حادثہ رونما ہونے یا کسی اہم مقصد میں ناکامی کے سبب سے ہوا کرتا ہے۔

ایسے مریض کو کسی کشادہ جگہ آرام سے رکھیں، ایسے مریض کو خوش وخرم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، مکان کو ٹھنڈا اور خوشبودار رکھنے کا انتظام کرنا چاہئے، مریض کو دن میں تین چار بار ٹھنڈے یا تازہ یا نیم گرم پانی سے نہلاتے رہیں، سر پر پانی ڈالنے کی زیادہ کوشش کریں۔

اگر مریض کو قبض کی شکایت ہو، تو املی پانچ تولہ، سنا مکی سات ماشہ کو رات کے وقت پانی میں بھگو دیں، صبح کو چھان کر گل قند چار تولہ میں ملا کر پلائیں۔

اس کے بعد اسرول بوٹی جس کو سرپ گندھا بھی کہا جاتا ہے، اس کی جڑ باریک پیس چھان کر ایک ایک ماشہ صبح اور شام کھلائیں، اوپر سے بکری کا دودھ ایک پاؤ کو مصری سے میٹھا کر کے پلائیں، جس سے مریض کو نیند بھی آتی ہے، اور غم وغصہ وغیرہ کی شکایتیں بھی رفع ہونے لگتی ہیں، جس کے نتیجہ میں پاگل پن کو افاقہ ہوتا ہے۔

اگر سرپ گندھا کی جڑ نہ ملے، تو مغز کدو چھ ماشہ، اور تخم خشخاش چھ ماشہ اور کشمش کے اکیس دانے پانی میں پیس چھان کر صبح اور شام پلائیں، پاگل مریض کے لئے بکری اور گائے کا دودھ مفید غذا ہے، اس کے علاوہ ٹھنڈی اور سبز ترکاریاں بھی مفید ہیں۔

ایسے مریض کے لئے مرچیں، گرم مسالا اور ہر قسم کی قبض آور، بادی اور دیر ہضم ہونے والی اشیاء اور گوشت مضر ہے۔

خارش یا کھُجلی (Pruritus)

خارش جسے کھجلی بھی کہا جاتا ہے، نہایت تکلیف دینے والا مرض ہے، کبھی اس مرض میں جسم پر دانے نکلتے ہیں، جن میں پیپ بھری ہوتی ہے، ساتھ ہی کھجلی اور جلن ہوتی ہے، یہ ”تر

کھجلی'' کہلاتی ہے، کبھی اس مرض میں جسم پر دانے اور آبلے نہیں ہوتے، صرف کھجلی ہوتی ہے، یہ ''خشک کھجلی'' کہلاتی ہے۔

خارش یا کھجلی کے مرض میں جسم کو میل کچیل سے صاف رکھنا چاہئے، روزانہ نہانا چاہئے، صاف اور الگ تولیہ کا استعمال کرنا چاہئے، صاف ستھرے کپڑے پہننے چاہئیں، گرم چیزوں، جیسے لال مرچ، گرم مسالے کے کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے، گائے وغیرہ کے گوشت، مچھلی اور انڈے سے مکمل پرہیز کرنا چاہئے۔

نیم کی کونپلیں ایک تولہ لے کر سات عدد کالی مرچوں کے ساتھ پانی میں پیس چھان کر پینے سے خارش یا کھجلی میں فائدہ ہوتا ہے۔

نیم کے پتے دو گرام بادام کی گری گیارہ عدد، دونوں کو کُوٹ کر ملائیں اور چنے کے برابر گولیاں بنا کر صبح، دو پہر اور شام کو دو، دو عدد گولیاں پانی کے ساتھ کھانا بھی خارش کے لئے مفید ہے۔

گندھک آملہ سار، تیل میں ملا کر جسم پر لگانے سے چند دنوں میں خارش ختم ہو جاتی ہے۔

گندھک مصفا، ایک ماشہ دن میں تین مرتبہ دودھ کے ساتھ کھانا بھی مفید ہے۔

کنیر کے پتے پانچ تولے لے کر سرسوں کے تیل پاؤ سیر میں جلائیں، اس کے بعد تیل کو صاف کر کے رکھیں، روزانہ جسم پر اس تیل کی مالش کریں۔

ستیاناسی کے بیج ایک تولہ پانی میں پیس چھان کر چند روز پینے سے بھی کھجلی کو فائدہ ہوتا ہے۔

خالص ترہ کا تیل مالش کرنے سے کھجلی کو آرام آجاتا ہے۔

لیموں کا رَس اور چنبیلی کا تیل دونوں برابر وزن ملا کر مالش کرنے سے خشک کھجلی کو افاقہ ہوتا ہے۔

تخم خشخاش دو تولے کو پانی میں پیسیں، پھر اس میں لیموں کا رَس ملا کر تمام بدن پر مالش کریں، یہ بھی خشک کھجلی کے لئے مفید ہے۔

Idara Ghufran

پتّی اچھلنا (Urticaria)

بعض اوقات منہ یا سارے جسم پر سرخی مائل دھپڑ اور نشانات پیدا ہوجاتے ہیں، جن میں جلن اور خارش ہوتی ہے، اس کو پتّی اچھلنا کہا جاتا ہے، پھر کبھی تو یہ نشانات جلد ہی چند گھنٹوں کے بعد ختم ہوجاتے ہیں اور کبھی زیادہ وقت تک رہتے ہیں۔

کسی کو ٹھنڈی ہوا لگنے سے اور کسی کو کھٹی یا گرم چیز، مثلاً بینگن، اچار وغیرہ کھانے سے بھی پتی اچھلنے کی شکایت پیدا ہوجاتی ہے۔

جب پتی اُچھلے تو پودینہ سات ماشہ اور گڑ کی لال شکر دو تولہ پانی میں ڈال کر جوش دیں اور مریض کو پلائیں۔

جل نیم اور سیاہ مرچ چھ چھ ماشہ لے کر باریک پیسیں اور ایک تولہ موم میں ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنائیں اور روزانہ دو گولیاں نیم گرم پانی کے ساتھ کھائیں، پتی اچھلنے میں مفید ہے۔

برص یا پھُلبہری (Leprosy)

برص یا پھُلبہری مشہور بیماری ہے، جس میں بدن کے کسی حصہ پر سفید سفید داغ پڑ جاتے ہیں، جو آہستہ آہستہ بڑھتے رہتے ہیں، اور بعض اوقات پورے بدن کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔

اس مرض کے شروع ہونے کے بعد چھ مہینے تک جبکہ یہ مرض زیادہ پھیلا نہ ہو، اس کا علاج آسان ہوتا ہے، بعد میں اس کا علاج مشکل ہوجاتا ہے۔

شروع میں اس مرض کو دور کرنے کے لئے ''بابچی'' نہایت مفید دوا ہے، جس کے استعمال کا آسان طریقہ یہ ہے کہ بابچی ضرورت کے مطابق لے کر ادرک کے پانی میں کم از کم تین دن تک بھگو کر رکھیں، اور ادرک کے پانی کو روزانہ بدلتے رہیں، اس کے بعد بابچی کو ہاتھ سے مل کر اس کا چھلکا اتار دیں، پھر اسے سایہ میں خشک کر کے اور باریک پیس کر سفوف بنالیں اور

روزانہ صبح کو ایک ماشہ کے برابر تازہ پانی کے ساتھ چالیس دن تک برابر کھائیں، اور باپچی کو پانی میں پیس کر برص کے داغ دھبوں پر بھی لگاتے رہیں۔

اس کے علاوہ برص کے داغ دھبوں پر بھوے کے پتوں کا رس دن میں تین چار بار لگانا بھی مفید ہے۔

سر کا گنجا پن (Baldness)

بعض اوقات سر کے بال اُڑ جاتے ہیں، اور دوبارہ اُگنا بند ہو جاتے ہیں، یا کسی جگہ زخم ہو کر بال اُڑ جاتے ہیں۔

آم کے اچار کا تیل جو ایک سال کا پرانا ہو، لگانے سے سر کا گنج، جس میں سر پر پھنسیاں نکل آتی ہیں، اور ان سے پانی بہا کرتا ہے، اچھا ہو جاتا ہے۔

فراش کے پتے پانچ تولے پیس کر چھوٹی چھوٹی ٹکیاں بنائیں، اور سرسوں کے تیل پاؤ سیر میں ڈال کر جلائیں، اس کے بعد تیل کو صاف کر کے رکھیں، اور روزانہ سر پر لگائیں، یہ نسخہ سر کے گنجے پن کے لئے مفید ہے۔

کنیر کے پتے پانچ تولے سرسوں کے تیل پاؤ سیر میں جلائیں، اور تیل کو صاف کر کے رکھیں، اور روزانہ سر پر لگائیں، اس سے سر کے زخم اچھے ہو جاتے ہیں، اور اس جگہ بال نکل آتے ہیں۔

آملہ بالوں کی جڑوں کو مضبوط کرتا ہے، ان کو سفید ہونے سے روکتا ہے، اس مقصد کے لیے آملے کو پانی میں پیس کر بالوں کی جڑوں میں لگائیں۔

اس کے علاوہ تازہ یا خشک آملے کے ٹکڑوں کو پانی میں بھگو کر اگلے دن اس پانی سے بالوں کو دھونا، بالوں کی نشو ونما میں بھی مفید ہے، آملہ کا تیل بھی بالوں کے لئے مفید ہے۔

سر کی خشکی (Dandruff)

بعض اوقات سر میں خشکی ہو جاتی ہے، جس میں خارش ہوتی ہے، اور یہ خشکی بالوں میں نظر آتی

ہے، اور بعض اوقات جھڑ کر نیچے اور کپڑوں پر بھی گرتی رہتی ہے۔

ایسی صورت میں پوست ریٹھا، کو پانی میں ابال کر اس پانی سے سر کو دھوئیں، اور ثابت دھنیا ایک چھٹانک لے کر تھوڑے سے دیسی گھی میں بھون کر نیم گرم صبح اور شام ہفتہ بھر تک سر پر لگانا بھی اس بیماری میں مفید ہے، صبح کو لگا کر شام کے وقت سر کو دھولیا جائے، اور شام کو لگا کر صبح کے وقت سر کو دھولیا جائے۔

چہرہ کے مہاسے (Melanocytic Nevus)

بعض نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے چہرے پر چھوٹے چھوٹے سخت دانے پیدا ہو جاتے ہیں، یہی ''مہاسے'' کہلاتے ہیں، ان کو ''کیل'' بھی کہتے ہیں۔

جن نوجوانوں کو یہ مرض ہو، اگر ان کا ہضم خراب رہتا ہو، تو اس کی اصلاح کرنی چاہئے، قبض رہتی ہو، تو اس کو دور کرنا چاہئے، مثانہ میں سوزش اور جلن ہو، تو اس کا علاج کرنا چاہئے۔

اگر نوجوان لڑکیوں کی ماہواری اور حیض میں خرابی ہو، تو اس کا علاج کرنا چاہئے، خون میں گرمی اور حدت کم کرنے کے لئے گرم چیزیں کھانے پینے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

گھیکوار یا ایلو ویرا کے گودے کو چہرہ پر لگانے سے کیل اور مہاسے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

زرد کوڑیوں کو کھرل کر کے بہت باریک کریں، اور مکھن میں ملا کر اور ذرا سے سرکہ میں ملا کر چہرے پر لگایا کریں، یہ نسخہ چہرے کے کیل اور مہاسوں کے لئے مفید ہے۔

اس کے علاوہ سرس کی چھال، نیم کی چھال اور ہلدی پانی میں پیس کر چہرے پر کئی دن تک برابر لگاتے رہنے سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔

تخمِ خرفہ کو دودھ میں پیس کر چہرے پر لگانے سے بھی مہاسے دور ہو جاتے ہیں۔

گرم پانی کی بھاپ چہرہ کو دینا بھی کیل یا مہاسوں کے لئے مفید ہے، خون کی صفائی کرنے، خون کی حدت اور گرمی کم کرنے کے لئے شاہترہ پانچ گرام یا گل منڈی پانچ گرام کو رات کے وقت پانی میں بھگو دیں، صبح کو یہ پانی چھان کر پی لیں۔

اس بیماری کے دوران تیل، کھٹی، گرم، میٹھی اشیاء، ثقیل، بادی اور مرغن غذاؤں سے پرہیز کریں، ٹھنڈی غذائیں پھل اور سبزیاں، سلاد وغیرہ کا استعمال زیادہ کریں۔

چہرہ کی چھائیاں (Face Wrinkles)

بعض اوقات ہضم یا جگر کی خرابی یا عورتوں میں رحم کی خرابی یا حیض کے معمول کے مطابق نہ آنے کے سبب سوداء کا غلبہ ہوجاتا ہے، یا کسی دوسرے سبب سے چہرہ پر سیاہ، سرخ یا نیلے یا زرد دھبے پڑ جاتے ہیں، بعض اوقات چہرہ کی رنگت سیاہی مائل ہوجاتی ہے، اسی کو چہرہ کی چھائیاں یا جھائیاں کہا جاتا ہے۔

ایسی صورت میں ثقیل، بادی غذاؤں، کھٹی گرم اور محرک اشیاء، سگریٹ، تمباکو نوشی اور تیل، چائے، اور گائے کے گوشت وغیرہ سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہئے۔

اور علاج کے طور پر ہلدی اور تلوں کو پانی میں پیس کر چہرہ کے متاثرہ مقام پر کچھ دنوں تک لیپ کیا کریں، یا تلسی کے پتے پانی میں پیس کر متاثرہ مقام پر لیپ کیا کریں۔

ریٹھے کا چھلکا پانی میں پیس کر لگانے سے بھی چہرے کے داغ دھبے دور ہوجاتے ہیں۔

کلونجی کا سفوف بنا کر اور پانی میں شامل کر کے چہرہ پر لیپ کرنا بھی اس مرض میں مفید ہے۔

خون کے بگاڑ کی اصلاح کے لئے شاہترہ، عناب اور گل منڈی تینوں کو بقدرِ ضرورت پانی میں بھگودیں، صبح کو یہ پانی چھان کر چند دن تک پیا کریں۔

پیروں یا انگلیوں میں اٹّن، یا گٹا پڑنا (Foot Allergies)

بعض اوقات جوتے وغیرہ کی رگڑ سے یا زمین پر دیر تک بیٹھنے اور رگڑ لگنے سے انگلیوں پر اٹّن یعنی گٹّا پیدا ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔

اس کو دور کرنے کی آسان تدبیر یہ ہے کہ اٹن کے بالائی سخت حصے کو صاف تیز چاقو یا استرے یا بلیڈ سے تراش کر اس جگہ پپیتے کا دودھ لگائیں، اور اوپر لیموں کاٹ کر باندھ دیں، چند بار

ایسا کرنے سے اٹّن یا گٹّے کو افاقہ ہو جاتا ہے۔

پاؤں کی ایڑیوں کا پھٹنا (Plantar Fasciitis)

سردیوں وغیرہ کے موسم میں بعض مرد یا عورتوں کے پاؤں کی ایڑیاں پھٹ جاتی ہیں، جن میں مٹی اور میل کچیل جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے، بعض اوقات زیادہ پھٹنے پر خون بھی رِسنے لگتا ہے، اور یہ پھٹن جسم اور خون کے اندر میل کچیل منتقل کرنے کا سبب بن کر طرح طرح کی خطرناک بیماریوں کا باعث بن سکتی ہے۔

ایسی صورت میں ایڑیوں اور پیروں کی صفائی کا اہتمام کرنا چاہیے، روزانہ ایڑیوں کا میل کچیل صاف کرنا چاہیے، ایڑیاں پھٹنے کی صورت میں بڑ کے درخت کے پتوں یا اس کی شاخ سے نکلنے والا دودھ پھٹی ہوئی جگہ میں بھر دینا مفید ہے۔

اس کے علاوہ موم چھ ماشہ لے کر چار تولہ تلوں کے تیل میں پکائیں، اس کے بعد رال ایک تولہ باریک پیس کر اس میں ملائیں اور تھوڑی دیر آگ پر پکا کر نیچے اتار لیں۔

یہ مرہم متاثرہ ایڑیوں پر اس طرح لگائیں کہ پھٹی ہوئی جلد کے اندر جذب ہو جائے، یہ ایڑیوں کی پھٹن کے لئے نہایت مفید دوا ہے۔

ہاتھ پاؤں میں زیادہ پسینہ آنا (Sweating)

بعض افراد کے ہاتھ یا پاؤں میں بہت زیادہ پسینہ آتا ہے، جس کی وجہ سے الجھن ہوتی ہے، کام کاج میں مشکل پیش آتی ہے، ہاتھوں کا پسینہ میل کچیل کے ساتھ دوسری چیزوں پر منتقل ہوتا ہے، اور دوسری چیزوں کا میل کچیل بھی گیلے ہاتھوں پر منتقل ہوتا ہے۔

اس بیماری کے علاج کے لئے بیری کے پتے پیس کر ہاتھ پاؤں میں لگانا مفید ہے۔

اس کے علاوہ کیکر کے درخت کی پتیاں خشک باریک پیس چھان کر ہاتھ کی ہتھیلی اور پاؤں کے

www.idaraghufran.org

تلووں میں مَلنا بھی مفید ہے۔

بینگن کا پانی نکال کر ہاتھ کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں پر لگانے سے بھی اس بیماری کو افاقہ ہوتا ہے۔

اگر پھٹکری پانی میں گھول کر اس سے ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کو چند مرتبہ دھویا جائے، تو بھی اس مرض میں فائدہ ہوتا ہے۔

بواسیر (Piles)

بعض اوقات مقعد یعنی پاخانہ والے مقام میں خارش درد اور سوزش و جلن ہوتی ہے، اور اس کے نتیجہ میں بعض اوقات مقعد کے اندر یا باہر مسے پیدا ہوجاتے ہیں، جس کو بواسیر کہا جاتا ہے، جب اس مرض میں شدت ہوتی ہے، تو ان علامات میں اضافہ ہوجاتا ہے، عموماً قبض کی شکایت ہوتی ہے، بواسیر خونی میں ان مسوں سے خون بہنا شروع ہوجاتا ہے، بعض مرتبہ خون ویسے ہی خارج ہوتا ہے، اور بعض مرتبہ پاخانہ کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

بواسیر کے اسباب میں جگر کے امراض، مسلسل قبض اور غذائی بے اعتدالیوں کو شمار کیا جاتا ہے، سرخ مرچ اور گرم مسالہ کا کثرت سے استعمال، تیزابیت اور ریاح کا ہونا، بڑے گوشت اور انڈے وغیرہ کا زیادہ استعمال، بادی اور ثقیل اشیاء کا بکثرت استعمال بھی اس مرض کے پیدا ہونے کے اسباب ہیں، موروثی اثرات کو بھی اس کے سبب میں شمار کیا جاتا ہے۔

اگر بواسیر خونی ہو، تو پہلے خون کو بند کرنا چاہیئے، تاہم یہ خیال رہے کہ مسوں سے نکلنے والا خون اگر سیاہ اور گاڑھا ہو، اور اس کے نکلنے کی وجہ سے کمزوری واقع نہ ہو، تو اس کو بند کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

بواسیر کے مرض میں گرم اشیاء، گرم مصالحہ، سرخ مرچ، گوشت، انڈہ، ثقیل، بادی اور ترش اشیاء سے مکمل پرہیز کرنا چاہیئے، قبض نہیں ہونے دینی چاہیئے۔

انجیر کا استعمال، بواسیر اور اسی کے ساتھ جوڑوں کے درد کے لئے انتہائی مفید ہے۔

ہارسنگھار، نامی پودے کے بیجوں کو چھیل کران کی گری دو تولے لیں، اور تین ماشہ سیاہ مرچ کے ساتھ پیس کر پانی میں گوندھ کر مونگ کی دال کے دانہ کے برابر گولیاں بنائیں، دو تین ماشے گولیاں روزانہ صبح کو پانی سے کھانا خونی بواسیر کے لئے مفید ہے۔

کنگھی بوٹی کے پتے اکیس عدد لے کر اکیس کالی مرچوں کے ساتھ پیس کر سات گولیاں بنائیں، ایک ایک گولی صبح وشام پانی سے کھائیں، یہ خونی وبادی بواسیر کے لئے مفید ہے۔

نیم کی گٹھلی کا مغز نکال کر اس کے ہم وزن سونف لے کر باریک پیسیں اور دونوں کے برابر کھانڈ یا سرخ شکر یا مصری ملا کر تین تین ماشے صبح وشام پانی سے پھانکیں، یہ نسخہ مقعد کی خارش اور بادی بواسیر کے لئے مفید ہے۔

کالی زیری پانچ تولے لے کر آدھی کو بھون لیں، اور آدھی کو ویسے ہی رہنے دیں، پھر دونوں کو ملا کر روزانہ تین ماشے پانی کے ساتھ پھانکیں، یہ نسخہ خونی وبادی بواسیر کے لئے مفید ہے۔

کگرونده بوٹی کو پیس کر ٹکیہ بنا کر بواسیر کے مسوں پر ہلکا گرم باندھنے سے ان کی جلن دور ہو جاتی ہے، سوجن اتر جاتی ہے۔

نیم یا ڈریگ کے پتوں کو پانی میں جوش دے کر اس پانی میں کپڑے کی گدی بھگو بھگو کر مسوں کو سینکنے اور ان ہی کے پتوں کی ٹکیہ باندھنے سے مسوں کی سوجن دور ہو جاتی ہے، خارش، درد اور جلن ہو، تو وہ بھی کم ہو جاتی ہے۔

اگر پیشاب یا پاخانہ کے راستہ سے خون آتا ہو، تو اس سے نجات کے لئے ایک تولہ آملہ پانی میں پیس چھان کر مصری یا شکر میں ملا کر پلانے کی حیرت انگیز تاثیر ہے۔

یرقان (Hepatitis)

بعض اوقات زرد بخار یا جگر کی بیماریوں یا گرم اور کثرت سے تیز اشیاء کے استعمال سے اور

بعض اوقات جگر یا تلی کے امراض سے یرقان ہوتا ہے، اس طرح کے یرقان کو ''پیلیا'' اور ''صفراوی یرقان'' بھی کہا جاتا ہے۔

صفراوی یرقان کے مرض میں آنکھ کے سفید پردے، نیز جلد پر زردی یا سیاہی چھا جاتی ہے، بعض اوقات مرض کی شدت کے باعث آنسوؤں اور پسینہ کی رنگت بھی زرد ہو جاتی ہے، ہاضمہ خراب، منہ کا ذائقہ کڑوا، بھوک ختم ہو جاتی ہے، پیٹ پھولا ہوا اور قبض کی شکایت ہو جاتی ہے، پاخانہ کی رنگت سفید ہو جاتی ہے، پیشاب گہرے زرد رنگ کا آتا ہے، جلد میں خارش اور بعض اوقات پھوڑے پھنسیاں بھی نکل آتی ہیں۔

صفراوی یرقان کے مرض میں آلو، گوبھی، بینگن، چنے کی دال، ماش کی دال، مسور کی دال، انڈا، مچھلی، کباب، گائے کا گوشت، تیل، ترشی اور مرغن غذاؤں سے مکمل پرہیز کرنا چاہئے، تیز اور محرک چیزیں مثلاً شراب، تمباکو نوشی، قہوہ، چائے اور گرم مصالحہ بھی استعمال نہیں کرنا چاہئے، لہسن، پیاز، سرخ مرچ اور چکنائیاں بھی یرقان کے مرض میں مضر ہیں، مریض کو ہلکی اور جلد ہضم ہونے والی غذا استعمال کرنی چاہئے، مثلاً چپاتی، سبزیوں میں کدو، ٹینڈے، شلجم، خرفہ وغیرہ، بکری کے گوشت کا شوربا، کالے چنے کا شوربا، اور مونگ کی دال کا استعمال بھی صفراوی یرقان میں مفید ہے۔

مولی کے پتوں کا 125 ملی لیٹر پانی دن میں دو مرتبہ پلانا صفراوی یرقان کے لئے مفید ہے، اگر مولی کے پتوں کو کوٹ کر ان کا پانی نچوڑیں اور اس کو آگ پر رکھیں، جب اس میں جوش آجائے تو اتار کر لال شکر ملا کر پئیں تو زیادہ مفید ہے۔

اس کے علاوہ مولی کے پتوں کو پکا کر کھانا بھی صفراوی یرقان میں مفید ہے۔

تخم کاسنی 12 گرام رات کو بھگو دیں، صبح چھان کر اس کا پانی پلائیں، یہ بھی صفراوی یرقان میں مفید ہے۔

املی 6 گرام، آلو بخارا 6 گرام، رات کو بقدرِ ضرورت پانی میں بھگو دیں اور صبح دوپہر شام

www.idaraghufran.org

پلائیں، یہ بھی صفراوی یرقان کا مفید علاج ہے۔

مہندی کی پتیاں دو تولہ رات کو پانی میں بھگو کر رکھیں، صبح کو چھان کر پلائیں، یہ بھی صفراوی یرقان میں بہت مفید ہے۔

فالسہ اور اس کے شربت کا استعمال ''صفراوی یرقان'' میں بے حد مفید ہے، اس کے علاوہ شربتِ بزوری اور شربتِ دِینار بھی مفید ہے۔

یرقان کی ایک قسم ''یرقانِ اسود'' یعنی کالا یرقان کہلاتی ہے، اس کے علاوہ موجودہ دور میں یرقان کی اور بھی اقسام مشہور ہوگئی ہیں۔

افتنین کی لکڑی ایک پاؤ کی مقدار میں لے کر ڈیڑھ کلو پانی میں جوش دیں، اور آدھا کلو چینی شامل کریں، جب آگ پر پکتے ہوئے ڈیڑھ کلو میں سے آدھا کلو پانی خشک ہوجائے، تو اس پانی کو چھان کر صاف بوتل میں محفوظ رکھیں۔

اور روزانہ ایک کپ کا چوتھائی حصہ صبح اور اتنا ہی دوپہر اور اتنا ہی شام کو استعمال کریں۔

یہ نسخہ ہر قسم کے یرقان کے لئے مفید ہے۔

اس کے علاوہ کیکر کے پھول لے کر اس کے برابر مصری شامل کریں، اور سفوف بنالیں، اور روزانہ ایک تولہ صبح تازہ پانی کے ساتھ یہ سفوف استعمال کریں، یہ بھی مختلف قسم کے یرقان کے لئے مفید نسخہ ہے۔

سرطان (Cancer)

سرطان یا کینسر ایک خطرناک اور مہلک مرض ہے، جس میں بے جا خلیات (Cells) کی نشو ونما ہوتی ہے، سرطان یا کینسر نئے بننے والے خلیات (Cells) کے خلقی مادے (Genetic Material) میں بے قاعدہ تبدیلی کی وجہ سے وجود پذیر ہوتا ہے۔

سرطان یا کینسر کی مختلف اقسام ہیں، سرطان یا کینسر کا سبب ناقص غذائیں اور غذاؤں میں مختلف قسم کی بے احتیاطی ہے، تمباکو نوشی، سگریٹ، بیڑی، حقہ، پان، نسوار، زہریلا دھواں،

غیر صاف اور غیر معیاری خاص کر بازاری کھانے وغیرہ اس کے بطورِ خاص اسباب ہیں، سرطان یا کینسر جسم کے مختلف حصوں میں ہوسکتا ہے، سرطان یا کینسر سے حفاظت اور بچاؤ کے لئے غذاؤں میں احتیاط واعتدال اور صفائی اور مرغن غذاؤں کی زیادتی سے پرہیز اور ورزش کا اہتمام اور ہر طرح کی تمبا کونوشی سے اجتناب بہت اہم ہے۔

سرطان یا کینسر کے بے شمار مریض متوازن خوراک اور متحرک زندگی یعنی ورزش کو معمول بنانے سے صحت یاب ہوسکتے ہیں۔

روزمرہ کی غذاؤں میں چربی کا استعمال کم کیا جائے، ریشہ دار غذاؤں مثلاً پھل اور سبزیوں کا اضافہ کیا جائے، جو سبزیاں کچی کھائی جاسکتی ہوں، ان کو کچی کھانے کی کوشش کی جائے، مثلاً گاجر، گوبھی، کھیرا اور مولی وغیرہ۔

پھل اور سبزیاں کھانے سے کینسر کے خطرات کو کافی حد تک کم کیا جاسکتا ہے۔

گاجر کا جوس روزانہ وافر مقدار میں استعمال کرنا کینسر کے لیے انتہائی مفید ہے۔

بقدرِ ضرورت سیاہ زیرہ پیس کر سفوف بنائیں، اور صبح، دوپہر اور شام تین رتی کے بقدر تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں، کینسر کے لئے مجرب وکارآمد نسخہ شمار کیا گیا ہے۔

خالص ہلدی کا کثرت سے استعمال کرنا اور دھماسا، جس کو دھمیاں بھی کہتے ہیں، اس کا قہوہ استعمال کرنا کینسر میں نہایت مفید ہے۔

جسم کے کسی بھی حصہ کے کینسر میں ''قسطِ شیریں'' اور ''کلونجی'' بہترین علاج ہے۔

ایک کلو زیتون کے تیل میں 100 گرام ہلدی ملا کر پکائیں، اور بعد میں نیم گرم دو تین قطرے پینے کے لیے استعمال کریں، یہ نسخہ بھی کینسر کے لیے مفید ہے۔

آڑو کی گٹھلی کا مغز یا خوبانی کی گٹھلی کا مغز بھی تھوڑی تھوڑی مقدار میں ہر گھنٹہ بعد استعمال کرنا کینسر کے لیے مفید ہے۔

آنتوں کے کینسر میں مریض کو ناشتہ میں جَو کا دلیہ شہد ڈال کر دینا مفید ہے۔

زخموں کو بھرنے کے لیے مہندی کے پتے نہایت مفید ہیں۔
خوراک کے ساتھ آدھا گرام مہندی کے پتے شامل کیے جائیں، مہندی کا جوشاندہ بھی مفید ہے۔

بلڈ پریشر (Blood pressure) کا زیادہ یا کم ہونا

بعض اوقات خون کا دباؤ اعتدال سے نکل کر زیادہ یا تیز ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات اعتدال سے کم ہو جاتا ہے، اگر خون کا دباؤ زیادہ ہو، تو اس کو ''بلند فشارِ خون یا ہائی بلڈ پریشر'' (High Blood pressure) کہا جاتا ہے، اور خون کا دباؤ اعتدال سے کم ہو جائے، تو اس کو ''کم فشارِ خون یا لو بلڈ پریشر'' (Low Blood pressure) کہا جاتا ہے۔
معتدل یا نارمل بلڈ پریشر 80/120 تک شمار کیا جاتا ہے۔

ہائی بلڈ پریشر (High Blood pressure)

جب بلڈ پریشر تیز یا زیادہ ہوتا ہے، تو سر میں درد ہوتا ہے، سر چکراتا ہے، نیند نہیں آتی، سانس پھولتا ہے، دل گھبراتا ہے، دل کی دھڑکن کی آواز یعنی اس کی آہٹ سنائی دیتی ہے۔
بلڈ پریشر تیز یا زیادہ ہونے کا سبب شریانوں کی سختی، خون میں چکنائی کی زیادتی، دماغی وجسمانی محنت، رنج وفکر، شراب نوشی، تمباکو نوشی، معدہ اور جگر کے بعض امراض، دائمی قبض، بدہضمی، موٹاپا وغیرہ، اور مرغن، محرک اور ثقیل غذاؤں کا زیادہ استعمال ہوتا ہے۔
اس لئے مذکورہ چیزوں کے استعمال کو ختم یا حتی الامکان کم کرنا چاہیے۔
ہائی بلڈ پریشر سے بچنے کے لئے آلو بخارا تین دانے، پودینہ بارہ گرام لے کر دونوں کو جوش دیں، اور چھان کر صبح نہار منہ روزانہ استعمال کریں۔
اس کے علاوہ لہسن، ادرک کا پانی اور شہد ہم وزن ملا کر ایک بڑا چمچ صبح وشام استعمال کرنا بھی اس مرض میں مفید ہے۔
صندل سفید اور چھوٹی الائچی کا قہوہ، ہائی بلڈ پریشر کے لیے بہت مفید ہے۔

اسرول جس کو سرپ گندھا اور چھوٹا چاند بھی کہا جاتا ہے، اس کو لے کر کُوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور ڈیڑھ ڈیڑھ ماشہ کی مقدار میں دودھ یا پانی کے ساتھ صبح وشام دیں، یہ مستقل طور پر رہنے والے ہائی بلڈ پریشر کی مفید دوا ہے۔

اس مرض کے دوران قبض نہ ہونے دیں، جسم سے پسینہ کے اخراج کی تدبیر کریں، صاف اور کھلی فضاء میں رہنے اور ہری بھری جگہوں کی سیر کرنے کی کوشش کریں، غصہ کے استعمال، رنج وغم اور پریشانی سے بچنے کا اہتمام کریں۔

لو بلڈ پریشر (Low Blood pressure)

اگر بلڈ پریشر لو یعنی کم ہو، تو اس میں خون کا بہاؤ، طبعی دباؤ سے کم ہو جاتا ہے، دل کے سکڑنے کے عمل میں سستی واقع ہوتی ہے، سر میں درد ہوتا ہے، نیند نہیں آتی، غنودگی اور سستی طاری رہتی ہے، کسی کام کے کرنے کو دل نہیں چاہتا، تھوڑا سا کام کرنے سے تھکن محسوس ہوتی ہے، عموماً ہاتھ پاؤں ٹھنڈے رہتے ہیں، سردی کا احساس بڑھ جاتا ہے، آنکھوں اور گردن کے عضلات میں کھچاؤ محسوس ہوتا ہے، اکثر معدہ کے مقام پر درد محسوس ہوتا ہے، پیٹ میں ریاح اور گیس جمع ہوتی ہے، اگر ایک دو دفعہ غیر عادی اجابت ہو جائے، تو تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے، اور کبھی مریض اس مرض کے حملہ کی وجہ سے بے ہوش بھی ہو جاتا ہے۔

کمزور کرنے والی بیماریاں، خون کی کمی، افیون اور تمباکو کا استعمال، خوف و ہراس، مسلسل بدہضمی، غیر متوازن خوراک، نمکیات، وٹامن اور حیاتین کی کمی، بلڈ پریشر کے لو یا کم ہونے کے مرض کے اسباب شمار کیے جاتے ہیں۔

اگر بلڈ پریشر میں کمی عارضی ہو تو مریض کو چت یعنی سیدھا لٹا کر اس کے سر کے نیچے سے تکیہ نکال دیں اور پیروں کو ذرا اونچا کر دیں۔

بلڈ پریشر کم یا لو ہونے کی صورت میں چھ گرام دار چینی ایک کپ پانی میں جوش دے کر گڑ یا شہد ملا کر نیم گرم پلانا مفید ہے۔

اس کے علاوہ کلونجی 6 گرام ایک کپ پانی میں جوش دے کر ہلکا سا نمک ڈال کر نیم گرم استعمال کرنا بھی مفید ہے۔

بلڈ پریشر کم یا لو ہونے والے مریض کے لئے کھجور، انڈہ، شہد، مرغی کی یخنی، مچھلی کا گوشت، تازہ پھل اور خشک میوہ جات کا استعمال مفید ہے، اور فوری طور پر تھوڑے سے نمک کا استعمال بھی کم بلڈ پریشر کو دور کرنے کے لئے مفید ہوتا ہے۔

ذیابیطس یا شوگر (Diabetes)

ذیابیطس یا شوگر کے مرض میں پیاس زیادہ لگتی ہے، پیشاب بہت اور بار بار آتا ہے، انسان جس قدر پانی پیتا ہے، وہ تھوڑی دیر کے بعد پیشاب کے راستے سے نکل جاتا ہے، پیشاب کے ساتھ شکر خارج ہوتی ہے، لیکن جب پیشاب کے ساتھ شکر خارج ہوتی ہے، اس وقت پیاس کا زیادہ لگنا اور پیشاب کا زیادہ آنا ضروری نہیں، اس مرض کو ذیابیطس یا شوگر کہا جاتا ہے۔

عام طور پر یہ مرض چالیس سال کی عمر کے بعد ہوتا ہے، لیکن کبھی کبھی چھوٹی عمر والوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

جو لوگ آرام وآسائش سے رہتے ہیں اور نقل وحرکت، چلنا پھرنا اور ورزش نہیں کرتے، غذا میں میٹھی اور نشاستہ دار چیزیں زیادہ استعمال کرتے ہیں، وہ اس مرض میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں، رنج وغم، فکر وپریشانی بھی اس مرض کے پیدا ہونے میں مدد دیتے ہیں، بعض لوگوں میں یہ مرض موروثی طور پر بھی ہوتا ہے۔

جب یہ مرض شروع ہوتا ہے، تو مریض کو پیاس زیادہ لگتی ہے، کمزوری روز بروز بڑھتی جاتی ہے، اس کے بعد جب یہ مرض بڑھ جاتا ہے، تو پیاس کی وجہ سے مریض کا منہ خشک رہنے لگتا ہے، منہ کا مزہ میٹھا رہتا ہے، سانس میں خاص قسم کی میٹھی میٹھی بوآتی ہے، بعض مریضوں کو

Idara Ghufran

بھوک کا ہُوکا ہوجاتا ہے، کھانے کے تھوڑی دیر بعد پھر بھوک لگ جاتی ہے، عام طور پر قبض رہتی ہے، جسم میں کمزوری اور لاغری بڑھ جاتی ہے، بدن کی جلد خشک کھردری سی ہوجاتی ہے، اور کھجانے پر اس سے بھوسی جھڑتی ہے، ہاتھ پاؤں ٹھنڈے رہتے ہیں، لیکن ہتھیلیاں اور تلوے جلا کرتے ہیں، مریض جس جگہ پیشاب کرتا ہے، وہاں چیونٹیاں جمع ہونے لگتی ہیں۔
بعض اوقات جسم میں چیونٹیاں سی چلتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں، انگلیاں وغیرہ سن ہونے لگتی ہیں، نظر اور بینائی کمزور ہونے لگتی ہے۔

اس مرض سے بچنے کے لئے میٹھی چیزیں نہیں کھانی چاہئیں، نشاستہ دار چیزوں کا زیادہ استعمال بھی مناسب نہیں، جو نشاستہ دار چیزیں کھائی جائیں، ان کے ساتھ سبز ترکاریوں اور ساگ پات یعنی سلاد وغیرہ کو ضرور کھائیں، ورزش اور نقل وحرکت، پیدل چلنے اور چہل قدمی وغیرہ کا اہتمام ضرور کریں، قبض نہ ہونے دیں، جہاں تک ہوسکے رنج وغم سے دور رہتے ہوئے خوش وخرم رہنے کی کوشش کریں۔

اس مرض کے علاج میں دواؤں سے زیادہ غذائی پرہیز کی ضرورت ہوتی ہے، مریض کو ہر قسم کی میٹھی اور نشاستہ دار چیزوں سے پرہیز کرایا جائے، کیونکہ نشاستہ دار چیزیں جسم میں ہضم کے دوران شکر بن جاتی ہیں، گڑ، شکر، کھانڈ، چینی اور ان سے بننے والی مٹھائیاں، گنا اور تمام میٹھے پھل ذیابیطس کے مریض کو نہیں کھانے چاہئیں، اگر چاہیں تو ان میٹھی چیزوں کے بجائے شوگر فری (Sugar Free) چیزیں استعمال کرسکتے ہیں۔

نشاستہ دار چیزوں سے مکمل پرہیز مشکل ہے، اس لئے یہ جس قدر بھی کم استعمال کی جائیں، بہتر ہے، خالص شہد بعض ماہرین کے مطابق شوگر کے مریض کے لئے نقصان دہ نہیں، چاول اور تمام دالیں ذیابیطس میں نقصان دیتی ہیں، شوگر کے مریض بھوسی دار بے چھنے آٹے کی روٹی استعمال کریں، سالن وترکاری میں لوکی (گھیا) ٹنڈے، توری، ککڑی، پالک، خرفہ، بھتوا، چولائی، سرسوں، تارامیرا، میتھی وغیرہ جیسی سبزیوں اور ساگوں کا زیادہ استعمال کریں،

جولوگ گوشت کھاتے ہیں، وہ ان سبزیوں کوبکرے کے گوشت کے ساتھ کھائیں، تو مناسب ہے، گوشت، انڈا، دودھ، دہی، پنیر، مکھن، گھی یہ چیزیں ذیابیطس میں مفید ہیں، چھاچھ اور کھٹی لسی بھی مفید ہے، یہ پیاس کو بجھاتی ہے، اور بدن کو غذائیت دیتی ہے، البتہ دودھ زیادہ نہ استعمال کیا جائے، اور اس میں گڑ، شکر یا چینی نہ ملائی جائے، آلو، شکرقند، شلجم، چقندر اور گاجر جیسی چیزیں بھی ذیابیطس یا شوگر کے مریض کو حتی الامکان نہیں کھانی چاہئیں، یا کم از کم کھانی چاہیے۔

کھٹ مٹھے پھل جیسے سیب، آلو چہ، لوکاٹ، اناناس اور انار وغیرہ شوگر کے مریض کو کھانا مضر نہیں، لیکن آم، انگور، کھجور، امرود، خربوزہ، کھجور وغیرہ میٹھے پھل نہیں کھانے چاہئیں، خشک میوے یا ڈرائی فروٹ میں بادام، چلغوزہ، پستہ، کاجو، اور ناریل وغیرہ مناسب مقدار میں کھانے میں حرج نہیں۔

ذیابیطس یا شوگر کے مرض میں کندوری کے پتے سات عدد، کالی مرچ سات دانے کے ساتھ پیس چھان کر پینے سے فائدہ ہوتا ہے۔

سبز کریلے کو کوٹ کر اس کا پانی نچوڑ کر پانچ تولے روزانہ پینا، ذیابیطس کے لئے مفید ہے۔

جامن کی گٹھلی کی مینگ دو تولے، پوست خشخاش دو تولے کو پیس چھان کر صبح وشام تین تین ماشے چھاچھ یا پانی کے ساتھ کھانا بھی ذیابیطس یا شوگر میں مفید ہے۔

بنولہ دو تولے کو تھوڑا سا کوٹ کر تین پاؤ پانی میں جوش دیں، یہاں تک کہ ایک پاؤ رہ جائے، اس کو چھان کر پینا بھی ذیابیطس یا شوگر کے مرض میں مفید ہے۔

اس مرض میں گڑمار بوٹی کا استعمال بھی مفید ہے۔

خشک آملہ اور جامن کی گٹھلی کو برابر وزن لے کر سفوف بنائیں، یہ سفوف پانی کے ساتھ چھ چھ ماشہ (یعنی چھ چھ گرام) کھائیں، یہ ذیابیطس یا شوگر بلکہ لبلبہ کی کارگردگی کو مؤثر بنانے کے لئے مفید ترین دوا ہے۔ اس مرض کے دوران زیادہ پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائیں۔

جریان، یا دھات آنا (Semenuria)

چائے، تمباکو، یا گرم مقوی اور محرک اشیاء کے بکثرت استعمال، فحش و بے حیائی کی باتیں یا چیزیں دیکھنے، پڑھنے اور کرنے سے یا عورتوں کے ساتھ اختلاط اور میل جول رکھنے سے یا غذا کی بے احتیاطی سے، یا کسی جسمانی عارضہ سے بلا ارادہ پیشاب کے راستہ سے لیس دار مادہ خارج ہونے لگتا ہے، جو بعض اوقات پیشاب کے ساتھ خارج ہوتا ہے، جس کو جریان یا دھات آنا کہا جاتا ہے، اس مرض کی وجہ سے روز بروز کمزوری بڑھتی جاتی ہے، مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے، اور بھی کئی قسم کے عوارض لاحق ہو جاتے ہیں۔

ایسی صورت میں املی کے بیج اور شکر یا چینی ہم وزن لے کر باریک سفوف بنائیں، اور دو دو گرام صبح و شام پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

اس کے علاوہ خشک دھنیا اور اس کے ہم وزن چینی ملا کر سفوف بنا کر دو گرام صبح اور شام پانی کے ساتھ استعمال کرنا بھی اس مرض میں مفید ہے۔

اگر کسی نوجوان کو مزاج میں زیادہ گرمی ہونے کی وجہ سے یہ مرض لاحق ہو، تو شیشم کے درخت کے سبز پتے، ایک مٹھی بھر مقدار میں رات کے وقت ایک چینی کے پیالہ میں ڈال کر بھگو دیں، اور صبح کو ان پتوں کو مَل کر اور چھان کر اس پانی میں بقدرِ ضرورت چینی شامل کر کے پی لیں، ایک ہفتہ کے استعمال سے یہ شکایت بحکمِ الٰہی رفع ہو جاتی ہے، کثرتِ احتلام کی بیماری ہو، تو اس سے بھی نجات مل جاتی ہے۔

جس کو جریان یا دھات کا عارضہ ہو، اسے زیادہ گرم اور محرک اشیاء نیز تلی ہوئی اور کھٹی چیزوں سے، اور اسی طرح ثقیل، بادی غذا اور تمباکو نوشی وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہیے، اور اپنے آپ کو فحش و بے حیائی کے افکار اور کاموں و باتوں سے بچا کر رکھنا چاہیے۔

کثرتِ احتلام (Nocturnal Ejaculation)

سوتے وقت نیند میں مادۂ منویہ خارج ہونے کو احتلام کہا جاتا ہے، اگر جوانی کے زمانہ میں مہینہ یا پندرہ دن میں ایک مرتبہ احتلام ہو جائے، تو یہ طبی اعتبار سے بیماری نہیں، لیکن اگر اس میں اضافہ ہو جائے، اور معمول بن جائے، تو پھر یہ بیماری شمار ہوتا ہے، جس کے علاج کی ضرورت ہوتی ہے۔

کثرتِ احتلام کا سبب فحش و بے حیائی، عورتوں کی باتیں کرنا، اس طرح کا لٹریچر پڑھنا یا اس طرح کے پروگرام دیکھنا، اس طرح کی چیزوں کو سوچنا اور تفکر کرنا ہوتا ہے، اور بعض اوقات کسی جسمانی عارضہ مثلاً قبض اور ریاح وغیرہ کے رہنے سے بھی کثرتِ احتلام کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے۔

ایسے مریض کو چاہئے کہ زیادہ گرم اور محرک اشیاء اور ثقیل، بادی چیزوں سے حتی الامکان پرہیز کرے۔

کھانا سونے سے تقریباً تین گھنٹے پہلے کھا لیا کرے، پیشاب کر کے سویا کرے، فحش اور شہوانی خیالات و افکار اور چیزوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھے، فوراً دودھ پی کر نہ سویا کرے، اور کروٹ کے بل سونے کی کوشش کیا کرے، احتلام نہ ہونے کا مضبوط تصور کر کے سویا کرے۔

رات کو سونے سے پہلے چٹکی بھر نمک کھانے سے احتلام سے حفاظت رہتی ہے۔

املی کے بیج اور اس کے ہم وزن چینی شامل کر کے باریک سفوف بنائیں، دو گرام صبح اور دو گرام شام پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

اس کے علاوہ خشک دھنیا ضرورت کے مطابق لے کر کوٹ چھان لیں، اور اس کے برابر چینی شامل کر کے چند دن، روزانہ صبح نہار منہ تازہ پانی کے ساتھ کھائیں۔

شوگر کے مریض چینی شامل نہ کریں۔

سیلانُ الرحم یا لیکوریا(Likoria)

خواتین کو بعض اوقات عام جسمانی کمزوری، ناقص غذاؤں کے استعمال، دائمی قبض، بدہضمی، ذہنی پریشانی، اور فاسد خیالات، یا حمل کے دوران بے احتیاطی وغیرہ کی وجہ سے پیشاب کے راستہ سے سفید زردی مائل رطوبت خارج ہوتی ہے، اس کو سیلانُ الرحم یا لیکوریا کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے کمر وغیرہ میں درد ہوتا ہے، طبیعت میں سستی، کاہلی واقع ہوتی ہے، اور بھی کئی قسم کی شکایتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔

اس بیماری میں مغز تخم تمر ہندی اور چینی ہم وزن ملا کر سفوف بنائیں، اور دو گرام روزانہ صبح وشام دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

اس کے علاوہ آملہ خشک اور ملٹھی دونوں کو ہم وزن لے کر باریک کوٹ چھان لیں، اور تین گنا شہد ملا کر روزانہ صبح وشام چھ چھ ماشہ کھا کر دودھ پئیں۔

اس بیماری کے دوران ثقیل، بادی، کھٹی اور گرم غذاؤں سے پرہیز کریں، گرم مصالحہ جات، بڑے گوشت، چائے، کافی، تمباکو نوشی وغیرہ سے بھی پرہیز کریں، اور اپنے آپ کو فحش و بے حیائی کے افکار وخیالات اور چیزوں سے بچا کر رکھیں۔

حیض کی زیادتی یا استحاضہ(Bleeding)

بعض عورتوں کو مخصوص ایام میں حیض کا بہت زیادہ خون آتا ہے، بعض اوقات مخصوص عادت سے زیادہ اور عادت سے ہٹ کر بھی خون آنا شروع ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے کمزوری اور کئی قسم کی تکلیفیں پیدا ہوتی ہیں۔

ایسی صورت میں انار کے خشک چھلکے کو لے کر بقدرِ ضرورت شکر یا چینی شامل کر کے سفوف بنائیں، اور تین گرام دن میں دو دو مرتبہ شربتِ انجبار یا پانی کے ہمراہ استعمال کریں۔

ملتانی مٹی (یعنی گاچی) ایک تولہ کوٹ کر رات کو پاؤ بھر پانی میں گھول کر رکھیں، اور صبح کو اس

کے اوپر کا نتھرا ہوا صاف پانی لے کر پئیں، یہ نسخہ بھی مذکورہ بیماری میں مفید ہے۔

حیض کی بندش (Menopause)

بڑھاپے سے پہلے عورت کے صحت مند ہونے کے لئے معمول کے مطابق حیض کی آمد ضروری ہے، لیکن بعض عورتوں کو کسی بیماری سے حیض آنے کی عمر ہونے کے باوجود معمول کے مطابق حیض کی آمد بند ہوجاتی ہے، جو طرح طرح کی بیماریوں اور تکلیف کا باعث بنتی ہے۔

اگر کسی وقت حیض نہ آئے، تو زیرہ سفید چھ گرام اور دیسی اجوائن تین گرام کو ایک کپ پانی میں جوش دے کر نیم گرم صبح اور شام استعمال کریں، اس کے چند روز استعمال کرنے کے بعد حیض جاری ہوجاتا ہے۔

باؤبڑنگ چھ ماشہ، اور سونٹھ تین ماشہ اور گڑ دو تولہ لے کر آدھ سیر پانی میں جوش دیں، یہاں تک کہ پانی کی تہائی مقدار رہ جائے، پھر اس کو چھان کر پئیں، اس کے چند دن کے استعمال سے بھی حیض کی آمد شروع ہوجاتی ہے۔

ہالوں (Garden cress) سوئے (Dill) اور تخمِ گاجر (یعنی گاجر کے بیج) کا قہوہ پینا بھی اس مرض میں مفید ہے۔

پستان کا بڑا ہونا (Hypertrophy of Breast)

بعض عورتوں کے پستان بڑے ہوجاتے ہیں اور نیچے کو لٹک جاتے ہیں، جس کی وجہ سے عورت کی ہیئت بھدی ہوجاتی ہے۔

پستانوں کے بڑے ہونے یا لٹکنے کا سبب یا تو خون کے دوران کی زیادتی ہوتی ہے، یا سینہ اور جسم پر چربی کا چڑھنا ہوتی ہے، پستانوں کو کھینچنے، دبانے، مَلنے اور چھیڑ چھاڑ کرنے یا چھونے سے بھی یہ عارضہ لاحق ہوجاتا ہے، بعض اوقات بلغم پیدا کرنے والی، ثقیل و بادی اشیاء کا زیادہ استعمال کرنا بھی اس کا سبب ہوتا ہے۔

www.idaraghufran.org

ایسی صورت میں ظاہری سبب کو معلوم کر کے اس کا علاج کرنا چاہئے، چولی وغیرہ پہن کر پستان کو اوپر سہارا دے کر رکھنا چاہئے، مگر اتنی تنگ چیز پہننا طبی اعتبار سے نقصان دہ ہے، جس کی وجہ سے خون کا دوران رُک جائے، یا کمزور پڑ جائے۔

اس بیماری سے حفاظت کے لئے ہلکی اور جلدی ہضم ہونے والی غذاؤں کا زیادہ استعمال کرنا چاہئے، بھوک سے کچھ کم مقدار میں کھانا کھانا چاہئے۔

مولسری خام کو پانی میں پیس کر پستانوں پر آٹھ دس دن تک لیپ کرنے سے پستان سکڑ کر چھوٹے ہو جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ لیموں کا رَس اور سرکہ کا استعمال اور لیپ کرنا بھی مفید ہے۔

اندامِ نہانی کی خارش (Uteritis)

بعض خواتین کو اندامِ نہانی یعنی پیشاب والی جگہ میں خارش ہو جاتی ہے، اور کبھی یہ خارش بہت بڑھ جاتی ہے، اس شکایت سے بچنے کے لئے چند دن نمک، مرچ، گرم مصالحہ اور گڑ شکر اور تلی ہوئی چیزوں کا استعمال بہت کم کر دینا چاہئے، اندامِ نہانی کو روزانہ گرم پانی سے دھونا چاہئے، اور اس کے بعد کافور کو عرقِ گلاب میں حل کر کے متاثرہ خارش والے مقام پر لگانا چاہئے۔

فقط

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

محمد رضوان

۱۵/ربیع الثانی/۱۴۳۷ھ 26/جنوری/2016ء بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

Idaraghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: اصلاح وتزکیہ

اصلاحِ اخلاق

اور

حفاظتِ زبان

قرآن وسنت کی روشنی میں

حُسنِ اخلاق واصلاحِ اخلاق کے فضائل وفوائد، بدخلقی وبداخلاقی کے عذابات ونقصانات

حُسنِ اخلاق واصلاحِ اخلاق میں زبان کی اہمیت، زبان کے ذریعہ سے بداخلاقی

وبدخلقی کی صورتیں، حفاظتِ زبان، اور آفاتِ زبان کی تفصیل وتشریح

آفاتِ زبان سے بچنے اور حفاظتِ زبان کے مسنون طریقے

قرآنی آیات، مستند احادیث اور معتبر تشریح وتوضیح کا جامع ومفید مجموعہ وذخیرہ

تزکیہ واصلاح کے موضوع پر ایک جامع، نافع وسہل کتاب

مصنّف

مفتی محمد رضوان

Idara Ghufran

www.idaraghufran.org